نذر

بعہد دولت ابد مدت دارائی سپہر آستان کارکیائی فرشتہ پاسبان
اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ ظل سبحانی اعلیحضرت میر محبوب علیخان بہادر
بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی رؤس الانام برہ و احسانہ

یہ ناچیز ہدیہ

بگرامی خدمت فیض درجت
اعتضاد السلطنۃ ناصر الملۃ معلی القاب عالیجناب ہلال رکاب سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک وقار الامرا نواب محمد فضل الدین خان بہادر وزیر اعظم دولت آصفیہ
ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ بصد ادب بامید قبولیت

بسرپرستی و کمال پروری مصطفوی
گوہر مرتضوی تبار علامہ نحریر اقلیدس تحریر عالیجناب نواب موتمن جنگ
عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات دام اقبالہ پیش کیا جاتا ہے
گر قبول افتد زہے عز و شرف

گذرانیدہ

فدوی خاص محمد حسین عفی عنہ

فہرست خلاصہ مضامین کتاب احکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین

فہرست ... المعرو...

بیاہی گنسرلنڈ فرزند فرانس آسن سیح

یہہ تاریخ جسمین سلاطین نامور و حکمائی مدبر کے حکایات و نصایح تمام عالم کی سلاطین فرانس ہیں مسمی بہ

احکام التاریخ

المعروف

محبوب السلاطین

جسکو مورخ نامور فرزانہ روشن گہر جناب منشی محمد حسین خانصاحب نے تالیف فرمایا

بمطبع نامی رائل مطابع عزیز دکن طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

نتیجہ فکر روشن شاعر ساحری فن یگانہ روزگار منتخب لیل ونہار رشک خاقانی وعمعق ثالث لبید و فرزدق خاقان قلمرو سخن ساسان پنجم ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب عرشی تاجپوری مدظلہ علی رؤس الانام شاعر خاص حضور نظام

اگرچہ اعیان روزگار کے حالات سے عربی اور فارسی تاریخین لبریز ہین اور عجمی و تازی زبانین ان نامورون کے واقعات سے مالامال - مگر وہ چیز جسکو زمانہ کی آنکھین آج ڈھونڈرہی ہین اور موجودہ زمانہ کے جوہری جن موتیون کی تلاش مین ہین اوس گوہر شبچراغ سے یہہ دونون صدف خالی ہین - یا ان موتیون کی اون جوہریون کو

قدر ہی نہ تھی یا دانستہ اُن گران بہا جواہرات کو اپنے مبارک جانشینون کیلئے چھوڑ گئے یہہ کہنا کہ اسلامی مورخین اس کوچہ سے نابلد اور فن تاریخ مین کامل نہ تھے عقل انسانی کا خون کرنا ہے متعصب مورخین کے غلط فہمیون نے اگلے تاریخ نگارون کو مورد الزام بنایا ہے چونکہ دامن سلطنت ہمیشہ عیب پوش اور پردہ دار ہوتا ہے اسلیئے اُن کی عہد حکومت مین اون کے عیوب پر نظر نہین پڑتی آیندہ نسلین ہمارے نگاہون سے دور ہین معلوم نہین کس لباس اور کس ہیئت مین آنے والی ہین - اور موجودہ تہذیب اور طرز تمدن کا کن ہتیارون سے مقابلہ کرنیوالی ہین -

تاریخ جسکی آنکھون کے سامنے حدوث و قدم اور وجوب و امکان کے سر اپردے کھلے ہین عبرت کی نگاہون سے بتلا رہی ہے کہ ہر زمانہ کے مورخ اگلون کے علمی اور عملی کارنامے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہین اور اعتراضون کے سیلاب سے گذشتہ تہذیب کی عمارتون کو متزلزل کرتے رہے ہین -

صاحب السیف والقلم کی امت کے وہ بزرگ جو اپنے اپنے عہد کے اولوالعزم ناموران کا کارنامہ لکھہ گئے ہین اسی سیف وقلم کو پیش نظر رکھہ لیا ہے زیادہ حصہ فتوحات اور خانہ جنگیون سے لبریز پائیگا اور باقی حصہ مین ایسے علمی جلسے نظر آئینگے کہ آپ ہر عہد کے آئمہ ہر عصر کے علما کی خیالی تصویر ایک خیالی لباس مین دیکھہ لینگے مگر اون کی معاشرت اونکی عادات اور اونکی پرائیوٹ زندگی کا کہین پتہ نہ لگے گا جو موجودہ تہذیب کی نظر مین دلچسپ اور قابل فخر واقعات ہین اون کے مبارک جانشینون (اہل یورپ) نے اس بار گران کو اپنے دوش ہمت پر اوٹھا لیا اور ہر نامور کی دو ورقی تصویر کھینچکر پبلک کے سامنے رکھدی جس سے اوس تصویر کا عیب و ہنر حسن و قبح رفتار و گفتار صورت و سیرت

بلکہ خط و خال تک نظر آنے لگا مگر یہہ اوس حالتمین ہے جب ایک ہی شخص کی لائف
لکھی جاتی ہے اور اوسکی علمی اور عملی کارنامے اور اوسکے تکلف یا سادہ پن کا خاکہ
کھینچنا مقصود ہوتا ہے مگر وہ مورخین جو سلاطین عالم یا مشاہیر حکما کا مرقعہ تنبیہا
للناظرین پبلک مین پیش کرتے ہین بجز اسکے کہ اُنکی تاریخ ولادت اور سن وفات
لکھکر خاموش ہو رہین کیا کر سکتے ہین - اسی گروہ کے ایک نامور مورخ ہین ہمارے
معزز دوست منشی محمد حسین خانصاحب جنہون نے سلاطین ایشیا اور یورپ کے
متعلق ایک بسیط تاریخ لکھی ہے اور اوسکو پانچ حصون پر تقسیم کیا ہے -

پہلے حصہ مین بادشاہون کی ایسی دلچسپ حکایتین درج کی ہین جس سے اونکی سیرت
اور سوشیل حالات کا مجملاً اندازہ ہوسکتا ہے اور ہر حکایت کی آخر مین اوسی حکایت سے
ایسا معنی خیز اور سودبخش نتیجہ نکالا ہے جو برقی حرارت کیطرح رگ و پی مین دوڑ جاتا ہے -

دوسرے حصہ مین حکمرانی کی تعریف اوسکے صرف کا موقع حاکم کے فرایض اور اوسکے
مثالین عمدہ پیرایہ مین بیان کے ہین اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچکر سامنے رکھدیا ہے
جس سے مولف کی قوت نظر اور قدرت استنباط ظاہر ہوتی ہے -

تیسرا حصہ علما اور سلاطین کے قابل قدر نصیحتون سے لبریز ہے جو حقیقتاً لایق
قدر اور قابل عمل ہے -

چوتھا حصہ ظلم کے صفات نکوہیدہ اور اوسکے بُرے نتایج سے متعلق ہے
جسکو مولف نے نمعلوم کہان کہان سے قطرہ قطرہ فراہم کیا ہے تب یہہ موجزن
دریا زمین سخن پر بہایا ہے -

پانچوین حصہ مین سلاطین روی زمین کو ایک نقشہ مین اسطرح دکھایا ہی کہ یہہ کب

پیدا ہوے اور کس کس مین سلطنت پائی اور کب اس سیمیا طلسم کو چھوڑنا پڑا۔
بے چین طبیعتین جو ہمیشہ اشغال کے متلاشی اور علمی مطلوب کی جویان رہتی ہین
کچھہ نہ کچھہ مشغلہ دل بہلانے کا ڈھونڈ لیتی ہین ہمارے معزز دوست جنہون نے
مدت سے اس سنگستانی اور ریتلی زمین مین قدم رکھا ہے اور تصنیفات کا عظیم بار مردانہ
دوش ہمت پر اوٹھا لیا ہے جب اس تالیف سے فارغ ہوے تو اونکا حسن ظن معہ تالیف
اونکو میرے پاس کھینچ لایا تا کہ اس بحر مواج کو خار و خاشاک سے پاک کر کے زہر آگین
موجون کو شفاف اور شیرین لہرون سے جدا کردون اون کے جوش اور مکرمی مولوی
محمد عبد الخالق صاحب کے اصرار نے مجبور کیا کہ حریفانہ اس ناظورہ دلفریب پر
نظر ڈالون اور اسکے خال و خط کو نقشہائے زنگارنگ سے رشک نگارخانہ ارژنگ
بناؤن۔ مگر مجھکو شرمسارانہ کہنا پڑتا ہے کہ مین اوس بھاری سل کو جیسا اور جسطرح
چاہیے اُٹھا نہ سکا نہ اس خیال سے کہ میرا دوش نازک زخمی اور فگار ہو جائیگا بلکہ وہ چشمہ
جو وجدانی سرزمین سے اوبلا تھا ازدحام آلام اور فراوانی افگار کی حدت و تمازت سے
خشک ہو کر رہگیا۔ اسمین شک نہین کہ مولف نے مفید اور ضروری مضامین سے اس سراب
تندا ور رحیق عتیق کو دو آتشہ کر کے عالیجناب ہلال رکاب کیوان خدم برجیس شیم
بیکسون کے والی غریبون کے مولا نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک وقار الامرا بہادر وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ ادام اللہ
اقبالہ و اجلالہ کے قدسی ملاحظہ مین نیازگسترانہ بامید قبولیت پیش کیا ہے جو ہر طرح
قابل قدر اور درخور آفرین ہے اگر کریم دریا دلکی ہمت آبیاری کریگی اور چشمہ کرم کے
کنارون سے مثل ابر نیسان گہربار ہوگی تو نہ صرف مولف کی چہرۂ محنت کا غازہ بنیگی

بلکہ قوم کی جیب و دامن کو گہر ہاے شہوار سے بھر دے گی ۔

الراقم

ابوالقاسم فضل رب عرشی تاجپوری ۔

شاعر خاص اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ

مثنوی

بنام خداوند گردان سپہر	فروزندۂ مشعل ماہ و مہر
بیا اے خردمند پاکیزہ راے	چو پاکان ز صورت بمعنی گراے
غم ہرچہ داری فراموش کن	ازین میکدہ ساغری نوش کن
برآور سر دانش از گوشہ ہا	دو صد دانہ برگیر زین خوشہ ہا
براین شمع گرد آیی و پروانہ باش	درین میکدہ باش و دیوانہ باش
چو پروانہ بیا باش باساز و سوز	ازین شمع قندیل خود برفروز
چہ نازی بکالای پارینہ ہا	ازین خانہ بردار گنجینہ ہا
چگویم کہ چون ساحر نقشبند	پری را درین شیشہ کردست بند
بہ بینی درین بحر گوہر نثار	صدفہا پر از گوہر شاہوار
چو گوہر کشان زین گہر ریزہ ہا	پی گوش خود درکش آویزہ ہا
الٰہی شود گوش آفاق پر	ز آویزۂ این گرانمایہ دُر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اُس مالک الملک شہنشاہ بے نیاز کو شایان ہے جسنے انبیار عظام کو بیّن معجزات و آیات عطا فرمائے اور اولیار کرام کو بدیہی کرامات و خرق عادات مرحمت کیئے جن کے فیض عام سے انسان ضعیف البنیان شکوک کے ظلمات سے نکلکر نور یقین کو پہنچا اور مشعل ایمان اُس کے خانۂ دل مین روشن ہوئی

اور اللہ پاک کا شکر ہے جس نے اپنے عاجز اور فرمان بردار بندون کے واسطے وہ جنت بنائی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نافرمان بندون کیواسطے وہ دوزخ بنائی جس کے ایک دم گرم سے چھ مہینے تک روئے زمین پر تپش رہتی ہے اور ایک نفس سرد سے چھ مہینے ساری زمین آب افسردہ کا کام دیتی ہے اللہ پناہ دے اُس سے ہم سب مسلمان بہائیون کو اور درود و سلام کا

تحفہ اُس سردار عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جس نے
ہم کو اس دوزخ کی آگ سے بچانیکی ایسی صورۃ فرمائی جیسے شمع پر پروانہ گرتا ہو
اور کوئی بچاسے - اس سے یہہ مراد ہوسکتی ہے کہ ہم سب صرف دنیا کے ناز ونعم دیکھکر
اپنے آپ کو قعر ہلاکت مین گراتے ہین اور وہ ہم کو اُس سے اس طرح پر بچاتے ہین
جیسے کوئی شمع سے پروانہ کو اور ہزاران ہزار مدح وثنا چارون اصحاب کبار قامع بنیان
کفار کو لایق ہے جن حضرات بابرکات نے کمر سعی واخلاص باندھکر جان ودل سے
آپکے مدد کی اور آپکے بعد بھی ایسی جانفشانی وعرق ریزی اشاعت اسلام مین
کی کہ ستارۂ اسلام کو چرخ ہدایت وارشاد پر مثل آفتاب روشن ومنور کردیا اور دشمنان
خدا وحاسدان ملت بیضا کو ایسا تہ تیغ کیا کہ نام کو بھی کہین نام کفر نہ چھوڑا ان چارون
حضرات کو اگر خانہ دین کا چار ستون تسلیم کرین توحق ہے بلکہ اگر شخص اسلام کا چار عنصر مانین تو بجا ہے

-دین اور بادشاہ یہہ دونون توام ہین دین بنیاد اور بادشاہ
اوسکا نگہبان ہے جس چیز کا کوئی نگہبان نہو تو وہ برباد ہوگی اور جو چیز کہ بے بنیاد ہوگی
وہ خراب ہوگی بادشاہ زمین پر خداوند عالم کا سایہ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا
قایم مقام ہوتا ہے اور اسکی طرف سے اسکی حق کی رعایت کیواسطے ایک معتمد ہے کہ جس سے
انتظام کامل ہوتا ہے مثلاً امن رکھنا راہ مین پناہ دینا ضعیف کا قوی سے حائل
ہونا درمیان خلق اور مظالم کے جاری کرنا سنن کا دور کرنا بدعۃ وفتن کا آباد کرنا
مساجد کا قایم کرنا مدارس کا بنوانا سڑکون کا سزا دینا مجرمون اور راہزنون کا انصاف
کرنا مظلومون کا فیصل کرنا خصومات کا حق رسی کرنا حقدارون کی فریاد رسی کرنا فریادیون
کی پناہ دینا یتیمون ولاوارثون کا کفن دفن کرنا غرباؤن کا بچانا رعایا کا دست متغلبین سے

حفاظت کرنا املاک و اوقاف کا قائم کرنا حدود و قصاص کا جاری رکھنا تعزیرات کا اثبات
کرنا شعائر اسلام کا نصب کرنا قاضیون اور مفتیون اور اہل احتساب کا قیام کرنا ساتھہ
واجبات و فرایض و حقوق عباد کے اہتمام کرنا امر معروف و نہی منکر مین جمع کرنا سپاہ
و لشکر کا واسطے حراست کے دشمن سے مہیا رکھنا سلاح کا حرب و ضرب کیلئے قہر کرنا
اعدائے دین پر بند و بست رکھنا بیت المال کا روکنا مفسدین کا فساد و فتن سے رعب
اور ہیبت رکھنا رعایا پر پس اگر بادشاہ نہوتا تو انتظام نرہتا اور سب خاص عام برابر ہوجاتے
بلکہ فتنہ و فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب و شور بہت ہوتا اور لوگ من مانے سرکشی اور
مخالفت کرتے یہان تک کہ اصلاح معاش و اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہوجاتے
کیا خوب فرمایا خلیفہ **عمر بن عبد العزیز** رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ پاک بہ سبب سلطان کے
ایسی باتون سے روکتا ہے جس سے کلام نہین روک سکتا ہے اور قرآن شریف سے
تو وہی لوگ ڈرکر گناہون سے بچتے ہین جو عالم باللہ و عارف بالحق ہین اور سلطان سے
سب خوف کرتے ہین اسلئے یہ خوف سلطنت کا اون کو بہت افعال محرم اور اعمال منکر سے
باز رکھتا ہے ۔ اور ایسا بادشاہ کون ہے کہ کلام اللہ کی آیتون مین فکر کرے
اور غور و تامل سے اُن کو دیکھے خداوند عالم نے رسولون کو علامتین دیکر بھیجا ہے
اور اُن کے ساتھہ کتاب اور ترازو اوتاری کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہین اور لوہا
اوتارا کہ اس مین سختی و منفعت بہت ہے اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اسلئے
خیال مین گذری کہ کتاب اور ترازو اور تلوار مین کچھ مناسبت ہی نہین نہ ہم شکل ہین
نہ ہم جنس پھر انکو اس کلام مین کیون جمع کیا آخر یہی ظاہر ہوا کہ قرآن قانون شریعت اور احکام
دین کا دستور العمل ہے جس مین راہ راست کا بیان اور فرایض مجمل کی تفصیل اور تن و

۲۷
وانزلنا الحدید فیہ
باس شدید ومنافع
للناس ۱۲ منہ
محمد عزیز علی عفی عنہ

جان کی مصلحت ہو کہ زیادتی اور ستمگاری و سرکشی و خصومت سے باز رکھتا ہے اور جس قانون ملک کو عقلائے سلطنت و ارکان دولت اپنی ذہن کی تیزی اور طبیعت کی چالاکی سے بناتے ہین اوس کو سیاست عقلیہ کہتے ہین اور جو قانون قواعد شرعیہ سے لئے جاتے ہین اسکا نام سیاست دینیہ ہوتا ہے۔ پہلے قانون کا نفع دنیا ہی مین حاصل ہے وہ بھی جبتک ٹھیک ٹھیک چلے ورنہ ہمیشہ اس قسم کے آئین و قانون کی ترمیم ہی ہوتی رہتی ہے یہی ترمیم دلیل ہے نقص قانون کی اور دوسرے قانون کا نفع دنیا و آخرت دونون مین حاصل ہے اس لئے کہ مقصود خلق سے نری دنیا ہی نہین ہے، چونکہ دنیا فانی اور باطل ہے جسکا انجام موت اور فنا ہے اصل مقصود تو اُن سے قائم رہنا اُن کا دین پر ہے یہ قیام صاحب قیام کو سعادت اخروی تک پہنچاتا ہے۔

اصل حکم خلق پر اہل شرع کا ہے جیسے انبیاء، خلفاء، علماء، اولیا ان کی حکمرانی مین مصالح دنیا اور آخرت دونو ہوتے ہین پھر جو امیر اور رئیس بادشاہ والی سلطنت اُن کی چال پر چلے تو وہ حقیقت مین اُن کا نائب ہے یعنی حراست دین اور سیاست دُنیا مین ایسے نائب کو عرف شرع اور اصطلاح اسلام مین خلیفہ اور امام کہتے ہین عہد نبوت کا انتظام تو ظاہر ہی ہے کہ چار دانگ عالم مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدبیر اور عدل و انصاف سے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا اور عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا بندوبست دیکھو کسطرح سے ہفت اقلیم مین اسلام کو پھیلا دیا اور کسطرح کا امن اہل زمین کو بخشا حاصل یہ ہے کہ کہ پورا پورا تامل کرنے سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ یہی سیاست شرعیہ و تدبیرات نبویہ عافیت دارین اور خیریت کونین کے چشمے ہین جو کچھ ان کے سوا ہے وہی فساد کی جڑ اور فتنہ کا گھر ہے جو عمدہ قوانین سیاست عادلہ آج ملوک روے زمین کے ہین اونکا

ماخذ یہی شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان و بیان مین اُسکا اسم اور رسم جدا ہو سکتا
ہو اگر یہ جامعیت نہ ہوتی تو دین اسلام کامل نہ ٹھیرتا حالانکہ خداوند عالم نے اپنے کلام
کلام پاک مین خبر دے ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کردیا ہے کمال کے یہی معنی
ہوتے ہین کہ اس دین کا پیرو کسی امر جزئی و کلی مین خواہ تعلق اس امر کا دنیا سے ہو
یا دین سے کسی غیر اسلام کی عقل اور قانون کا محتاج نہین ہوسکتا ہے فرمان روائی
ملک داری حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے اور سارے حوادث کا حکم
قرآن پاک اور حدیث شریف سے بادلہ خاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے مین قیامت
تک برآمد ہوسکتے ہین - اور آسمان سے بارش اس لئے ہوتی ہے کہ زمین سے
رزق پیدا ہو جسکو بقدر استحقاق ہر ایک تقسیم کرے نہ کوئی تغلب کرے نہ کوئی
محروم رہے اس انصاف وبرابری کے لئے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سوا اللہ پاک نے
مخلوق کو اس طرف متوجہ کیا کہ ترازو بناوین اور اپنے لین دین مین استعمال کرین کہ
آپس مین ظلم نہو نہین تو خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہونگے اور اسکی دلیل یہ کلام
ہے کہ خداوند عالم نے آسمان بلند کیا اور میزان مقرر فرمائی کہ تم تولنے مین زیادتی
نکرو بلکہ وزن انصاف سے کرو تاکم نہو اور یہ برابری بے ترازو کے ممکن ہی نہین اسلئے
اللہ پاک نے اوس کو مقرر فرمایا اور یہہ معلوم ہوا کہ کلام اللہ مین احکام خداوندی
درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کیلئے بنائی گئی ہے اور ان دونون کا
اتباع اور اُن کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہے اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا
خلیفہ اور اس کا امانت دار ہے اور خلق خدا پر فرمان روائی کے قابل وہی شخص ہوتا ہے
جو خاندانی عزت اور وجاہت اور حسب ونسب کے علاوہ عدل وانصاف رحم وکرم علم مصدر

ومخزن ہو اور اخلاق الٰہیہ وعلوم شرعیہ کا معدن اسلامی سلطنت تو ہندوستان
سے نکل گئی اور اب اوس قوم کے ہاتھہ ہے جسکو مسلمانون سے نفرت ہے اور
مسلمانون کو اُن سے وحشت ہے رہین چھوٹی چھوٹی ریاستین وہ خود نزع کی حالتین
ہین صرف براے نام بہوپال رام پور ٹونک جاورہ جوناگڈھہ وغیرہ یہہ دوچار
ریاستین ابھی سرزمین ہندمین باقی ہین جہان دوچار دس بیس ہندوستانیون
کی صورتین نظر آجاتے ہین مگر کوئی ایسی ریاست جو وقت پر سلطنت کی ٹکرا وٹھا سکتے
اور مسلمانون کی ساتھہ ایک خاص ہمدردی رکھتی ہو اور اہل فضل وکمال اوسکے دامن تربیت
مین پرورش پاتے ہون رومی بومی زنگی فرنگی آفاقی قبچاقی غرض ہر قوم اور
ہر فرقہ کے لوگ وہ بھی دوچار دس بیس نہین سیکڑون ہزارون اوسکے خوان کرم
اور مائدہ احسان پر ہر وقت نظر آتے ہون میری نظر مین تمام قلمرو ہندمین اگر کوئی
ایسی ریاست آباد ہے تو وہ دارالسلطنت حیدرآباد صانہ اللہ عن الشر والفساد ہے
وہان کا داراے روشن گہر فرمان رواے برجیس قدر جمال کمال وکمال جمال سرکشونکا سرکوب
جابرونکا خانہ روب امیرونکا امیر و مولی غریبونکا مربی وآقا عدل وکرم مین ثالث حاتم
وکسری دولت وشوکت مین ثانی سکندر ودارا حضرت بندگان رفیع المکان ہمایون
منزلت گردون قباب جوزا رکاب سربرآراے انجمن دولت وکامرانی صدرنشین
بزم جہانداری وجہانبانی ناظم ممالک تمدن وسیاست سالک مسالک نصفت ومعدلت
داراے کشور فہم وکیاست داناے کامل غوامض عقل وفراست صدر داورگاہ امارت
وریاست پیشواے عسکر ظفر پیکر شجاعت وبسالت مورد محاسن سینہ مرجع معارف زکیہ
حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ

اعلیحضرت نواب **میر محبوب علیخان بہادر** خلد اللہ ملکہ ودولتہ وافاض علی رؤس الانام برّہٗ واحسانہ ہین اللہ پاک اس امیدگاہ عالم و عالمیان کو اپنی حفظ وامان مین سلامت باکرامت رکھے احباب شاد اور مسرور رہین اور اعدائے دولت مبتلاے حوادث دُہور ہو۔

رایت دولت بجاہت جاودان منصور باد	تا ابد چشم بد از جاہ وجلالت دور باد
این دعاے بندگان تست ہر صبح ومسا	در پناہ جاہ تو ملک دکن معمور باد

یہہ وہ سلطنت ہے کہ اگلے مصنف بھی اس سلطنت کو دیکھتے تو اپنا سارا علمی کمال اس دار الفضل کے تعریف مین صرف کرتے اور اپنے کلام کو اس ذکر سے زینت اور اپنے قلم کو عزت دیتے ہو۔

اور تدبیر مملکت کے لئے اللہ پاک نے شعبۂ مخزن معدلت شاخ شجرۂ فاروق الاعظم والعدالت جگر گوشۂ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر رح امیر ابن امیر اور کریم ابن کریم مخدوم عالم و عالمیان چشم وچراغ شبستان والاپایگی نوبہار بہارستان گرانمایگی دریادل سحاب آستین سپہر آستان فرشتہ پاسبان برجیس شیم مہر علم کیوان خدم مریخ حشم عالیجناب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا **نواب محمد فضل الدین خان بہادر** مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ کو منتخب کر رکھا تھا جو مسند امارت ووزارت پر جلوہ افروز ہین اور اپنے زمانے کے آفتاب اور اندھیرے گھر کے مہتاب ہین اور لڑیون کے موتی بلکہ انمول جواہر ہین اور نگہبانی خلائق اور حسن تدبیر مین یگانہ روزگار اور سخاوت ودریادلی مین منتخب لیل ونہار ہین جنکی دہلیز فضل وکمال کی اُمیدگاہ ہے اور جنکا آستان فیض نشان اہل دولت واعیان روزگا

کا بوسہ گاہ ہے -

واجب بر اہل مشرق و مغرب دُعای او	باقی مباد دہر کہ نخواہد بقاے او

سبب تالیف کتاب و تذکرہ مؤلف

اما بعد ہیچمدان اور ژولیدہ بیان محمد حسین بن محمد امیر خان ابن محمد جعفر صدیقی غفر اللہ ذنوبہما و ستر عیوبہما فی الدنیا و الآخرۃ نمک خوار دولت سرکار ریاست نظام عرض پرداز خدمت ناظرین ہے کہ اگرچہ اصحاب سیر اور مورخین زمانہ اگلے پُرانے تذکرے جو آثار دولت و سلطنت سے چلے آتے ہین اُن کو اپنے کتابون مین بیان کر چکے ہین جن مین سے یہہ ناچیز محض عمدہ بادشاہون کی حکایات عادلانہ اور خصایل پسندیدہ کو بروجہ استفادہ عام اونہین رسالون سے انتخاب کر کر ہدیہ ناظرین کرتا ہے ؎

اگلے تاریخین چونکہ اکثر فارسی و عربی زبانون مین تہین اسلئے اُس کا فائدہ ایک خاص گروہ سے مخصوص تھا اردو قلمرو کے سیاح اُن جواہرات کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے اور فائدہ نہ اُٹھا سکتے اسلئے مین اردو زبان مین اُنکو اُٹھا لایا کہ عوام بھی اپنی جیب و دامن بھر لین ؎

اس تالیف سے بجز اسکے میری اور کوئی غرض نتھی کہ اگلے حالات دریافت کرنیکے لئے ایک آگہی کا ذریعہ یا آلہ بناؤن اور اُن مین تہذیب اخلاق ملکرانی سیاست مدن کی تصویر کھینچکر قوم کے پیش نظر رکھدون تاکہ انسان اُن حالون کو دریافت کرکے عبرت حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات و انقلابات پر غور و تامل کرکے اُسکو ایسا تجربہ

حاصل ہو سکے جس سے اُن اوصاف رذیلہ سے بچتا رہے جن مین امم سابقہ مبتلا تھی یا جن سے اُنکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصاف حسنہ سے متصف کر سکو جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح اور رشد حاصل ہوا ۔

مجھکو ناظرین کے کرم اور اخلاق سے اُمید قوی ہے کہ اس رسالہ کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ کوئی فرد بشر سہو ونسیان سے خالی نہین پس اگر کہین کچھہ غلطی خطا اس سراپا غلط وخطا کی ملاحظہ فرمائین بقلم اصلاح اور بدامن عفو خطا پوش چھپائین وما توفیقی الا باللہ چونکہ اس مین عمدہ نکات اور فوائد اور بادشاہون کے عمدہ اور پسندیدہ خصائل کا تذکرہ ہے اس لئے رسالہ ہذا کا نام تاریخی احسن التواریخ المعروف بہ محبوب السلاطین رکھکر پانچ حصون پر منقسم کرکے ختم کیا پہلا حصہ بعض بادشاہون کی حکایات ونکات وفوائد اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین دوسرا حصہ حکمرانی ورعیت کی نگہبانی اور طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور خدا ترسی ونیکی وبدی ودولت مندی وجہانداری وغیرہ کے بیان مین تیسرا حصہ قدیم زمانہ کے علما کے وعظ وپند ونصایح جو خلفاء بنی اُمیہ اور عباسیہ وغیرہ سلاطین کو کئے اُسکی تشریح مین چوتھا حصہ ظلم اور اقسام ظلم کے ذکر مین پانچوان حصہ تاریخ جدولیہ شاہان عرب وعجم اور ہند ودکن صیانہ اللہ عن الشرور والفتن سے متعلق ہے

حصۂ اول

بعض بادشاہون کی حکایات اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین

علی بن شوکانی نے لکھا ہے کہ مراد ملک یعنی بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطر یا شہر

یا جملہ اقطار اور بلاد کا مالک ہو دوسرے بادشاہ سے مدد نہ لے اپنے اختیار سے
اپنے ملک مین عامل مقرر کرے - ¶

اللہ پاک نے مصالح عالم کے لحاظ سے چند لوگون کو افراد بشر سے بہ صفت فرمان
روائی و جہانداری منتخب کیا کہ افراد منتشرہ بنی نوع انسان کو جو آزادانہ و حاکمانہ زندگی
بسر کرتے تھے ایک آئین خاص کے سلسلہ مین مقید کر کے رکھے جائین کہ اپنے خیالات
نفسانی اور قوت غضبی کو ہر جگہ اور ہر وقت بیقاعدہ کام مین نہ لاسکین اور خلق خدا
پر قانون الٰہی یا آئین ملکی کے موافق عدل اور انصاف کرین - ہشام بن عروہ نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ و صحابہ
وسلم نے کہ بعد میرے تم پر والی ہونگے نیک نیکی کے ساتھ اور بد بدی کے ساتھ
تم اُن کی بات سنو اور اُن کا کہنا مانو اگر موافق حق ہے ¶

مورخین نے اپنی کتابون مین سارے دنیا کے ملوک اور رؤسا کا حال لکھا ہے
ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے جسکے دیکھنے سے یہہ امر بخوبی ثابت ہو سکتا ہے
کہ کوئی ایسی قوم نہین گذری ہے جن مین سلطنت یا ریاست نہ آئی ہو مگر کسی خاندان
مین صدیون رہی اور کہین برسون اور مہینون جب تک سلطنت آئین و قانون کی
پابند رہی عزت دولت اُسکے ساتھ رہی مگر نفسانی خواہشون اور شہوانی ارادون کا
تنعم اور شخصی سلطنت کی حالت مین مغلوب رہنا ایسا ہے مشکل تھا جیسا ایک ایسے قیدی کا
جو زندان خانہ مین بغیر طوق و سلاسل نظر بند ہو اور اوسکا کوئی محافظ نہو غرض سلطنت نے
نفس پرستی اور لذات دنیوی کے طرف مائل کیا تعیش اور سامان راحت نے دولت
لُٹانے پر آمادہ کیا جب قابلیت سلطنت رانیکی باقی نرہے قانون الٰہی کے انتظامی

قدرت نے عنان سلطنت دوسری خاندان کیطرف منتقل کردی سلطنت کے ساتھ عزت دولت جان وآبرو سب کھو بیٹھے۔

اسکندر رومی بن فیلقوس

یہہ شخص روم کی ولایت کا بادشاہ تھا اور ارسطاطالیس سا حکیم نامور اوسکا وزیر سکندر نے بہتسے بادشاہون کو اپنا باج گذار بنایا ایران وترکستان کو روندتا ہوا ہند پر چڑھ آیا اور اوسکو مسخر کرکے چین کی سرزمین پر جا کودا غرض مشرق سے مغرب تک کل روے زمین کی بیاسی سلطنتون پر اس نے حکمرانی کی چھ لاکھ بیس ہزار سوار ہمیشہ اسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے اسکے علاوہ جا بجا فوجین نامور تھین۔

حکایت

سکندر نے اپنا راز ایک امیر سے کہکر حکم دیا کہ اسکا اظہار کسی کے روبرو نکرنا مدت تک وہ امیر خاموش رہا مگر رہا نگیا ایک اپنے عزیز سے کہڈالا رفتہ رفتہ وہ راز فاش ہوگیا سکندر نے جب اطلاع پائی اُسکو ماخوذ کیا اور بلیناس سے مشورہ لیا کہ ایسے شخص کو جو بادشاہی امانت مین خیانت کرے کیا سزا دینی چاہیے اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ خود اس مقدمہ مین مجرم ہے جب بادشاہ اپنے راز کو اپنے خزانہ دلمین نہ رکھ سکا اور بے ضرورت دوسرے شخص کے حوالہ کردیا تو دوسرا اوس شاہی راز کو جسکا متحمل بادشاہ نہوسکا کیونکر ہوسکتا ہے۔ سکندر یہ بات سُنکر وزیر کی انصاف سے بہت خوش ہوا اور امیر مجرم کا قصور معاف کردیا۔

نکتہ کم حوصلہ انسان کے روبرو اپنے دل کا راز افشا کرنا عیب ہے کیونکہ وہ فی الفور

اسکے افشا پر مستعد ہو جائیگا -

راز دل سفلہ سے مت کہہ بیٹھنا	اور سمجھنا مت اسے مرد امین
کیونکہ تیرے راز کو وہ بے حجاب	دل کے پردہ مین چھپا سکتا نہیں

سکندر موسوی ملت کا پابند تہا اور اسی شرع کے موافق ہر ایک کام مین کاربند ہوتا تھا نفس پر حاکم اور شریعت کا محکوم تھا شجاعت اوسکی خانہ زاد تھی اور سخاوت خداداد اسکے عمدہ قولون سے کتابین بھری پڑی ہین اُنہین سے چند قول ہدیہ ناظرین ہین

قول سلطنت کی لذت چار چیزون پر منحصر ہے **ایک** بادشاہ کا دشمن پر غلبہ پانا **دوم** دوستان امانت ودیانت دارون کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانا **سوم** مظلومون کی دستگیری **چہارم** محتاجون کی خبرگیری -

جس بادشاہ نے یہ چارون باتین نپائین سلطنت کا کوئی مزہ نپایا -

پند اُستاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ والد سے زیادہ چاہئے کیونکہ باپ اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور اُستاد اسکو زمین سے آسمان پر پہونچاتا ہے

نکتہ بہت کہنا اور تھوڑا کرنا مردی مین داخل نہین بلکہ تھوڑا کہنا اور بہت کرنا مردون کا کام ہے -

قول بادشاہ کے زیر فرمان چار قسم کے لوگ ہین **اولاً** اہل شمشیر جن سے فوج اور لشکر اور سپہ سالار وغیرہ مُراد ہین **ثانیاً** اہل قلم جن پر آئین وقانون اور درستی دفتر ریاست کا مدار ہے جیسے وزرا و معتمدین سلطنت وغیرہ **ثالثاً** تاجر و بیوپاری **رابعاً** زمیندار و اہل زراعت جن کی مشقت سے خزانہ شاہی ترقی پاتا ہے اور اسی سے عام وخاص خلقت پرورش پاتی ہے پس ان چارون کو چار عنصر کائنات کے

ساتھہ نہایت مشابہت ہوسکتی ہے یعنی اہل سیف آگ ہین دشمنان سلطنت کو آتش تیغ سے جلاتے ہین اور بادشاہ کو اُن کے حملہ سے بچاتے ہین - اور اہل قلم ہوا کی مانند ہین کل سلطنت کا دار ومدار انکی تحریر و تدبیر پر ہے جیسے کہ جاندار کی جان ہوا کی بغیر تلف ہو جاتی ہے اسی طرح سلطنت ان کے بغیر بے جان تصور کی جاتی ہے - پانی کے ساتھہ تجارت پیشہ کو تشبیہہ دیجاتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے ملک رونق پاتا ہے آب و تاب مین آجاتا ہے جس طرف وہ آنکلتے ہین تجارت سے قالب بے روح مین جان تازہ آجاتی ہے - زمینداروں کو خاک کے ساتھہ تشبیہہ دینا مناسب ہے کہ ہمیشہ زمین کے ساتھہ اُن کا معاملہ پڑتا ہے اور جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے اسکے ظاہر ہونیکا ذریعہ وہی زمیندار ہوتے ہین گویا مدار تمام زمانہ کی زندگی کا اس قسم رابعہ پر ہے

نہین کچھہ خوف دار السلطنت کو	رہین مضبوط گر یہہ چار ارکان
تخت اہل قلم پھر اہل شمشیر	کہ جن پر ہے مدار کار دوران
ہین پھر اہل تجارت اور زمیندار	بہ جسم حکم و دولت صورت جان

حکمت صاحب کرم ہمیشہ مکرم رہتا ہے اگرچہ مفلس ہی کیون نہو اور ممسک و بخیل ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے اگرچہ وہ مالدار ہو -

ہے سخی مقبول ذات کبریا	گرچہ وہ مفلس ہے اور نادار ہے
گنج قارون گرچہ رکھتا ہے بخیل	ساری دنیا مین ذلیل اور خوار ہے

نکتہ بادشاہی خزانہ خدائے پاک کی ایک امانت ہے جو بادشاہ کی تحویل مین ہے بادشاہ کو چاہئے کہ وہ مال زندون کے سپرد کرے یعنی اہل استحقاق وارباب احتیاج اور فوج ولشکر کو دے نہ کہ مردون کے پاس رکھے یعنی زمین مین دفن کرے ❊

در ملت ارباب سخا جرم صریح ہست		مجبوس نمودن بہ نہان خانہ درم را	

فائدہ بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امرا چھوٹی نہرین جو اوسی دریا سے نکلی ہون بہرحال اگر دریا کا پانی صاف ہے تو نہرین بھی صاف ہونگی یعنی بادشاہ وقت کے خیالات کی اطاعت امرائے دولت پر فرض ہے اگر بادشاہ عدالت وانصاف کے رہگزر کیطرف چلیگا تو امرا کمربل اوس راہ کو طے کرینگے اگر بادشاہ ظلم و جور اور فسق و فجور کی گھاٹیون مین قدم رکھیگا تو اعیان سلطنت فرش راہ بن جائینگے غرض بادشاہ وقت کے خیالات کی درستی عالم کی درستی ہے اور بادشاہ کی صحت سے عالم کی تندرستی ہے

شاہ عادل کو سبھی عامل بھی با انصاف ہین		صاف دریا ہے اگر نہرین بھی سکی صاف ہین	

سکندر نے جب اس جہان فانیہ کو چھوڑ کر عالم بقا کا رستہ لیا تو غسال نے اوسکے بازو سے ایک تعویذ کھولا اس مین تین نصیحتین لکھی ہوین تھین۔

نصائح اولا یہہ کہ دنیا کا ترک کرنا اور اسکی محبت مین گرفتار نہونا باعث سلامتی ہے اور تقدیر پر بھروسا اور قضا وقدر پر تکیہ موجب راحت ہے۔ ثانیاً حسن ظن باعث زیادتی اعتبار و حسن خدمت باعث عزت و وقار ہے بدظنی باعث تکلیف و رنج ہے اور حسن ظنی سبب حصول گنج۔ ثالثاً دنیا مین اگر کوئی گناہ نکرتا عفو کا وصف جو ایک عمدہ جوہر انسانی ہے کبھی ظاہر نہوتا جس طرح کہ عنصر آتش کے مقابل قدرت نے پانی کو پیدا کیا ہے اور پانی اسکی حرارت کو بجھاتا ہے اسی طرح خطا کے مقابل عفو اور عطا ہے پس انسان کو چاہئے کہ عفو کے صفت سے متصف رہے۔

بخشتے کب جانی گنہگارون کے جرم		گر نہوتا یہ ذریعہ عفو کا	
حق نے پانی کو بنایا اس لئے		تا کہ فوراً آگ کو دیوے بجھا	

منوچہر بن ایرج بن فریدون

یہہ بادشاہ اولوالعزم تاجدارون کی فہرست مین منتخب شمار کیا گیا ہے اسکی سلطنت کے وسط زمانہ مین حضرت شعیب ور حضرت موسی علیہ السلام مبعوث ہوے خندق کہودنا اور نقارہ بجانا اسی بادشاہ نے ایجاد کیا اور بڑی بڑی قانونی کتابین لکھوائین ایک سو بیس سال سلطنت کی۔ اسکا قول ہے **قول** کئی طرح کے حقوق بادشاہ کے رعایا و فوج اور امرا پر ہین۔ **اوّل** بادشاہ کا حق لشکر پر یہہ ہے کہ وہ مطیع ہو اوسکے دشمنون کے ساتھہ لڑے بادشاہی کام کو ناتمام نہ چھوڑ دے دُوم فوج کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ اُن کا مقررہ وظیفہ ماہ بماہ پورا اُنکو پہنچائے جان بازون و نمک حلالون کی قدردانی کرے جب نوکر ضعیف ہو کر لائق خدمت نرہے تو اوسکو ضایع نکرے جو ملازم سرکاری نوکری مین مارا جاے اُسکے متعلقین کی خبر لیتا رہے سوم امراء اور تابعین پر بادشاہ کا حق یہہ ہے کہ اسکے ملک کو جو اون کے تفویض مین ہو آباد رکھین زراعت و عمارت اور آبادی کو ترقی دین درخت بوئین رعایا کو خرم و شاد رکھین و حصول زر مین رعایا کو تکلیف ندین زیادہ طلبی و زیادہ ستانی نکرین چہارم تابعین کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ کہ وہ انکی خدمات پر لحاظ کرے بحسب مراتب ترقی بخشی پنجم بادشاہ کا حق رعایا پر یہہ ہے کہ وہ بدل و جان بادشاہ کے حکم مین رہین اسکو اپنا مالک سمجھین راست بازی اور سچائی سے پیش آئین زر تحصیل فصل بہ فصل خزانہ شاہی مین پہنچائین حکم کی تعمیل مین دیر نہ لگائین **ششم** رعیت کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ عدل کرے مظلوم کی

داد ظالم سے لے انکی فریاد کیلئے اپنے دروازے بند نکرے خراج کے لینے مین زیادتی نکرے ظالم اور جابر عمال کو رعیت پر مسلط نفرمائے ملک کی آبادی اور عمارات کے بنوانے کیلئے رعایا کو خزانہ شاہی سے مدد دے ارضی وسماوی آفتون کے نقصان کا لحاظ کرے تاجرون کے ساتھہ بمہربانی پیش آئے ہر ایک پیشہ ور اہل ہنر صاحب فن اور علما و فضلا کو عزیز رکھے نئے نئے رسوم ایجاد کرکے رعایا کو نہ لوٹے اُنکی قوت سے زیادہ بوجہہ اونکی سرون پر نہ ڈالے ہر ایک کام بسہولیت بے طرح طرح اور انواع واقسام فریب کے دام حصول زر کیلئے نہ پھیلائے ۔

فوج ولشکر بلکہ عام اور خاص پر	چاہئے ہو شاہ ہردم مہربان
تاکہ ہو آباد ملک اور خلق شاد	اور رہے آرام مین سارا جہان
سارے نوکر اور رعیت شاہ کی	اسکی تعریفون سے ہون رطب اللسان

نکتہ تین خصلتین بادشاہ کی بادشاہی کو ترقی دیتے ہین اولاً راستی اور وفا وخوش کلامی ثانیاً شجاعت اور سخاوت اور مروت اور فتوت ثالثاً کم خشمی اور تحمل وبردباری اور حلم ۔

زیب دیتے ہین بادشاہی کو	راستی و وفا وخوش خوئی
بردباری وحلم وکم خشمی	اور عطا وسخا وخوش گوئی

بادشاہ کی مزاج مین عقوبت سے زیادہ عفو چاہئے اور غصہ سے زیادہ تحمل ۔

چاہئے شاہنشہ ملک جہان	نیک گوئی ونیک روئی ونیک خو
غلبہ ہو اسکے غضب پر حلم کو	اور عقوبت سے زیادہ عفو ہو

اردشیر بابکان ساسانی

اس بادشاہ کا عہد دوسو برس بعد اسکندر کے ہوا سب سے پہلے اس نے اپنے آپکو شہنشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا خاندان ساسانیون مین یہہ پہلا بادشاہ گذرا ہے آئین جہانداری خوب جانتا تھا کتاب **کارنامہ** اور **آداب الجیوش** اسی کے تصنیفات سے ہے حضرت عیسی علیہ السلام اسی کے عہد مین مبعوث ہوے تو اس نے آبائی مذہب چھوڑ کر عیسوی مذہب اختیار کر لیا - اسکا قول ہے ؛

قول عادل بادشاہ جب عدل کی طرف توجہ کرتا ہے تو رعایا بھی تقلیداً اوسی طرف جُھک پڑتی ہے ؛ -

ہوا گر دنیا مین عادل بادشاہ	بندہ پرور سایہ گستر مہربان
رہتا ہے ہر وقت ہر دم ہر گھڑی	سرنگون اُسکی اطاعت مین جہان

نکتہ بادشاہ کی بادشاہی کا قیام اجتماع امم پر ہے اور لوگون کی کثرت فراوانی خزانہ پر اور خزانہ کی معموری ملک کی آبادی پر اور آبادی ملک عدل وانصاف پر منحصر ہے

ہوا گر منصف شہ دور زمان	ملک آباد اور رعیت شاد ہے
ہر بشر ہے مست صہبائے نشاط	دام غم سے ہر نفس آزاد ہے

حکایت

ایک روز اسی بادشاہ نے اپنے فرزند کو قیمتی پوشاک پہنے ہوے دیکھا فرمایا کہ جیسے پوشاک تم نے آج پہنی ہے ایسا لباس عوام بھی پہنتے ہین **بادشاہون** کو چاہئے کہ وہ ایسی عمدہ پوشاک پہنین کہ عام لوگون کو نصیب نہو لڑکے نے عرض کیا

کہ وہ کونسا لباس ہے فرمایا کہ بادشاہ روی زمین اپنے پہننے کا لباس ایسا بنائے جسکا تار عدل اور پود سخاوت ہو ظاہر آرائی سے غرض نہو ٭۔

شاہ عادل نیک خوئے و نیکنام	ظاہر آرائی سے کم رکھتا ہے کام
تن پہ ہے اسکے لباس عدل و داد	تاج دولت زینت سر صبح و شام

فائدہ یہہ بادشاہ ہرشنبہ کو شاہی دربار عام کیا کرتا تھا جہان کل رعایا حاضر رہتی تھی دربار کیوقت اگر کوئی استغاثہ کرتا تو بادشاہ اُسی وقت تاج شاہی سر سے اوتار کر تخت شاہی سے اُترکر عام لوگونمین کھڑا ہوجاتا اور وزیر کو حکم دیتا کہ ابھی مستغیث کے حال کی تحقیقات ہو اگر دعوی مدعی دروغ و بے فروغ نکلتا تو اسکو سخت سزا دیتا کہ دوسرونکو ایسی جرٔت نہ پیدا ہو غرض جبتک مستغیث کا انصاف نہو لیتا بادشاہ تخت پر نہ بیٹھتا

ہرمز بن شاہ پور بن اردشیر

یہہ بادشاہ نیک نامی اور رعیت پروری مین ضرب المثل تھا۔ اوسکا قول ہے ٭
قول نیک بادشاہ مین پانچ صفتین ہوتی ہین۔ اولاً ذکا ثانیاً سخا ثالثاً شجاعت رابعاً اہلیت خامساً پرمزاجی پس جس شخص نے یہہ رتبہ پایا اُسنے حکومت کا مزا اُٹھایا ٭

بود بارعب گر شاہ نکو خو	ذکی و باسخا و باشجاعت
نباشد دخل در ملکش عدو را	بود آباد گنج و مال و دولت

پند بادشاہ کے ندیمون کو چاہیے کہ اپنے اور آقا کے مراتب کا لحاظ رکھین اور حد اعتدال سے قدم باہر نرکھین عنایات شاہی پر مغرور نہون اور بے ضرورت

زبان کو متحرک نکرین مشورہ کیوقت بادشاہ کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دین
اور اگر بر خلاف اسکے کہنا منظور ہو تو اس طرز اور انداز سے کہین کہ بادشاہ کے
مزاج پر گران نہ گذرے بادشاہ کے راز کے محافظ رہین خیر خواہی اپنا فرض
منصبی سمجھین شاہزادونکا ادب رکھین کبھی خلاف انکے کام نکرین شاہی خدام وحاضر
باشون سے نرمی پیش آئین ؛

بہرام گور بن یزدجرد بادشاہ

یہہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا عدل وسخاوت اسکا کام تھا گور کے شکار سے اسکو کمال
رغبت تھی اسی سبب سے بہرام گور کر مشہور ہو گیا۔ بہادر دولاور بادشاہون مین
یہہ شخص نامور گذرا ہے ؛

حکایت

شہزادگی کے وقت ایک روز عرب کے ملک مین بہرام شکار کھیل رہا تھا ہرن اسکے
آگے سے بھاگ کر ایک گانون مین چلا گیا اور قبیضہ نام ایک اعرابی کے گھر مین جو بنی طئی
مین ایک معزز آدمی تھا جا گھسا بہرام بھی اوسکے پیچھے گیا اور اعرابی سے ہرن مانگا
اس نے ندیا بہرام نے چاہا کہ ایسی حالتمین شاہی حیثیت سے کام لون اعرابی نے
کہا کہ اس ہرن نے میرے گھر مین آکر پناہ لی ہے یہہ مقتضائے مروت نہین کہ مین
اسکو اپنے ہاتھون اُسکے دشمن کے حوالہ کرون جب تک کہ تو پہلے مجھکو نہ ماریگا
ہرن نہ پائیگا اور اگر مجھے قتل کریگا تو اسی وقت کل لوگ بنی طئی کے جمع ہو کر میرے
عیوض تجھکو مار ڈالین گے پس اس سے بہتر ہے کہ ہرن کے عیوض میرا قیمتی گھوڑا

جو میرے دروازے پر بندھا ہے ئے لے اور چلا جا بہرام کو یہہ جوانمردی اعرابی کی نہایت پسند آئی اور واپس چلا آیا۔ جب بادشاہ ہوا اعرابی کو بُلا کر سرفراز کیا۔

فائدہ بہرام کے خیرخواہ ارکان دولت اسکی دوامی سخاوت سے تنگ آگئے تھے ایک دن موقع پاکر باتفاق عرض کیا کہ بقاے سلطنت خزانہ پر موقوف ہے اور شاہی خزانہ ہر وقت خالی رہتا ہے فرمایا کہ اگر مین خزانہ جمع کرتا ہون تو سپاہ اور دانایان روزگار جو میرے پاس جمع ہین پریشان اور متفرق ہوجاتے ہین اور اگر انکے جمع رکھنے کی فکر کرتا ہون تو خزانہ خالی رہتا ہے ان دونون امور سے جو بہتر نظر آئے کیا جاے اُمراء دولت نے عرض کیا کہ خزانہ کا جمع رکھنا سب سے مقدم ہے اگر خزانہ معمور رہیگا تو ضرورت کے وقت نئی فوج اور اہلکار ملازم رکھہ سکتے ہین اور ہر طبقے کے منتخب لوگ بھی فراہم ہوسکتے ہین بادشاہ نے یہہ سنکر کہا کہ اس دعوی پر کوئی دلیل قوی لاسکتے ہو اُمرا ایک پیالہ شہد سے بھرا ہوا لے آئے اور بادشاہ کے سامنے رکھدیا اُسی وقت مکھیون کا ہجوم ہوگیا۔ فرمایا کہ اسکا جواب رات کو دیا جائیگا غرض رات کو سب ارکان دولت بلاے گئے اور وہی شہد کا پیالہ اُنکے روبرو رکھدیا ایک مکھی بھی نہ آئی فرمایا اگر اسوقت مکھیون کے جمع کرنیکی ضرورت ہو تو پھر کیا تجویز ہو بادشاہ کا یہہ جواب سنکر سب اُمرا لاجواب اور خاموش رہگئے ✦

فکر کار خویش پیش از وقت کن		فہم کن در ابتدا انجام کار	
خرچ کن بر وقت گنج سیم و زر		باش بہر اختتام امیدوار	

نوشیران عادل بن قباد

داد گرتا جدارون کی انجمن شاہی مین ہمیشہ یہہ بادشاہ صدر نشین رہا ہے +
کسریٰ اسکا خطاب تہا اس نے اپنی مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک کو چار حصہ پر تقسیم کیا تھا اول خراسان وسجستان دوم عراق وعجم واذربایجان سوم فارس واہواز چہارم عراق عرب وسرحد روم - شہر رومہ اُسی نے آباد کیا - اور مداین کو تختگاہ بنایا باطلہ کے شہرون کو فتح کیا ماوراءالنہر مین جاکر خاقان پر نصرت پائی وبعد صُلح واپس آیا دشت قبچاق کے حاکم کو باجگزار بنایا اور قیصر روم کو زیر کر کے دوستی قائم کی ہند مین ایلچی بھیجکر قنوج کے راجاؤن کو باج گزار کیا یمن اول ہی سے چکا تھا غرضکہ ماوراءالنہر خراسان جرجان اذربایجان فارس کرمان اور چند علاقہ جات ہندوستان وجزیرہ عمان وعراقین وبحرین ویمامہ وشلم وسرحد روم یہہ سب ممالک اسکے قبضہ اقتدار مین تھے +

اس بادشاہ کی نصیحتین اور طرز عمل کتب تواریخ مین بہت کچھ لکھا ہوا ہے جن مین سے چند اس مختصر مین ہدیہ ناظرین ہین +

اس بادشاہ کے ہاتھ مین تین انگشتریان تھین ہر ایک کے نگینے پر ایک ایک نصیحت کندہ تھی -

اول یہہ کہ صالح آدمی دوست ودشمن سے کے ساتھ صُلح کرتا ہی کسی سے بمخالفت پیش نہین آتا
دُوم یہہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہی اور بے تدبیر مُہمین ابتر ہو جاتی ہین -
سُوم یہہ کہ رعایت رعیت کی سب پر مقدم ہے +

بدنیا مرد صالح می کند صُلح	بہر نیک وبد وبا یار واغیار
کند ہر دم رعایت با رعیت	نسازد درجہان بے مشورت کار

نصائح جوانی پر غرور نکرو خدا کو ایک جانو اوسکو نچھوڑو خود پرستی سے احتراز کرو کہے ہوے کام کو کیا ہوا نسمجھو کی ہوئی عبادتون کو ناکردہ جانو آج کا کام کل پر نچھوڑو مان باپ سے تمسخر نکرو زندگانی دراز کو صرف ایک ہی دم تصور کرو کھو کینہ ور اور کینہ توز آدمی سے ڈرو مست اور دیوانے کے پاس نجاؤ عورتون کی صحبت سے باز آؤ منشی اور شاعر سے دشمنی نرکھو اپنی روٹی غیر کے دسترخوان پر رکھکر نہ کھاؤ تحصیل علم مین کسی وقت شرم نکرو ناخوانده مہمان کسی کے نبو آزمائے ہوئے کو نہ آزماؤ دولتمندون کے ساتھ عداوت نرکھو سلطان وقت کی اطاعت تقدیم جانو دشمن کے مرنے پر خوشی نکرو تندرستی وصحت کو بڑی نعمت جانو دوست کی قدر پہچانو دیر کر کے سوؤ جلد اٹھ بیٹھو تھوڑا کھاؤ کم بولو بہت روؤ کم ہنسو مرگ کو سچ زندگی کو جھوٹھ جانو عالم الغیب خدا کو پہچانو +

پند ہر ناصح شنو اے مہربان	تا شوی روشن باوج عز وجاہ
کن عمل بر گفتهٔ اہل عمل	نہ قدم اندر سلوک اہل راه

قول بہاری بوجھ کا اٹھانا اور دور لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت مین جانا مشکل کیونکہ بوجہ اسکا جسم پر ہے اور بار اسکا روح پر ہے +

بری ہوتی ہے صحبت غیر جنس	حقیقت مین ہے وہ عذاب الیم

نکتہ شاہی قلمرو مین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہوجائے اور اسکی سوراخ مین بکری کا پاؤن ٹوٹ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا بازپرس بادشاہ سے ہوگا +

آنچہ اندر ملک می یابد ظہور	از نکوئی و بدی و خیر وشر
باز پرس او ست پیش ذوالجلال	بیشک از فرمان روائی دادگر

قول عقلمند بادشاہ امیرون کی تجویز و مشیرونکی مشورت سے مستغنی ہی جسطرح دانا عورت کو خاوند کی احتیاج خانگی امور مین نہین ہے - نیک گھوڑا تازیانہ نہین کہا سکتا -

نباشد با وزیران احتیاجش	بود لایق اگر شاہ زمانہ
زشوہر ہست مستغنی زن خوب	خورد کے اسپ تازی تازیانہ

نکتہ مرد مفلس بے آبرو ہے اور بے اولاد نابینا بے برادر بیکس ہے اور بی زن بے عیش - جوان چارو نمین سے کچھ نہین رکھتا وہ قید تعلقات سے بالکل آزاد ہر

مرد مفلس سر بسر بے آبروست	شخص بے اولاد نابینا بود
بے برادر بیکس است اندر جہان	زن ندارد ہر کہ او تنہا بود
آنکہ او دارد نہ زینان ہیچ چیز	بے غم و بے خوف و بی پروا بود

فائدہ دن مخلوق الہی کے حاجت روائی کیلئے مخصوص ہے اور شب خداوند عالم کی عبادت اور شکر نعمت ادا کرنیکے لئے ٭

صبح سے تا شام جتنا وقت ہے	اُس مین کرلو اپنی ساری کاروبار
شب کو غیر از بندگی کچھ مت کرو	تاکہ ہو راضی جناب کردگار

نکتہ جس فعل نے کسی کی عزت پر حملہ کیا ہو اُس سے احتراز بہتر ہے -٭

ہو چکا ہو جس سے بے عزت کوئی	کام وہ کرتا ہے تو کس واسطے
خوار کیون کرتا ہی اپنے آپ کو	ہوتا ہے بے آبرو کس واسطے

نکتہ مصاحب محافظ بادشاہ ہے اور محافظ پر احتیاط واجب ہے ٭

ڈرتے رہتے ہین ندیم بادشاہ	خوف سے کرتے ہین وہ ہر ایک کام

بیقراری ہے فقط اُنکے نصیب	عیش وآرام اُن پہ رہتا ہی حرام

فائدہ چار چیزون سے چار شخص ذلت اُٹھاتے ہین بخل سے بادشاہ رشوت سے حاکم بے شرمی سے عورت ظلم وستم سے عمّال +

مملکت گردد خراب وخستہ حال	بادشہ باشد اگر مرد بخیل
اہل حکم از ظلم گردد شرمسار	قاضی از رشوت شود خوار وذلیل
درصفِ مردان زنان بدخصال	می شود آخر خجل بے قال وقیل

حکمت بادشاہ لشکر کے ساتھ ہے اور لشکر مال کے ساتھ مال خراج کے ساتھ خراج ملک کے ساتھ اور ملک آبادی کے ساتھ اور ملک کی آبادی عدل کے ساتھ ہے

مملکت آباد ہے انصاف سے	عدل ہے بیشک مدار انتظام
لشکر آسودہ خزانہ جمع ہے	ہو اگر درپیش کار انتظام

نکتہ قیصر روم نے سُنا کہ نوشیروان کے خزانہ مین روپیہ جمع نہین رہتا بوقت ضرورت قرض لینی کی نوبت آتی ہے اس لئے اس نے نوشیروان کو لکھا کہ جمع رہنا خزانہ کا سلطنت کا جزو اعظم ہے اوریہہ کمال افسوس کی بات ہے کہ تجھ جیسا بادشاہ عالی وقار رعایا کا قرضدار ہو مناسب یہہ ہے کہ بادشاہ فراہمی خزانہ کیطرف اپنی ہمت مصروف کرے کہ سلطنت کا محافظ خزانہ ہے - نوشیروان نے اسکے جواب مین لکھا کہ بادشاہ کیلئے جمع رکھنا لشکر کا ضروری امر ہے نہ کہ خزانہ کا اور عندالضرورت رعایا سے قرض لینا عیب نہین اسلئے کہ رعیت بادشاہ کی مددگار رہے اور بادشاہ رعایا کا محافظ +

ہست اموال رعیت مال شاہ	گر بود باہم وفاق واتفاق
مال یاران است باہم مشترک	گر نباشد درمیان بغض ونفاق

فائدہ ایک شخص نے نوشیروان سے پوچھا کہ عدل کیطرف کس چیز نے تجھے رہبری کی فرمایا کہ ایک روز مین نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کے ایسی لکڑی ماری کہ اُسکی ٹانگ ٹوٹ گئی چند ہی قدم چلا تھا کہ ایک سوار کے گھوڑے نے اسکو لات ماری جس سے اُسکی بھی ٹانگ توٹ گئی تھوڑی دور وہ گھوڑا گیا ہی تھا کہ گھوڑیکا پانون زمین مین دہنس گیا گھوڑے نے چاہا کہ زور سے نکالے نکالتے وقت گھوڑے کی ٹانگ کو ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے رہ گیا - اُسی دنسے مین نے عدالت اختیار کی اور خوب جان لیا کہ ہر ایک عمل کے عوض مین جزا اور سزا ملنے والی ہے اگر مین ظلم کرونگا تو اسکا عوض ضرور پاؤنگا اور عدل کرونگا تو صفت عدالت سے بلند آوازہ ہونگا +

برائی کے بدلے برائی ملیگی	بھلائی سے ہوتی ہے حاصل بھلائی
رہیگا نہ تو اور نہ تیرا زمانہ	رہیگی مگر یہہ بھلائی برائی

حکایت

اذربایجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اُسکے بے رضامندی لیکر اپنی حویلی مین شامل کرلی ناچار بڑھیا قیمت لینے پر راضی ہوئی تو قیمت بھی اوسکو دو برس تک نہ ملی اسلئے وہ مدائن نوشیروان بادشاہ کے پاس آئی چھہ مہینے تک اسکو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونیکا موقع نملا ایکدن شکارگاہ پہونچی اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پاکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنا حال زار بدیدہ اشکبار کہہ سنائی بادشاہ نے ایک خدمتگار خاص خفیہ آذربایجان کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہان جاکر اصل حال اس مدعی نکے دعوے کا دریافت کرکے

حضور مین سب کم و کاست عرض کرے خادم وہان پہونچا اور بعد تحقیقات واپس آکر عرض کیا کہ دعویٰ مدعیہ راست و درست ہے بادشاہ نے مدعا علیہ کو طلب کیا اور اس ظلم کی پاداش مین اوسکی گردن ماری اور حویلی اوسکی بڑھیا کو دی اور خود متنبہ ہوکر اس روز سے اپنا عام دربار کیا اور حکم دیا کہ دربار کے وقت جو دادخواہ آئے فی الفور روبرو پہونچایا جاے بلکہ اپنے خاص محل کی دیوار کے پاس بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی اور گھنٹہ اوسمین باندھ کر منادی کروائی کہ رات کیوقت جو مستغیث آئے اُس زنجیر کو ہلائے گھنٹہ کی آواز سُنکر بادشاہ اوسی وقت مستغیث کا فریادرس ہوگا +

نکتہ حاکم کو خدمت دیتے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہیئے **اولاً** نئے آدمی کو بے امتحان خدمت ندے **ثانیاً** نوکر کرنیکے وقت اُسکا قیافہ دیکھ لے کہ کس حیثیت کا آدمی ہے **ثالثاً** نوجوان ناآزمودہ کار کو بڑے کامون مین دخیل نکرے **رابعاً** شریف اور نیک نفس آدمی کو خدمت دے کیونکہ رذیل سے ضرور خطا ہوتی ہے کبھی وہ خطا سے خطا نہین کرتا اور شریف سے اگر کبھی سہواً خطا بھی ہوجاتی ہے تو وہ آیندہ کیلئے متنبہ ہوجاتا ہے **خامساً** قدیم اہلکار کی حقوق خدمت پر ہر وقت لحاظ رہے +

بار در دربار خود ہرگز مدہ	تانگردد امتحان دوستدار
نوجوان ناآزمودہ کار را	کُن نہ در کارکلان بااختیار

حکایت

نوشیروان جب اپنا محل بنوا چکا دربار عام کیا اور امیرون سے پوچھا کہ

محل شاہی تم نے دیکھا اس مین اگر کوئی عیب ہے تو بیان کرین سبھون
نے بالاتفاق عرض کیا کہ یہہ عالیشان مکان ہرطرح کے عیب سے پاک ہی
صرف یہی عیب ہے کہ حرم سرا کی دیوار کے نیچے ایک بوڑہیا کا پرانا گھر ہے
وہ بے زیب معلوم ہوتا ہے اور اوس کا دہوان خاص محل مین جاتا ہے اور
شاہی دیوارون کو سیاہ کرتا ہے اہل حرم بھی تکلیف پاتے ہین قلعہ کے
اندر اسکا باقی رہنا کیا ضرور ہے اسکے عوض مین بڑہیا کو شہر مین مکان
دیدیا جائے تو بہتر ہے فرمایا کہ کیا کرون بڑھیا میرا کہا نہین مانتی پہلے مین نے
اس سے کہا تھا کہ تو اپنے گھر کی قیمت جسقدر تیرا جی چاہے لے اور کہین اپنے رہنے
کیلئے مکان خرید لے اُس نے نہین مانا اور کہا کہ مجھکو اسی مکان سے محبت ہے
مین یہان سے نجاؤنگی پھر بھی اسکو سمجھایا کہ تو کھانا نہ پکایا کر شاہی باورچیخانہ
سے تجھکو کھانا پہنچا کریگا یہہ بات بھی اوس نے منظور نکی اور کہا کہ مین اپنے ہاتھ
کی مزدوری سے کھانا پسند کرتی ہون بڑھیا کے پاس ایک گائے بھی ہی
اوسکو محلسرا کے عین دروازہ کے آگے باندھ دیتی ہے اُسکے بول و براز کی بدبو
محل مین پھیل جاتی ہے اگر منع کرین تو کہتی ہے کہ یہہ زمین میری ہی گائے
کے باندھنے مین میرا اختیار ہے چونکہ زمین بڑھیا کی ملکیت تھی زبردستی کرنا قرین
انصاف نہین اسکے سواحق ہمسائیگی مانع ہے ظلم کر نہین سکتا کہ ظالم کا گھر
دوزخ ہے اپنے اوپر تکلیف گوارا کرلیتا ہون مگر غیر کی تکلیف نہین دیکھہ سکتا۔

ظلم ہے آخر عوض ہے ظلم کا
ہو اگر فرحت کے تم اُمیدوار

رنج کا بدلہ ہے آخر کار رنج
لوگون کو پہونچاؤ مت زنہار رنج

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک تاجر مہمان نواز مدائن مین تھا لنگر اُس کا ہمیشہ جاری رہتا تھا جسوقت کوئی مہمان مسافر آتا محروم نجاتا اس امتحان کیواسطے نوشیروان بہ تبدیل لباس اسکے گھر گیا اُس نے نہ پہچانا اور حسب عادت بڑی خاطر کی جوکچھ مانگا بلا تامل دیا بوقت رخصت نوشیروان نے اُس سے کہا مین بھی اپنے گھر کا امیر ہون اگر کوئی چیز مرغوب خاطر ہو فرمائیے بلاتوقف ارسال خدمت ہوگی سوداگر نے کہا بہتر اگر تھوڑے انگور بھجوا دیجیے تو نہایت مہربانی ہے بادشاہ نے کہا کہ خود ہی تمھارے خانہ باغ مین طرح طرح کے انگور موجود ہین کیون نہین توڑ لیتے کہا میرے باغ کے انگور سب پک کر تیار ہو چکے ہین مگر نوشیروان سخت غافل ہے کہ سلطانی عشر لینے والا عامل اس نے اب تک نہین بھیجا اگر سلطانی حصہ لیجاتا تو انگور مہمانون کے کام آتے اب مین اپنے باغ مین کچھ تصرف نہین کر سکتا ڈرتا ہون کہ بادشاہ کی غفلت سے مین بھی خائین نہ بنجاؤن اور رفتہ رفتہ خیانت کی مجھکو بھی عادت پڑجاے - بادشاہ یہہ بات سنکر رویا اور کہا کہ وہ غافل بادشاہ اور بے خبر حاکم مین ہی ہون - اُس روز سے ہر ایک امر مین غفلت چھوڑ دی +

نکتہ عادل بادشاہ کے لئے ستّرہ اوصاف موجب قیام سلطنت ہین + اوّل ہمیشہ عدل اختیار کرے اور مظلوم کی داد ظالم سے لے دوم عقل کے مشورے سے کام کرے سوم رعایا نواز ہو اور رعیت کی آبادی ملحوظ رکھے چہارم مآل اندیشں ہو ہر کام کے آغاز مین انجام سوچ لے پنجم رحیم ہو بندگان

خدا پر رحم کرے **ششم** حلیم ہو حلم اور نرمی سے کام لے **ہفتم** قدردان ہو
اہل شمشیر و قلم کو عزیز رکھے **ہشتم** سخی ہو غربا و فقرا کی خبر لے **نہم** بہادر ہو یے
جب جنگ کا موقع آپڑے بروز شمشیر دشمن پر فتح یاب ہو - **دہم** دلیر ہو سلطنت
کے کام مین سستی اور کاہلی نکرے **یازدہم** بے تعصب ہو ایک کی دوستی کے
سبب سے دوسرے پر ظلم روا نرکھے **دوازدہم** عابد ہو خدا کی عبادت ہر کام پر
مقدم سمجھے **سیزدہم** خودرائے و خود پرست نہو کوئی کام مشیرون کی مشورت
بغیر نکرے **چہاردہم** علم دوست ہو علما و فضلا کی توقیر کرے اہل علم و ہنر کو
عزیز سمجھے **پانزدہم** مردم شناس ہو دوست دشمن کو پہچانے **شانزدہم**
بادل ہو اپنا خزانہ فوج کا حق جانے **ہفدہم** منصف ہو رعایا کے فیصلہ کی طرف
بذات خود متوجہ ہو امور سلطنت کارپردازان کے اختیار اور بھروسہ پر نچھوڑے +

شاہ با انصاف ایسا چاہیے	خوش ہو جسکے خلق سے سارا جہان
ہو بہادر عقلمند اور برد بار	حق شناس و مہربان و قدردان

حکایت

ساسانی بادشاہون کے ہان رسم تھی کہ اگر کوئی اُن کے روبرو کوئی اچھی بات
یا لطیفہ کہتا اور اُس سے بادشاہ خوش ہوکر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ہزار
درم انعام مین اسی وقت ملجاتے - کہین ایک روز **نوشیروان** جنگل مین
سیر کر رہا تھا اتفاقاً ایک زمیندار سو برس کی عمر رسیدہ خرمی کا تخم بور ہا تھا
بادشاہ دیکھ کے ہنسا اور کہا کہ اس درخت کے ثمر لانے تک تو زندہ رہیگا

پس تو کس امید پر اپنا وقت رائیگان کرتا ہے زمیندار نے عرض کیا (کشتند خوردیم کاریم خورند) بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور کہا آفرین خازن نے اسی وقت ہزار درم کی تھیلی زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے کہا کہ دیکھیے میرا بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لایا اور مین نے اسی وقت کھا لیا یہ برکت بادشاہ قدردان کی تشریف آوری سے ظہور مین آئی بادشاہ یہ تقریر سنکر پھر ہنسا اور کہا آفرین خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اسی دم زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے عرض کیا کہ اور زمیندارون کے درخت ایک سال کے بعد ایک ہی دفعہ پھولتے پھلتے ہین اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر بھی نہین نکلا دمبدم پھل دیتا ہے یہہ لطیفہ سنکر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور کہا آفرین خزانچی نے تیسری تھیلی بھی زمیندار کے آگے رکھدی زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل کھاکر نہال ہو گیا۔

تجھ سے پہلے بو گئے تھے جتنے لوگ	انکی محنت کا ثمر تجھکو ملا +
سعی کر تو بھی کہ تیری سعی سے	لوگ پائین تا قیامت فائدہ

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک روز ایک آدمی جنگل مین کہین شکار کو جا نکلا دیکھا تو ایک آدمی کو کسی نے قتل کر کے آلہ قتل اُس کے سینہ پر رکھدیا ہے اس واقعہ کو دیکھکر حیرت زدہ آلہ قتل اُٹھا کے دیکھ ہی رہا تھا کہ اہلکار پولیس آہی پہونچے اور اُس ناکردہ گناہ کو مقتول کا قاتل جانکر گرفتار کر لیا چند روز بعد ماخوذ کو پھانسی

دینیکے لئے چوک مین لائے پھانسی پر چڑھایا چاہتے تھے کہ مجمع سے ایک شخص نکل آیا اور آواز دی کہ اس مقتول کو مین نے قتل کیا ہے قصاص اُسکا مجھپر جاری کرنا چاہیے ملازمان شاہی نے اس ناکردہ گناہ کو چھوڑ دیا اور مجرم اقبالی کو نوشیروان کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اسکی رہائی فرمائی اور کہا کہ اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے ولیکن دوسرے کی جان بچائی ہے اور اسکے بچانیکے لئے موت کی بلا اپنے سر پر لی ہے ایسے شخص کو پھانسی دینا نچاہیے پہلے یہہ قاتل تھا اب فدائی ہو چکا ہے

نکتہ کسی کی ناراضی اور اپنی بچاؤ کے سبب سے سچ بات کا چھپانا اور جھوٹھ کہنا سراپا منع ہے +

از راہ راست سر مپیچ اید وست		گر دران راہ خوف جان باشد	
ایمن ست از جہان و اہل جہان		ہر کہ از کذب در امان باشد	

حکایت

ایک مخبر نے نوشیروان سے مخبری کی کہ خزانچی نے خزانہ شاہی سے بلا اجازت بہت سا روپیہ غربا و فقرا کو دیدیا اور زر خطیر خیرات مین صرف کیا ہے فرمایا کہ جسقدر روپیہ خزانچی نے مسکینون اور محتاجون کو دیا ہے وہ ہمارے ہی خزانہ مین جمع ہے کہین نہین گیا +

دولت و مال کی حفاظت مین		کیون اٹھاتا ہی تو مصیبت و رنج	
خرچ کر راہ حق مین دولت و مال		جمع کر عاقبت کے گھر مین گنج	

حکایت

نوشیروان اکثر اوقات رات کے وقت دو چار خدام خاص کو ساتھہ لیکر رعایا کی خبر گیری کیلئے پھرا کرتا تھا ایک روز ایک خیر خواہ امیر نے بعد اداب و کورنش عرض کیا کہ بادشاہ کا اس حالت سے شہر مین گشت کرنا اچھا نہین ہے اندیشہ ہے کہ موقع پاکر کوئی دشمن کسی طرح کا صدمہ پہونچاسے فرمایا کہ کچھہ اندیشہ نہین ہے کیونکہ عادل بادشاہ اور منصف حاکم کا حافظ حقیقی پاسبان ہے

شاہ عادل را ز تنہائی چہ غم	زانکہ عدل اوست ہر دم پاسبان
ناصرش باشد خداوند کریم	در جہان ہر روز و ہر شب ہر زمان

حکایت

نوشیروان کے وقت مین ایک شخص بازار مین کہتا پھرتا تھا کہ میری تین باتون کا مول تین ہزار دینار ہے اگر کوئی خریدے تو مین اسکو بتلاؤن نوشیروان کو خبر ہوئی اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ ہم نے تیری باتون کو خرید لیا کہو وہ کون باتین ہین وہ بولا کہ **اول** یہہ بات ہے کہ دنیا مین دوست نہین ملتا **دوم** نا چار دشمن سے بھی ملجانا چاہئے **سوم** اُنسے ملو جنسے ضرورت ملنا پڑ جائے نوشیروان نے یہہ باتین سنکر حکم دیا کہ تین ہزار دینار اسکو دیدو حکیم نے دینار نہ لئے اور کہا کہ مین اسبات کا امتحان کرتا تھا کہ آیا حکمت کے باتون کا بھی کوئی خریدار دنیا مین باقی رہا ہے یا نہین +

دوست کوئی بھی گر نہو پیدا	کسی دشمن سے دوستی کرلے
کام اپنا چلالے دنیا مین	حاصل آرام زندگی کرلے

حکایت

ایک روز ایک کوتاہ قد دادخواہ نوشیروان کے روبرو آیا اسکو دیکھکر فرمایا کہ کوتاہ قد آدمی شر انگیز و مفتری ہوتا ہے کیا عجب اسکا دعوی بھی سچ نہو جب تحقیقات ہوئی بادشاہ کا قیاس درست نکلا چند روز بعد اور ایک شخص کوتاہ قد مستغیث آیا بادشاہ پھر وہی حرف سخن زبان پر لایا دادخواہ نے عرض کیا کہ میرے چھوٹے قد کو دیکھکر مجھکو چھوٹا نہ سمجھئے میرا مدعا علیہ مجھسے بھی زیادہ پست قامت ہے بادشاہ ہنسا اور اسکی حق رسی فرمائی ❖

بندۂ کوتاہ قد کوتاہ عقل	آفتین کرتا ہے برپا سیکڑون
شر اُٹھاتا ہے ہزارون دہ شریر	مخمصے کرتا ہے پیدا سیکڑون

نکتہ بھوک کے عذاب سے مرنا بہتر ہے کہ سفلو نکا کھانا کھانا اُنکے احسانکا بار اُٹھانا ❖

اہل ہمت گرسنہ میرد اگر ❖	دست پیش سفلہ کے ساز دراز
زیر بار ہمت دون ہمتان	سرنگون گردد نہ مرد راستباز

نکتہ دنیا مین جسکی زیست بامراد نہین دل اُسکا شاد نہین اسکو زندہ نجانو مردہ پہچانو

زیست کی راحت نہو جسکو نصیب	محض لاحاصل ہے اُسکی زندگی
بہتر ایسی زندگی سے مرگ ہے	خوش نہو جبن زیست مین انسان جی

حکایت

ایک روز ایک مصاحب نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوا اور مبارکباد دیکر کہا کہ آج فلان دشمن اس خاندان کا مرگیا ہے فرمایا کہ آخر مجھکو بھی وہان لیجائین گے

جہان وہ گیا ہے پس کیا موقع خوشی اور مبارک باد کہنے کا ہے بلکہ مقام حسرت وافسوس کا

	اگر بمرد عدو جاے شادمانی نیست		کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

تذکرہ جب نوشیروان مرگیا تو اسکی وصیت کے موافق تابوت اسکا تمام شہر مین پھرایا گیا اور تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس مظلوم وقرض خواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہو اسوقت حاضر ہو کہ حق رسی کی جائے لکھتے ہین کہ کوئی دادخواہ نہ آیا - اس بادشاہ عادل کے تابوت کے ساتھ ہزارہا مخلوق تھی اور ہر ایک یہہ سمجھتا تھا کہ آج میرا وارث دنیا سے اُٹھ گیا +

خسرو پرویز بادشاہ

یہہ شخص نامآور بادشاہون مین شمار کیا گیا ہے پرویز اسکا خطاب تھا عجب نہین کہ اسکی شیرین کلامی نے اس خطاب کا مستحق کیا ہو - اسکے پاس آٹھ خزانے تھے اُنمین سے ایک کا نام بادآورد تھا لکھتے ہین کہ قیصر روم نے وہ خزانہ جہاز پر لادکر کسی بحیرہ کو روانہ کیا تھا اتفاقاً دریا مین ہوا کا طوفان آیا ہوا تھا اور طوفان کے زور سے جہاز اس بادشاہ کے علاقہ مین آگیا اسکے عملدارون نے وہ خزانہ لیلیا اور بادشاہ کے پاس بھیجدیا اُس خداداد خزانہ کو دیکھکر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام گنج بادآورد رکھا +

فائدہ اس بادشاہ کے خزانہ مین بیس ہزار زین مرصع۔ پچاس ہزار قیمتی گھوڑا بارہ ہزار اونٹ خاص شاہی اسباب لادنیکا نوسو ہاتھی خاص سواری کے تھے

دو سو غلام خوشبو کے ڈبے سواری کے ساتھ لئے رہتے تھے تاکہ سواری
کیوقت بھی معطر ہوا بادشاہ کے دماغ مین پہونچتی رہے ایک ہزار سقا بادشاہ کی
سواری کے آگے آگے پانی چھڑکا کرتا تھا بادشاہ کے گھوڑون کے نعلین بہی
سونیکے تہین مینحین اُسمین لکڑی کی لگائی جاتی تھین اس غرض سے کہ وہ نعل بہت
جلد گر پڑین اور لوگ اُٹھا کر لیجائین فیض پائین اور اسکے عوض مین نئے لگائے جائین
فائدہ اس بادشاہ کے پاس ایک کاسہ تھا ایک مرتبہ اس مین پانی بھر کر اگر تمام
اہل دربار پیتے تو وہ خالی نہوتا۔ بارہ ہزار خوبصورت کنیزین اسکے محلسرائے مین
رہتی تھین اور شیرین جیسی عورت جمیلہ جو حسن و خوبی مین دنیا کا روشن ستارہ تھی
اُسکی منکوحہ تھی۔ بادشاہ کے خاصہ کے لئے جو بزغالہ ہر روز ذبح کیا جاتا تھا اُسکے پکانے
مین دو ہزار دینار روزانہ صرف ہوتا تھا۔ پہلے بزغالہ زرد رنگ ازرق چشم بھیڑی کے
دودھ سے پرورش کیا ہوا ہر روز بہم پہونچایا جاتا ایک تنور چاندی کا بنا کر عود کی
لکڑیون سے تپایا جاتا مشک اور زعفران بھی جلایا جاتا پھر بزغالہ ذبح کر کے
اور چاندی کے طشت مین رکھکر تنور کے اندر رکھا جاتا جب پک چکتا تو سونے کے
طشت مین رکھکر سونے کی چھری سے اُسکے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے اور
بہت سا جواہرات قیمتی پیسا ہوا اوسپر ڈالا جاتا خوشبودار مصالحہ پُر ذائقہ انواع و اقسام
کے اُسپر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا وہ چاندی کا تنور
و طشت طلائی و نقرئی وغیرہ روزانہ مساکین پر تقسیم کر دئے جاتے اور آیندہ کیلئے ہر روز
نئے تیار ہوتے غرض کہ یہہ بادشاہ بڑا با تکلف اور کریم تھا ✦

حکایت

ایک روز کسی مخبر نے ایک امیر کی نسبت مخبری کی کہ وہ بادشاہی مال مین سے بہت روپیہ کھا گیا ہے بادشاہ نے اسکی تحقیقات کیلئے حکم دیا جب جرم ثابت ہو چکا تو امراے دربار سے اسکی سزا دہی کے لئے مشورہ لیا گیا سب نے اسکے قید کرنیکی راے دی مگر بادشاہ نے برخلاف انکی راے کے اسکا رتبہ پہلے سے دوچند بڑھا دیا جاگیر و منصب اوسکا زیادہ کردیا یہہ حال دیکھکر تمام امراے دربار حیرت مین آئے اور بادشاہ سے اس عنایت و مہربانی کا باعث پوچھا فرمایا کہ تمھاری تجویز اسکے باب مین یہ تھی کہ مین اسکو قید کرون پس احسان و مروت سے زیادہ اور کون قید ہے اسلئے مین نے اوسپر احسان کیا اور ایسی زنجیر مروت کے اوسکے ہاتھہ پاؤن مین ڈالی کہ تادم زیست وہ کبھی گردن نہ ہلا سکے کیونکہ ظاہری قید اسکے صرف جسم ہی پر ہوتی اور احسان و مروت کے بند اوسکی روح اور جان پر ہے ۔

بند احسان است بند آہنین	کاندران تا زیست انسان است بند
نہ بند بند تن بین کہ در بند وی است	روح محبوس است ہم جان بند

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح

یہہ آٹھوین خلیفہ آل مروانیہ سے تھے انکی عدالت اور خدا پرستی ضرب المثل ہے ۔ سلیمان بن عبد الملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے ۔ اونکی خلافت نے دفعۃً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف ۔ علم و عمل ۔ خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی حضرت علی علیہ السلام پر خطبون مین جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کردیا شہزادگان بنو امیہ کے ہاتھون سے جاگیرین چھین لین ۔ جہان جہان ظالم عمال تھے یکقلم معزول کردے سب سے بڑھکر یہہ کہ علوم الہیہ کو وہ رونق دی کہ گھر گھر یہی چرچے پھیل گئے ۔ امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثون کو یکجا کرین یہہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ مین اوسکی نقلین بھجوائین مناقب آپکی بیشمار ہین اس مختصر مین اونکی تحریر کی گنجایش نہین مگر تبرکاً و تیمناً نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین ہین

فائدہ رات کو امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کو رقت پیدا ہوئی اور بے اختیار رونا

شروع کیا فاطمہ انکی منکوحہ نے دیکھا تو آپکا تمام چہرہ اور ریش مبارک آنسون سے تر تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو آپ کی منکوحہ نے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے اور یہ رونا کس لئے ہے فرمایا مین امور امت مرحومہ کا ایک معتمد اور امانت دار ہون مجھے نہایت فکر و اندیشہ ہی کہ میرے قلمرو مین صدہا بندگان خدا ننگے بھوکے خستہ حال ورنہ ہی کے عالم مین مبتلا ہون گے فردائے قیامت حاکم علی الاطلاق جب مجھسے پوچھیگا کہ ان لوگونکی ساتھہ تونے کیا سلوک کیا تو مین جانتا ہون کہ مجھسے جواب نہ بن پڑیگا اور عذر میرا قبول نہوگا اسلئے مجھکو اپنی نفس پر رحم ہوا اور رقت پیدا ہوئی

پند سونیکے لئے رات کو بستر پر نجاؤ جب تک کہ تمام دن کا حساب نکرلو کہ آج مین نے کون کون عمل نیک اور کون کون بد کیا ہے پس جو عمل بد یاد آئے اسکے کرنے پر پچتاؤ توبہ کرکے بخشواؤ نیک عمل پر خدا تعالی کا شکر ادا کرو اور دعا مانگو کہ آیندہ بھی وہ تم کو نیکی کی توفیق دے

جس قدر تم روسکو چھپ چھپکے رولو راتکو	چہرہ سے دلکی سیاہی ساری دھولو راتکو

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح خلافت سے پہلے ہزار درہم کی قیمتی پوشاک پہنتے اور فرماتے تھے کہ کیا عمدہ لباس ہے اگر اس مین خشونت نہوتی اور جب آپ تخت نشین ہوے تو پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی پوشاک کبھی نہ پہنی جسکی نسبت فرماتے کہ کیا عمدہ پوشاک ہے اگر اس مین تنعم نہوتا اس پر لوگون نے عرض کیا کہ سبب اختلاف کا ان دونون حالتون مین کیا ہے فرمایا میرا نفس لوامہ آفت کا پرکالہ ہے جو نعمت خدا پاک نے اوسکو دی اوسپر ہل من مزید کا خواہشمند رہتا ہے اور اللہ پاک نے ہمیشہ اوسکی خواہش ہل من مزید پوری کی اب تخت نشین ہونیکے بعد بھی وہی خواہش ہل من مزید باقی ہے مگر دنیا مین تو اس خلافت پر ہل من مزید ممکن ہی نہین باقی رہی نعماے عقبیٰ وہ بغیر دنیا چھوڑے ملتی نہین اس لئے آخرت کی خواہش نے دنیا چھوڑا دی +

زہد کا رتبہ اگر مطلوب ہے	تین چیزین چھوڑ دے ای نیکنام
زیب و زینت زآسی ور ہاسی ہوا	دال سے دنیا و دولت والسلام

فائدہ باوجود اس قدر امارت اور دولت وحکومت کے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز ہمیشہ دیوان تحقیقات وفصل خصومات مین فرش زمین پر اجلاس فرماتے تھے اسپر لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ سطح رونق افروز رہین گے تو ہیبت وسطوت وفرو شوکت سلطنت وخلافت کا باقی نہین رہیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے تکلف سلطانی سی کچھ غرض نہین ہے توکل درکار ہے

نکتہ خدا کے متوکل ہوکر خاکستر کے فرش پر بیٹھنا اور فقیر کہلانا اس سے بہتر ہی فرعون کی طرح تکبر وتجمل کے ساتھہ تخت پر بیٹھنا اور احکم الحاکمین پر بھروسہ نرکھنا ✤

کرو حق پر توکل بندگان حق اگر سمجھو	گہر قطرے کو سمجھو اور خاکستر کو زر سمجھو

حکایت

ایک روز مسلمہ بن عبد الملک عمر بن عبد العزیز رح کی عیادت کو آیا دیکھا تو اُن کے کپڑے میلے کچیلے تھے اونہون نے اپنی بہن فاطمہ سے جو امیر المومنین کی منکوحہ تھین کہا کہ آپ کے کپڑے بدل دو اور جو کپڑے پہنے ہین اونکو دُھلوادو فاطمہ نے کہا اے بھائی مین کیا کرون اون کے پاس اس لباس کے سوا دوسرا کپڑا ہی نہین ہے

نکتہ میلے جسم اور ناپاک بدن پر پاکیزہ لباس پہنا پاک لوگون کے نزدیک منع ہی

اسطرح اپنی پاک روح کو بدی اور بدافعالی کے میل سے ناپاک رکھنا اور جسم کو دھونا عیب ہے +

نجاست سی بہو جب تک کہ دل پاک	عبث ہی اس تن خاکی کا دھونا
بہلا جب تک پلید اپنا ہو باطن	ضرورت کیا بظاہر پاک ہونا

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رح نے ایک حکم نافذ کیا کہ بنی امیہ نے لوگون سے براہ ظلم و جبر جو کچھ کیا ہے وہ سب اُن کے مالکون کو مسترد کر دیا جائے اس پر ارکان دولت و اعیان سلطنت نے عرض کیا کہ حضور آپ ایسا حکم صادر فرماتے ہین اور اپنی قوم کے رنج و ملال سے نہین خطر کرتے فرمایا مجھکو احکم الحاکمین کا خوف ہے اور کسی سے ڈرتا نہین +

پند حاکم علی الاطلاق سے جو ڈرتا ہے اُن سے سب خلقت ڈرتی ہے اور جو شہنشاہ جل و علا سے نہین ڈرتا اس سے کوئی بھی خوف نہین کرتا +

لوگ ڈرتے ہین اُن کی سایہ سے	جو کہ اپنے خدا سے ڈرتے ہین
جو نہین ڈرتا اپنے خالق سے	لوگ کب اُس سے خوف کرتے ہین

حکایت

رجا بن حیات روایت کرتے ہین کہ مین ایک رات عمر بن عبدالعزیز کے خدمت شریف مین حاضر تھا اتفاقاً چراغ گل ہونے لگا مین نے چاہا کہ اوٹھکر ہی درست کردون لیکن مجھسے پیشتر خود ہی امیر المومنین نے چراغ درست کر دیا مین نے عرض کیا یا امیر المومنین خادم کے ہوتے مخدوم کو تکلیف اوٹھانیکی کیا ضرورت تھی

آپ نے فرمایا کہ میرا کیا گھٹ گیا جب مین اوٹھکر گیا تب بھی عمر ہی تھا اور درست کرکے آیا تب بھی عمر ہی ہون +

نکتہ فخر انسان کا اس مین ہوتا ہے کہ وہ فخر کے لایق ہو اور افتخار نکرے باوجود مہتری کے اپنے آپ کو کمتر جانے دولت اور حکومت کی حالت مین تواضع اور انکساری اپنا پیشہ کرے +

دوستو فخر اپنا مت ظاہر کرو	گرچہ ہو تم صاحب عز و وقار
بندگی پر باندھلو اپنی کمر	پاؤ اپنے حق سے تاج افتخار

حکمت اپنے متعلقین اور خدمتگارون کو اپنا اعضا تصور کرنا چاہیے کیونکہ اگر وہ نہون تو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑے نوکر کو سخت تکلیف نہ دینی چاہیے کوئی وقت اُن کے آرام کیلئے بھی مقرر کرنا چاہیے +

بندہ از بندگان حق بود	گر ترا در بندگی خدمت گذار
دان غنیمت خاطرش خورسند دار	تا ترا خوشنود دارد کردگار

نکتہ نوکر کو چاہیے کہ وہ اپنے آقا کی خدمت گذاری و جان نثاری مین ہمیشہ حاضر و سرگرم رہے ہر کام مین دیانتداری و خیرخواہی کو مقدم سمجھے حق نمک پہچانے مالک کو مالک جانے اور اسکے راز کا محافظ رہے +

ہین گے مستحکم دیانت پر مدام	بندگان اہل دین اہل یقین
ہے عزیز خلق مرد خیرخواہ	فخر پاتا ہے امانت سے امین

حکمت شجاعت کے متعلق دس چیزین ہین **اوّل** کبر نفس یعنی مفلسی یا تونگری یا مدح یا مذمت کو یکسان جاننا **دوم** تقویت یعنی سخت مصیبت کیوقت نہ گھبرانا

قوی دشمن سے نہ ڈرنا **سوم** سکون یعنی ہر حالت مین مستقل رہنا آجکا کام کل پر نچھوڑنا **چہارم** ضبط مزاجی یعنی جوش مین نہ آجانا غصہ کو ضبط کرنا دشمن پر غلبہ پاکر درگذر کرنا **پنجم** ثبات یعنی دشمن کی جمعیت دیکھکر پریشان نہونا اور نیک کام کرنے مین حریص رہنا **ششم** تحمل نیک کام کرنے مین **ہفتم** غیرت اور حمیت قوم اور اقربا کی پرورش پر مستعد رہنا انکو غیر کا محتاج نہونے دینا اور انکی آبرو کا محافظ رہنا **ہشتم** تواضع سب کو اپنے ذات سے اچھا جاننا اور سب سے بدارات پیش آنا **نہم** علو ہمتی اچھے اعمال واخلاق کی طرف راغب رہنا بد عادتون سے باز رہنا خداوند عالم کی راہ مین زرنثار کرنا کسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپکو تکلیف مین ڈالنا **دہم** رقت لوگون کی پریشانی وغمگینی کی حالت دیکھکر خود پشیمان ہونا کسی کی بدحالت دیکھہ نسکنا اپنے گناہ یاد کرکے رونا اور غم کرنا +

کبر نفس و تقویت صبر وسکون	ہین یہہ سب مردیہا در کی نشان
اور تواضع غیرت وحلم وثبات	ہین اسی کے واسطے اندر جہان
اپنی ہمت اور تحمل سی ہمیشہ	کام کرتا ہے وہ یکتاے زمان

حکایت

تقریب عید الفطر مین امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کی بی بی نے آپ سے شکایت کی کہ یا امیر المومنین آپکے تخت نشینی مین ہمنے کچھ بھی فائدہ نہین اوٹھایا اور مزہ نپایا دیکھو محلہ کے لوگون نے اپنے لڑکون کے لئے نئی نئی پوشاکین اور عمدہ عمدہ لباس تیار کرایا ہے مگر ہمارے لڑکے وہی پھٹے پرانے پیوند لگی ہوے

کپڑے پہنتے مین مجکو نہایت شرم آتی ہے اس پر آپنے خزانہ دار بیت المال کو شقہ لکھا کہ ہمارا حق خلافت مقررہ ایک مہینہ پیشگی بھیجدو مہتمم بیت المال نے عرض کیا کہ تعمیل حکم مین تو کچھ عذر نہین مگر یا امیر المومنین یہہ کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہین گے جسکا حق آپ آج چاہتے مین آپنے فرمایا یہہ سچ ہے اور آپنے اپنی بی بی سے فرمایا کہ ہمارے لڑکون کیواسطے جنت مین پوشاک لطیف تیار ہے یہان نئی پوشاک اور عمدہ لباس کی کچھ احتیاج نہین ہے

فائدہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت مین حق خلافت ایک لاکھ تیس ہزار درہم سالانہ سے زاید تھا اور عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک مسلسل فتوحات جدیدہ نے اوس حق خلافت کو الضاعف کر دیا تھا لیکن عمر بن عبد العزیز نے اپنا کل حق بیت المال سے بجز دو درہم روزانہ کے نہین لیتے تھے بلکہ جس وقت وہ صدر نشین خلافت ہوے اپنا کل ذاتی مال بھی داخل بیت المال کر دیا آپ کے فضایل اور کمالات جو مورخین زمانہ نے لکھا ہے اوس سے یہہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ انسان فرشتہ خصلت تھے

نکتہ بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلائے خدا پرست وہ ہے جو خودی کے دام مین اسیر نہو نیک وہ ہے جو کسی کے ساتھ برائی نکرے

نیک وہ ہی جو نہین کرتا بدی	دوست دشمن نیک بد بندو نکا تھا
شاہ کہتے ہین اُسے شاہ و گدا	جس نے لینے کو نہین پھیلاے ہاتھ

نکتہ سخی وہ ہے جو اپنا مال کسیکو معاوضہ کی امید پر ندے اپنے ملک کو وقف جانے اور ون کے مال کی حفاظت رکھے کسیکے نقصان کا روادار نہو ٭

بہ بخشد چون بمسکینان سخی مال	ندارد در عوض امید احسان
ہمیشہ مال خود را وقف داند	بمال دیگران باشد نگہبان

حکایت

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبد الملک کے باورچیخانہ مین روزانہ ایکہزار درہم صرف ہوتا ہے آپنے ایک وزرا نکو پیغام بھیجا کہ آج کھانا ہمارے ساتھہ کھائین اور آپنے اُس روز ہر قسم کا کھانا بتکلف پکوا یا منجملہ اور کھانون کے آش مسور کی پیاز و روغن زیتون سے چرب کی ہوئی آپکے خاصہ کی تھی آپنے مسلمہ کو اتنا بٹھا ئے نہین لگایا کہ اُنپر بھوک کا غلبہ زاید ہو گیا اور آپ نے پیشتر ہی سے خدام کو کہہ رکھا تھا کہ جب مین کھانا مانگون تو قبل اسکے کہ اور کھانے لاؤ پہلے وہی مسور کی آش لے آنا پس خدام نے پہلے وہی آش پیش کی مسلمہ کو بھوک تو خوب ہی لگی تھی وہ آش پیٹ بھر کر کھائی کہ اور کھانیکی گنجایش نرہی جب تکلف اور پرذایقہ کھانے چنے گئے تب عمر بن عبد العزیز نے مسلمہ سے کہا کہ ہاتھہ کیون کھینچا عمدہ کھانا تو دستر خوان پر اب آیا ہے مسلمہ نے عرض کیا یا امیر المومنین مین خوب کھا چکا ہون اب ور کھانیکی گنجایش نہین ہے عمر بن عبد العزیز نے فرمایا سبحان اللہ تم صرف اس مسور ہی کی آش سے شکم سیر ہو گئے جس مین ایک ہی درہم کے خرچ سے دس آدمی شکم سیر ہوتے ہین پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچیخانہ مین بیجا صرف کرتے ہو کتنا بڑا اسراف ہے خداے پاک سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمھارا نام مسرفون مین لکھا جائے اگر وہی مال جو اس طرح بیہودہ اور بے موقع

خرچ کرتے ہو وہی ارباب احتیاج پر صرف کرتے اور ننگے بھوکون اور مسکینون کو کھلاتے تو آخرت مین تمھارے کام آتا اور خدا اور رسول تم سے خوش ہوتے مسلمہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ اب ایسا ہی کرونگا +

نکتہ کھانا اسقدر کہ اشتہار رفع ہو جائے اور پانی اتنا پینا کہ تشنگی نرہے پوشاک ایسی پہننا کہ بدن برہنہ نرہے گھر ایسا بنانا کہ جس مین گزارہ ہو سکے انسان کی حاجت روائی اور ضروری آسایش کے لئے کافی ہے لذیذ کھانے کھانا اور معطر اور سرد شربتون کا پینا قیمتی لباس کا پہننا اور اونچے و بلند محلون کا بنانا سراپا اسراف ہے +

گذارہ کرلو اس دنیا مین بلکہ		گذر دن جائین جس سے زندگی کے	
تکلف جتنے تم کرتے ہو چھوڑو		نہین یہہ کام اچھے آدمی کے	

حکمت صرف کرنا تین قسم پر منقسم ہے **اول** خیرات اسمین تین طرح کی رعایت چاہیے اوّل یہ کہ دل کی رضامندی سے دیوے دیگر افسوس نکرے دوسری ایسے کو دے جو بسبب شرم کے کسی سے سوال نکر سکتا ہو تیسرے پوشیدہ دے ریا سے بچے دیگر احسان نرکھے دوّم خرچ ضروری اسمین بھی تین قسم ہین اوّل اپنے زن فرزند و غیرہ متعلقین کو دینا اور اپنے کھانے پینے پہننے و ذاتی خرچ مین صرف کرنا دوسرے فائدہ کی امید پر کسی امیر دولت مند کی خدمت مین نذر یا تحفہ دینا تیسرے دفع ضرر کیلئے صرف کرنا یعنی جب اپنی جان پر آفت آئے یا حرمت مین خلل پڑنیکا اندیشہ ہو جائے تو خرچ کرنا پس دو قسم اول و دوم مین اپنی توفیق و حیثیت پر لحاظ رکھنا ضرور ہے مگر تیسری قسم مین حیثیت سے زیادہ بھی خرچ کر دینا

مضائقہ نہین ہے کہ اُسکے خرچ نکرنے مین آبرو کا خوف ہے تیسری قسم تواضع وانعام ومہمانداری ودوست نوازی وغیرہ اس قسم کے اخراجات بھی اچھے ہین گر حیثیت کا لحاظ اسمین بھی ضروری امر ہے +

مناسب خرچ جو کرتا ہے کرے	اڑا بیجا نہ ہرگز دولت و مال
نکر اسراف یا امساک اس مین	مگر رکھ اعتدال اسمین بہر حال

حکایت

فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان منکوحہ عمر بن عبدالعزیز کی ملکیت مین ایک لونڈی تھی جسکے ساتھ آپ کو عشق پیدا ہوگیا تھا آپنے اُسکو اپنی بی بی سے مانگا کہ اسکو ہبہ کردین فاطمہ نے بسبب غیوری اور حسد کے ندی اور جب آپ تخت نشین ہوے تو فاطمہ اوسکو لباس تکلف سے آراستہ پیراستہ کرکے آپکے پاس لائین اور کہا کہ اسکو مین نے بخوشی آپ کو ہبہ کیا آپنے اوس سے جب خلوت کرنا چاہا تو پہلے اُس سے فرمایا کہ کپڑے اوتار ڈال جب اُس نے سارے کپڑے اوتارے خلیفہ نے کہا اچھے بتا کہ تو پہلے کسکی ملکیت مین تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی اوس نے عرض کیا کہ حجاج بن یوسف نے عامل کوفہ کا تمام مال ومتاع ضبط کرلیا تھا مین بھی اوسی عامل کی ملکیت مین تھی مجھکو حجاج نے عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجا اور مین کم عمر تھی عبدالملک نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو ہبہ کیا آپنے پوچھا اب وہ عامل کہان ہے اُس نے کہا وہ مرگیا پھر آپنے پوچھا کہ آیا اب اوسکی کوئی اولاد مین سے ہے اوس نے کہا ہان فی الحال ایک اوسکا

فرزند وہ بھی مفلس اور برے حال مین ہے آپنے اوس لونڈی سے مواصلت
نکی اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لے اور اوسی وقت عبدالحمید عامل کوفہ کی
نام حکم صادر فرمایا کہ نامبردہ کو بذریعہ برید جلد دارالخلافت مین بھیجدو جب وہ حضور
اعلیٰ مین باریاب ہو چکا تو آپنے اُس سے پوچھا کہ حجاج نے تمہارے باپکا کیا کیا
مال ضبط کیا تھا جو اُس نے بتلایا وہ سب بیت المال سے اوسکو واپس کردیا اور وہ لونڈی
بھی اوسکے سپرد کی اور فرمایا کہ تم کم سن ہو احتیاط کرو اسکے ساتھہ صحبت سے شاید تمہارے
باپکے تصرف مین نہ آئی ہو اُس نے عرض کیا یا امیرالمومنین مین نے یہہ لونڈی بخوشی
آپ کو ہبہ کی مگر آپ نے نامنظور کیا پھر اُس نے عرض کیا کہ اگر امیرالمومنین میری
نذر قبول نہین فرماتے ہین تو اسکو مجھ سے مول لے لین آپنے فرمایا اگر مین خرید
لونگا تو اس آیت کریمہ کے مضمون مین داخل نہونگا - وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّہٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

نکتہ اپنے نفس کو محکوم رکھنے والا کسی کا محکوم نہین ہوتا ہی بلکہ تمام زمانہ اسکا محکوم ہوتا ہے اور وہ سب پر حاکم

اگر حاکم شوی بر کشور دل — بملک جسم و جان باشی شہنشاہ
کنی بر نفس نافرمان اگر حکم — باقلیم جہان باشی شہنشاہ

پند تنگی و تنگدستی کی حالت مین کسی مفلس محتاج کا حال نہ پوچھو ورنہ اُسکی خبرگیری کرو

نہ پوچھو حال زار تنگدستان — زبان تقریر مین انکی نہ کھلواؤ
وگر پوچھو تو اُس حالت مین پوچھو — کہ کچھ اپنی گرہ سے فیض پہونچاؤ

حکایت

بنی اُمیہ نے مصالح ملکی کے لحاظ سے سب اہل بیت نبوت جایز کر رکھا تھا یہانتک

کہ خطبون مین الفاظ سب و شتم خلیفہ چہارم و آل فاطمہ رہ کے نسبت درج ہو گئے تھے اور خطیب ممبرون پر اون الفاظ کو بقرت ادا کرتا تھا جب عمر بن عبد العزیز سریر آرا ے خلافت ہوے تو آپنے اُس بدعت شنیع او ر طریقہ مذمومہ کو اس خوبی سے خارج کیا کہ لوگون کی ہمتین پست ہو گئین اور وہ رسم مذموم ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو گئی تدبیر یہہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی طبیب کو جو بظاہر دربار رس اور مصاحب خلیفہ تھا مخفی طور پر کچھ تعلیم کر رکھا تھا ایکدن وہ یہودی دربار عام دار الخلافت مین جہان تمام خاندان بنو امیہ اور آل مروانی حاضر تھے خلیفہ سے درخواست کی کہ آپ اپنی صاحبزادی کے ساتھہ میرا نکاح فرما دیجئے کل امرا سلطنت اور خاندان بنی امیہ یہہ جملہ سنتے ہی دست بقبضہ ہو کر افروختہ ہو گئے عمر بن عبد العزیز نے بنرمی اُس سے فرمایا کہ یہہ امر کیونکر ہو گا کہ مین مسلمان ہون اور تو یہودی ہماری شریعت اس امر کو جایز نہین رکھتی ہے یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی صاحبزادیکا نکاح امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے ساتھہ فرمایا ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑے عظماے ملت محمدی سے تھے یہودی نے عرض کیا پھر ایسے شخص کے نسبت خطبون مین ایسے الفاظ نا ملایم کیون پڑھے جاتے ہین عمر بن عبد العزیز نے رُوساے شام و اہل خاندان بنو امیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اس یہودی کا جواب دو اُن لوگون سے کوئی جواب بجز سکوت بن نہ پڑا پس اُسی وقت عمر بن عبد العزیز نے حکم قطعی نافذ فرمایا کہ خطبون سے وہ الفاظ ناسزا بالکل نکال ڈالے جائین اور بجاے

اون الفاظ کے اس آیت شریف کی تلاوت کرین ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی ط

چنانچہ ابتک تلاوت اس آیت شریفہ کی خطبون مین جاری ہے۔

نصیحت بدکلامی سے زبان کو نجس نکرو غیبت سنکر کانون کو پلید نہ بناؤ غیر کی محبت دلمین رکھکر کافر نہ کہلاؤ +

خوار ہوگا مرد بد گفتار اگر	نیک بندون سے برائیں آئیگا
نیک کو نیکی ملیگی عاقبت	اور برا آخر برائی پائیگا

تذکرہ مہر مین عمر بن عبد العزیز کے عمر یؤمن باللہ مخلصاً کندہ تھا۔ اور حاجب آپکے تین شخص تھے ایک آپ کا غلام جسکا نام حی تھا اور دوم قیس سوم مزاحم اور دو شخص منشی تھے ایک لیث بن ابی رقیہ دوسرے رجا بن حیات مکندی اور کوتوال آپکے عہد مین یزید بن قیس سکسکی تھا اور عبد اللہ بن سعد الارلی قاضی تھے عمر بن عبد العزیز رحمہ نے دیر سمعان جو حمص کی زمین ہے وہان پر سنہ اہجری مین وفات پائی کل انتالیس برس ایک مہینے کی عمر مین دو برس پانچ مہینے مسند آرائے خلافت رہے سبایک الذہب مین آپکو خلیفہ صالح خامس خلفاء راشدین لکھا ہے اور حضرت سفیان ثوری رحمہ نے لکھا ہے کہ خلفاء راشدہ مین پانچ ہین یعنی امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی اور حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اخراج کیا ہے اس روایت کو ابوداؤد نے اپنے سنن مین کنیت آپکی ابوحفص تھی حلوان ایک قریہ ہے مصر مین وہان آپ تولد ہوے جب عبد العزیز بن مروان

آپکے باپ مصر کے حاکم تھے باختلاف روایت سنہ ۶۱ یا سنہ ۶۲ مین اور مان آپکی ام عاصم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھین اور نانا اون کے عاصم بن سیدنا عمر بن خطاب رہ تھے اور نانی آپ کی وہ لڑکی تھی جسکو دودھ دوھنے کیوقت انکی مان نے کہا تھا کہ اس مین پانی ملادے تو اوس نے جواب دیا تھا کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ مین پانی ملانیکو عموماً ممانعت فرمائی ہے مان نے کہا کیا اسوقت امیر المومنین یہان کھڑے دیکھتے ہین لڑکی نے جوابدیا کہ قسم ہے خدائے پاک کی یہہ مجھسے ہرگز نہوگا کہ ظاہر مین اونکی تابعداری کرون اور مخفی اونکی نافرمانی چنانچہ اتفاقاً جناب فاروق اعظم رہ بھی کہین عنقریب انکے رونق افروز تھے اُن دونون کی تقریر آپکے گوش حق نیوش مین پڑی اور اُس لڑکی کی فطانت سے متعجب اور خوش ہوکر اپنے فرزند عاصم رہ کے ساتھ منگنی قرار دیکر نکاح فرما دیا تو اون کے پیٹ سے ام عاصم یعنی عمر بن عبد العزیز کی مان پیدا ہوئین نکتہ چار وصفون سے انسان نیک بختون مین شمار ہوتا ہے اولاً منصف مزاجی اور انصاف پرستی **ثانیاً** واقفیت اور باخبری **ثالثاً** کم گوئی اور کم خوری اور کم خوابی **رابعاً** حلم اور تحمل +

درگذر کرتے نہین انصاف سے		بندگان منصف و سینہ صفا	
باخبر رہتے ہین سب کے حال سے		مہربان سب پر ہین مردان خدا	

ابوجعفر عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ

آل عباس کا دوسرا خلیفہ ہے اس نے سنہ ۱۳۶ ہجری مین خاتم خلافت پائی یہ شخص

بڑا دور اندیش اور شجاع تھا عزم و استقلال آبائی ترکہ تھا علوم شرعیہ خاندانی میراث تھی لہو و لعب سے متنفر رہتا عدل و کرم دونو صفتین خالق نے عطا فرمائی تھین اسی نے پیشتر کتاب کلیلہ دمنہ کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی مین کرایا اور قانونی کتابین بھی روم و فارس سے منگوا کر ترجمہ کروائین اسکو مورخین نے منصور دوانقی بھی لکھا ہے ؛

فائدہ دوانیق پچھلے زمانہ کا بہت ہی چھوٹا سکہ تانبے کا اور عرب کے ملکون مین مثل ہندوستانی کوڑیون کے چلتا تھا عوام مین خصوص ہندیون مین بلفظ دوانی مشہور تھا چونکہ منصور عمال سے کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتا تھا اسی سبب سے دوانقی لقب پڑ گیا - اور خلیفہ منصور کے یادگار کا ایک بہت بڑا نشان شہر بغداد ہے جسکا وہ بانی ہے پہلے اس مقام پر نوشیروان کا ایک باغ تھا جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال سے بغداد ہو گیا اور دوسری وجہ تسمیہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بغ ایک بت کا نام تھا جسکو وہان کے مشرکین پرستش کرتے تھے اور داد فارسی مین عطا کو کہتے ہین تو بغداد کے معنی ہوے عطا ربغ - الحاصل وہ مقام پر فضا دجلہ کے کنارے تھا اسلئے منصور کو پسند آیا اسی مقام پر ۱۴۵ھ ہجری مین شہر کی بنا شروع ہوئی پہلے اینٹ بنا کی منصور نے اپنے دست خاص سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم اور عریض ڈالی گئی بنیاد کا عرض پچاس گز اور سر دیوار کا عرض بیس گز تھا ۱۴۹ھ ہجری مین حصار کی بنا تمام ہوئی ایک کروڑ دینار اسکی بنا مین صرف ہوا ؛

منصور کے نسبت مورخین نے بہت سی حکایتین لکھی ہین اور وہ ایک منتظم شخص تھا

چنانچہ اسکا قول ہے +

قول بادشاہون کو اپنے رُفقا اور مصاحبین کے جمیع امور خلاف ورزی کا تحمل ہوسکتا ہے مگر تین چیزین ہرگز قابل برداشت نہین اول اشرکت ملک ثانیاً افشاء راز ثالثاً خیانت حرم مین - اور جس شخص کے مزاج مین مروت زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریان بھی بہت پیش آئینگی +

فائدہ ایک روز منصور نے اپنے رفقا اور مصاحبین سے کہا بادشاہ کو چار شخصونکی نہایت ضرورت پڑتی ہے جن کے بغیر انتظام مملکت کسیطرح نہین ہوسکتا جسطرح سے تخت بدون چار پایون کے قائم نہین رہ سکتا **اول** قاضی یعنی حاکم عدالت کہ انفصال مخاصمات وفصل خصومات بغیر مداہنت وارتشاء کے عدل وانصاف سے کرے **دوم** کوتوال کہ ضعیف کو قوی کے ظلم سے بچائے اچھونکا دوست رہے اور بدون کا دشمن **سوم** محصل خراج جو رعایا سے بغیر ظلم وسختی خراج وصول کرے **چہارم** وقایع نگار جو ان تینون کے اعمال کی سچی خبر دین +

فائدہ بصرے کے قاضی نے سید حمیری کی سعایت مین ایک عرضی خلیفہ منصور کی خدمت مین لکھی اوس عرضی کو منصور نے بدین شرح واپس کردی جعلناک قاضیا لا ساعیا ہمنے تمکو قاضی مقرر کیا ہے کچھ چغلخوری کیواسطے نہین مقرر کیا ہے +

نکتہ لوگون کی شکایت وغماضی کرنا سخت عیب ہے اور برائی کرنے مین جلدی نکرنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کو جسقدر رک سکے اسکے کرنے سے روکنا چاہئے اور ایسی کوشش کرنا چاہئے کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ عمل تم سے سرزد نہونے پائے

بند کن لبہائی خویش از گفتگو در سخن گویا مشو چون ابلہان	گر نداری بزبان تقریر نیک تا نباشد در دلت تدبیر نیک

حکایت

ایک دن خلیفہ منصور اپنے مصاحبین کے ساتھہ قریب دجلہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایک تیر اوسکے سامنے گرا دیکھا تو اوس تیر کے ایک طرف لکھا تھا کہ ایک شخص مظلوم ہمدان کا رہنے والا محبس مین قید ہے منصور نے فوراً لوگون کو محبس مین بھیجا کہ شخص ہمدانی کو جلد حاضر کرین لوگ گئے دیکھا کہ محبس کے ایک حجرہ مین ایک شخص روبقبلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿ ترجمہ اور قریب ہے کہ جانین گے وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ پلٹین گے اونہون نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو قیدی نے کہا ہمدان میرا وطن ہے پس اسکو خلیفہ منصور کے سامنے لائے منصور نے سرگذشت پوچھی ہمدانی نے عرض کیا کہ مین ایک بزرگ خاندان واشراف ہمدان سے ہون آپکے عامل نے جو ہمدان مین مقرر ہوا ہے اُس نے میری ریاست اور کل جائداد جسکا ہزار درہم محاصل تھا غصب کر لی ہے اور اس خوف سے کہ مین دارالخلافت مین فریاد کرون گا مجھکو محبس مین بھیجدیا اور مجھپر ناحق جرم بغاوت اور خروج کا مقدمہ قائم کیا منصور نے پوچھا تم کتنے عرصہ سے قید ہو اوس نے عرض کیا چار سال سے اس پر خلیفہ نے خارجی طور پر دریافت کر لیا تو ظلم وستم وہان کے حاکم کا پایا گیا فوراً

اسکی بیڑیان کٹوا دین اور فرمایا کہ اے شیخ تمہاری ریاست مع زر چار سالہ خراج تمکو واپس دینے کا حکم دیدیا ہے اسکے سوا ہمنے تمکو ہمدان کا عامل بھی مقرر کیا تم جاکر اُس عامل معزول سے جس نے تمپر ظلم کیا ہے جسطرح چاہو بدلا لیلو اُس مرد مظلوم نے عرض کیا یا امیر المومنین ریاست میری جو مسترد ہوی وہ تو مین نے قبول کی لیکن ہمدان کی حکومت قبول کرنیکی لیاقت نہین رکھتا اور عامل نے جو مجھپر ظلم کیا ہے وہ مین نے معاف کیا تب منصور نے اوسکو خلعت عنایت فرمایا اور اُس حاکم ظالم کو مورد عتاب وخطاب کیا ✤

حکایت

ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو غصہ کی حالت مین منصور نے گالی دے بیٹھا اوس نے کہا کہ کل تک ہم اور تم تلوار سے اپنی قسمت آزمائی کر رہے تھے تم کو خدا نے مجھپر نصرت دی اور آج مین اس بیکسی ور مظلومی کے حالت مین جب آپ کے سامنے کھڑا ہون تو آپ نے تیغ زبان کے جوہر دکھائے اگر مین بھی اپنی شمشیر زبان کو غلاف سے نکالون تو آپ نادم اور پشیمان ہون گے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر بہت پشیمان ہوا اور اُس کا قصور معاف فرمایا مگر ایک برس تک اُس سے ترک ملاقات کی ✤

نکتہ بدآدمی اگر اپنے اختیار کے وقت بدی کر چکا ہو تو نیک کو چاہیے کہ جسوقت وہ اختیار پائے مکافات سے درگذر فرمائے ورنہ فریقین مین کچھہ بھی فرق نرہیگا اور نیک وبد مساوی ہو جائین گے

مرد باطن گر اپنے وقت پر	کر چکا ہو نیک بندون سے بدی

نیکون کو لازم ہے وقت اختیار	کچھہ نہ لین بدلہ بغیر از نیکوئی

فائدہ بعض ندمانے خلیفہ منصور سے براہ خیرخواہی عرض کیا کہ یا امیرالمومنین ایک دولت مند امیر مرگیا اور اوسکی اولاد نابالغ ہے اگر اوسکی جائداد ضبط اور داخل سرکار کرلی جائیگی تو سلطانی خزانہ کا بہت نفع ہوسکتا ہے منصور نے فرمایا کہ جو شخص خلافت رُوئے زمین سے جو اللہ پاک کی عطا ہے سیراب نہو تو وہ بھلا یتیمون کے مال سے کب سیرچشم ہوگا ۔

پند اپنے خدا سے دائمی تونگری ہمیشہ کی زندگی مانگو اور وہ دولت طلب کرو جسپر زوال نہ آئے ؞

دائمی دولت کا کرحق سی سوال	بے بہا نعمت خدا سی مانگ لے
جسکے اخر مین نہو ذلت نصیب	اسقدر عزت خدا سے مانگ لے

حکایت

ایک روز خلیفہ منصور کوٹھے پر برآمد تھا ایک بوڑھے فراش کو اپنے کام مین مشغول دیکھا تو منصور نے اسکو بلاکر پوچھا کیا سبب ہے کہ ارباب حکومت اور دولتمندون کی بڑی عمر نہین ہوتی ہے اُس نے عرض کیا یا امیرالمومنین حکمران اور اہل فرمان رزق مقسوم اپنا ایک ہی بار حاصل کرلیتے ہین اسلئے اُنکی عمر دراز نہین ہوتی اور مفلس لوگون کو تھوڑا تھوڑا بتدریج ملتا ہے اسلئے اُنکا رزق مقسوم پورا ہونے کو اونکی عمر بھی بڑھ جاتی ہے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر ہنسا اور تین سو درہم اُسکو انعام دیا ایک ہفتہ کے بعد اُس بوڑھے فراش کی جگھہ

ایک لڑکے کو کام کرتے دیکھا خلیفہ نے اوس لڑکے سے پوچھا وہ بوڑھا کہان ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین اوس نے قضا کی اور مین اوسکا بیٹا ہون منصور نے کہا تیرے باپ نے سچ کہا تھا جب وہ اپنا رزق پاچکا تو مرگیا ؛

نکتہ دو باتین عقل کے برخلاف ہین **ایک** مقسوم سے زیادہ رزق پانا ÷ **دوم** اجل کے آنے سے پہلے مرجانا ÷

رزق بے مقسوم ملنیکا نہین	مرگ آنیکی نہین قبل از اجل
وقت پر انجام پاجاتے ہین کام	باتین ہوجاتی ہین پوری بر محل

تذکرہ منصور کی طبیعت تفاول اور تطہیر وسعد ونحس کے طرف مایل تھی اور چند روز قبل از انتقال یہہ دو شعر منصور کی نظر سے گذرے

اباجعفر حانت وفاتك وانقضت	سنوك وامر الله لا بد واقع
اباجعفر هل كاهن لك ومنجم	لك اليوم من ضرب المنية مانع

خلاصہ مطلب ان شعرون کا یہہ ہے کہ یا ابا جعفر تمہاری وفات آپہونچی اور تمہارے عمر کے سال تمام ہوے اور حکم خداے پاک کا خواہ مخواہ واقع ہوگا پس آیا کوئی کاہن یا منجم تمہارے پاس ہے جو آج تمکو موت کے پنجہ سے چھڑا سکے منصور اسکو دیکھکر مغموم اور متاثر ہوا اور انہین دنون بارادہ حج بیت اللہ شریف بغداد سے کوچ کرکے قصر عبدویہ مین اترا - اور صبح کے وقت ایک ستارا توٹا جسکی روشنی مثل آفتاب کے تھی الغرض منصور اپنے فرزند کو بلاکر امور مالی اور ملکی مین وصیت اور نصیحت کرکے کوفہ سے ایک منزل روانہ ہوا ہی تھا کہ بیمار ہوگیا اور بیر میمون خارج از حدود مکہ معظمہ چھٹی ذیحجہ ۱۵۸ھ سنہ ہجری مین

بحالت احرام پیٹ کے درد سے انتقال کیا سر برہنہ منہہ کھلا ہوا حجون کے باب شعب مین مدفون ہوا چونسٹھہ برس کی عمر اور بائیس سال سات دن کم سلطنت کی منصور کے مہر کا کندہ (اتق اللّٰہ فانک ترد فتعلم) تھا حاجب اونکا عیسیٰ بن یحییٰ اور سلیمان بن مخلد اہوازی وزیر تھا۔

ابو عبداللہ محمد المہدی بن ابو جعفر المنصور محمد بن علی بن عبداللہ عباس رضؓ

یہہ تیسرا خلیفہ آل عباس رضؓ کا ہے اس شخص نے رد مظالم مین بہت کوشش کی اور ظالمون کے ظلم و ستم سے لوگون کو بچایا اسکے ابر کرم نے احتیاج کے دامن کو بھر دیا اور اسکی قدردانی اور جوہر شناسی سے ہر گروہ و ہر طبقہ کی اہل کمال بغداد مین جمع ہوگئے اور شہر بغداد علم و ہنر کا معدن بن گیا رعایا اسکے عہد خلافت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجھتی تھی ملاحدہ اور زنادقہ کا دشمن تھا یہہ اوّل خلیفہ گذرا ہی جس نے ملاحدہ اور زنادقہ کے رد مذہب مین کتابین علماء اسلام سے لکھوائین +

روضۃ الصفا ناطق ہے کہ مہدی تخت خلافت پر اجلاس کرتی ہی پہلے حکم قیدیون کے رہائی کیلئے باستثنار خونیون کے نافذ کیا +

اور مروج الذہب مین مذکور ہے کہ چھہ لاکہہ درہم اور ایک کرُوڑ چالیس لاکھ دینار جو خزانہ دار الخلافت مین جمع تہا عموماً مستحق و غیر مستحق کو تقسیم کر دیا خزانہ دار نے کُل کنجیان خلیفہ مہدی کے سامنے رکھدین اور عرض کیا کہ تمام صندوق خالی پڑے ہین یہہ کنجیان اب کس مصرف کی رہین تھوڑے ہی روز گذری تھے

کہ اسقدر کثرت کے ساتھہ ملکون سے تحصیل کا روپیہ دارالخلافت مین آیا کہ خزانہ دار کو اوسکے رکھنے اور اوٹھانے کے سبب سے کئی دن تک فرصت نملی کہ خلیفہ مہدی کے دربار مین باریاب ہوسکے جب وہ فارغ ہوچکا تو حاضر ہوا ۔ خلیفہ نے پوچھا کئی دن سے تم کیون نہین آئے اوس نے غیر حاضری کا سبب عرض کیا مہدی نے کہا احمق کنجیون کے ہمارے روبرو رکھنے سے ایما تھی کہ خزانہ خالی ہے عطا کہان سے ہوگی دیکھا دینے والے نے کس حکمت سے کیونکر اور کتنا دیا +

نکتہ چار چیزون سے چار چیزین حاصل ہوتی ہین **اوّلاً** خاموشی سے بے خوفی وایمنی **ثانیاً** سخاوت سے عزت وسرداری **ثالثاً** عبادت سے قبول وقرب **رابعاً** شجاعت سے مال ودولت +

چپ سے ہوجاتی ہی حاصل ایمنی یا وگے تم بندگی سے قرب حق		اور سخا سے عزت وفخر وکمال اور شجاعت سے مضاعف ملک ومال

فائدہ خلیفہ مہدی نے اطمنان امور مملکت کے بعد ارادہ حج کا کیا اور ایک بہت بڑا لشکر ہمرکاب لیگیا کئی ہزار آدمیون کو آمدورفت کے مصارف مرحمت فرمایا پانسو مہار شتر صرف برف ویخ کے لئے ہمراہ تھے ۔ اگلے خلفا جب حج کرنیکو جاتے تھے بیت اللہ شریف پر ایک غلاف نیا بنوا کر چڑھواتے تھے وہ سب جمع ہوتے ہوتے دیوار اور چھت پر بڑا بوجھ ہوگیا تھا مہدی نے وہ کل غلاف اوتروا کر فقرا اور مسکینون کو تقسیم کرادیا اور دیوار وسقف کو مشک وزعفران سے معطر کراکے دو غلاف زربفت کے ڈال دئے ۔ پھر مدینہ منورہ کی زیارت

کو گیا اور ہر ایک سائل کو اپنے جود و کرم سے مالا مال کر کے دار الخلافت بغداد
واپس آیا دو لاکھ دینار اور تین لاکھ درہم اس سفر مین خرچ ہوا +
نکتہ سائل کو خوش کرنا چاہئے اور احسان ماننا چاہئے کہ اُس نے تمکو سخاوت
کرنے مین مدد دی اگر سائل نہوتا تو تم سخی نکہلاتے

	ہے یہہ سائل کی مروت سربسر لے گیا وہ راہ حق پر تیرا مال		تیرے سر پر اے سخی حق کو ولی جس سے تو دنیا مین کہلایا سخی	

فائدہ رعایت و سیاست بغیر دو امر کے ناقص ہے اوّل سخاوت ہے
دوم شجاعت بلکہ دین اور دنیا دونون کی اصلاح بغیر ان کے نہین ہوسکتی
اسلئے قانون قدرت جسکو ان صفتون سے متصف پاتا ہے اپنا خلیفہ روی
زمین پر گردانتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ
انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ط اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ
فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا
وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْا اَمْثَالَکُمْ وقال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ
مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ
اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا۔ ان آیتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک
قوم موافق حکم خدا کے کام نہین کرتی تو خداوند عالم اوسپر دوسری قوم کو
مسلط کرتا ہے۔ جب تک اعتدال کے ساتھہ سخاوت اور سیاست اپنے اپنے
محل مین صرف ہوتی ہے بادشاہ اور رعیت دونون اپنے حالت پر قائم رہتی ہین
ملک آباد اور رعیت شاد رہتی ہے رحم و کرم خاصہ بادشاہ عادل کا ہے جس مین

یہہ صفت بدرجہ کمال ہوتی ہے اوسکی سلطنت بھی قوی اور مستحکم ہوتی ہے
جو بادشاہ ظالم یا بخیل ہوتا ہے لشکر نالان رہتا ہے اور ملک تباہ اور ویران
ہوجاتا ہے ملک کی تباہی رعیت کا افلاس سلطنت کی بنیاد متزلزل کرنیوالا ہے

حکایت

مہدی کے وقت مقنع نام ایک مشعبد نے ماورالنہر مین خدائی کا دعوی کیا بہت
سے جاہلون کو اپنا معتقد بنالیا وہ بڑا شعبدہ باز تھا چنانچہ اوس نے ایک طلسم
چاہ نخشب مین بنایا تھا کہ کنوے سے ایک مدور اور روشن چیز نکلتی تھی جس سے
دو فرسنخ مربع تک روشن ہوجاتا تھا جو شعرا کی زبان پر بہ ماہ نخشب مشہور ہے
خلیفہ مہدی نے ایک جرار لشکر اوسکی سرکوبی کو بھیجا تو وہ بھاگ کر قلعہ کش مین
محصور ہوا مدت تک محاصرہ مین رہا محاصرہ کیوقت بھی وہ سر شام اندھیری
راتون مین ایک مصنوعی چاند چاہ نخشب سے نکالکر آسمان کے نیچے نمودار
کردیتا تھا جسکی روشنی دو دو فرسنگ تک جاتی ایسے ایسے اور بھی شعبدے
دکھلاکر اپنی خدائی کا ثبوت دیتا مگر لشکر اسلام اوسکے دم مین نہ آیا اور محاصرہ
مین اوسکو سخت تنگ کیا جب اوس نے اپنی رہائی کا کوئی رستہ نہ دیکھا تو پہلے اپنے
ہمراہیون کو شراب مین زہر دیکر مار دیا اور اون کی لاشین تیزاب کے خمون مین
ڈالکر گلادین اخیر کو خود بھی ایک خم مین بیٹھہ کر تیزاب مین گل گیا اس عمل سے
اُسکی غرض یہہ تھی کہ مرگ کے بعد بھی اسکے معتقد اعتقاد رکھین کہ ہمارا خدا مع ہمراہیون
کے قلعہ کے اندر سے غائب ہوگیا ہے مگر یہہ فریب اوسکا کھل گیا کیونکہ اوسکی

ایک لونڈی سے جو قلعہ کے اندر تھی مقنع کو شراب مین زہر ملاتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ شراب اوس سے نہ پیکر چھپ کے ایک گوشہ قلعہ مین جا بیٹھی تھی جب وہ مرگیا تو اوس سے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور لشکر اسلام کو اندر بلالیا سب حال کہہ سنایا مسلمانون نے وہ تیزاب کے خم دیکھے تو کوئی لاشہ موجود نہ پایا صرف اون لوگون کے بال پانی پر تیرتے ہوئے نظر پڑے اور فتنہ اوسکا فرو ہوگیا مگر مدت تک چند سفید پوشون کا ہیچ معدوم نہوا اونکا اعتقاد یہہ تھا کہ ابن مقنع آسمان پر عروج کر گیا ہے ایک وقت معہود مین پھر ظاہر ہوگا ۔

نکتہ دعویدار ہونا ایسے دعوے کا جسکا ثبوت بہم نہ پہونچ سکے مدعی کی دروغ گوئی کی نشانی ہے ؛

گر نباشد پیش تو مدعی ثبوت	دعوے تو دعوے بے آگہی ست
گفتن ناراست پیش اہل عادل	عین نادانی و جہل مدعی ست

حکایت

ایکدن خلیفہ مہدی تفریح طبع کیلئے جانب انباز رونق بخش تھا ناگاہ اُس کے پاس ربیع بن یونس ایک کپڑے کا ٹکڑا لئے ہوئے آیا جس پر کوئلے سے کچھ لکھا ہوا تھا اور اُس پر مُہر خلافت بھی تھی جو مٹی سے کوئلے مین ملاکر کیگئی تھی ربیع نے عرض کیا یا امیرالمومنین یہہ عجیب واقع ہے ایک اعرابی نے مجھسے کہا کہ مجھے بتاؤ ربیع بن یونس کہان ہین جو یہہ کپڑے کا ٹکڑا مین اون کے پاس لیجاؤن خلیفہ مہدی اوسکو ہاتھ مین لیکر ہنسا اور کہا کہ یہہ حقیقت مین میرا ہی لکھا ہوا ہے

اور مہر بھی میری کی ہوئی ہے مین تم سے اسکا ماجرا بیان کرتا ہون کل مین کچھ رات باقی رہے شکارگاہ چلا گیا تھا جب صبح ہوئی تو شدت سے پانی برسنے لگا اور سب خدم وحشم مجھ سے اتفاقاً چھوٹ گیا اور مجھکو بھوکھ پیاس کی شدت ہوئی چونکہ تمام کپڑے آب باران سے تر ہو گئے تھے اس لیے سردی نے بھی سخت ستایا اوسوقت مجھے ایک دعا یاد آگئی جو مین نے اپنے باپ دادا سے سنی تھی کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے جو شخص شام وپگاہ یہہ دعا پڑھا کریگا جب کسی مصیبت مین مبتلا ہو تو حرق و غرق و دب کر مرنے سے یا اور کسی بری طرح کی موت سے اوسکو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور جس مصیبت مین مبتلا ہو نجات پاتا ہے وہ دعا یہہ ہے

بسم اللہ و باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ جب مین نے یہہ دعا شروع کی تو مجھکو دور سے ایک روشنی نظر پڑی مین اوسطرف جھپٹا اور دیکھا تو ایک عربی اپنے خیمہ مین آگ جلا رہا ہے مین نے اوس سے کہا کیا ہماری ضیافت کرسکتے ہو اوس نے کہا ہان کرسکتا ہون مین گھوڑے سے اوتر پڑا اعرابی نے اپنی جورو سے کہا جو جو رکھے ہین اوسکو پیسکر جلد روٹی پکا اور مین نے پانی مانگا تو اوس نے مجھے دودھ دیا جسمین پانی ملا ہوا تھا مین نے پیا تو ایسا مزا ملا کہ مجھکو عمر بھر کسی شربت مین وہ ذائقہ نملا تھا۔ اوس نے ایک مہین کپڑے کی چادر دی جسکو مین اوڑھکے سویا تو ایسا آرام ملا کہ پھر کبھی سونے مین ایسا آرام نہ پایا اور جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اعرابی بکری ذبح کررہا ہے اور اوسکی جورو چیخ رہی ہے کہ بڑی افسوس کی بات ہے تو نے ہمکو ہلاک کیا اسی ایک بکری پر تو ہماری زندگی تھی جسکو تو نے ذبح کر ڈالا بھلا اب اپنی معاش کی کیا فکر کروگے مین نے کہا کچھ تم

تردد نکرو پھر مین نے بکری کا کلیجہ اپنی چھری سے نکالا اور آگ پر رکھدیا جب وہ بھن
گیا تو مین نے کھایا اور اعرابی سے کہا تمھارے پاس کاغذ وغیرہ ہے جو مین
اوس پر کچھ لکھون اوس نے مجھے یہہ کپڑے کا ٹکرا دیا تو مین نے کوئلے سے اوسپر
یہہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوسی کوئلہ سے کردی پھر کہا کہ ربیع کا نام پوچھکر یہہ تحریر
اوسکو پہونچاؤ اوسمین لکھا تھا کہ پانچ لاکھ درہم اس اعرابی کو دیدینا خلیفہ
مہدی نے کہا مجھکو منظور پچاس ہزار درہم دلوانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھ ہاتھ
سے لکھہ گئے اب مین اوس سے کم نہین کرسکتا یہہ رقم اوس کو دیدو اوسی وقت
اعرابی کو دیدے گئے اور وہ اعرابی امیر کبیر ہو گیا اوس نے ایک بہت بڑا عمدہ
مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہو گیا کہ مکان میزبان امیر المومنین مہدی
حجاج اور مسافرین وہان آرام لیا کرتے تھے ❊

تذکرہ سامرہ مین شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے صاحب تاریخ الخلفا نقل
کرتے ہین کہ مہدی باللہ ۱۵۸ھ ہجری مین سریر آرائے خلافت ہوا اور ۱۶۹ھ ہجری
مین قضا کی ستائیس برس کی عمر پائی دس برس ڈیڑہ مہینہ اوس نے نیک نامی
سے سلطنت کی اوسکے مہر مین حسبی اللہ کندہ تھا اور حاجب اوسکے ربیع بن
یونس اور عبداللہ بن علامہ وعاقبہ بن زید قاضی تھے اور ابوالنجم وفضل بن
ربیع وسلامۃ الابرش منشی تھے - مہدی کے انتقال کے متعلق مختلف روایتین ہین
بعض مورخ نے لکھا ہے کہ اوسنے ایک شکار کے تعقب مین گھوڑا ڈالا جو ایک کنڈر
مین چلا گیا تھا اور اوسی کنڈر مین مہدی بھی گھوڑا لیگیا راستہ اچھا تھا وہان پر
کوئی ایسا صدمہ پہونچا کہ فوراً روح پرواز کرگئی اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ ایک

لونڈی نے زہر دیکر اوسکا کام تمام کیا ❊

نکتہ اولاً شکار بیکارون کا کام ہے ثانیاً شکار جانے سے پہلے جنگل کی مصیبتون اور تکلیفون کو سوچ لینا چاہیئے نہ کہ صحرا مین جانے کے بعد غور کرنا چاہیئے ❊

ہے یہہ بہتر ابتدا سے کام مین پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو		سوچ لو ہو جسطرح انجام کار شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار	

ابی جعفر ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور دوانیقی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رض

یہہ پانچوان خلیفہ بنی عباس کا ہے بڑا فصیح و بلیغ اور عالم و عابد تھا ایام خلافت مین بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا اور اپنے مملوکات خاص سے روزانہ ہزار درہم خیرات کرتا ہمیشہ علما اور مشایخ کے ساتھہ صحبت رکھتا اور ریاکارون کا دشمن تھا اور اپنے گناہون پر اکثر رویا کرتا اور شاعرون کو انعام کثرت سے دیتا تھا۔

آل عباس مین یہہ خلیفہ نامور گزرا ہے۔ حق تو یہہ ہے کہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ تمام اہل ہنر اسکے کمال پروری سے دار الخلافت بغداد مین کھنچ آئے اور ہر طبقہ کے اہل کمال اسکے دامن دولت مین پرورش پانے لگے ❊

مورخ تاریخ الخلفا نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید کی خلافت مین وہ محاسن جمع تھے جو دوسرے خلیفہ کو میسر نہ تھے وزرا اسکے آل برمک سے یحیٰی اور جعفر تھے کل خلافت کا کام اور سلطنت کا انتظام انہین کے رائے صائب پر چلتا تھا قاضی القضاۃ ابو یوسف تھے اور مروان بن ابی حفصہ سا شاعر ندیم تھا اور مصاحب

عباس بن محمد تھے اور حاجب فیضل بن ربیع اور مغنی ابراہیم موصلی تھا اور زوجہ اونکی زبیدہ خاتون تھیں یہہ سب اپنے فنون مین یگانہ روزگار تھے جن کی ذات سے خود فن نے شہرت اور ناموری حاصل کی +

سنہ ۱۸۶ ہجری مین ہارون الرشید نے ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا امین اور مامون اپنے فرزندون کو بھی ہمراہ لیگیا اس سفر مین دس لاکھہ درہم پچاس ہزار دینار صرف ہوا مکہ معظمہ مین پہونچکر اپنے کل ممالک مقبوضہ کے دو حصہ کیا بغداد اور واسط اور بصرہ اور کوفہ اور شامات اور سواد عراق و موصل اور جزیرہ و حجاز و مصر تا باقصاے مغرب امین کے متعلق کیا اور اوس کا دار الخلافت شہر بغداد ٹھہرایا اور کرمانشاہ و نہاوند اور قم و کاشان و اصفہان و فارس و کرمان اور ری و توس و طبرستان اور خراسان و زابل و کابل اور ملک ہندوستان و ماوراء النہر اور ترکستان مامون کو سپرد کرکے اوسکا تخت گاہ شہر مرو مقرر کیا اور وصیت کیا کہ جو دونون مین سے پہلے انتقال کرے اوسکے ممالک مقبوضہ دوسرے کے قبضہ مین آوین اور باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے پرہیز کرین بلکہ دستاویز اسی مضمون کی لکھی گئی اور آل عباس اور بنی ہاشم و عمائدین مکہ معظمہ کی مہرین ہونیکی بعد سقف کعبۃ اللہ مین آویزان کیگئی تاکہ اسکے خلاف کسی زمانہ مین کوئی جرات نکرسکے :

ہارون الرشید کے ایک اور فرزند تھے جسکا نام قاسم تھا جسکی تعلیم اور اتالیق عبد الملک بن صالح ہاشمی کے سپرد تھے جو ایک نامور شخص تھے اونھون نے جب تقسیم ممالک کی خبر سنی تو ہارون الرشید کو لکھا کہ قاسم بھی تمھارے فرزند ہین

اونکو محروم رکھیگا غرض ہارون الرشید نے اکثر جزیرہ کے ممالک سے جو سرحد روم سے متصل تھے اون کے نام زد کرکے قاسم کا لقب مؤتمن قرار دیا اور حرمین شریفین مین عام لوگون کو انعامات و صلات سے خوش و خرم کیا +

حکایت

فضل بن ربیع روایت کرتے ہین کہ مین ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تھا جب کوفہ مین سواری پہونچی تو راستے مین حضرت بہلول رح کھڑے ہوے مجذوبانہ بڑ بک رہے تھے مین نے بہلول سے کہا چپ رہو امیر المومنین کی سواری آرہی ہے وہ چپ ہو رہے جب ہودہ سواری امیر المومنین کا اون کے سامنے ہو کر نکلا تو حضرت بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین ایمن بن بابل نے مجھسے کہا کہ قدامہ بن عبد اللہ عامر نے اون سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب سرور عالم سلطان دو جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو منی مین اونٹ پر سوار دیکھا جسپر پرانا پالان نہ وہ منقش تہا و نہ مذہب رنگین فضل بن ربیع نے عرض کیا یا امیر المومنین یہہ بہلول ہین ہارون الرشید نے کہا ہان پھر بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین مین کوئی شعر پڑھون ہارون رشید نے کہا فرمائے آپ نے صرف یہ قطعہ پڑھا +

هب انک قد ملکت الارض طرا	ودان لک العباد فکان ماذا
الیس غدا مصیرک جوف قبر	ولیس التراب هذا ثم هذا

خلاصہ مطلب اسکا یہہ ہے - ہم نے مانا تم روئے زمین کے مالک ہو گئے

اور سارے خدا کے بندے تمہارے تابعدار ہوگئے پھر کل کے روز قبر کے پیٹ مین کیا نہین جانا ہوگا اور مٹی کا ڈھیر منہ پر نہ آئیگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد رکھو ہارون الرشید نے کہا بہت ہی اچھا شعر سُنایا کچھ اور بھی فرمائیے بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین جسکو پروردگار عالم مال ورجمال دو نوعطا فرمائے پھر وہ اپنے جمال کے ساتھ پارسائی کرے اور مال سے لوگون کے ساتھ مواسات واحسان کرے تو اوسکا نام دیوان ابرار مین لکھا جائیگا۔ ہارون الرشید نے جانا کہ اس کلام مین حسن طلب ہے فرمایا مین نے حکم دیا ہے کہ تمہارا سب قرض ادا کردیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجئے۔ قرض لیکے ادا نہین ہوسکتا ہے بلکہ اہل استحقاق کے حقوق ادا کیجئے گا اور پہلے آپ اپنے نفس کا قرض ادا کیجئے۔ ہارون الرشید نے کہا مین نے حکم دیا ہے کہ آپ کے واسطے دوامًا کچھ مقرر کردیا جائے بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین ایسا حکم بھی نفرمائیگا اور آپ کو میرے ساتھ برائی کرنے سے کیا حاصل ہوگا میرے لئے مقرر کرنا اوسی مقرر کرنے والے پر ہے جس نے آپ کیواسطے مقرر فرمایا ہے آپ کے مقرر کرنیکی مجھے کچھ احتیاج نہین ہے +

پند خدا کا احسان مانو اسکو اپنا خالق اور رازق جانو اسکی مخلوق پر احسان کرو جسطرح اس نے تم پر احسان کیا ہے +

	تو اس احسان کا شکرانہ ادا کر خدا کی خلق پر احسان کیا کر		خدا نے تجھپہ جو احسان کئے ہین سخاوت سے نہ رُک اپنا کبھی ہاتھ

نکتہ دنیا مین ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے مگر اعمال کہ فنا نہین ہوتے ہین اور انسان انکی جزا و سزا ایکدن پانے والا ہے +

جہان فانی ہر اور اہل جہان لیک | رہینگے یہ تیرے اعمال باقی
بدی بدکار کی نیکون کی نیکی | رہیگی ہر مہ و ہر سال باقی

حکایت

ایک روز ہارون الرشید اطراف رقہ کے شکار کھیلتا تھا ایک زاہد نے سختی سی خلاف داب خلافت کے کلام کیا اور کہا کہ اے ہارون تو خدا سے نہین ڈرتا اسپر ہارون الرشید نے ابراہیم بن عثمان سے فرمایا کہ اسکو دارالخلافت مین ساتھ لے آؤ اور جب مین شہر مین پہونچون تو میرے سامنے لانا جب ہارون الرشید قصر خلافت مین داخل ہوا تو کھانا مانگا اور زاہد کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور بعد فراغت طعام زاہد سے کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اسکا جواب انصافا نہ دیجیگا زاہد نے کہا فرمائیے ہارون الرشید نے پوچھا تمھارے نزدیک مین شریر تر اور خبیث تر زیادہ ہون یا فرعون زاہد نے کہا فرعون اسواسطے کہ اوس نے دعویٰ الوہیت کا کیا اور انا ربکم الاعلیٰ کہا پھر ہارون الرشید نے پوچھا کہ آیا موسی و ہارون علیہم السلام آپ سے بہتر تھے یا آپ اون سے بہتر ہین زاہد نے جوابدیا مجھکو اُن برگزیدہ لوگون سے کیا نسبت ہے وہ پیغمبر خدا ہین اور مین ایک ادنی عباد اللہ سے ہون پھر ہارون الرشید نے کہا جستو خداوند عالم نے حضرت موسی و ہارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تھا تو ارشاد فرمایا فقولا له قولا لینا یعنی اوسکے ساتھ ملائمت اور نرمی سے گفتگو کرنا حالانکہ وہ کافر اور گمراہ تھا اور مین تو بقدر طاقت بشری ماموراتپر عمل کرتا ہون

اور منہیات سے بچتا رہتا ہون پس فرمائی کہ آپ نے جو سختی میرے ساتھ برتے اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکیا اسکا کیا باعث ہے زاہد نے کہا بیشک مین نے خطا کی اور اب مین اس حرکت بیجا سے استغفار اور توبہ کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ اللہ پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائین ہارون رشید نے کہا پروردگار عالم تمھاری امرزش فرمائے اور آٹھ ہزار درہم اون کے واسطے منگائے زاہد نے کہا مین ایک مرد سیاح ہون مجھے اس مال کی احتیاج نہین ہے اتنے مین ہرثمہ بن عین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے ہارون رشید نے ہرثمہ سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ مین دخل ندو انکا معاملہ میرے ساتھ ہے نہ تمھارے ساتھ بعد اسکے ہارون الرشید نے زاہد سے کہا کہ مین نے تمکو محتاج جانکر نہین دیا بلکہ خلفاء کا یہہ دستور ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ انکو صحبت ہوتی ہے صلہ اور انعامات سے اوس کو محروم نہین چھوڑتے پس جسقدر آپکا جی چاہے اسمین سے لیلو زاہد نے ہارون رشید کو دعاء خیر دی اور دو ہزار درہم اوس مین سے اوٹھالئے مگر وہ سب روپیہ دار الخلافت کے دربانون پر تقسیم کرکے خالی ہاتھ چلے گئے

پند مابین گفتگو کے چپ رہنا اور کسی کے بلانے سے کہنا بہتر ہے اسسے کہ بلا اجازت بولو اور بے موقع تقریر کرو اور اہل مجلس تمکو چپ رہنے کیلئے اشارہ کرین

کرو مت بات اور ہرگز نہ بولو	نہ بے موقع زبان پر لاؤ تقریر
اگر بولوگے بیشک بے بلائے	کہان باقی رہیگی عزت و توقیر

تذکرہ ہارون الرشید نے مقام رقعہ مین ایک خواب دیکھا کہ مین تخت پر بیٹھا ہون نیچے سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جسکی ہتھیلی مین سرخ مٹی ہے اور ایک آواز بھی آئی کہ مٹی

وس جگہہ کی ہے جہان تمہارا مدفن ہو گا مین نے پوچھا میرا مدفن کہان ہو گا اور یہہ مٹی کس ملک کی ہے جواب ملا کہ طوس تمہارا مدفن ہے اور یہہ وہین کی مٹی ہے پھر وہ ہاتھہ غائب ہو گیا اور آواز بھی منقطع ہو گئی چندروز بعد ہارون الرشید دارالخلافت بغداد مین آیا +

یحییٰ بن اشعث کسی خاص ضرورت کیلئے اپنی جورو کو سمرقند چھوڑ کر دارالخلافت بغداد آیا تھا اوسکی غیبت مین رافع بن لیث بن نصر جو ایک مکار اور عیش دوست تھا موقع پاکر یحییٰ بن اشعث کی جورو جو ایک خوبصورت وحسین اور مالدار عورت تھی اوسسے آشنائی پیدا کرلی اور اوسکو ایسا بہکایا کہ وہ اوسکے فریب مین آگئی اور خواہشمند ہو گئی کہ کسی طرح سے یحییٰ کے قید نکاح سے چھوٹ جاے اوسکو رافع نے سمجھا دیا کہ اور کوئی صورت اس عمدہ تجویز وتدبیر سے ممکن نہین کہ مذہب اسلام سے مرتد ہو جا تو نکاح باطل ہو جائیگا اور بعد اسکے توبہ کرکے پھر مسلمان ہو جانا اس مکار کی عیاری کارہ گر ہو گئی اور عورت نے مذہب ترسائی اختیار کرلیا اور چند روز بعد پھر دائرہ اسلام مین داخل ہو گئی اور بعد ختم ایام عدت رافع سے نکاح کرلیا +

یحییٰ بن اشعث نے اس امر کا استغاثہ دارالخلافت مین ہارون الرشید کے حضور مین کیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ حاکم خراسان کے نام فرمان بھیجا کہ رافع بدبخت ناعاقبت اندیش کو گرفتار کرکے اوسکا منہہ کالا کرو اور گدھے پر چڑھا کے شہر مین پھراؤ اور کوڑے مارو علی بن عیسیٰ نے وہ حکم سُلیمان بن جنید ازدی کو امیر سمرقند تھا تعمیلاً بھیجدیا امیر نے رافع کو فوراً قید کرکے اوس عورت کو اوس سے جدا کر دیا مگر باقی احکام کی تعمیل بلحاظ اوسکے ناموری کے نکی اور حفاظت بھی معمولی تھی وہ

قابو پاکر بھاگ نکلا اور بلخ مین آرہا چند روز مین علی بن عیسیٰ جو وہین تھا اوس کے پاس پیغام بدرخواست معافی قصور پیش کیا علی بن عیسیٰ نے نا عاقبت اندیشی سے اسکا قصور معاف کردیا اور اوسکو حکم معاودت کا دیا تو پھر وہ سمرقند پہونچا چونکہ اُس عورت کو علانیہ اپنے پاس نہین رکھہ سکتا تھا چند مفسد اور عیارون کو جمع کر کے لڑ بھڑ کر سمرقند پر قبضہ کرلیا اور پھر اوس عورت کے ساتھہ علانیہ نکاح کرلیا :

علی بن عیسیٰ کو یہہ خبر پہونچی تو ایک جمعیت فوج کی اپنے فرزند کی سپہ سرداری مین روانہ کی رافع اوس جمعیت سے برسر مقابلہ ہوا اور ایک بڑا جنگ طرفین مین واقع ہوا علی بن عیسیٰ کے بیٹے کو شکست ہوئی اخر خود علی بن عیسیٰ آیا رافع سمرقندیون کے مدد سے اوس سے بھی لڑا اور شکست دی جب وہ سمرقند سے ہزیمت پاکر بلخ واپس آرہا تھا وہان کے لوگ بھی اسکی ظلم کیوجہ سے بگڑ گئے اور اوس کے نائب کو بھی مار ڈالا اور گھربار لوٹ لیا تین کرور درہم جو ایک باغ مین چھپا رکھے تھے وہ سب لوٹ لیگئے وہ ہنوز شہر مرو مین تھا کہ وقایع نگار نے کُل کیفیت جو سمرقند اور بلخ مین گذری اور علی بن عیسیٰ سے عام رعایا کی نفرت کیوجہہ دار الخلافت مین لکھہ بھیجی اور یہہ بھی لکھا کہ علی بن عیسیٰ فوج اور روپیہ بھی جمع کر رہا ہے نرمی کے ساتھہ اوسکو دار الخلافت مین طلب کر لینا چاہیئے عجب نہین کہ وہ بھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرے

ہارون الرشید کے پاس دار الخلافت مین اسکے پہلے اور سیکڑون عرضیان مظلومون کی بھی آپہونچین تھین جن لوگون پر علی بن عیسیٰ نے بڑے بڑے ظلم کیا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ہرثمہ بن اعین کو ایک جرار لشکر کے ساتھہ خراسان کیطرف روانہ کرکے حکم دیا کہ راہ سے تم علی بن عیسیٰ کو اطلاع کرو کہ مجھکو امیر المومنین نے تمھارے اعانت اور مدد کیواسطے

بھیجا ہے اور جب قابو مین آجاے اوسکو قید کرلو اور اُسکی کُل مملوکات ضبط کرکے
پابزنجیر اور تشہیر کرو کہ جسکو جو دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوے کرے اسی طرح سے
اوسکے مظالم رفع دفع کرکے مظلومون کی دادرسی کردی جاے ❖

ہرثمہ نے امیرالمومنین کے حکم موافق اثناء راہ سے علی بن عیسی کو اطلاع دی اور
وہ جب استقبال کیلئے آیا تو ہرثمہ نے اوسکو قید کرلیا اور حکمنامہ معزولی کا سنادیا
اور جامع مسجد شہر مرو مین علی بن عیسی کو پابجولان بلوا کر اشتہار عام دیا گیا کہ جس
کسی کو علی بن عیسی پر دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے غرض اسی طرح سے جو کوئی
دعویدار ہوتا تھا وہ اپنے حق کو پہنچتا تھا جب اس سے فراغت پایا تو کُل مملوکات
علی بن عیسی کے ہرثمہ نے ضبط کرلیا کل خراسانی ہرثمہ کے حکم کے مُطیع ہوگئے لیکن
مُمالک ماوراالنہر کے لوگ رافع بن لیث کے مطیع ہوگئے تھے اور اُن مُمالک پر اوسکا
قبض و دخل ہوگیا تھا اسلئے اون لوگون پر ہرثمہ کے احکام کا اثر پورا پورا نہ پڑا ہرثمہ نے
اس امر کی اطلاع ہارون الرشید کو دارالخلافت مین بھیجی ❖

خلیفہ ہارون الرشید نے یہہ خبر سنتے ہی بذات خود دفع فتنہ و فساد و رد مظالم کیلئے
خُراسان کا ارادہ کیا امین کو دارالخلافت بغداد اور قاسم کو مُوصل مین قائم مقام
مُقرر کرکے روانہ ہوا۔ اُون دنون ہارون الرشید صحیح المزاج نہ تھا جب کرمانشاہ
پُہنچا وہان سے مامُون کو روانہ کیا اور فضل بن سہیل کو اوسکا وزیر کرکے حکم دیا
کہ تم شہر مرو مین قیام پذیر رہو اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دو کہ وہ رافع کے مفسدی کو
دفع کرے جب ہارون الرشید گرگان مین داخل ہُوا تو علی بن عیسی معہ نقد و جنس
اسی کروڑ درہم اور پندرہ سو مہار شتر کے ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا خلیفہ نے

وہ کل مال داخل خزانہ شاہی کر لیا اور علی بن عیسی کو پابزنجیر بغداد بھیجدیا اور محمدؐ امین کو حفاظت کیلئے تاکید کی +

ہرثمہ بن اعین دریا جیحون سے رافع بن لیث کے دفع فتنہ کیلئے اوترکر سرحد بخارا تک پہنچا تو رافع نے بشیر بن لیث اپنے بھائی کو ہمراہ فوج دیکر برسر مقابلہ بھیجا ہرثمہ نے اوسکی فوج کو شکست دی اور بشیر بن لیث کو گرفتار کرکے ماموں کے پاس پابجولان روانہ کیا ماموں نے اوسکو خلیفہ کے پاس روانہ کردیا۔

چونکہ ہارون الرشید کا مزاج گرگانوں مین زیادہ بگڑگیا اور مرض کا نکس کاروز ہوگیا تھا اسلئے اطبا کی رائے وتجویز کے موافق تبدل آب وہوا کی غرض سے طوس روانہ ہوچکا تھا وہان بشیر بن لیث حاضر کیا گیا ہارون الرشید نے اوس سے کہا او دشمن خدا تو اور تیرے بھائی نے ظلم اختیار کیا اور بغاوت پر کمر باندھی اخر مجھکو حالت ضعف مین حرکت کرنا پڑی تجھکو اس عذاب سے مارونگا جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگا ایک قصاب مامور کیا گیا اور اسکے اعضا کے ٹکڑے کئے گئے جب چودہ ٹکڑے ہوئے تو اوسکی روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی +

ہارون الرشید کا مزاج پھر بگڑ گیا اور ایک طبیب جو بادشاہ ہندوستان کے پاس سے آیا تھا جسکے علاج سے پہلے کچھہ ہارون الرشید کا مزاج اصلاح پذیر ہوگیا تھا اوسکی رائے اور جبرئیل بختشوع طبیب ہمرائی کی رائے مین اختلاف ہوا جبرئیل طبیب کی رائے بظاہر غلطی پر ثابت ہوئی ہارون الرشید نے اسکے مارڈالنے کا ارادہ کیا تو اوس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر کل تک صحت نہو تو مجھکو جو سزا چاہین دیجئے باتفاق تقدیر دوسرے ہی روز شب شنبہ سوم جمادی الثانی ۱۹۳ھ ہجری امیر المومنین کا

قضا نے فیصلہ کر دیا +

بینتالیس۴۵ برس کی عمر پائی تیئس۲۳ برس خلافت کی - العظمۃ والقدرۃ اللہ عزوجل نقش خاتم تھا اور فضل بن ربیع کو توال اور اسمعیل بن صبیح منشی اور مسرور و رشاد و حسن خدام اور قیس بن ہیمون اور محمد بن خالد برمکی حاجب تھا +

نکتہ عورت کی دوستی شیطان کا نردبان ہے جس راستہ سے وہ انسان کے جسم مین آتا ہے اسیطرح حرص و ہوا ہر ایک گناہ کا مادہ ہے جب حرص غالب ہو جاتی ہے تو تمام گناہ اُس سے سرزد ہوتے ہین +

آتا ہے دل مین تیری جس راہ سے	حُب زن ہے نردبان شیطان کا
کر نہ مائل عورتون پر اپنا جی	مت بنا دل کو مکان شیطان کا

حکمت دشمن جب اپنے فریب و عداوت سے عاجز آجاتا ہے دوست بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ عاجزی کے پیرایہ مین دشمنی کرے +

نہین پاتا جو مطلب دشمنی سے	بظاہر دوست بنجاتا ہے دشمن
بدلتا ہے نئی طرز اور نیا ڈھنگ	نئی صورت سے پیش آتا ہے دشمن

پند چھوٹے دشمن اور تھوڑی آگ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ دشمن چھوٹا بڑا فساد برپا کر سکتا ہے اور تھوڑی آگ گھر بار جلا سکتی ہے +

چھوٹے سے دشمن کو مت جا نو حقیر	بلکہ رکھو اُس سے ڈر شام و سحر
آگ جب تھوڑی سی ہو گی مشتعل	ایکدم مین اس سے جل سکتا ہے گھر

ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل بن معتصم بن ہارون الرشید

یہہ گیارہوان خلیفہ خاندان آل عباس کا ہے ۲۴۷ھ ہجری مین بعد قتل اپنے باپ کے سریر آراے خلافت ہوا مرد عاقل اور انصاف پیشہ تھا سادات علویہ اوسکے احسانات کے ممنون تھے یہہ برگزیدہ گروہ بلاروک ٹوک آستان خلافت کا باریاب تھا۔ اس خلیفہ کا قول ہے **قول** عفو کی لذت سے زیادہ شیرین کوئی چیز عالم مین نہین اور سب سے برا کام قدرت کے بعد انتقام ہے ✦

نکتہ انتقام لینے سے عفو کرنا بہتر ہے اور غصہ سے رحم عزیز تر ✦

گنہگار کا عفو کرو گناہ
بہ خلق خدا مہربانی کرو

کرو رحم ہرگز نہ لو انتقام
کہ حق مہربان تم پہ ہو صبح و شام

حکایت

ابو علی یحیی المنجم کے ہمسایہ مین ایک شخص کی جائداد عمدہ تھی جو محل بیع مین تھی اور منجم کو اوسکے خریدنے کی رغبت مگر اوسکی کل قیمت ادا کرنیکی قدرت نرکھتا تھا اسی وجہہ سے رنج والم مین رہتا تھا ہر شخص اوسکے چہرہ حال سے قلبی کیفیت پہچان لیتا ایک روز اوسی حالت تردد مین ابو جعفر المنتصر باللہ کی خدمت مین باریاب ہوا خلیفہ نے سبب تغیر پوچھا تو منجم نے سارا واقعہ عرض کردیا خلیفہ نے پوچھا کہ اوسکی کل قیمت کیا قرار داد ہوئی ہے اور تم کسقدر دے سکتے ہو منجم نے عرض کیا کہ حضور تیس ہزار درہم اوسکی قیمت ہے اور میرے پاس دس ہزار درہم موجود ہین جو دیسکتا ہون خلیفہ یہہ سنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑی دیر کے دربار سے اوٹھ گیا ولیکن خلیفہ نے برخواست کے آگے مخفی طور پر کچھہ خادم کو لکھکر دیدیا تھا اور منجم اوسی طرح مغموم استان

خلافت سے دلمین یہہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ افسوس کیا خلیفہ چاہتا تھا تو میری حاجت روائی نہوتی مگر میری تقدیر سے یاوری نکی اور منجم جب گھر پہنچا تو اوسکے وکیل نے کہا کہ خلیفہ کا ایک خادم بیس ہزار درہم تمہارے نام دیکر مجھسے رسید لے گیا ہے منجم یہہ روح افزا خبر سنکر خوش ہوگیا اور فرط خوشی سے چہرہ دہمکنے لگا ÷

نکتہ سخی وہ ہے جو چھپکر سخاوت کرے جسکو کچھ دیوے پھر اُسپر احسان نرکھے دیکر خوش ہو ÷

سخی لوگون مین بیشک سخی ہے وہی	جو لوگون سے چھپکر سخاوت کرے
کرے صرف جب مال خورسند ہو	جسے دیوے اُسپر نہ احسان دھرے

حکایت

ابو عثمان سعید بن محمد بن الصغیر کو خلیفہ ابو جعفر المنتصر باللہ نے بعض مہات ملکی کے لحاظ سے مصر بھیجا تھا وہان اُسکو ایک پری پیکر لونڈی کے ساتھہ محبت ہوگی اور وہ محل بیع مین تھی لیکن اوسکا مالک گران فروش تھا ابو عثمان اوسکا متحمل نہوسکا اور کسی تدبیر سے کام نہ نکلا اور آتش شوق اندر ہی اندر اپنا کام کر رہا تھا اسی عرصہ مین اوس کام سے بھی فراغت حاصل کرلیا جس مہم پر خلیفہ نے اوسکو بھیجا تھا ناچار دار الخلافت بغداد واپس آیا اور اوس مہم کے سرانجام مین جو تدبیر اسکو کرنی پڑی تھین مفصل گوش گذار کیا خلیفہ نے پسند فرمایا اور پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے ابو عثمان نے وہی اپنا قصۂ عشق عرض کیا خلیفہ نے یہہ سنکر منہہ پھیرلیا اور کچھ جواب ندیا اور اوس قصہ کو حکایتاً خلیفہ نے اپنے مصاحبین سے کہہ دیا جب ابو عثمان آستان

دارالخلافت مین باریاب ہوتا مصاحبین اوسکو چھیڑتے اور تنگ کرتے اور اوسکا عشق دونا بڑھتا جاتا تھا ایک دن ابوعثمان علیان شوق مین حاضر دربار ہوا تو پردے سے ایک عورت کے گانیکی آواز آئی جسکو ابوعثمان نے پہچان لیا کہ یہہ آواز اوسی معشوقہ دلارام کی ہے آواز سنکر بے اختیار ہوگیا اگر خلافت کا ادب مانع نہوتا تو حالت سبے خودی مین بے تابانہ اوس عورت سے لپٹ جاتا بمجبوری اوس حالت اضطراری کو روکنا پڑا خلیفہ نے یہہ حالت دیکھکر پوچھا اے سعید تمھارا مزاج کیسا ہے عرض کیا حضور کی بدولت آثار اچھے نظر آتے ہین پھر خلیفہ نے کہا اس گانے والی سے آیا تم بھی کچھہ فرمایش کرسکتے ہو جو وہ گائے ابوعثمان نے اوسی راگ کی فرمایش کی جو پسند خاطر تھے جب اوس نے گانا شروع کیا اسکی حالت متغیر ہونے لگی خلیفہ نے پوچھا یہہ آواز تم پہچانتے ہو ابوعثمان نے عرض کیا یا امیرالمومنین جب تک وہ آواز مین نے سنی تھی امید وصال منقطع نہوئی تھی اب چونکہ حرم خلافت مین داخل ہوچکی ہے اسلئے اپنی امیدون کو شہید پاتا ہون خلیفہ نے کہا اے سعید اسکو مین نے صرف تمہاری ہی لئے خرید کرکے منگایا ہے اور جسوقت سے وہ آئی ہے ایک بار کے سوا اوسکی صورت مین نے نہین دیکھی بعد اس گفتگو کے خلیفہ نے پھر وہ لونڈی کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے ابوعثمان کے گھر بھجوادیا۔

پند عورت کی صحبت کیطرف مائل ہونا مردون کا کام نہین کیونکہ عورتون کی محبت خیالات کو تباہ کرتی ہے اگر قانون ضرورت مجبور کرے تو اُس عورت سے ہم صحبت ہونا چاہئے جسمین گیارہ صفتین پائی جائین اول حسین ہو دوم باوفا سوم غم خوار چہارم شریفہ پنجم عفیفہ ششم فرمان بردار ہفتم خیر خواہ ہشتم بردبار نہم خندہ پیشانی

دہم کارگذار یازدہم جوان اور اگر اسکے برخلاف ہو تو مجرد ہی رہنا بہتر ہے ۔

خانہ دو دات ہست آن خانہ		چون بود خانہ دار نیکو کار	
مرد راہست باعث فرحت		زن خوش خوش لقا و خوش دیدار	
ور بود بد از و پناہ خدا		وقنا ربنا عذاب النار	

تذکرہ یہہ خلیفہ صرف چھہ مہینے دو دن باختلاف روایت مسندنشین خلافت رہا آخر سنہ ۲۴۸ہجری مین انتقال کر گیا اسکی وفات کے نسبت مختلف روایتین ہین سبا یک الذہب مین مرض الموت سے قضا کرنا لکھا ہے اور مسامرہ مین ذات الجنب سے اور یافعی نے مراۃ الجنان مین لکھا ہے کہ منتصر کو سرسام ہو گیا تھا چونکہ امرائے ترک کو خلیفہ کیطرف سے خوف پیدا ہو گیا تھا اونھون نے طیبہ بن طیفور کو ساتھہ ہزار درہم دئے اور حجام نے زہر آلود نشتر سے فصد لی اوسی زہر سے وفات ہوئی چھبیس برس کی عمر پائی ۔

یوتی الحذر من مانہ یا آنا من ال محمد اللہ والی محمد نقش خاتم تھا ۔
وصیف اور مرزبان وغیرہ حاجب اور جعفر ہاشمی قاضی القضاۃ تھے ۔

ابی اسحاق محمد المہدی باللہ بن واثق باللہ خلیفہ نہم بن معتصم باللہ خلیفہ ہشتم بن ہارون رشید

یہہ چودھوان خلیفہ آل عباس کا ہے جسکی کینت ابو عبداللہ تھی اور مسامرہ مین ابو جعفر لکھا ہے سنہ ۲۵۵ہجری مین سریر آرائے خلافت ہوا ۔ یہہ خلیفہ نہایت حلیم اور بردبار اور نیک مزاج تھا زہد و اتقا کا بدرجہ کمال پابند اور صائم الدہر تھا عدالت و انصاف گویا اسکی سرشت تھی ہر جمعہ کو جامع مسجد مین نماز پڑھا کرتا تھا ۔

فائدہ یہہ خلیفہ شریعت بیضا کا پابند تھا تصویرین دار الخلافت سے نکلوا کر پھنکوا دین اور طلائی و نقرئی ظروف مسکوک کروا ڈالے شاہی باورچیخانہ مین جو روزانہ دس ہزار درہم کا صرفہ ہوتا تھا موقوف کرکے صرف سو درہم روزانہ مقرر کیا اور جتنے درندوگزندجانور کٹہیرون مین بند تھے اُن سب کو مروا ڈالا اور جن جانورون سے ضرر کا خوف نہ تھا صرف خلافت کے آرایش اور سلطنت کے زیبایش سمجھے جاتے تھے اُن سب کو چھوڑوا دیا اور مطربون اور رامشگرون کا بازار اسکے عہد خلافت مین سرد ہوگیا غرضکہ شریعت حقہ نے جن چیزون کو حرام کیا ہے وہ سب موقوف کردیا شراب خواری کی سخت ممانعت فرمائی ؛

حکمت شراب مفسد قوائی دماغیہ ہے اور مولد تشنج و رعشہ باعتبار منفعت کے مضرت زیادہ ہے اسلیئے اُم الخبایث سے احتراز بہتر ہے +

چاہتے ہو دوستو گر اپنی خیر	دیکھنا ہرگز نہین پینا شراب
اہل دین جتنے ہین اونکے واسطے	دشمن ایمان ہے خانہ خراب
آب شر ہے فی الحقیقت اسکا نام	اس سے کیا حاصل ہے خیر نیچ و عذاب

فائدہ اس خلیفہ نے ایک محل گنبد دار بنوایا تھا جسکے چارون طرف چار دروازہ تھے اُسکا نام قبتہ المظالم رکھا تھا اور اس محل مین خلیفہ بذات خود رد مظالم اور فصل خصومات کیلیئے اجلاس کیا کرتا تھا +

نکتہ منصف بادشاہ عدالت دوست وہ ہے جو جاہل اور کاہل نہو کسی سے تعصب نرکھے مستغیث اسکے روبرو جاسے اپنا حال بے روک ٹوک کہہ سنائے اور نیک رعیت وہ ہے جو اپنے بادشاہ کی خیرخواہ ہو خراج بلا جبر و کراہت ادا کرے ضرورت کیوقت

جان و مال سے حاضر ہو بادشاہ کو اپنا مالک جانے جسطرح کہ وفادار عورت شوہر کو اپنا خاوند تصور کرتی ہے +

	شاہ بیشک بندہ پرور چاہیے اور رعیت چاہیے خدمت گذار		سایہ گستر رحم دل بندہ نواز صاحب صدق و صفا عجز و نیاز	

نکتہ آفتاب عادل پہلے سینہ مین طلوع ہوتا ہے پھر اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے +

فائدہ بعد وفات خلیفہ محمد مہدی باللہ کے حجرہ سے ایک صندوق نکلا تو لوگون کو گمان ہوا کہ اسمین گران بہا جواہرات ہون گے جب کھولا گیا تو ایک موٹا جھوٹا کمل کا کپڑا اور ایک طوق آہنی برآمد ہوا دریافت سے معلوم ہوا کہ خلیفہ رات کو کچھ تھوڑی دیر سوتا تھا پھر اوٹھکر وہ طوق گلے مین ڈالکر اور کمل کا لباس پہنکر صبح تک عبادت حق مین مشغول رہا کرتا اور بارگاہ احدیت مین بہ تضرع تمام آہ و نالہ کرتا تھا +

پند خدا کے روبرو اچھے کام کام آئین گے خوش روئی و خوش گوئی و خوش لباسی پر لحاظ نہو گا +

	کام آئین گے ترے اعمال نیک کچھ نہ دیگی کام تیرے جسم کی		روز حشر و نشر اے نیکو شعار خوبی و خوش خلعتی روز شمار	

تذکرہ چونکہ اس زمانے مین ترکون کا غلو اور اونکا فتنہ و آشوب حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا جو خلیفہ اونکا مخالف ہوا اوسکا قیام متعذر تھا اور امراء دولت کو بھی جرٔت مخالفت کی نہو سکتی تھی عام و خاص اس خلیفہ کی دینداری اور محرمات مین روک ٹوک کرنے سے تنگ آ گئی تھی آزاد طبیعت لوگ قیود ات شرعیہ کے طلسم مین پھنسا

کب گوارا کر سکتے تھے تاہم خلیفہ مہدی باللہ اپنے تھوڑے زمانہ ایام خلافت مین جہان تک ممکن ہو سکا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہا آخر یہہ ہوا کہ ترک خلیفہ کے دشمن جان ہو گئے سیف و سنان کے استعمال کی نوبت آئی جو سردار خلیفہ کے معین اور انصار تھے قتل ہو گئے اور خیر بیگ ایک ترکی نے خلیفہ مہدی باللہ کو بھی رجب سنہ ۲۵۶ ہجری مین آب شمشیر سے غسل ہیت دیا تیرہ دن کم ایک برس خلیفہ رہا ✦ -

المہتدی باللہ یثق نقش خاتم تھا اور صالح بن داود حاجب تھا -

ابو القاسم عبد اللہ المقتدی بامر اللہ بن محمد عباسی

یہہ ستائیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے سنہ ۴۶۷ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اسکے عہد خلافت مین بہت سے نیک امور اور آثار خیر ممالک مین ظاہر ہوئے صنعت و حرفت ترقی کے آسمان کا ستارہ بنکر چمکی ✦

فائدہ اس خلیفہ نے عموماً بزم سماع و سرود موقوف کر دیا اور فاحشہ عورتون کو ایک لخت دار الخلافت سے نکلوا دیا اور حکم عام دیدیا کہ مرد ہون یا عورت کوئی بے حیائی سے برہنہ نہانے نہ پائین - اور کبوتر خانے سب برباد کر دئے گئے اور ملاحون کے نام حکم جاری کیا کہ ایک کشتی مین مرد اور عورت مشترک نہ سوار ہوا کرین ✦

نکتہ سعادتمند وہ انسان ہے جسکی آنکھون مین شرم و حیا ہو طبیعت مین حلم اور کلام مین شیرینی ہو ✦

	سعادتمند وہ انسان ہے بیشک	کہ جسکی آنکھہ مین شرم و حیا ہو	

	طبیعت مین ہو جسکے حاصل		بزرگون کی طرح صدق و صفا ہو	

نکتہ حیا اسکو کہتے ہین کہ گناہ یا بے گناہی کی حالت مین انسان اپنے بزرگ یا حاکم سے خوف رکھے +

	باحیا باش ہمیشہ عذر خواہ		گرچہ باشد بے گناہ یا باگناہ	

حکایت

اس خلیفہ کی نسبت ملکشاہ سلجوقی سلطان خراسان کی لڑکی سے قرارداد ہوئی اور سنہ ۴۸۰ ہجری مین ملکشاہ نے ہمراہی نظام الملک وزیر اور امرا سلجوقی و سامان خدم و حشم عروس کو خراسان سے دار الخلافت روانہ کیا مورخین نے لکھا ہے کہ ایک سو تیس مہار شتر تھے جن پر دیبائے رومی کی جھولین پڑی تھین اون اونٹون پر چاندی سونے اور سامان قیمتی لدے ہوے تھے اور عماریان دولہن اور سہیلیان اتنی تھین جنکو چوہتر مہار شتر کھینچتے تھے اور اون کے گلون مین سونے کے گھنٹے اور قلابے و نفیس مرصع نگار اور کارچوبی جھولین پڑی ہوی تھین اور چھ اونٹون پر بارہ صندوق چاندی کے تھے اور ہر صندوق جواہر گران بہا سے لبریز تھا اور تین سو تیس گھوڑے عربی ترکی گران بہا مرصع زیورات سے جن پر تمام قیمتی جواہر مثل الماس و نیلم وغیرہ نصب تھے اور زین ہاے مرصع زرین سے آراستہ تھے نقد و جنس اسی پر قیاس کر لینا چاہیے جب امرا سلجوقی معہ خدم و حشم بغداد کے قریب آپہونچے دار الخلافت کے سارے چھوٹے بڑے سوار و پیادہ معہ سامان جلوسی استقبال کیواسطے نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو شاہی شان و شوکت

عروس کی مان کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ ان اللہ یامرکم ان تؤدو الامانت الی اھلھا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالی حکم فرماتا ہے تمہیں امانتون کو پہنچادو اسکے مالک کے پاس۔ عروس کی مان نے کہلا بھیجا بالسمع والطاعۃ یعنے بسروچشم امانت اداکی جائیگی۔ الغرض رات کو دولہن ایک جواہر خیز محافہ پر سوار ہوئی اور اوسکے ہمراہ تین سو جواہر پوش کنیزان ماہ پارہ تھین اور دو ہزار سوار جلو مین خواجہ سرا گرداگرد ہجوم کئے ہوے داخل شہر ہوے اوس رات نے کثرت چراغون سے روز روشن بلکہ مہر نیمروز سے مقابلہ کا دعوی کیا تھا اور اوسکا دعوی حق بجانب تھا۔ دوسرے دن خلیفہ کے طرف سے طعام ولیمہ کی تیاری ہوی جس مین چالیس ہزار من شکر صرف ہوئی اسی پر اور سامان دعوت قیاس کرلینا چاہیے بعد اسکے عام دربار ہوا جس مین کل ارکان دولت و امراے سلجوقی کو ہر ایک کے موافق رتبہ خلعتین اور انعامات سے سرفراز ہوے +

چند روز بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ عروس و خلیفہ مین شکر رنجی ہو گئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عروس اپنے باپ کی خدمت مین روانہ ہو گئی اور اصفہان پہونچکر آغوش قبر مین پاؤن پہیلا کر سو رہی +

پند عورت کی دوستی جاہل کی محبت پر بھروسا کرنا چاہیے کیونکہ صندل کا درخت اگرچہ سرد مزاج ہے مگر تیز ہوا چلنے اور شاخون کے باہم ٹکرانے سے فوراً جل اُٹھتا ہے اور تمام جنگل جلا دیتا ہے اور اُسکی سعلون کی لپیٹ سے درخت جلکر خاکستر ہو جاتے ہین

محض بے اصل سب حلم جاہلان	الفت جاہل ندارد اعتبار
مہر زن قہر خداے اکبر است	ہوش دارا ای مرد دانا ہوشدار

نکتہ غیور اور دولتمند عورت کے ساتھہ نکاح کرنا ذلت کا سامنا ہے کیونکہ وہ متابعت کا بار نہین اُٹھا سکیگی اطاعت مین نہین آئیگی بلکہ وہ چاہیگی کہ شوہر سے جدا ہو کر ہمرتبہ کے ساتھہ بسر کرے ٭

ماردیگی تجھکو اپنے زہر سے		گر ہوئی زلف دوتا سے دوستی	
سانپ بہتر ہے کہ تیرا دوست ہو		پر نہو وے بے وفا سے دوستی	

تذکرہ خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے وفات کے متعلق مورخین کے مختلف روایتین ہین۔ سبایک الذہب مین اتنالیس برس کی عمر مین مرگ مفاجات سے ۴۸۷ھ ہجری مین قضا کرنا لکھا ہے۔ اور مرآۃ الجنان مین بھی یہی سنہ اور مرگ مفاجات سے انتقال کرنا درج ہے اور بعض مورخ نے ایک لونڈی کے زہر دینے سے مرجانا لکھا ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک رات خلیفہ نے کھانا کھایا اوسوقت بجز قہرمانہ اور شمس النہار کے اور کوئی نتہا ہاتھہ منہہ دھو کے بیٹھا اور شمس النہار سے پوچھا یہہ سب لوگ کون ہین جو بے اجازت چلے آتے ہین شمس النہار نے اودھر اُدھر دیکھا کوئی نہ تھا اور خلیفہ صرف اسقدر کہکر چپ ہو رہا ہاتھہ پاؤن سرد اور بے قابو ہوگئے اور روح نے مفارقت کی انیس برس پانچ مہینے تخت نشین خلافت رہا اور چھبیس برس آٹھہ مہینے سات دنکی عمر پائی وہ جوان صالح تھا ٭

ابو العباس احمد المستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ ٭

یہہ خلیفہ بعد انتقال خلیفہ مقتدی بامر اللہ پدر خود سولہ برس کی عمر مین تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۵۱۲ھ ہجری مین انتقال کیا پچیس برس سلطنت کی بیالیس سال کی عمر

پائی بڑا خوش نویس و شاعر اور صاحب فضیلت و کریم الاخلاق تھا اسکے عہد خلافت مین رعایا رفاہ اور فلاح مین رہی چغل خور اور شریر و بدگویوں کا بازار سرد ہوگیا - یہہ خلیفہ نیک کامون مین بہت جلدی کرتا تھا - اسکا قول ہے -

قول آجکا کام کل پر نڈالو اور کوشش کرو کہ جو اچھا کام تم سے آج ہی سرزد ہو جائے بہتر ہے پس ایسی جلدی و پیروی نیک کام کے کرنے مین چاہئے اور بدکام مین جسقدر توقف ہو مناسب ہے +

آجکے بس آج ہی کر لو جو ہو وین کاروبار	کام گر چھوڑدگے کل پر آجکا پچتاؤ گے

نکتہ بدنفس آدمی لوگون کی بدیون کا افشا اور نیکیون کا اخفا کرتا ہے جیسے کہ مکھی ہمیشہ زخمی عضو پر بیٹھتی ہے اچھے عضو سے اسکو سروکار نہین ہوتا +

نہ بیند دیدۂ بدبین بجز عیب	سخن چین جز سخن ہرگز نہ چیند
ہمیشہ چون مگس جائیکہ مردار	لئیم الطبع بیند می نشیند

نکتہ عقلمند کی پہچان کم گوئی اور خاموشی ہے اور نادان کی شناخت یاوہ گوئی اور چرب زبانی و زبان درازی ہے -

حکایت

خلیفہ مستظہر باللہ کے عہد مین بحکم ربانی و گردش آسمانی ساتون ستارے سرطان مین جمع ہوگئے تھے جسطرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت ہوے تھے اور طوفان نمودار ہوا تھا مستظہر باللہ یہہ سنکر ابن عیسی منجم سے اسکی کیفیت پوچھی منجم نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے مین سبعہ سیارہ کا اجتماع

اور قران برج حوت مین ہوا تھا اس سال اُسی برج مین چھہ سیارے جمع ہوی مین
مگر زحل اوس سے خارج ہے اگر زحل بھی اسمین ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا ہی
مگر میری رائے یہہ ہے کہ کسی جگہہ اس عالم مین جہان ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع
ہون گے شاید ایک سیل عظیم آوے اور مجمع کثیر کے ہلاکت کا باعث ہو اور لوگ کم بچین
اتفاقات سے اس سال کے حجاج جو قریب دو لاکھہ آدمی حج سے فراغت حاصل کرکی
ایک خشک ندی پر اُترے تھے جسمین برسون سے پانی نہین آیا تھا دفعتًا ایک سیل عظیم
نے چارون طرف سے گھیر لیا لوگون کو بھاگنے کا موقع نملا اس مجمع سے بہت تھوڑے
لوگ جو اوپچے درختون اور بلند مقامون پر چڑھ گئے تھے بچے اور سب ہلاک ہو گئے خلیفہ
مستظہر باللہ نے ابن عیسی منجم کا وہ حکم سنکر اس خیال سے کہ مبادا دجلے کا سیل
بغداد کو تباہ کرے جن مقامون سے شہر مین سیل آنیکا احتمال تھا اوس جگہہ بہت
مستحکم بند بندھوا دیا اور جب یہہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا خلیفہ نے ابن عیسی منجم کو
بنظر اسکے استخراج صحیح حکم کے خلعت فاخرہ اور انعام کثیرہ سے سرفراز کیا ۔

جو ہین بندگان ستارہ شناس	بفضل و ہنر مردُم دور بین
ہمیشہ بفرش زمین بیٹھکر	وہ کہدیتے ہین حال عرش برین

یوسف بن یاسفین سلطان مغرب ابو یعقوب بربری

یہہ شخص سنہ ۴۸۰ ہجری مین اپنے زمانہ کا اکبر الملوک گزرا ہے بڑا شجاع و مدبر تھا
عدالت اور سخاوت سے موصوف کچھہ اوپر تیس برس اس نے ممالک مغربیہ مین سلطنت
کی اور اپنی آخر عمر مین وکلا عراق مین بھیجے اور خلیفہ مستظہر باللہ عباسی سے عہد اپنی حکومت کا

طلب کیا خلیفہ نے خلعت فاخرہ اور نشان جو امور عطاے سلطنت پر دلالت کرتے ہین روانہ کرکے اوسکی سلطنت تخت دار الخلافت عباسیہ کے داخل کر لیا اس بادشاہ کے خصائل مین مورخین لکھتے ہین کہ اہل علم اور دیندار لوگون کی اسکو بہت صحبت رہتی تھی بڑے بڑے کبائر بھی اسکے عفو کے سامنے حسنات سے بدل جاتے تھے *

حکایت

ایک روز یوسف بن یاسفین بہ تبدیل لباس پھر رہا تھا ایک مقام پر گذر ہوا وہان تین شخص بیٹھے ہوے اپنے خیالی آرزوئین باہم بیان کر رہے تھے **ایک** شخص نے کہا کاش ہزار دینار مجکو ملتے کہ تجارت کی تمنا قبر مین نہ لیجاتا **دوسرے** شخص نے کہا مجھکو مدت سے امارت کی آرزو ہے **تیسرے** نے کہا مجھکو سلطان عہد کی ملکہ ملجاتی تو کیا مزہ سے دن راتین بسر ہوتین - یہہ سنکر یوسف بن یاسفین چلا گیا اور ان تینون شخصون کو اپنے روبرو طلب کیا **اوّل** کو ہزار دینار اوسکے آرزو کے موافق عطا کرکے کہا جا تجارت کر **دوسرے** کو اوسکی خواہش کے موافق کسی شہر کی حکومت دی تیسرے سے کہا اے مرد جاہل تو نے ایسی خواہش کی جو تجھے نصیب ہی نہین ہوسکتی یہہ کہکر اوسکو اپنی ملکہ کے پاس بھیجدیا ملکہ نے اوسکو ایک خیمہ مین نظر بند رکھا اور تین دن تک اوسکو خیمہ مین نظر بند رکھکر ایک ہی قسم کا کھانا کھلایا پھر اوسکو ملکہ نے بلوا کر پوچھا تو نے کھانا کھایا کہو کیسا تھا اوس نے عرض کیا ایک ہی قسم کا ذایقہ تھا ملکہ نے کہا او جاہل بیوقوف سب عورتوں سے

ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے تو تے کیون ایسی آرزو اور بے ہودہ خیال کیا
جو تجھکو نصیب ہی ہنو سکے پھر اوسکو کچھہ نقد و جنس دیکر رخصت کردیا +

نکتہ انسان کو چاہیے کہ جاہل بے عقل کو ایسی نرمی و خوبی کے ساتھہ سمجھائے
جس سے وہ مطلب سمجھہ جائے اور تسلی پاے جیسے طبیب معالجہ سے پہلے اپنی خوش
گوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کردیتا ہے +

یاد دار از وقت کلام و وعظ و پند	هوم شو با جاہلان بے عقل
نرم کن اول زمین ہنگام کشت	تا بر آید گل ازان ناکارہ گل

نکتہ نادان کو زبردستی سے سمجھانا اُسپر تشدد پہونچانا منع ہے جب تک کہ اسکا
نفس سرکش بداخلاقی و جہل کے پنجہ سے رہائی نپاے سیدھی راہ پر نہ آئے ۔

کفر کب جاتا ہے اس کافر کتنی سے ہی ہونو	نفس یہ کافر نہ مرگر جب تلک مردا ہو

ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ عباسی

یہہ تیئسوان ۲۳ خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۵۵ھ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا
اور ۵۶۶ھ مین بیمار ہوکر مرگیا گیارہ سال اس نے بالاستقلال سلطنت کی مرد
حلیم و سلیم تھا رفاہ خلق و فلاح رعایا کا خواہشمند اور سرکش و فتنہ انگیزونکا دشمن
تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول سعایت اور نمامی سے بڑھکر عالم مین کوئی بدتر گناہ نہین کہ اسکا اثر خلایق
کیطرف متعدی ہوتا ہے +

نکتہ چغلوری اور جھوٹھہ سے ہزار طرح کی بدی پیدا ہوتی ہے اسی طرح شراب سے

صدہا طرح کی شرارت +

	سارے ہی فساد جھوٹھ سے ہوتے ہین آشکار		شر ہوتے ہین زمانہ کی پیدا شراب سے	
	بچا رہیگا جھوٹھ سے جو پائیگا نجات		بچ جائیگا وہی جو بچیگا شراب سے	

فائدہ اس خلیفہ نے غمازون اور چغلخورون کا عمدہ انتظام کیا جس سے خلق اللہ کو امن حاصل ہوا - ایک شخص کو اسی جرم مین گرفتار کر کے قید کر دیا اوسکے کسی دوست نے خلیفہ سے درخواست کی کہ عوض اسکے دس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرتا ہون اگر رہائی فرمائی جاے خلیفہ نے فرمایا پہلے تم ایک ایسا شخص جو اوس سے زیادہ بدنفس ہو کہین سے پیدا کرو کہ اوسکو قید کر کے اوسکے شر سے خلق اللہ کو نجات دلاؤن اور اسکے صلہ مین دس ہزار روپیہ تم کو عطا کرون +

نکتہ بدون کے ساتھہ نیکی کرنا بدکام مین انکو یاری دینا نیکون کے ساتھہ بدی کرنا ہے

	کار بد مین گر مدد کرتے ہو تم		خوب بد سمجھو کہ بد کرتے ہو تم	

حکایت

ایک روز رات کیوقت مستنجد باللہ نے ایک خواص کو بلوا کر فرمایا کہ اسوقت ایک سنار کے کام کرنیکی آواز آرہی ہے جو چھت کے نیچے کام کر رہا ہے خلیفہ نے فراست سے دریافت کر لیا تھا کہ اسوقت وہ قلب روپیہ بنا رہا ہے جس جگہہ یہہ آواز آتی ہو وہان کچھہ لوگ تعین کردئے جائین جب دروازہ کھلے سنار کو معہ سامان صناعت حاضر کرین چونکہ خلیفہ کا تفرس ٹھیک تھا اُس آدمی کو معہ اُن روپیون کے جو اُس نے بنایا تھا خلیفہ کے روبرو لائے خلیفہ نے جب اوسکا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روپیے

جو اوس سنے بنائے تھے قلب نہ تھے بلکہ بعینہ ویسے ہی روپیہ تھے جیسے دارالضرب مین بنتے تھے سنار نے عرض کیا کہ حضور مین مفلسی کے سبب سے یہہ جرات کی مگر نفع اوسی قدر ہوتا ہے جسقدر دارالضرب مین مزدوری کرنے سے حاصل ہوتا ہے خلیفہ کو اُس پر رحم آیا اور حکم صادر کیا کہ جو کام وہ مخفی اپنے مکان مین کرتا تھا وہی کام دارالضرب سرکاری مین علانیہ کیا کرے اور کچھہ اُس سے محصول وغیرہ نہ لیا جائے

حکمت انسان وہ ہے کہ دولت مندی مین تواضع قدرت کیوقت عفو جوانی مین عبادت غصہ مین متحمل ہو

سر جھکاتا ہے تواضع مین مدام		ہے جو دولتمند مرد سرفراز	
وقت قوت اسکو ہے ناقوتی		حلم غصہ مین جوانی مین نماز	

ابو محمد الحسن المستضی بامر اللہ بن مستنجد بامر اللہ

مرۃ الجنان اور سبایک الذہب مین اس خلیفہ کا نام مستیضی بامر اللہ لکھا ہے اور مسامرہ مین المستضی باللہ اور روضۃ الصفا مین المستضی بنور اللہ ہے ۔

یہہ تینتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۳۶؁ ہجری مین پیدا ہوا اور بعد انتقال اپنے باپ کے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۵۷۵؁ ہجری مین انتقال کیا نو برس آٹھہ مہینے خلافت کی مرد دیندار تھا ۔

فائدہ اس خلیفہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تحصیل مکوس یعنی محاصل خلافت شرع ایک لخت موقوف کر دیا اسکے عہد مین بدعات رفض ایکدم موقوف ہو گئے اور سخاوت مین موصوف تھا کثرت سے روپیہ بنی ہاشم کو دیا اور مدرسون پر صرف کیا ۔ اس خلیفے کے

نظر مین روپیہ کی کچھہ وقعت نتھی اور ابن جوزی کو حکم دیا کہ مجلس وعظ قائم کرین جب مجلس وعظ قائم ہوئی تو خلیفہ خود مجلس وعظ مین جاکر بیٹھا کرتا تھا اور صحبت مین نیکون کے رہا کرتا مرد دین دار عادل وشجیع تھا +

حکمت دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے جسم کی راحت تجرید مین روح کی تسلی عبادت مین +

نرکھہ صحبت بغیر از صحبت نیک عبادت کر کہ ہو حاصل تسلی	کہ ہر نیکون کی صحبت نیک انجام اکیلا ہو اگر چاہے ہو آرام

حکایت

اس خلیفہ کے عہد مین قطب الدین قیماز امیر الامرا بڑا ظالم وستمگر تھا جسکو چاہتا پکڑ کے قتل کر ڈالتا تھا اُس نے خلیفہ کو مسلوب الاختیار کر دیا تھا ایک وزیر امیر الامرا نے ظہیر الدین خازن کی گرفتاری کا حکم دیا وہ جان بچاکر دار الخلافت مین خلیفہ کے پاس چلا گیا قیماز نے اوسکا گھر لوٹ لیا اور اسمین آگ لگا دی اور غصہ مین آکر دار الخلافت کے محاصرہ کا حکم دیا خلیفہ یہہ حال سنکر لب بام بر آمد ہوا دیکھا تو امیر الامرا کی فوج کا ہجوم قلعہ کے چارون طرف ہے اور شہر کے تماشائی اوباش بھی کھڑے ہین خلیفہ نے ان لوگون سے فرمایا کہ تم سب اسی دم جاکر امیر الامرا کو قید کر لاؤ اور اسکے مال مین سے جو پاؤ لوٹ لو یہہ حکم پاتے ہی عام وخاص دوڑ پڑے جاتے ہی امیر الامرا کا گھر مسمار کر ڈالا اور سب اوسکی ظلم کی کمائی دست برد کر لئے ہجوم عام کے رو برو اوسکی کوئی تدبیر پیش رس نہوئی آخر جان بچاکر بھاگ نکلا اور چاہا کہ

موصل اپنے وطن کو پہنچ جاے چونکہ پاپیادہ اور تنہا تھا ناواقفیت سے جنگل بے آب مین جا پڑا انجام کار اوسی دشت بے آب مین اوسکی لاش بے گور وکفن طعمہ زاغ وزغن ہوئی ۔

حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے رہائی ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آینده اسکے شر سے خلاصی پائی ۔

موذی کو مارو عدو کے ہاتھ سے	آئین جب یہہ دونون موذی برو
مخلصی پاؤگے بیشک ایک سے	موذی مرجائیگا آخر یا عدو

نکتہ چار چیزون کو بقا کم ہوتی ہے اولاً ظالم کے ظلم کو ثانیاً مومن کے غضب اور غصہ کو ثالثاً عورت کے پیار اور محبت کو رابعاً ناجنس اور نادان کے التفات وصحبت کو ۔

دار دنیا مین کبھی رہتا نہین	ظالمون کا ظلم بیشک برقرار
غیر کی صحبت نہین ہے دیرپا	اور نہ عورت کی محبت اور پیار
ایک دم بھر مین ہوا ہو جاتا ہے	دل پہ مومن کے اگر آئے غبار

فائدہ یافعی نے مرآة الجنان مین ۵۶۷ھ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسی سال مصر مین سلطان صلاح الدین عبید بن

کا خطبہ موقوف کرکے مستضی بامر اللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑہا جو دو سو نو برس سے موقوف تہا خلیفہ مستضی بامر اللہ نے دو بڑے بہاری خلعتین صلاح الدین سلطان مصر اور نور الدین سلطان شام کو جو خلیفہ کے طرف سے نائب تہے بہیجین مگر سلطان نور الدین کیواسطے منجملہ اور اشیا کے دو تلوارین آبدار بہی تہین جس سے اشارہ تہا کہ ممالک شام اور مصر تمہارے تحت حکومت ہے۔ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کے درمیان امارت مصر پر نوبت یہان تک پہونچی کہ طرفین سے بہادرون کی تلوارین میانون سے باہر نکل آئین۔ صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا اور مصالحت پر مجبور کیا بالاخر طرفین مین صلح ہوگئی۔

نکتہ صلح کے ذریعہ سے انسان ایسے مقام پر پہونچ سکتا ہی کہ ظلم اور سختی سے نہین پہونچتا۔

صلح ہے اصلاح کار دو جہان	صلح ہے جس پر ہر دنیا کا مدار
ظلم اور سختی بہت بدکام ہین	جن سے ہے بدنام ظالم نابکار

نکتہ ہر کام کی ابتدا مین اسکے انجام کو سوچنا چاہیے ہر امر کی ابتدا مین انتہا کا خیال رکھنا چاہیے +

ہر کسی کو ابتداے کار مین	کچہہ نہین معلوم حال انجام کا
پر سنور جاتا ہے کام اس سے اگر	ابتدا مین ہو خیال انجام کا

حکمت اپنے ہم جنس بہائیون سے دوستی رکہنا خدا کے دوستون کا حق دوست خدا پرست انکا نام ہے +

صلح کل دارد بہر یک صلح کل	خلق ورزد با ہمہ خلق جہان

	با بدان نیکی کند ہنگام کار		دوستی ظاہر کند با دشمنان	

پند لوگون سے دوستی یا دشمنی خدا کے واسطے رکھنا چاہئیے نہ کہ ذاتی تعلق اور باہمی معاملات مین ۔

	دوستان حق کی بدروئی دریا ہر ایک سا تھی		دشمنی بہر خدا بہر خدا ہے دوستی	

ابو العباس احمد ناصر الدین اللہ بن المستضی باللہ عباسی

چونتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے تیس سال کی عمر مین ۵۷۵ھ ہجری مین تخت نشین ہوا یہہ شخص بڑا دیندار متشرع اور باخیر تھا ۔ شراب کھچوانا اور پینا اور بیچنا اور ناچ رنگ گانا بجانا یکقلم بند کر دیا ۔ شریعت محمدی کی ترویج اور احکام الہیہ کی پابندی اور علوم شریعت کی ترقی مین صرف ہمت کی ظالمون کا دشمن اور عادلون کا دوست تھا ۔ دار الخلافت بغداد مین کئی جگہہ دار الضیا فتین بنوائین اور ایک عمارت رباط خلاطیہ جانب غربی بغداد مین تیار کرائی جسکے اتمام پر دعوت عام کی اوس جشن مین پندرہ ہزار بکرے اور تیس ہزار مرغ ذبح کئے گئے اور نظامیہ مدرسہ مین ایک بہت بڑا کتب خانہ رکھوایا گیا ۔ ہند و مصر ۔ وغیرہ کے سلاطین اور حکام پر اُسکا رعب چھا گیا تھا ۔ چھیالیس برس نہایت نیک نامی و خوش انتظامی کے ساتھہ سلطنت کی اونہتر سال کی عمر پائی آخر ۶۲۲ھ ہجری مین انتقال کیا ۔

فائدہ یہہ خلیفہ اپنے رعایا اور امیرون و ارکان دولت کے جزئیات کی خبر رکھتا تھا اسی کام کیلئے مخفی نگارون کو مامور فرمایا اور جاسوس معتبر اور اخبار رسان ہر ہر مقام اور ہر جگہہ پر تمامی قلمرو و ممالک مین مخفی مقرر کئے گئے تھے کہ وہ رعایا اور حاکمون کے

حالات نیک و بد سے سچ سچ خبر دیا کرتے تھے اور خود بھی راتون کو دار الخلافت بغداد کے ہر محلہ اور کوچون مین گشت لگاتا تھا +

وہی پاتا ہی لذت سلطنت کی	جو عادل ہو وہ اہل دل شہنشاہ
ہون جسکے قہر سے مقہور دشمن	رہین مغلوب سب دولت کے بدخواہ
عزیزون کو ملے ہر وقت عزت	رہین خوشدل ہوا خواہان درگاہ
خبر گیری ہو مظلومون کی ہر دم	جو ہو محتاج پائے دولت و جاہ

حکایت

سنہ ۶۱۴ ہجری مین سلطان محمد قطب الدین بن سلطان تکش خوارزمی نے دار الخلافت بغداد پر فوج کشی کی اوسکا ارادہ ہوا کہ عباسیون کو خلافت سے بیدخل کر کے حکومت کا تاج سید علاء الملک ترمذی علوی اپنے مرشد کے سپرد کرے یہہ خبر خلیفہ ناصر الدین کو معلوم ہوی خلیفہ نے اس عزیمت بد کے باز آنیکے لئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کو برسم رسالت روانہ کیا شیخ نے پہونچکر طریقہ سنت الاسلام کے موافق سلطان کو سلام کیا اوس نے براہ تکبر جواب سلام دیا اور نہ بیٹھنے کے لئے اجازت دی شیخ نے کھڑے ہی کھڑے ایک خطبہ عربی زبان مین پڑھا جسمین فضائل آل عباس اور بالتخصیص صفات حمیدہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے اور ایک حدیث ممانعت ایذا رسانی آل عباس کی نقل کی سلطان نے نہ سنی اور تین لاکھہ پیادہ اور تین لاکھہ سوار ہمراہ لیکر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا جب اسکی فوج عقبہ حلوان تک پہونچی بتائید اقبال ناصر الدین اللہ فصل خریف کے ابتداء موسم مین اسقدر برف ہوئی

برف کی بارش ہوئی کہ لشکر کے ہزارون آدمی بیکار ہوگئے راستے بند ہوئے سلطان نے راستہ بدلنا چاہا مگر وہان بھی خبر پہونچی کہ چنگیز خان تاتاری ایک بھاری لشکر کے ساتھہ سلطانی علاقہ مین داخل ہوگیا ہے اسلیئے یہہ براہ نیشاپور بخارا پہونچا اور جوجی خان چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھہ لڑکر شکست کھائی جنگ سے اول اسکے ہمراہ چار لاکھہ فوج تھی مگر اس نے اپنے کم بختی سے وہ فوج بخارا وعراق وخوارزم کی حفاظت کو بھیجدی تھی پہر شکست کھاکر یہہ نخشب کو چلا گیا اور اپنی والدہ ترکان خاتون وعیال واطفال کو معہ خزانہ وجواہر مازندران مین بھیجکر قلعہ قارون مین رہنے کا حکم دیا نخشب کے قریب چنگیزی فوج گئی تو یہہ عراق بھاگ گیا وہان سے گیلان پہونچا اور خبر پائی کہ قلعہ مارون مغلون نے لیا ہے اور اہل وعیال وطفلان خوردسال معہ نقد وجنس مغلون کے قبضہ مین آگئے یہہ سنکر سلطان کو غشی آگئی اور بیہوشی مین مرگیا خیمہ واسباب شاہی اوس کے فوج نے لوٹ لیا سلطان کو کفن تک نملا ÷ -

سند بے نفس اور صلح کل انسان سے مناظرہ منع ہے اور جواب دینا بے پوچھے جہل ونادانی ہے ۔

سرنگون ہو جو کہ اپنے سامنے		دوستو اس سے اکڑنا منع ہے	
ناروا ہے دوستون سے دشمنی		صلح کے خواہان سی لڑنا منع ہے	

حکمت تین کام کرنیکے وقت انسان کو تامل وتوقف درکار ہے **اولاً** جب کسی کے ساتھہ بدی یا گناہ کرنے پر مستعد ہو **ثانیاً** جب معترض کے سوال کا جواب دینے لگے **ثالثاً** اسوقت جب کسی غیر نامحرم آدمی کے روبرو اپنے دل کے راز

کمینہ کا ارادہ ہو جاتا ہے ٭

نفس بدآید ترا گر بر بدی	در توقف کن دمے چند انتظار
فسکر کن ہنگام آغاز عمل	تا نگردی منفعل انجام کار
راز خود بر غیر خود فاش مکن	تا نگردی منفعل انجام کار

ابو نصر محمد طاہر باللہ بن ناصر الدین اللہ

یہہ پینتیسوان ۳۵ خلیفہ خاندان عباسیہ کا ۶۲۲ ہجری مین تخت نشین ہوا اس نے محاصل خلاف شرع معاف کردیا اور جو لوگ بنظر مطالبہ دیوان خلافت مین قید تھے اونکو آزاد کیا اور دس ہزار اشرفیان دارالقضا مین بھیجکر قاضی کو حکم دیا کہ جو لوگ بعلت مطالبہ قرض ماخوذ ہین اون کے مدعیون کو دیکر ماخوذین کو چھوڑدین - اس نے کل نو مہینے پندرہ دن سلطنت کی اخر ۶۲۳ ہجری مین دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا مرد دانشمند اور رعایا پرور تہا اس کا قول ہے ٭

قول بندگان خدا کی عیب جوئی کرنا بدترین عیب ہے ٭

حکمت کمینہ آدمی کی چار علامتین ہین اولاً اپنے عیب سے چشم پوشی کرکے غیر کے عیبون کو دیکھتا ہے **ثانیاً** بخل سے بھرا ہوا ہوتا ہے **ثالثاً** بدخلقی کرتا ہے رابعاً خدا کی عبادت مین کاہل و سست رہتا ہے ٭

فی الحقیقت ہے کمینہ آدمی	بے ادب بدسیرت و بے آبرو
کاہل و بدخوہی و بدخلق و بخیل	دوستون کا عیب جوئی و عیب گو

پند انسان کو چاہیے کہ اخلاق آلہی سے مہذب ہو اگر کسی کے عیب پر نگاہ پڑجائے

اوسکا پردہ پوش سبنے نہ پردہ درتا کہ مقبول خالق وعزیز خلایق ہو ۔

خدا کرتا ہے سب کی پردہ پوشی
اُسی کا نام ہے ستار وغفار
اگر تو بھی کسی کا عیب دیکھے
چھپا مت لا زبان پر اسکو زنہار

نصیحت اپنے اور غیر کے عیب ظاہر کرنیوالے سے ڈرو کیونکہ جب وہ تیرے پردہ دری کرتا ہے تو اپنی وغیر کی ذلت سے وہ کب ڈرتا ہے

اپنی ذلت کا نہو جسکو خیال
ایسے بے غیرت سے بیشک خوف کر
بندہ چالاک اور بے باک سے
خوف کر اے بندہ پرور خوف کر

پند جو شخص تیرے روبرو کسی کا عیب زبان پر لائیگا یا چغلی کہائیگا تیرا عیب بھی اور کسی کے پاس پہونچائیگا +

بدزبان جو آگے تیرے روبرو
عیب لوگون کے زبان پر لائیگا
رکھہ یقین بیشک کہ وہ تیری بھی عیب
کان مین ہر ایک کے پہونچائیگا

ابو جعفر منصور المستنصر باللہ عباسی

یہہ چھبیسوان [26] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے سنہ ۶۲۳ھ مین بعد انتقال اپنے باپ کے خلافت کے تخت پر متمکن ہوا سولہ برس دو مہینے سات دن مسند آرائے حکومت رہا آخر سنہ ۶۴۰ ہجری مین اس خلیفہ نے دنیا اور اہل دنیا کو رخصت کیا ۔ عدالت پیشہ ورعایا پرور تھا ۔ اہل علم و دیانت دارون کی صحبت غنیمت جانتا ۔ اسلام کی تقویت اور تائید کیطرف زیادہ مائل تھا ۔ جمعہ کے دن خلیفہ کے نام جب خطبہ پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیون کے تھیلیان حاجتمندون پر ایثار کی گئین ۔ شعرا نے قصاید پڑھے اور خلعت و جائزہ سے سرفراز ہوے ۔ عیدین کے دن علما اور مشایخ اور مسجد کے اماموں کو انعامات و صدقات سے مالا مال کر دیا دار الخلافت بغداد کے محلون مین

دار الضیافت مقرر کیا وہان ہر قسم کے کھانے مہیا رہتے تھے جو حاجتمندون اور واردین و صادرین کے لئے وقف تھے - اسکے وقت علم نے کمال ترقی پائی نظامیہ مدرسہ کے علاوہ ایک اور مدرسہ سلطانی تعمیر کرایا جسمین ایک بڑا کتب خانہ رکھا - حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی معلمین اور علماے معقول و منقول درس کیلئے مواجب کثیرہ پر مقرر کئے گئے اور ایک دار القرات بنایا گیا اچھے اچھے قاری تعلیم قرارت کیلئے مامور کئے گئے طلبا و علما کے لئے کھانا شاہی مطبخ سے جاتا تھا اور ایک دار الشفا جاری کیا گیا جہان بیمارون کو دوا اور غذا ملتی تھی - اس خلیفہ کے عہد خلافت مین عراق عرب رشک بہشت آسمانی تھا +

حکایت

ایک بار عید کے دن یہہ خلیفہ صبح کے وقت لب بام برآمد تھا دیکھا کہ لوگون کے گھرون کی دیوارون پر دھوئے ہوئے کپڑے سوکھ رہے ہین وزیر سے اسکا سبب پوچھا وزیر نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے لوگون نے عیدگاہ جانیکے لئے کپڑے دھوکر سوکھنے کے لئے ڈالے ہین جب سوکھ جائینگے پہن کر عیدگاہ جائینگے یہہ سنکر خلیفہ نے جانا کہ میری رعایا ایسی مفلس و نادار ہوگئی ہے کہ دھوبی سے کپڑے دھلانیکی بھی وسعت نہین رکھتی انکی خبرگیری ضرور ہے پس یہہ تجویز کی کہ بیشمار سونیکی گولیان بنوائین اور حکم دیا کہ جب ہم رات کے وقت لب بام آیا کرین غلام یہہ گولیان غلیلون مین رکھکر پھینکا کرین کہ وہ گولیان لوگون کے گھرون مین جا پڑین اور وہ ادن سے آسودہ حال ہون +

حکمت جیسے کہ سائل سخی کی سخاوت کا محتاج ہو اس سے زیادہ سخی کی سخاوت سائل کے حاضر ہونیکی محتاج ہے پس اگر سائل صابر و شاکر ہے تو سخی کی سخاوت خود اسکی تلاش مین مصروف ہوگی اور جس جگہہ و مقام مین وہ ہوگا ڈہونڈھکر حصہ پہونچائیگی کیونکہ کریم کا صبر و توقف اسکا نقص ہے اور مفلس محتاج و نادار کا صبر و استقلال اُسکا کمال

رزق مت ڈھونڈھو کہ وہ رزاق کریم
تم سی زیادہ تمپہ خود عاشق ہی رزق

جس جگہ ہوگے وہان پہونچائیگا
تم کو خود وہ ڈھونڈھنے کو آئیگا

ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ عباسی

یہہ آخری خلیفہ خاندان عباسیکا ہی سنہ ۶۰۹ ہجری مین پیدا ہوا اور سنہ ۶۴۰ ہجری مین تخت خلافت پر متمکن ہوا سولہ سال اس نے سلطنت کی سنہ ۶۵۶ ہجری مین ہلاکو خان نے اسکو شہید کیا - یہہ خلیفہ بڑا دولتمند اور صاحب سطوت و حکومت تہا اسکے وقت خلافت نے یہہ زینت پائی تھی کہ کبھی ظہور مین نہ آئی تھی سلاطین شرق و غرب و شاہان عجم و عرب اسکے باج گذار اور فرمان بردار ہوگئے تھے - مورخین نے لکھا ہے کہ جب سواری اس خلیفہ کی عیدگاہ یا جامع مسجد اور بعض مقامات متبرک کو جاتی تھی تو لوگ سر راہ نشست گاہین کرایہ لیکر بامید زیارت بیٹھتے تھے ایک مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اس زمانہ کی اشرفی تھی مالک مکانون کو کرایہ ملا تھا ایک لاکھہ چوبیس ہزار سوار خلیفہ کے رکاب مین رہا کرتے تھے -

سنہ ۶۴۲ ہجری مین موئید الدین ابن علقمی منصب وزارت سے سرفراز ہوا چونکہ یہہ متعصب شیعہ تھا

اسیلئے خلیفہ کے فرزند محمد ابوبکر کو اسکے ساتھہ مذہباً عداوت ہو گئی اور باہم نزاع نے یہان تک طول کھینچا کہ وزیر نمک حرامی پر آمادہ ہو گیا اور اپنے تعصب ہی بجا سے اتنی بڑی سلطنت کو ہلاکو کے ہاتھہ سے تباہ کرا دیا اس نے چاہا تھا کہ بجائے آل عباس کوئی علوی نسب خلیفہ مقرر ہو کہ مذہب باطل یعنی رفض کو عروج ہو مگر اوس تاتاری وحشی نے نہ آل علی کو خاتم خلافت دی اور نہ اوس کافر نعمت علقمی کو اوسکے اعانت کا صلہ دیا بلکہ اس کفران نعمت و منافقانہ چال کی پاداش مین آب شمشیر سے اوسکی پیاس بجھائی اسی کا ایک دوست نصیر الدین طوسی شیعی مذہب تھا کہتے مین کہ یہہ طوسی خلقی تھا اور سید مجد الدین محمد بن حسن طاؤسی شیعی اور بدر الدین یوسف شیعی نے جو بڑے امیر تھے اونہون نے وزیر سے ملکر دار الخلافت بغداد کو برباد کرایا ٭

چنانچہ شیخ سعدی رہ نے زوال ملک خلیفہ مستعصم باللہ مین جو مرثیہ نظم فرمایا ہے ہدیتاً ذیل مین حوالہ قلم ہے ٭

فی مرثیہ المستعصم

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین — بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
ای محمد گر قیامت می بر آری سر ز خاک — سر بر آور وین قیامت در میان خلق بین
نازنینان حرم را خون خلق نازنین — ز آستان بگذشت و ما را خون دل از آستین
زینہار از دور گیتی انقلاب روزگار — در خیال کس نگشتی کانچنان گردد چنین
دیده بردار ای که دیدی شوکت بیت الحرام — قیصران روم سر بر خاک خاقان بر زمین

خون فرزندان عم مصطفی شد ریخته
هم بران خاکی که سلطان نهاد جبین

وه که گر بر خون آن پاکان فرود آید مگس
تا قیامت تلخ گردد بر دهانش انگبین

بعد ازین آسایش از دنیا نباید چشم داشت
مردرا انگشتری ماند چو برخیزد نگین

دجله خون آبست زین پس گر بود سر بر سبب
خاک نخلستان را کند با خون عجین

روی دریا در هم آمد زین حدیث هولناک
می توان دانست بر رویش ز موج افتاده چین

گر نه بیهودست و بیحاصل بود شستن بآب
آدمی را حیرت از دل هست از داغ جبین

نوحه لایق نیست بر خاک شهیدان زانکه هست
کمترین دولت مر ایشان را بهشت برترین

لیکن از روی مسلمانی و راه مرحمت
مهربان را دل بسوزد در فراق نازنین

باش تا فردا که بینی روز او در رستخیز
کز لحد با روی خون آلوده برخیزد دفین

در زمین خاک قدمشان توتیای چشم بود
روز محشر خون شان گلگونهٔ رخسار عین

قالب مجروح گر در خاک و خون غلطد چه باک
روح پاک اندر جوار لطف رب العالمین

تکیه بر دنیا نشاید کرد و دل بروی نهاد
کاسمان گاهی بمهرست ای برادر گه بکین

چرخ گردون با زمین گوئی دو سنگ آسیاست
در میان هر دو در روز و شب دل مردم ببین

زور بازوی شجاعت بر نیاید با اجل
چون قضا آید نماند قوت رای رزین

تیغ هندی بر نیاید روز هیجا از نیام
شیر مردی را که باشد مرگ پنهان در کمین

تجربت بی فایده ستآنجا که برگردید بخت
حمله آوردن چه سود آنرا که برگردید زین

گرگ سانند از پی مردار دنیا جنگ جوی
ای برادر گر خردمندی چو سیمرغان نشین

ملک دنیا را چه قیمت حاجتی نیست از خدای
کو نگهدارد بما بر ملک ایمان و یقین

یارب این رکن مسلمانی بما آباد دار
در پناه شاه عادل پیشوای ملک و دین

خسرو صاحبقران غوث زمان بوبکر سعد	آنکہ اخلاقش پسندیدست واوصافش گزین
مصلحت بود اختیار رای روشن بین او	زیردستان را سخن گفتن نشاید جز چنین
لاجرم در بحر و برش و اعیان دولت اند	کئے ہزاران آفرین بر حالش از جای فرین
روزگارت باسعادت باد و سعدی مدح گوی	رایتت منصور و بخت باد و اقبالت قرین

فائدہ برا فتنہ جس سے ملک مین تباہی اور قوم مین افلاس آجاتا ہے وہ فتنہ مذہب کا ہوتا ہے جب کوئی قوم تعصب اختیار کر لیتی ہے آفت اور بلا اوس قوم کی عاشق ہو جاتی ہے انواع واقسام کے فتنہ اوٹھہ کھڑے ہوتے ہین جس نے کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ سمجھہ سکتا ہے کہ جس سلطنت مین مختلف مذاہب اور مختلف خیالون کے لوگ عامل اور حاکم ہوئے ہین وہ سلطنت ایک نہ ایک دن ہٹ کر رہی +

نکتہ تین چیزین تین شخصون کو مضرت رسان ہین **اولاً** امراء دولت اور ارکان سلطنت کا فساد **ثانیاً** علما کی طمع **ثالثاً** فقرا کی ریاکاری +

ملک مین گر ہو کہین پیدا فساد	پہونچیگا اس سے ضرر حکام کو
فاضل طامع فقیر باریا	کرتے ہین بدنام اپنے نام کو

نکتہ پچیس آدمیون سے نفرت کرنا ضرور ہے **اول** ناشاکر **دوم** بد عہد **سوم** مفتری **چہارم** دروغ گو **پنجم** منافق **ششم** خائن **ہفتم** غابن **ہشتم** غاصب **نہم** فاسق و فاجر **دہم** شرابی **یازدہم** قمارباز **دوازدہم** چور **سیزدہم** فتنہ انگیز **چہاردہم** نمک حرام **پانزدہم** فریبی **شانزدہم** بیوفا **ہفدہم** دغاباز **ہژدہم** شہوت پرست **نوزدہم** بے علم و جاہل

بستم عالم بے عمل بست و یکم بے حیا و بے شرم بست و دوم زود رنج بست و سوم پر غصہ کینہ توز بست و چہارم بخیل بست و پنجم حاسد۔

نکوئی بایدت گر در زمانہ / تو در بزم نکوکاران قدم نہ
سراپا کن گریز از صحبت بد / نہ بر دوش خود بار الم نہ

حکمت دشمن تین طرح کے ہوتے ہین اولاً خالص دشمن ثانیاً منافق ثالثاً حاسد۔ خالص دشمن جانکا دشمن بظاہر و باطن ہوتا ہے منافق بظاہر دوست وبباطن دشمن حاسد صرف جاہ و مال و عزت کا دشمن ہوتا ہے۔

دشمنون سے چھوڑ و بیشک دوستی / دیکھ مت چہرہ کسی بدخواہ کا
دوست جتنے ہین تیرے اہل نفاق / دام مین انکے نہونا مبتلا
آنے مت دینا کبھی حاسد کو پاس / ورنہ غم کھائیگا اور پچھتائیگا

سلطان محمود غزنوی

یہہ سلطان اولوالعزم بادشاہون مین گذرا ہے اسکے وقت غزنی کی سلطنت نے کمال رونق پائی مملکت وسعت مین آئی جس مہم پر یہہ لشکر لیکر گیا فتح و نصرت استقبال کو آئی قانون الٰہی کا پابند اور آئین محمدی کا مطیع فقراء کی خدمت مین بخلوص و عقیدت حاضر ہوتا تھا شیخ الشیوخ ابوالحسن خرقانی نے اپنا خرقہ مرحمت فرمایا تھا جنگ سومنات مین جب اسکی امید نے یاس کا چہرہ دکھایا تھا اسی خرقہ کے توسل سے اعداء دین پر فتح نمایان حاصل کی شریعت بیضا کی

حمایت اور توحید کی اشاعت اسکا اصلی مقصود تہا ابو العباس قادر باللہ بن
اسحاق خلیفہ عباسیہ نے اسکو خلعت سلطانی بھیجا اور سیف الدین یمین الدولہ خطاب
بخشا اس سلطان غازی کے مفصل حالات مبسوط کتابون مین مندرج ہین۔

فائدہ سلطان محمود اوّل سیستان کے ملک پر قابض ہوا اور وہان کے بادشاہ
کو مغلوب کیا دوم راجہ بہیر کو جسکا قلعہ بہیکانیر کے شمال اور ملتان کے جنوب
مین تہا مغلوب کیا سوم لڑائی اسکی راجہ جیپال والی لاہور کے ساتہہ بمقام پشاور
ہوئی راجہ شکست کہاکر مقید ہوا چہارم پشاور کے فتح کے بعد اس نے ہند کو فتح
کرنے کے ارادہ پر قدم بڑہایا اور قلعہ تہنڈ اٹک جاکر اوسکو فتح کیا مال و دولت بہت
سا لیا اور راجہ جیپال کو بہت سا نذرانہ لیکر قید سے مخلصی دی اور تاج بخشی کی مگر
راجہ لاہور مین جاکر غیرت کے مارے آگ مین خود بخود جلکر مرگیا انگپال اپنے بیٹے کو جانشین
کر گیا پنجم بڑی بہاری لڑائی سلطان محمود کی ایلک خان والی ماوراء النہر کے ساتہہ
ہوئی اسکا مجملاً حال یہہ ہے کہ پہلے ان دونو بادشاہون مین کمال اتحاد تہا اور ایلک خان
کی لڑکی محمود کے نکاح مین تہی مگر جن دنون مین کہ محمود ہندوستان گیا ایلک خان نے
بیوفائی کرکے خراسان پر قبضہ کرلیا یہہ خبر پاکر سلطان محمود بلغار خراسان پہنچا اور
ایلک خان کی فوج اور عاملون کو نکالدیا پہر ایلک خان بذات خود لشکر لیکر آیا اور جنگ
مین شکست پاکر بہاگا آخر پکڑا گیا اور بہت سا خراج دینے کے بعد رہا ہوا
ششم حملہ سلطان محمود کا ملتان پر ہوا اور ابو الفتح ملحد کو سیدہا کیا گذشتہ سالونکا خراج
اوس سے لیا ہفتم اس سفر مین مقابلہ سلطان محمود کا راجہ انگپال پسر راجہ جیپال سے
ہوا اور شکست کہاکر لاہور سے کشمیر کو بہاگ گیا ہشتم ۳۹۹ سنہ ہجری مین سلطان محمود نے پہر ہندوستان

کوکوچ کیا انگپال راجہ لاہور بمالغت پیش آیا اور راجہ اُجین وکالنجر ودہلی اور اجمیر وغیرہ
سے اوس نے مدد طلب کیا اور سب نے بلا تامل اپنی اپنی فوجین بہیجدین اور قوم کہکڑ و
کوہستانی ہندو بھی انگپال کے مدد کو آپہونچے اور تمام جمعیت چار لاکھہ سے زیادہ
تہی اور کئی ہزار ہاتہی اور منجنیق اون کے ہمراہ تھے سلطان محمود کے ہمراہ صرف
بارہ ہزار سوار جرار تھے سلطان محمود نے پہلے چار ہزار سوار کو ہندؤن پر حملہ کرنیکا
حکم دیا جب وہ حملہ آور ہوے تو قوم کھکڑ و کوہستانی چستی کے ساتہہ اون کے مقابل
ہوے کہ سلطانی سوار نصف سے زیادہ کام آئے سلطان محمود نے اور سوار انکی مدد کو
بھیجے اونپر استدر ہندو جمع ہوکر آئے کہ وہ ان کے ہجوم مین نظر نہین آتے تھے یہہ
حال دیکھکر سلطان نے کل فوج کو آگے بڑہنیکا حکم دیا جب لڑائی خوب گرم ہوئی دفعتاً
ایک تیر بحکم تقدیر انگپال کے ہاتہی کے پیشانی پر ایسا لگا کہ ہاتہی کے مغز تک پہنچا
ہاتی تیر کہا کر چیختا ہوا الٹا بھاگا لشکر ہنود نے جب راجہ کو بھاگتے ہوے دیکھا سب کے
سب بھاگ نکلے سلطان محمود نے تعاقب کیا تمام خزانہ اور بہت سا مال نصیب غازیان
ہوا اس فتح کے بعد سلطان محمود قلعہ بہیم وکوٹ یعنے کانگڑہ گیا وہان بھی نصرت
وظفر نے اسکا ساتہہ دیا پھر جوالا دیوی کے مندر کا رُخ کیا پوجاریون نے فی الفور
مندر کے دروازے کہول دئے سلطان محمود اوسمین داخل ہوکر مندر کے بڑے
خزانہ پر متصرف ہوا ساتہہ لاکھہ دینار طلائی نقد سات سو من سونے وچاندی کی
اینٹین دو سو من سونا خالص دو ہزار من چاندی بیس من جواہر اور مونگا۔ ہیرا۔ لال۔ موتی
نیلم زمرد۔ سبزہ۔ فیروزہ وغیرہ۔ جو بہیم سین کیوقت کا اوسمین تھا یہہ مال لیکر محمود نے
غزنی کا راستہ لیا۔ نہم سنہ [illegible] ہجری مین محمود پھر ملتان تک آیا اور ابو الفتح حاکم ملتان کو

قید کرکے لیگیا دہم سنہ ۴۰۱ھ مین سلطان محمود نے کوہ غور پر چڑھائی کی اور فتح پاکر محمد سوری اور حسن اوسکے بیٹے کو قید کر لایا یازدہم سلطان محمود غرجستان پر چڑہائی کی اور قوم ساڑ پر فتح پاکر ابو نصر حاکم کو پکڑ لایا دوازدہم ۱۲ سنہ ۴۰۲ھ مین محمود پہر ہند کو آیا اور شہر تہانیسر مین صدہا بت خانے گرا دیے ہزارہا اسیر ہوے بہت سا مال ملا سیزدہم ۱۳ مہم فتح خوارزم سے پہلے وہان کا حاکم ابو علی بن ماموں سلطان محمود کا بہنوئی تہا جب وہ مرگیا اوسکا بھائی مامون بن مامون بن مامون حاکم ہوا اوسنے الحکم سلطان کے خوارزم مین خطبہ وسکہ سلطان کے نام کا جاری کیا اسپر اوسکے درباری امرا اوسکی برخلاف ہوگیے اور اوسکو قتل کر ڈالا یہہ خبر پاکر سلطان محمود نے خوارزم کا رخ لیا اور بنا تسکین سپہ سالار کو شکست دیکر محبوس و مقتول کیا چہاردہم ۱۴ حملہ سلطان محمود کا قنوج پر ہوا اس سفر مین سلطان نے سنہ ۴۰۹ھ کے آغاز مین ایک لاکھ بیس ہزار سوار ساتھ لیکر پہلے پشاور پہونچا پہر پہاڑی راستے سے کشمیر آیا راجہ نے اطاعت منظور کرلی اور سلطان کے ہمراہ رہبر کردے سلطان بڑی بڑی مشکل گذار پہاڑون سے گذر کر ایک بلند ٹیہا پر جا پہنچا وہان مستحکم قلعہ بنا ہوا تہا وہان کے راجہ نے سلطان کی ہدایت سے اسلام قبول کرلیا اور بت پرستی سے توبہ کی پہر وہان سے گذر کر سلطان قلعہ سند کر یا سنتوکہہ پر پہنچا راجہ وہان کا کلیچند نام تہا وہ بمقابلہ پیش آیا اور سخت لڑائی ہوئی پچاس ہزار ہندو مارے گئے اور راجہ نے بھی خودکشی کرلی اوس مقام پر ایک بڑا بتخانہ تہا وہ بت اوسمین سونیکے تھے ایک بت کے آنکھون مین دو یاقوت گران بہا قیمتی پچاس پچاس ہزار دینار سرخ کے تھے دوسرے بت کے ایک آنکھہ مین یاقوت ازرق چارسو مثقال وزن کا تھا اور سونا دونون بتون کا اٹھہ ہزار اٹھہ سو مثقال چارسو بت اوسمین چاندی کے تھے سلطان نے وہ تمام دولت

لشکر اسلام پر تقسیم کردی اور بہت خانہ گرا دیا وہان سے نکل کر سوم شعبان سنہ ۴۰۸ ہجری
کو سلطان قنوج مین یکایک جا پہنچا جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا اور دریائے گنگ کے
کنارے سات قلعے سنگین بنے ہوئے تھے وہ ساتون سات روز مین فتح ہوئے
پھر شہر مفتوح ہوا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور جان و مال سے امان پائی۔
اوسکا شہر معہ خزانہ پھر اوسکے حوالہ ہوا وہان سے سلطان قلعہ چنڈیال کیطرف گیا
اور اوسکو فتح کیا پھر متھرا کا رخ لیا وہان پہنچکر بت خانے مسمار کئے اور دولت و مال
سے مالامال ہوکر دار السلطنت غزنی پہونچا اور ایک عالیشان مسجد بنوائی پندرہوان[۱۵]
حملہ سلطان کا پھر ہند پر ۴۱۳ھ مین راجہ انندا کالنجر کے حاکم کی سرکوبی کے لئے ہوا
کیونکہ اس راجہ نے باتفاق اور راجاؤن کے راجہ قنوج پر بعلت اطاعت سلطانی یورش
کی تھی اوس نے سلطان کو اطلاع دی تھی مگر جب سلطان ہند مین آیا تو سنا کہ راجہ
قنوج قتل ہو چکا ہے اسلئے سلطان نے غضبناک ہوکر راجہ کالنجر کے شہر کو گھیر لیا اوسکے
ملک کو تاراج کر دیا اور بسبب کسی امر ضروری کے ناتمام چھوڑ کر دار السلطنت غزنین کو
چلا گیا - سولہوان[۱۶] حملہ سلطان کا راجہ جیپال ثانی پسر انندپال فرزند جیپال والی
لاہور پر ہوا اس جرم مین کہ اوس نے قنوج کے مہم مین راجہ کالنجر کی مدد کی تھی سلطان نے
لاہور پہنچکر شہر کو مفتوح کیا رعایا کو لوٹ لیا حویلیان مسمار کین راجہ جیپال کالنجر
بھاگ گیا اوس روز سے کل علاقہ پنجاب کا تھانیسر تک غزنین کی قلمرو مین شمار ہوا سلطانی
ناظم لاہور مین مقرر ہوا سترہوان[۱۷] حملہ سلطان کا سومنات پر ہوا یہہ ایک بہت بڑا
عالیشان مندر ہندوؤن کا حد جزیرہ نما گجرات مین ایک ٹیلہ پر تھا ہر چاند رات ہنود
وہان ایک لاکھ سے زیادہ جمع ہوتے تھے برسوین دن پچاس لاکھ آدمی تک

اجتماع ہوجاتا تھا خزانہ نقد سونا چاندی جوہرات وہان اسقدر تھا کہ کسی بادشاہ
کے خزانہ مین نہوگا دوہزار برہمن پوجاری اور دوہزار گانون اوسکے مصارف
کے لئے راجاؤن کیطرف سے وقف تھے بڑے بت کے سرپر دوسومن وزنی
سونے کی زنجیر جڑا و لٹکتی تھی جسکے ساتھ ایک سومن سونیکا گھنٹہ تھا تین سو
حجام اور تین سو گوسئے اور پانسو باکرہ عورتین ناچنے گانے والیان تھین مندرکا
مکان بڑا سنگین لاکھون روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا تھا کڑوڑون روپیہ کا جواہرات
بُت خانہ کی دیوارون مین نصب تھا سلطان محمود براہ ملتان سومنات گیارہ
مین بڑے بڑے شہر فتح کئے صدہا بت خانہ گراتا ہوا وہان پہونچا بڑی گھمسان
کی لڑائی ہوئی اودہر ہنود سومنات کی پرتما سے لپٹ لپٹکر زار زار روتے اور دعا
مانگتے تھے ادہر لشکر اسلام مین اللہ اکبر کی تکبیر بلند تھی۔ آخرش سلطان محمود
مع فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ پر نشان محمودی
لہرانی لگا تمام بت توڑ دئے گئے جب بڑے بت کی نوبت آئی پوجاریون نے
کہا کہ سلطان اسکے ہم وزن جواہرات سے لے مگر اسکو بدستور رہنے دین سلطان نے
ایک نہ مانی اور اپنے ہاتھ سے گرز مار کر توڑ ڈالا جب وہ پہوٹا تو اوسکے پیٹ سے
اسقدر جواہرات نکلا جو اوسکے ہم وزن سے کئی وزن زیادہ تھا بڑا بت سفید
پتھر کا بنا ہوا تھا پانچ گز لمبا تھا دو گز زمین مین اور تین گز باہر نمودار تھا - دو
ٹکڑے اوسکے ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ منورہ پا انداز کرنیکے لئے بھیجا اور
دو دارالسلطنت غزنین کو بھجوادیا کہ ایک جا مع مسجد اور دوسرا دیوان عام کے
دروازے پر ڈالدئے بیس لاکھ درہم طلائی مسکوک بیشمار سونا غیر مسکوک اور چھہ طلائی ستون

۴۷ تاریخ فرشتہ کا مصنف …

بت خانہ کے جن مین الماس دیا قوت وزمرد کے نگینے جڑے ہوے کئی سو مہار شتر چاندی کا لدا ہوا فتح نصیب غازیان ہوا ۔

حق پرستی گر تجھے مطلوب ہے	ہو مسلمان بت پرستی چھوڑ دی
رشتۂ الفت خدا اپنے سی جوڑ	توڑ دے بلینگ بتون کو توڑ دی

پند خالق سے ڈرنے کا نتیجہ رحمت ہے مخلوق سے خوف کرنیکا انجام زحمت ہے ۔

بتون کی نہ جور وجفا سی ڈرو	نہ کفار زور آزما سے ڈرو
بتون سے ہی ڈر تمکو کس بات کا	خدا کے ہو بندے خدا سی ڈرو

نکتہ انسانون مین بدترین وہ انسان ہے جو خدا کے بغیر بتون کو پوجے اور اونسے محبت رکھے ۔

یہہ ممکن ہی کہ ہو حاصل عزیزو	محبت بت پرستی مین خدا کی

حکمت حق کی ذات صفات مین دوئی کو دخل نہین ہے کیونکہ وہ ایک ہی اور ایک کی وحدت مین دوئی نہین سماتی ہے پس بتون کی پرستش سی باز آؤ ۔

ایک بن جاؤ دوئی کو چھوڑ دو	رشتہ یک رنگی سی اپنا جوڑ دو
وہ خدا جب ایک ثابت ہو چکا	اور جتنے رکھتے ہو بت توڑ دو

حکایت

سلطان محمود کے عہد مین ایک شخص نے ہزار دینار کی تھیلی سر بمہر امانتاً قاضی کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا جب واپس آیا تو تھیلی واپس لی اور اسکو کھولکر دیکھا تو بجاے دینار سرخ تانبے کے دینار پائے قاضی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ

تیری سربمہر تھیلی تیری حوالہ کردی ہے مجھے کیا معلوم کہ اسکے اندر کیا تہا ناچار قاضی سی نا امید ہو کر مدعی سلطان محمود کے پاس گیا اور سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے سمجھا کہ بے ایمان قاضی نے تھیلی چیر کر اسکے دینار سرخ نکال لئے ہین اور پھر تانبے کے دینار بہر کر تھیلی کسی استاد رفوگر سے سلائی ہے جسکا رفو بادی النظر مین معلوم نہین ہو سکتا یہہ امر سوچکر مدعی کو حکم دیا کہ تین روز کے بعد حاضر ہونا اور خود یہہ تجویز کی کہ اسی رات کو اپنے خوابگاہ کا فرش ایک طرف سے پہاڑ ڈالا اور خود علی الصباح سوار ہو کر شکارگاہ چلا گیا بادشاہ کے جانیکے بعد فراش نے جب فرش شاہی پہٹا ہوا دیکھا تو بہت گھبرایا اور جانا کہ اب سیاست سلطانی سے نجات ملنا محال ہی آخر رفوگر کی تلاش مین نکلا اتفاقاً اوسی اُستاد رفوگر سے جس نے وہ دیناروںکی تھیلی قاضی کے کہنے سے رفو کی تھی شاہی مسند کو بھی رفو کرایا اور بادشاہ کے آنے سے پیشتر وہ مسند بچھادی رات کو جب بادشاہ شکارگاہ سے واپس آیا مسند کو درست پایا فی الفور فراش کو بلایا اور حال دریافت کیا فراش نے سب کیفیت بے کم وکاست بیان کردی پھر رفوگر کی طلبی ہوئی اور وہ اصل تھیلی دکھا کر حال پوچھا اس نے عرض کی کہ ہان اسی سال مین نے یہہ تھیلی بحکم قاضی رفو کی تھی اوسوقت اسمین تانبے کے دینار بھرے ہوے تھے یہہ حال تحقیق کرکے بادشاہ نے قاضی کو بلوایا اور سخت مواخذہ کے بعد ہزار دینار سرخ قاضی سے مدعی کو دلوادیا اور قاضی سے پچاس ہزار جرمانہ لیکر قضاعت سے معزول کردیا -

قاضی و ملا و مفتی و فقیہہ اُنسے گر ہو جاے سرزد کار بد	ہین یہہ چارون چار ارکان جہان الامان ہے الامان ہے الامان

حکایت

سنا کے حاکم نے ایک سوداگر کا مال ناحق لے لیا وہ سلطان محمود کی خدمت مین آیا اور داد خواہ ہوا سلطان نے اپنا مہری پروانہ سوداگر کے استرداد مال کیلئے حاکم کے نام روانہ کیا مگر حاکم نے اوسکا مال مسترد نکیا سوداگر بحالت یاس واپس آیا اور اپنا حال بیان کیا اوسوقت سلطان محمود کسی خیال مین مستغرق تھا سوداگر کا حال سنتے ہی چین بر جبین ہو گیا اور کہا کہ اگر وہ تیرا مال نہین دیتا تو مین کیا کرون سوداگر نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کچھ نہین کر سکتا تو مجھسے کیا ہو سکتا ہی فرمایا کہ سر پر خاک ڈال اس نے عرض کیا کہ جب بادشاہ کا حکم نوکر نمانے تو داد خواہ سر پر خاک ڈالنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہی سلطان محمود اس تقریر سے سخت متاثر ہوا اور فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوئی معاف کرو مجھکو چاہئے کہ اپنے سر پر خاک ڈالون یہہ کہکر اوسی وقت مدعی علیہ کی ماخوذی کا حکم دیا جب وہ گرفتار ہوکر آیا تو وہی پروانہ جسکی تعمیل اُسنے نہین کی تھی اُسکے گلے مین ڈالا اور گدھے پر سوار کر کے شہر مین تشہیر کرایا اور بعد اس رسوائی کے قتل کیا اور سوداگر کی حق رسی فرمائی ۔

جو بندہ ہو مالک کا خدمت گذار	اطاعت مین حاضر سدا چاہئے
نمانے جو محکوم حاکم کا حکم	اُسے فی الحقیقت سزا چاہئے

پند انسان کو چاہئے کہ جب تک کلی لیاقت پیدا نکرے بادشاہ کی خدمت کا طلبگار نہو جب خدمت پائے اسکے انجام مین بدل و جان مصروف ہو جاے مالک کے راز کا محافظ ہو اسکی مہربانی پر مغرور نہو جسقدر بادشاہ اُسکی عزت بڑھائے

یہہ بعجز ونیاز پیش آئے اسکے غصہ سے ڈرے رنجیدگی کا خوف کرے ؎

مہربانی جسقدر مالک کی ہو ۔ چاہیئے نوکر ہی عجز ونیاز
نکرے اُسکی عنایت پر غرور ۔ گرچہ ہو جاے امیر سرفراز

حکایت

ایک روز ایک غریب سلطان محمود کے پاس داد خواہ آیا کہ ایک ترکی ملازم بادشاہی میری حسین بی بی پر عاشق ہوگیا ہے دوسرے تیسرے رات کو میری گھر آتا ہی اور میری منکوحہ سے ہم صحبت ہوتا ہے اور مجھکو بولنے نہین دیتا بلکہ کہتا ہے کہ اگر تو راز فاش کریگا تو جان سے مار ڈالونگا مین اپنی جانکی خوف سے ابتک خاموش رہا آج ہجوم غم نے اپ کی خدمت مین حاضر کیا بادشاہ یہہ سنکر غضبناک ہوگیا اور فرمایا کہ جسوقت وہ آئے اوسی وقت کو توال کے آدمی کو جو تیرے گھر کے پاس خفیہ مامور ہوگا خبر کردینا اور سلطان محمود نے اسی وقت کو توال کو بلا کر مستغیث کے گھر کا نشان بتلادیا اور حکم دیا کہ جسوقت کسی مستغیث کے طرف سے اطلاع پہونچی کہ ملزم اسکے گھر موجود ہے تو اُسی وقت بعد ماخوذی مجرم مجھکو اطلاع دینا چوتھی رات کو پھر وہ ترک حسب العادت آیا اور اپنے کام مین مشغول ہوا مستغیث نے خفیہ پولس کو خبر دی اوس نے کوتوال کو اطلاع دی کوتوال اوسیوقت مستغیث کے گھر پہنچا اور ترک کو گرفتار کرکے موقع ہی پر زیر حراست رکھا اور بادشاہ سی جاکر سارا واقعہ عرض کیا بادشاہ کوتوال کے ساتھہ مستغیث کے گھر پہونچا اور بعد دریافت فرمایا کہ چراغ گل کردو جب روشنی جاتی رہی بادشاہ نے مجرم کو آب تیغ سی سیراب کیا جب چراغ روشن کیا گیا مستغیث سے کھانا طلب کیا اُس نے جَو کی سوکھی روٹی

وسر کہ پیش کیا بادشاہ نے بخواہش تمام کھایا پھر مقتول کا چہرہ دیکھکر دوگانہ شکریہ ادا کیا مستغیث نے دست بستہ چراغ خاموش کرانے اور کھانا کھانے و دوگانہ پڑھنے کا سبب دریافت کیا فرمایا آج چوتھا روز ہے کہ تونے اپنا حال مجھسے کہا تھا اوسوقت مین نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مین تیرا انصاف نکرونگا کھانا نہ کھاؤنگا آج مین سخت بھوکھا تھا اس لئے بعد قتل مجرم کے پہلے کھانا کھایا اور چراغ گل کرنے مین حکمت یہہ تھی کہ شاید کوئی میرا عزیز ہوا اور مین اسے دیکھکر انصاف نکرسکون کھانے سے فارغ ہونیکے بعد جب مین نے اوسکا چہرہ دیکھا تو غیر شخص کو پایا اسلیئے دوگانہ شکر بارگاہ احدیت مین ادا کیا +

نہین ظالم کو غیر از ظلم حاصل	اُٹھاتا ہے ستم آخر ستمگار
جفا جو کو جفا ملتا ہے ثمرہ	سدا آزار پاتا ہے دل آزار

نکتہ شہوت کا بندہ نفس کا تابعدار خدا کے حضور مین ذلیل و خوار ہی بلکہ اوس سے تمام خدائی بیزار ہے +

جو ہووے حرص کا پابند بندہ	وہ بندہ ہے کہان بندہ خدا کا
جہان مین اسکی ہی صورت سی بیزار	ہر اک خرد و کلان بندہ خدا کا

حکایت

ایک روز ایک عورت کوہ بلوچ سے جو ممالک رےؔ کے علاقہ مین ہے سلطان محمود کے پاس داد خواہ آئی کہ میرا اور میرے خاندان کا تمام مال اور اسباب لوٹ لیگئے اور راہ آمد و رفت کی بھی بند کردی ہے سلطان محمود نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہان

واقع ہے اُس ستغیثہ نے عرض کی کہ بادشاہ کو چاہیے کہ اسقدر ملک اپنے قبضہ مین رکھے جسکی خبرگیری کرسکے اور اگر ایسا ہو کہ بادشاہ اپنے قلمرو کے ملکون کے نام سے بھی واقف نہو تو اوسکی رعایا کا کیا حال ہوگا سلطان نے یہہ جملہ سنکر فرمایا کہ تو سچ کہتی ہے اسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بیشمار سیب اونٹون پر لدوا کر اُنکی ہمراہ کیا اور چند شیشے زہر ہلاہل کے دے اور فرمایا کہ تم کوہ بلوچ کیطرف جاؤ اور جب موقع پر پہونچو سیبون کو زہر آلود کردو اور بار اوتار کر اونٹون کو جنگل مین چھوڑ دو اور تم سب کمین گاہ مین چھپ ہو جب قطع الطریق آئین اور تمھارا مال لوٹنے لگین تو اُنکے مزاحم نہو نا یہہ حکم سنکر وہ قافلہ عورت کے ساتھہ ہولیا اور دور ونز اول موقع پر پہونچنے سے کل سیبون کو زہر آلود کردیا اور موقع پر پہونچکر بار اُتار دئے اور خود چھپ رہے رات کیوقت رہزن آئے قافلہ کا مال لیا اور سیب پُر ذایقہ کھانے شروع کئے تھوڑی ہی دیر کے بعد زہر کی تاثیر ہوئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے بادشاہ نے رہزنون کے مال ومتاع کی ضبطی کرکے سارا مال بڑھیا کو دیدیا جس سے بڑھیا مالا مال اور دولت سے نہال ہوگئی +

مرد با انصاف ہی انصاف دوست		شاہ عادل ہی خبرگیر جہان	
کاںپتے ہین چور اُسکے رُعب سے		راہ پر آتی ہے قوم رہزنان	

عبرت ۴۲۱ھ ہجری مین (۶۳) سال کی عمر (۳۲) برس کی سلطنت کے بعد سلطان محمود کا پیمانہ عمر لبریز ہوا بیماری بڑھتی گئی جب سلطان محمود کو اپنی زندگی کی امید نرہی فرمایا کہ تمام جواہر خانے اور دولت کے خزانے دربار مین بآئین شایستہ ترتیب دو چونکہ ان خزانون کے لئے ایک مکان مین گنجایش نتھی بیرون شہر ایک وسیع میدان

مین خیمے کھڑے ہوگئے اور اون خیام مین کشمیری پشمینے سقرلات اطلس فرنگی دیباے رومی مخمل کاشانی قالین ایرانی بطرز شایستہ سجائے گئے اور کرُوڑون لاکھون روپیہ کے توڑے اور اشرفیون کی تھیلیان اور بلور کی ڈبیون مین لعل بدخشان جواہر آبدار و گوہر شاہوار و تاج مرصع اور سونے چاندی کی کرسیان اور چتر و تخت اسکے علاوہ ہزارون نوادرات روزگار و گران بہا عجائبات سے وہ میدان آسمان ہشتم کا مقابلہ کر رہا تھا - وہ محمود جسکی ران کے نیچے عمر بھر اقبال کا گھوڑا بجلی کی طرح چمکتا رہا ایک پالکی مین تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا اور تکیون کے سہارے سے تخت زرنگار پر بیٹھا اور وہ اُمرا دولت و ارکان سلطنت کہ خون ریزون کی مصیبتون مین جان و تن سے ہر معرکہ مین شریک رہے سر جھکائے ہوے کھڑے تھے اور سب پر ایک یاس و حسرت کا عالم چھایا ہوا تھا - سلطان محمود نے پہلے اہل دربار کو بنظر یاس دیکھا پھر جواہرات پر نظر ڈالی اسکے بعد فیلان ہندی و شتران بغدادی و اسپان عراقی کے ملاحظہ کی نوبت آئی جو زرکار جھولون و مرصع نگار زیورون سے خدائی قدرت کے نمونے تھے بعض مورخ لکھتے ہین کہ بار بار سلطان محمود حسرت آلود نگاہ سے ان چیزون کو دیکھتا تھا اور آنکھہ بند کر لیتا تھا اسی حالت مین اوسکی روح پاک نے اس پیکر عنصری سے مفارقت کی +

نکتہ طالب دنیا کو اول تحصیل مال کی تدبیر و فکر مین کاہش جان و تن ہوتی ہے پھر اوسکی حفاظت و پاسبانی کی پہر آخری وقت اسکی چھوڑ جانیکا غم اپنے ساتھہ لیجاتا ہے +

	ابتدا سے انتہا تک ہے مدام		طالب دنیا گرفتار بلا	

زندہ ہے جب تک ہی اسکی فکرمیں	دل مین لیجاتا ہی پھر خار بلا

فائدہ عاقبت اندیش دنیا کا طالب نہین ہوتا کیونکہ یہہ بڑی ہی مکار اور دغا شعار ہے طالبین کے نظر مین اسکی زینت ایسی ہے جیسے عروس کہ سب کی نگاہین اُسی پر پڑتی ہین قلوب اوسکے شیفتہ ہین اور جسا مین اوسکی فسہ ریفتہ اس مین جو چیز ہے اوس کو ایک نہ ایک دن فنا ہوتا ہے موت اسکے تعاقب مین ہے اور حکم قضا اوسکے دنبال مین - نشہ پندار سے بیدار ہو اور بیہوشی سے ہوشیار پیشتر اس سے کہ لوگ کہین کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض سخت مین گرفتار کچھہ دوا بتاؤ یا حکیم کو بلاؤ اور پھر طبیب تمھارے لئے آئین اور امید شفا نہ پائین پھر یہہ مشہور ہو کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یون تقسیم کیا اور جسکے پاس سے لینا تھا اُس سے لیا پھر کہین کہ لو صاحب انکی زبان بند ہوگئی نہ بہائیون سے بولتے ہین نہ ہمسایون کو پہچانتے ہین وہ لب کھولتے ہین اور اوسوقت تمہاری پیشانی عرق سے تر ہو اور سینہ آہ سے مضطر اور گمان ہونے کا صدق کی کرسی پر جلوہ گر معلوم ہو اور سب خویش و بیگانہ مبتلائے گریہ وزاری ہون کوئی کہے ارے یہ تیرا فلان برادر اور یہ تیرا لخت جگر ہے ولیکن تم کچھہ جواب نہ دے سکو زبان پر مہر خاموشی ہو پھر تم پر قضا نازل ہو اور قالب سے روح نکلکر عالم بالا کو روانہ ہو - اسوقت تمام برادری جمع ہو کفن سیا جاے اور غسل دیکر تم کو پہنایا جائے عیادت والے گھر بیٹھہ رہین اور حاسد خوب شاد ہین تمہارے گھر والون کو تمہارا مال مدنظر ہو اور تم پر جوابدہی اعمال لازم ہو +

چنانچہ اس مضمون کو جو شیخ مصلح الدین سعدی رح نے نظم فرمایا ہی ہدیتاً حوالہ قلم ہے

فی التنبیه

روزیکه زیر خاک تن ما نهان شود — وآنها که کرده ایم یکا یک عیان شود

یارب بفضل خویش ببخشای بنده را — آندم که عازم سفر آنجهان شود

بیچاره آدمی که اگر خود هزار سال — مهلت بیابد از اجل و کامران شود

ق

هم عاقبت چو نوبت رفتن بدو رسد — با صد هزار حسرت ازان جا روان شود

فریاد ازان زمان که تن نازنین ما — بر بستر هوا فتد و ناتوان شود

اصحاب را چو واقعهٔ ما خبر کنند — هر دم کسی برسم عیادت روان شود

وآنکس که مشفق ست و دلش مهربان هست — در جستن دوا بهر این وآن شود

وانگه که چشم بر رخ ما افگند طبیب — در حال ما چو فکر کند بدگمان شود

گوید فلان شراب طلب کن که سود نیست — ما را بدان امید بسی در زیان شود

شاید که یک دو روز دگر ماند عمر ما — وآن یک دو روز بر سر سود و زیان شود

یاران و دوستان همه در فکر عافیت — کاحوال بر چگونه و حال از چه سان شود

تا آن زمان که چهره بگردد ز حال خویش — وآن رنگ ارغوانی ما زعفران شود

وان رنج در وجود بنوعی اثر کند — کز لاغری بسان یکی ریسمان شود

در ورطهٔ هلاک فتد کشتی وجود — نیز از عمل بماند و بی بادبان شود

آمد شد ملائکه در وقت قبض روح — چون بنگریم دیدهٔ ما خون فشان شود

باید که در چشیدن آن جام زهرناک — شیرینی شهادت ما در زبان شود

یارب بده ببخش که ما را در آن زمان — قول زبان موافق صدق جنان شود

ایمان ما ز غارت شیطان نگاهدار — تا از عذاب چشم تو در جان امان شود
فی الجمله روح و جسم ز هم منفرق شوند — مرغ از قفس بر آید و در آشیان شود
جان ار بود پلید شود در زمین فرو — ور پاک باشد او ز بر آسمان شود
آوازه در سرائے بیفتد که خواجه مرد — وز بم و زیر خانه پر آه و فغان شود
از یکطرف غلام بگرئید بهائے بهائے — وز یکطرف کنیز بزاری کنان شود
در یتیم گوهر یکدانه راز اشک — جزع دو دیده پر ز عقیق یمان شود
تابوت و پنبه و کفن آرند و مرده شو — اوراد و ذکر آن ز کران تا کران شود
آرند نعش تا بلب گور و هر که هست — بعد از نماز باز سر خان و مان شود
هر کس رود بمصلحت خویشتن و جسم ما — محبوس و مستمند دران خاکدان شود
پس منکر و نکیر بپرسند حال ما — وین جمله حکمها ز پئے امتحان شود
گر کرده ایم خیر و نماز و خلاف نفس — آن خاکدان تیره بما گلستان شود
ور جرم و معصیت بود و فسق کار ما — آتش در و فتد بلحد هم دخان شود
یکهفته یا دو هفته کم و بیش صبح و شام — با گریه دوست هم دم و همداستان شود
حلواسه صحن شب جمعه چند بار — بهر ریا بخانهٔ هر گورخان شود
وان همسر عزیز که از وعده دست داشت — خواهد که باز بسته عقد فلان شود
میراث گیر کم خرد آید به جستجوئے — پس گفتگوئے بر سر باغ دکان شود
نامی ز ما بماند و اجزاے ما تمام — در زیر خاک با غم و حسرت نهان شود
وانگه که چند سال برین حال بگذرد — آن نام نیز گم شود و بے نشان شود
وآن صورت لطیف شود جمله زیر خاک — وآن جسم زورمند کفے استخوان شود

از خاک گورخانه با حسرتها پزند وآن خاک وخشت دستکش گل گیران شود
دوران روزگار بگذرد بسی گاهی شود بهار ودگرگه خزان شود
تا روز رستخیز که انصاف خلق را تنها ز بهر عرض قرین روان شود
حکم خدای عزوجل کائنات را در فصل هر فصله بکلی روان شود
از گفتن وشنیدن واز کردهای بد در موقف محاسبه یک یک عیان شود
میزان عدل نصب کنند از برای خلق یکسر سبک برآید ویکسر گران شود
هرکس نگه کند به بد ونیک خویشتن آنجا یکی غمگین ویکی شادمان شود
بندند باز بر سر دوزخ پل صراط هرکس ازو گذشت مقیم جنان شود
وآنکس که از صراط بلرزید پای او در خواری وعذاب ابد جاودان شود
اشرار را حرارت دوزخ کند قبول واحرار را عنایت حق سائبان شود
بس روی همچو ماه زخجلت شود سیاه بس قد همچو تیر زهیبت کمان شود
بس شخص بینوا که درا از علو قدر عشرت سرای جنت اعلی مکان شود
بس پیر مستمند که در گلشن مراد بوی بهشت بشنود و نوجوان شود
مسکین اسیر نفس وهوا کاندران مقام با صد هزار غصه قرین هوان شود
برگی که از برای مطیعان کشد خدای ماهی چگونه برسر آن برگ خوان شود
خرم دلی که در حرم آبادامن عیش حق را بخوان لطف وکرم میهمان شود
این کار دولتست نداند کسی یقین سعدی یقین بجنت خلدت چسان شود

سلطان محمد عثمان خان ارطغرل غازی

یہہ پہلا شخص ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی بنا ڈالی سنہ ۶۹۹ ہجری مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور پہلے قرہ حصار کو فتح کرکے اپنا دارالسلطنت بنایا - بڑا اولوالعزم اور صاحب ہمت بادشاہ تھا اسکی عدالت اور رعایا پروری مشہور ہے - مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک حبہ اپنے پاس جمع نرکھا جس قدر مال غنیمت آتا تھا تقسیم کردیتا تھا چنانچہ انتقال کے بعد بجز زرہ اور کمربند تلوار کے اور کوئی چیز نقد وجنس کی قسم سے اس بادشاہ نامور کے پاس سے نہین نکلی -

سلطان محمد عثمان خان نے بزور قوت بازو سلطنت عثمانیہ کی بنا قائم کی قرہ حصار کو مفتوح کرکے حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اوسکے اکثر ملکون کو فتح کرلیا اسلام کی عام دعوت دی بعض عیسائی فرمانروانے اسلام قبول کیا بعضون نے جزیہ دینا گوارا کیا بعض جنگ مین گرفتار ہوے -

قلعہ برصہ جب قبض وتصرف مین آیا تو علاوہ مال واسباب کے تیس ہزار اشرفیان نقد غنیمت مین آئین - ستائیس سال کمال استقلال اور دینداری سکے ساتھ سلطنت کی اونہتر برس کی عمر پائی آخر دہم رمضان سنہ ۷۲۶ ہجری مین دنیا واہل دنیا کو چہوڑا اس بانی سلطنت وحامی دین نے اپنے فرزند کو چند نصیحتین کین جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین -

نصائح دنیا کی دولت مستعار سے غافل نہونا - ملک مین جور وتعدی جایز نرکھنا - عدل وانصاف سے شیوہ سلاطین عادل ہے - اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بہ تدبیر ہو یا بشمشیر - علما کی عزت فقرا کا ادب کرنا چاہیے جس سے ملنا بکشادہ پیشانی ملنا - عطا وکرم اپنا آئین رکھنا - جس بادشاہ مین کچھ

عدل وکرم نہین وہ بادشاہ نہین - جو مرنے سے ڈرتے ہین وہ خالق سے غافل ہین ہم کو اللہ پاک نے شرف اسلام عنایت فرمایا اور فتح ونصرت دی جہان تک ممکن ہو امارت سے پرہیز اور ترویج اسلام مین کوشش کرنی چاہیے کسی وقت مالک حقیقی کو نہ بھولنا اور اوسکی راہ مین جان ومال سے حاضر رہنا -

پند - دنیا کا مال تم اپنا نجانو بلکہ یہہ تصور کرو کہ یہہ کسیقدر زمانہ کے واسطے عاریتاً ہمارے سپرد ہے ہم سے پہلے بھی یہہ مال کسی اور مالک کا مال کہلاتا تا اب ہمارے پاس ہے ہمارے بعد کسی اور کا ہوگا +

اہل دل دنیا پہ مائل اپنا جی کرتے نہین — یار ہرجائی ہے اس سے دوستی کرتے نہین
روبرو آئے تو جاتے ہین وہ بھاگ اُس مال سے — سامنے ہو تو نظر اس پر کبھی کرتے نہین

نکتہ - خدا کا خوف انسان کے دلکا چراغ ہے اگر یہہ نہو تو انسان گویا ظلمت مین اسیر ہے +

کرو خوف اور رہو خائف ہمیشہ — عذاب قبر اور روز جزا سے
چراغ سینہ ہو جائیگا روشن — ڈروگے تم اگر اپنے خدا سے

حکمت - ظلم باعث زوال مملکت ہے اور عورت کی محبت سبب ذلت بدون کی صحبت بدنام کرتی ہے اور نیکون کی صحبت نامور +

بازنان اُلفت مکن اے مرد حق — بابدان اے نیکخو صحبت مدار
از سر جور وستم پرہیز کن — تا بماند ملک و دولت پائیدار

حکمت - شجاعت یہہ ہے کہ قوت غضب روح انسانی کی مطیع ہو کر اُسکو خوف وخطر کے مقام پر ایسا قائم رکھے کہ کسی طرح اضطراب ظاہر نہو اور عفت یہہ ہے

کہ قوت شہوت نفس ناطقہ کی مُطیع ہو کر اسکی رائے کے مطابق عمل کرے اپنی خودروی کو اسمین دخل نہ دے اور اچھے چلن اور نیک عادتین ظاہر ہون عدالت یہ ہے کہ سب قوتین متفق ہو کر نفس ناطقہ کی فرمان برداری کرین اور ہر ایک اپنی حد اعتدال سے تجاوز نکرے اور عادل ہر ایک قوت کی علیحدہ علیحدہ کش مکش سے محفوظ رہکر عدل وانصاف پر قائم رہے ۔

قوتین جتنی ہین تیری جسم مین	اُنسے اے مرد دانا کام لے
انکو ہرگز بڑھنے اور گھٹنے ندے	بنکے اک افسر برابر کام لے

سلطان علاالدین خلجی بادشاہ ہندوستان

یہہ بادشاہ داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی کا ہے بعد قتل جلال الدین کے سنہ ۶۹۵ ہجری مین تخت نشین ہوا شجاعت مین نامور اور ہمت واولوالعزمی مین ضرب المثل تھا چار لاکھ پچھتر ہزار سوار اوسکے ہمرکاب ہتے تھے۔ جب یہہ تخت نشین ہوا تو خزانون کے منہہ کھولدئے اور داد ودہش کے ساتھ عیش وعشرت کی محفلین گرم کین ٭

فائدہ بادشاہ کے عیش وعشرت کی وجہہ سے بہت بُرا اثر امور سلطنت مین پڑنے لگا اور ہر چار طرف فتنہ وفساد نے رود کھلایا ایک روز بادشاہ نے اعیان دولت کو جمع کر کے بے انتظامی کا حال پوچھا وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ بادشاہ کی عیش وعشرت وشراب خواری اور امرا دولت کی آپس مین شادی اور فوج کی زیادتی تنخواہ اور غلہ کا یکسان نرخ نہونے سے یہہ سارا فساد برپا ہورہا ہے بادشاہ

یہ سُنکر متنبہ ہوا اور اُسی روز سے شرابخواری چھوڑ دی اور حکم دیا کہ کوئی امیر شراب نہ پیئے چنانچہ صولت افغانی مین مذکور ہے کہ سب نے شراب کے بھرے ہوئے خُم پھینک دی جس سے ایک نالہ جاری ہوگیا اور حکم دیا گیا کہ بدون اطلاع پادشاہ کے اُمرا آپس مین شادی نکرنے پائین اور نرخ غلہ کا پادشاہ نے اپنی مرضی پر رکھا مورخین لکھتے ہین اِس پادشاہ کے عہد مین امن و ارزانی ایسی ہوئی کہ ہندوستان مین کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی تھی صاحب اقبال ایسا تھا کہ گجرات پر لشکرکشی کی اور فتح پاکر سومنات کا بُت دہلی مین لایا اور زمین مین داب دیا اور تاتاری لشکر کو شکست دیا راجہ رنتھوڑ کو گرفتار کرکے قتل کیا اور راجہ رتن سین والی چتوڑ مقتول ہوا ملک تلنگانہ اور دکھن سمندر کے کنارے تک سمت بندر راشیور تک فتح کیا کرناٹک کو مفتوح کرکے بڑے بڑے بت خانہ گرلئے بیشمار سونیکی مورتین غارت مین لین پنجاب کے ملک کا اُسنے ایسا انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر لشکر تاتاری و مغلون نے اُس طرف کا رخ نکیا ۔ پادشاہی شان و شوکت کو بہت بڑھایا ہاتی پر عماری پہلے اُس نے رکھی اور سکندر ثانی اپنا خطاب مقرر کیا اور علما فضلا خداپرست شاعر حکیم غرض ہر فن کے ایسے صاحب کمال موجود تھے کہ جنکا نظیر آجتک نظر نہین آتا چنانچہ اکثر علما کی کتابین اور حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب آلہی رح کے نصائح اور حضرت امیر خسرو کی کتابین ابتک موجود ہین ؛-

نکتہ تین چیزین انسان کے ہلاک ہونیکا باعث ہین اولاً گنہ کرنا توبہ کے حوصلہ پر ثانیاً تائب ہونا زندگی کے بھروسے پر ثالثاً بخشش کی امید پر اپنے بڑے جرم کو ناچیز جاننا

گرچہ فضل ایزدی ہے فضل عام	ہر کوئی ہے فضل کا امیدوار
پر تو اُس کے فضل کے امید پر	ہوکے وحشی مست گنہ کر بار بار

بلکہ سرزد تجھ سے جب ہوے خطا — توبہ کر فوراً بخوف کردگار
توبہ کو کلہہ پر نہ رکھنا منحصر — زیست کا دم بھر نکرنا اعتبار

حکمت بادشاہ وہ ہے کہ نفسانی شہوتون سے پرہیز رکھے راستی شعار ہو علما فضلا سے مشورت لے قیدیون کی دلجوئی سوداگرون اور عامہ رعایا کی خبرگیری اور پاسبانی رکھے رعایا و امرا دولت کو گستاخ ہونیکا موقع ندے جنگ کا سامان خزانہ مین فراہم رکھے دشمن کے ارادہ سے باخبر رہے اپنے درباری امیر و وزیر سے اور ارکان دولت خیرخواہان ریاست اور اولاد سے بہ محبت پیش اۓ فوج کی پرورش عدل و انصاف کیطرف توجہ مسافرون و غریبون کی خدمت مین حاضر رہے عیش و لذت ناجایز مین منہمک نہو اور اپنے عیش و آرام کو امور مملکت پر مقدم نرکھے

شاہ آن باشد کہ باشد راستباز — راستی را در جہان دارد شعار
اہل علم و اہل فضل و عقل را — دایم اندر قرب خود بخشد قرار
پاسبانی خلق باشد روز و شب — حافظ اہل جہان لیل و نہار
باخبر ماند ز عزم دشمنان — پنجہ اش پر زور و بازو استوار

نکتہ چھہ۶ چیزین مملکت کو نقصان پہونچاتے ہین **اول** نرخ غلہ برابر نہونا اور گرانی قحط کا پڑنا **دوم** کمی خزانہ **سوم** پادشاہ کی شرابخواری و غفلت و بےخبری **چہارم** دشمنونکی کثرت **پنجم** اہل ایمان کی قلت **ششم** رعایا کی ناراضی اور عاملون کا ظلم

کس طرح قایم رہے وہ سلطنت — جبکہ سلطان بےخبر ہو کام سے
جس کے دشمن ہون بہت اور کم ہون دوست — بیٹھ سکتا ہے وہ کب آرام سے

تذکرہ سنہ وفات تیس۳۰ سال سلطان علاء الدین خلجی نے کمال استقلال کے ساتھ سلطنت کی کل صوبجات ہندوستان مین اسکے عہد مین عمدہ انتظام رہا آخر

سنه ۸۱۵ ہجری مین کافور نامی ایک امیر نے زہر دیا جس نے اُسکا فیصلہ کر دیا تھا -

سلطان سکندر لودہی

یہہ بادشاہ بعد انتقال سلطان بہلول کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا شہر آگرہ اسی کا بنا کیا ہوا یادگار ہے یہہ بادشاہ ہر روز دربار کیا کرتا تھا اور بذات خود دادرسی مستغیثین کی کرتا قوی وضعیف کو یکسان رکھتا ہر کام مین انصاف کرتا تھا خلایق پر مہربان تھا ہمیشہ سخن حق کی رعایت کرتا حق گو وحق پسند تھا ہرگز ہوائے نفس عمل نکرتا علما فضلا اسکے مشیر تھے سخاوت مین مشہور گزرا ہے اسکے عہد مین تمام ہندوستان مین مسجدین آباد تھین - عورتون کو زیارت قبور سے منع فرمایا اور سالار مسعود غازی کا نشان جو ہر سال بہرایچ لیجاتے تھے اسکی ممانعت کی احکام شریعت کو رونق اور علم کو ترقی دی احکام شرع کی پوری پوری پابندی کی - بت پرستی کا بازار سرد کیا اٹھائیس سال بہ کمال استقلال سلطنت کی آخر سنه ۹۲۳ ہجری مین انتقال کر گیا

حکایت

سلطان سکندر لودہی کے عہد مین دو بھائی گوالیار کے رہنے والے بحالت پریشان بہرائچ لشکر چلے گئے تھے کہین اُنکو لوٹ مین یاقوت رمانی اور کچھہ سامان ملا اُنمین سے ایک نے کہا کہ بھائی بس یہین سے واپس چلو مدعا حاصل ہو گیا دوسرے نے کہا بھائی صاحب جب خدا تعالی نے پہلے ہی مرتبہ اتنا مال دیا ہے تو بار ثانی کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ دولت نصیب ہو اسپر ایک بھائی نے کہا کہ مین تو جاتا ہون آپ کو اختیار ہے جب چھوٹے بھائی نے گھر کی راہ لی تو بڑے بھائی نے اپنے حصہ کا مال اُسکو دیکر کہا کہ یہہ تم میری زوجہ کو دیدینا جب چھوٹا بھائی گھر آیا بھائی کا مال اُس کے بی بی کو حسب وصیت دیدیا مگر یاقوت نہین دیا تھوڑے دن بعد جب بڑا بھائی اپنے گھر آیا جورو سے مال مرسلہ مانگا عورت نے سب سامان اُس کے

سامنے لا کر رکھدیا شوہر نے یاقوت نہ پایا پوچھا یاقوت کہان ہے عورت نے کہا مین کیا جانون
نہ یاقوت مجھکو تمہارے بھائی نے دیا نہ مین نے کبھی دیکھا جو کچھ اُس نے دیا تھا وہ تمہارے
سامنے ہے بھائی سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ اسی اسباب کے ساتھہ یاقوت بھی
دیچکا ہون کیا عجب کہ اُس نے چھپا رکھا ہو ذرا تنبیہ و تہدید کروگے تو بتلاویگی اُس نے
جب اپنی جورو کو خوب مارا تو اُس بیچاری نے مار کے خوف سے ایک شب کی مہلت
چاہی اور علی الصباح وزیر کی خدمت مین حاضر ہوئی اور سارا قصہ مفصل بیان کیا وزیر نے
اُس کے خاوند اور دیور کو بالمشافہ بلوایا اور پوچھا تو دیور نے کہا مین نے یاقوت اس عورت
کو دیا ہے اور دو برہمن کو رشوت دے دلا کر ادائی شہادت مین پیش کیا وزیر نے اُس کے
خاوند سے کہا کہ جا اپنی عورت سے یاقوت طلب کر جب عورت نے یہہ حال دیکھا۔
سلطان کی خدمت مین دادخواہ ہوئی سلطان نے سب کو مع گواہون کے روبرو طلب
کیا اور ہر ایک کو دوسرے کی نظر سے جدا رکھا اور ہر ایک کو موم دیا کہ اسکی صورت
بنائین ان دو بھائیون نے تو اسکی شکل بنائی مگر مصنوعی گواہون نے برعکس ایک دوسرے کے
بنائے جب عورت کو تاکید کیگئی تو اُس نے عرض کیا کہ جو چیز نہین دیکھی ہے اسکی صورت
کیونکر بناؤن - بادشاہ نے وزیر کو مخاطب کیا اور گواہون کو سخت تہدید کر کے کہا کہ
سچ سچ کہو ورنہ جان سے مارے جاؤگے ہیبت سلطانی سے اصل حال جھوٹی گواہی دینے کا
عرض کرادیا بادشاہ نے اُس کے بھائی کو روبرو طلب کر کے پوچھا تو وہ معترف بہ قصور
ہوا اور پارچہ لعل بھائی کی خدمت مین پیش کیا عورت پادشاہ عادل کے انصاف سے
اپنی شوہر کی نظر مین اول سے زیادہ عزیز ہوئی اور اس کا دیور معرض سیاست مین
آیا اور اپنے عمل بد کی سزا پائی۔

بود حاکم بملک عدل بیشک — گروہے خوف نیکوکار باشند
بعدل و داد انصافش ہمیشہ — نہ تیغ ستم بدکار باشند

نکتہ جو انسان عقل کو امیر مشورت کو وزیر تدبیر کو مصاحب مآل اندیشی کو امین حکم کو سپہ سالار خدا ترسی کو یار تحمل کو خزانہ بردباری کو لشکر بنائیگا وہ جسم کی سلطنت مین اختیار حاصل کر سکتا ہے۔

عقل کو فرمان روا جسم و جان — دانش و تدبیر دانا دو وزیر
گھر مین تو گنج تحمل جمع کر — تا بملک جسم بن جاوے امیر

فائدہ جب انسان کی آنکھون مین حرص و طمع جلوہ گر ہوتی ہے تو سوا حرص کے اسکو کچھ دکھائی نہین دیتا بلکہ اسکے دل کی آنکھ بھی نیکی و نیکوکارون کے دیکھنے سے بند ہو جاتی ہین۔

صاف ہو جاتا ہے بس آدمی — ڈالتی ہے حرص جب انسان پہ زور
دل پہ چھا جاتا ہے اندھیرا اسقدر — چشم بینا جس سے ہو جاتی ہے کور

حکمت حرص و ہوا ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل مین جگہ پکڑی ہوئی ہے پس آدمی کو چاہئے کہ عبادت و ریاضت کے زور سے اسکو ہلائے کہ وہ جڑ سست ہو جاوے آیندہ بڑھنے نہ پائے۔

تیرے دل مین کہتا ہی مضبوط بیخ — یہ دنیا کی حرص و طمع کا نہال
نہ بڑھنے دے اسکو اگر مرد ہے — نکل گر سکے اسکو جڑ سے نکال

نکتہ ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکھتا ہے اولاً دل کو حسد سے ثانیاً جھوٹ اور غیبت سے زبان کو ثالثاً شکم کو لقمہ حرام سے رابعاً اعمال کو ریا سے پس جس مین یہ باتین نہین وہ انسان نہین۔

اولاً دل کو حسد سے پاک رکھ	بعد ازان دھو کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بھر بہر مال بدگان
کر عمل دنیا مین بے ردی و ریا	تا تجھے حاصل ہو فخر و عز و شان

شہاب الدین شاہجہان

جب نور الدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہان کی دار وگیر سے نجات پائی شاہجہان تخت نشین ہوا - اس بادشاہ کی نیک نیتی اور عدالت نے شورہ زار ہند کو غیرت نگارخانہ چین بنا دیا تھا جس عظمت اور جلالت کے ساتھ اُس نے سلطنت کی خاندان تیموریہ مین کسی کو کم نصیب ہوئی -

عہد اکبری کے خلاف شرع قوانین اور عیش دوست جہانگیر کے خلاف عقل آئین اس حامی شریعت نے سب موقوف کر دیے ملک کا انتظام نہایت خوبی اور بے تعصبی کے ساتھ کیا اس بادشاہ نے بروز جلوس چار کرڑ و راسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بیگہ زمین اور چار سو موضع شکریہ مین وقف کر دیا -

اسی بادشاہ نے دار السلطنت دہلی مین جامع مسجد اور ایک نیا قلعہ بنوایا تھا ۱۰۴۸ھ ہجری مین اسکی بنیاد رکھی گئی اور ۱۰۵۸ھ ہجری کو کرڑ و ر روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا سنگ سرخ پر سنگ مرمر کی پچی کاری اس دلفریب صنعت سے صناعین نے کی تھی کہ عقل حیرت زدہ رہجاتی ہے دلکشا نہرین خوشنما بساتین سے اس بادشاہ کا نام ابتک زندہ ہے -

غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے روبرو وہ شامیانہ کہ جسکا نام

دل بادل تھا اور دیوان خاص کے میدان مین سہامنڈل خیمہ استادہ ہوا یہ خیمہ
سات برس کے عرصہ مین تیار ہوئے تھے ہزارون گز کشمیری اور گجراتی مخمل
جسپر زرکار عمدہ نفیس کام بنا ہوا تھا اون خیمہ مین خرچ ہوئے تھے دونون خیمے
سونے اور چاندی کے ستون پر استادہ تھے ان خیمون کے سامنے خوش نما
شامیانے اطلسی دوزربافی سنہری روپہری چوبون پر تانے گئے دیوان عالی کی
طلائی چھت کی میناکاری سے گوناگون ویسے ہی ایرانی قالین اور بنارسی کمخوابون سے
بوقلمون تھا۔ صدر سے لیکر پا انداز تک درودیوار تک مخمل زربافت بادلہ کمخواب پردہ ہاے
فرنگی۔ دیباے رومی اطلس چینی سے نگارخانہ چین کردیا تھا صدر مین تخت طاوسی
بچھایا تھا جسکی تیاری مین چار کروڑ درہم صرف ہوئے تھے۔ بارہ مرصع ستونون پر
جڑاؤ میناکاری کی چھت رکھی ہوئی تھی چھت سے پایہ تک زر احمر اور جواہر آبدار
کی لمعانیت اور درخشش سے فلک ثوابت کا عالم نظر آرہا تھا۔ چبوترہ پر یہ عالم
تھا گویا سنگ ستارہ کا نگینہ ہے کہ انگوٹھی پر دھرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر
ایک درخت طلائی رکھا تھا۔ جس نے سبزہ و الماس سے سرسبز اور لعل یاقوت گلرنگ
کیا تھا ادھر اودھر اسکے دو مور زرنگار رنگ جواہرات سے مرصع منقارون مین موتیون
کی تسبیح لیئے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے والے ہین۔ چار چتر زرنگار ایسے تھے
جسمین موتیونکی جھالرین اپنی قدرتی آب وتاب سے آنکھون کو خیرہ کر رہے
تھے۔ آگے ایک شامیانہ تھا جواہرات اور موتیون سے دریاے نور کی طرح
لہرا رہا تھا جو ایک لاکھہ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تھا۔ سونے روپے
کی چوبون پر استادہ تھا گرد اس کے کرسیان و چوکیان قرینہ بقرینہ سجے ہوئے

تھین تخت کے گرد پاس ادب کیلئے کئی کئی گز تک حاشیہ چھوڑکر چاندیکا کٹہیرا ایسا خوشنما
لگا تھا کہ جس کی میناکار جالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھین۔ المختصر دربار آراستہ ہوا
مگر اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدایا داتی تھی چنانچہ کٹہریکے باہر اول مین دیسا
شاہزادگان والاتبار کی نشست تھی اُن کے بعد راجگان اطراف و اعیان دولت
وارکین سلطنت اپنے اپنے عہدے پر کھڑے تھے مگر تمام فرمابردارونکی آنکھین زمین
پر اور گوش دل اپنے فرمان رواکے حکم پر لگے تھے ہر ایک در مین دو دو خاص بردار
مخمل کی غلافدار بندوقین کندھون پر بادلہ کی جھنڈیان ہاتھون مین لئی ہتے ہوئے کھڑے تھے
باہر کے دالان مین اور عہدہ دار منصبدار منتظر حکم حاضر تھے آگے کے درون مین تین تین
حبشی غولان صحرائی کیطرح زربفتی وردیان پہنے ہتیارون مین ادپچی بنے گرز ہائی فولادی
کندہون پر دہرے بادلیکی بیرقین ہاتھون مین لئے استادہ تھے تیسرے درجہ مین اہلکار
اور ہر کارخانہ کے کاردار منشی و متصدی موجود تھے اور درون مین سپاہی ننگی تلوارین
علم کئے قدآدم چاندی کے کٹہرے سے لگے خاموش استادہ تھے باہر تیس تیس گز کا فاصلہ
دیکر پھر چاندی کے کٹہرے قایم تھے اور اُس کے برابر بہادر سپاہی خاص
بادشاہی جن مین داہنے پر ترک بائین پر افغان سامنے راجپوت اپنی اپنی وردیان
پہنے سنہری رو پہری بیرقین ہاتھون مین لئی جمے تہے یہان سے دروازہ تک سوارون
کے پرے فوجی آئین کے موافق باقاعدہ دوش بدوش کھڑے تھے۔ جو درباری
آتا پہرے پہرے پر اپنے نام و نشان سے آگاہ کرتا اور آگے جاتا تہا کہ ہوش و
حواس کے قدم تھرتھراتے تہے جب دربار مین پہنچتا نقیب آواز دیتا کہ ادب سے
بجالاؤ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت۔ تو دل سینون

دیا جاتا تھا غرض اول شاہزادون کی نذرین گزرنی شروع ہوئین ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے احکام سُنائے گئے سعد اللہ خان وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا ؎ -

عبرت دربار مین یہہ شان و شوکت آشکار تھی کہ دفعتہً بادشاہ آبدیدہ ہوا اور دونون ہاتھہ فاتحہ کیلئے اوٹھائی ساتھہ ہی سب اہل دربار نے ہاتھہ اوٹھائے مگر پاس ادب سے کوئی اشخص جرأت سوال کی نہ کر سکا - فاتحہ کے بعد خود بادشاہ نے فرمایا کہ اے بندگان با اخلاص جو خیال اور خطرہ اسوقت میرے دل مین گزرا ہے اُسکا اظہار مین تم پر بھی واجب سمجھتا ہون وہ یہہ ہے کہ فرعون نے ایک آبنوس اور ہاتی دانت کے تخت پر بیٹھکر خدائی کا دعوی کیا تھا تم گواہ اور آگاہ رہو کہ جس نخوت اور تکبر سے اُس نے وہ دعوے کیا تھا مین اُس سے لاکھہ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھہ عبودیت آلہی کا اقرار کرتا ہون یہہ کہکر اوٹھا اور دو رکعت نفل پڑھکر شکریہ نعمت آلہی بجالایا اور دیر تک پیشانی زمین نیاز پر ملتا رہا وقت کی تاثیر سے دربار مین سناٹے کا عالم ہوگیا - سب کے دل آب ہوگئے اور سینون کے ولولون نے دم گرم سے اوس ایوان مین ایک گونج پیدا کی بادشاہ سجدہ سے اٹھکر دوبارا مسند پر بیٹھا شاعرون نے قصائد تہنیت پڑھے کسی باکمال نے گیت سُنائی - کوئی اشرفیون مین تُلا کسی کا منہہ موتیون سے بہر گیا اتنے مین خدامان خاص - جواہر کا خوان ہاتھون مین لئے ہوسے آئے جن کے جواہر نگار خوان پوشون مین موتیون کی جہالر لٹکتی تھی - میر دربار نے اشارہ کیا اشارہ کے ساتھہ ہی سونے روپے کے پہول اور جواہرات کا مینہہ برسنے لگا غرض کہ نو دن تک انعام و اکرام کا بازار گرم رہا ؎ —

نکتہ شریف جب دولت پاتا ہے عاجزی مین آتا ہے جیسا کہ درخت ثمردار جسوقت پھل لاتا ہے

جھک پڑتا ہی۔ اور رذیل جب دولت پاتا ہے متکبر ہوجاتا ہی غرور سے اپنے آپ مین پھولا نہین سماتا

چون بدولت رسد شریف ونجیب ... بسوئی اصل خویش بر گردد
بہ نکو خوئی و رضا جوئی ... سرخرو ہمچو روئے زر گردد
سفلہ حاصل کند چو دولت ومال ... باعث ظلم و شور و شر گردد
راست گفت ست سرور سعدی ... سگ چو تر شد پلید تر گردد

تذکرہ اکتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے اقبال کا آفتاب ڈہلنا شروع ہوا شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل نہایت نیک نیت ونیک طبیعت تھی وہ حاملہ ہوئی جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندرون محل کاردان دائیان اور باہر حکمائے حاذق جمع تھے دفعتہً پیٹ مین سے بچے کی رونیکی آواز آئی سب سنکر حیران وہراسان ہوگئے بیگم نے بادشاہ کو بلایا اور کہا کہ اب میرا وقت آخری آپہنچا ہے مین دو وصیتین کرتی ہون سن لیجئے وہ یہہ ہین کہ بعد میرے اور شادی نکرنا تاکہ سوتیلے بہا یُون مین بگاڑ ہو اور جانین تلف ہوجائین دوسرے یہہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ عالم مین یادگار رہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی تولد ہوئی اور بیگم کا انتقال ہوا بادشاہ کو بڑا غم ہوا اور دل ودماغ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ چند روز مین بال سفید ہوگئے عمارت جو بیگم کے مزار پر بنوائی وہ حقیقت مین سرزمین ہند پر اپنا ثانی نہین رکھتی چنانچہ تاج گنج کا روضہ شہر آگرہ مین مشہور ومعروف ہے ؎۔

آخر عمر مین بادشاہ خود بادشاہی کرتا تھا اور چارون بیٹے ملک گیری اور ملکداری کرتے تھے۔ مراد اور شجاع تو نرے شاہزادے ہی تھے اور داراشکوہ جو سب مین بڑا تھا شہزادہ پن سے فقیری اور تصوف مین ڈوبا ہوا تھا اورنگ زیب برخلاف ان

سب سے ایسا متین شخص تھا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑون کے سوا دوسرا خیال نہ رکھتا تھا جا بجا پرچہ نویس معین تھے اور ہر بات کی پیش بندی برسون پہلے سے کرتا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ ایسا بیمار ہوا کہ کُل کاروبار دارا کے ہاتھہ آ گئے چونکہ یہہ ناز پروردہ اور سلطنت کے کاروبار مین ناتجربہ کار تھا باپ کو چراغ سحری اور تخت کو زیر قدم پاکر بھائیون کے نام ایسے احکام جاری کئے کہ اُنہین پڑھکر اور باپ کو بیمار سُنکر گھبرا اُٹھے۔ ساتھہ ہی اُنکے وکیلون کو نظربند کرلیا اور دربار کی خبرون کے بند کرنیکے لئے اُدھر کے سوداگرون اور بنجارون تک کو بھی روک دیا یہہ حال دیکھکر تینون بھائی اپنے اپنے علاقون سے چلے۔ مراد اور شجاع نے کھلم کھلا سلطنت کے نشانون پر پھریرے چڑھا دئے مگر اورنگ زیب نے یہان بھی اپنی متانت خرچ کی در پردہ تو پورے سامان کرلئے اور ظاہر مین مراد چھوٹا بھائی جو گجرات دکن مین اُسکے قریب تھا اُسے نہایت دردمندی کے ساتھہ خط لکھا جسکا خلاصہ مطلب یہہ تھا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہین چونکہ دارا شکوہ کا عقیدہ خلاف شرع ہونیکے علاوہ تم جیسے چھوٹے بھائی پر کہ قابل سلطنت ہونا حق جبر کرتا ہے مین برادر عزیز کی حق تلفی ناجائز سمجھکر اعانت فرض سمجھتا ہون۔ چھوٹا بھائی نہ سمجھا کہ شفقت کے پردے مین دغا ہے صاف دل سے آیا اور جان و جگر سے رفیق ہوکر دارالخلافت آگرہ کو روانہ ہوا یہان بادشاہ کو شفا ہوگئی دیکھا تو عالم تہ و بالا ہے۔ اُسی وقت کاروبار سلطنت سنبھال بیٹون کے نام فرمان جاری کیا مگر اِدھر تو انھین یقین نہ آیا اُدھر دارا شکوہ جو اس عرصہ مین ایک دفعہ شجاع کو شکست بھی دیچکا تھا مقابلہ کو تیار ہوگیا باپ بڈھا تجربہ کار تھا وہ اِس

نازپروردہ کی حقیقت کو بہی جانتا تھا اور اورنگ زیب کو بہی خوب پہچانتا تھا اسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونون تمہارے چھوٹے بھائی ہین ہم صفائی کردینگے داراشکوہ نے نمانا اور ان دونون بھائیون سے بہی جا لڑا چونکہ میدان جنگ کا مشاق نہ تھا اسلئے شکست فاش کھائی اور پنجاب اپنے علاقہ مین بہاگ گیا تھا آخر گرفتار ہوکر آیا فتحیاب نشان اقبال اڑاتے آگرہ مین داخل ہوے ۔ مگر مراد اس مہم مین ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چہرہ زخمون سے گلرنگ ہوگیا ۔ عالمگیر نے باپ کو عرضی لکہی اور چونکہ آپ ابتک بظاہر سلطنت کا دعویدار نہ تھا اسلئے بھائی کی بے اعتدالی کا افسوس بہی ظاہر کیا باپ نے ایک تلوار بہیجی اور نہایت محبت پدری سے لکہا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے آکر منہہ تو دکہاؤ اس نے عذر کیا اور بیٹے کو بہیجا آپ باہر رہا مگر یہین بیٹھے بیٹھے ایسا پیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سُنا تو دفعتہ یہی سُنا کہ تمام دروازون اور جو کی پہرون پر عالمگیری سپاہی مسلط ہین غرض باپ کو قید اور آگرہ کو مسخر کرلیا ۔ اوسی قید مین شاہ جہان نے آخر ۱۰۷۶ھ مین بیمار ہوکر مرگیا تیس ۳۱ برس سلطنت کی چہتر سال کی عمر پائی ۔

	ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہے خار بن جاینگے آخر اسکے پہول		مت اوٹھاؤ بار دنیا ہیچ ہے گلرخو گلزار دنیا ہیچ ہے	

نکتہ ۔ تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہچانے جاتے ہین حلیم غضب کے وقت شجاع مقابلہ کیوقت بھائی دوست حاجت کے وقت ۔

	مرد میدان را بمیدان آزما امتحان حلم کن وقت غضب		دوست را کن وقت حاجت امتحان تا شوی واقف ز اسرار نہان	

نکتہ لاخیر فی کثرۃ الرؤسا یعنے بہت سے حکام مین خیر نہین ہوتی اور نہ اتفاق ہوتا

ایک وہ حاکم ہے جسکے حکم مین	سرنگون رہتے ہین حکام زمان
کار فرما اسمین گر ہوتے بہت	رہتے کب قائم زمین و آسمان

نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ مغفرت مآب رئیس دکن

یہہ بانی خاندان آصفیہ مین جنہون نے اپنے حسن تدبیر اور رائے صائب سے ملک دکن مین سلطنت آصفیہ کی بنا ڈالی بہت بڑے تجربہ کار اور اولو العزم فرمان روا تھے ہمت سخاوت بہادری رعایا پروری اونکی مشہور ہے - تین لاکھ روپیہ سالانہ علاوہ انعامات شاہی بطریق یومیہ اور ماہانہ اہل احتیاج کے نام اپنے دستخط خاص سے جاری فرمایا تھا اور اسکے سوا دوسرے تیسرے دن اہل استحقاق و ارباب احتیاج کو تیس چالیس ہزار روپیہ خیرات دیجاتی تھی اور ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو ارسال ہوا کرتا تھا - اِس رئیس نامور نے اپنے عہد حکومت مین بذات خود کسی شخص کے قتل کے لئے حکم نہین دیا اگر کوئی قابل قصاص ہوتا تھا تو حاکم شرع کو حکم دیا جاتا کہ شرع شریف کے مسئلہ کے موافق عمل کیا جاے باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل بہت تھا ہمیشہ فقرا اور شعراء و علما سے صحبت رہا کرتی تھی خود بہی صاحب دیوان تھے چند اشعار اونکے طبعزاد ہدیہ ناظرین ہین - ؎

تا شہید خنجر مژگان یارم کردہ اند	سرمہ در چشم قیامت از غبارم کردہ اند

ولہ

افسوس کہ در طبع بتان نسبت گوارا	ای باغ وفا آب و ہوائی کہ تو داری

ولہ

در خیابان باغ نظاره	آصفِ خسته را نہال کنید

ولہ

از مقصدِ ما نبود مطلب دیگر بخیال	این قدر ہست کہ آہو نگہان رم نکنند

اِس رئیس نامور نے اپنے وفات کے قبل نواب ناصر جنگ کو چند نصیحتین فرمائین تہین منجملہ اون کے ذیل مین چند نقل کئے جاتے ہین ؛ -

نصایح جو شخص قابل قتل ہو اوسکو قاضی کے سپرد کرنا - اور پادشاہت کے کام اپنے ذات سے وابستہ رکہنا - اور بعد ادائے فرایض اور واجبات ہمیشہ معظمات امور کیطرف متوجہ رہنا - ادنی آدمی کو عمدہ کام پر اور عمدہ شخص کو ادنی کام پر مقرر نکرنا - اپنے چھوٹے بھائیون کو فرزندون کے برابر پرورش کرنا - زناردا ران دکہن مثل مردمان بیجاپور و مدراس اور کشمیر لایق اعتبار نہین ان لوگون کا کبہی اور کسی زمانہ مین اعتبار نکرنا - اور حتی الامکان جنگ نہونیکی کوشش عمل مین لانا اور جنگ و جدال مین سبقت نکرنا - رو بقبلہ جنگ نکرنا جو سامان موجود ہے اوسکی بہت احتیاط کرنا - یقین جانو کہ بناء دولت بزرگان دین کی دعا پر مستحکم ہے مین تمامی امور سے پہلے عزت فقرا اور مسکینون کی زیادہ کرتا تھا اور اون سے ہمیشہ مدد لیا کرتا تھا - تمکو بھی لازم ہے کہ اس فرقہ کا ضرور خیال اور لحاظ رکھنا - ریاست دکہن جو چھہ صوبجات سے عبارت ہے پہلے ہر ایک صوبہ جات دکن مین ایک ایک پادشاہ تھا اب کل ملک مالک الملک نے مجھے عطا فرمایا مین نے حتی المقدور نگہبانی خلق خدا مین کوشش کی اب تم کو بھی لازم ہے کہ ہر خاندان کی خبر رکھنا ہر ایک کو نوبت بہ نوبت خدمات پر مامور کرنا ہندو ہو یا مسلمان جلد جلد تغیر و تبدل کرتے رہنا بلکہ ہر دوسرے برس بدلی کرتے رہنا کہ دوسرے لوگ محروم نرہین اور انتظام

مین فرق نہو اپنا ہی حق جانکر لوگون کی حق تلفی نکرنا ہر شخص کے حقوق کا لحاظ رکھنا اہل حق کو اسکے حق جایز سے محروم نکرنا - ؎ -

پند مستحق کے حق ادا کرنے مین اُسکے سوال کا انتظار نکرنا چاہیے بلکہ بے سوال اسکو اُسکا حق پہونچانا چاہیے - ؎ -

مستحق کا حق ادا فوراً کرو	جس قدر ہو اسکو دیدو بے سوال

نکتہ دشمن کی طرف سے جب تک دشمنی پہلے ظاہر نہو سلے اپنی طرف سے اسکا آغاز منع ہے - ؎ -

جب تلک کے بس اپنا چل سکے	دشمنی سے صاف نفرت چاہیئے
ہو اگر دشمن سے اسکی ابتدا	اُس سے پہر جنگ و خصومت چاہیئے

تذکرہ سنہ وفات ۱۱۶۱ ہجری مین احمد خان ابدالی والی کابل نے جہان آباد پر حملہ کیا اور اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو آصف جاہ بھی اورنگ آباد سے چلے اور برہان پور تک گئے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی کو فتح نصیب ہوگئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کہاکر کابل کا رستہ لیا اسی اثناء مین آصف جاہ کا مزاج ناساز ہوگیا اور بوجہ بیماری اورنگ آباد جانیکا ارادہ ہوا لیکن بیماری زیادہ ہونے سے توقف کیا - ؎ -

آخر اوسی بیماری مین چوتہی جمادی الثانی ۱۱۶۱ ہجری مین عصر کے وقت انتقال کیا جنازہ اوٹھانے کے وقت خیمہ گاہون مین گریہ و بکا اور خلق مین ایک شور عظیم برپا تھا اُمراء عظام جنازہ دوش بدوش میدان مین لائے اور بعد نماز جنازہ روضہ مین جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد ہے لیگئے اور پائین مزار گوہر بار

مولانا برہان الدین غریب جو خلیفہ حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب آلہی رح کے ہین دفن کیا (۷۹) برس کی عمر پائی (۲۹) سال ریاست کی ۔ ؎ ۔

نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان

یہہ ساتوین رئیس خاندان آصفیہ کے ہین ۱۲۷۳؁ہجری چوبیس رمضان کو بعد وفات نواب ناصر الدولہ غفراللہ تخت حکومت پر متمکن ہوے اونکی عالی ہمتی اور بذل وعطا آجتک ضرب المثل ہے ۔ ؎ ۔

فنون سپاہگیری مین طاق اور نشان اندازی مین بھی شہرۂ آفاق تھے فقرا کے ساتھ اونکو ایک خاص تعلق اور ارادت خالصہ تھی ہزارون غریب مسافر انکے خوان کرم سے مالامال ہوگئے سیکڑون گدائی کوچہ گرد تونگر اور مالدار ہوگئے شاہی جواہرخانہ مصنوعی اور ریا کار فقیرون پر ایثار کیا گیا اور صدہا غریب جاگیرون سے سرفراز ہوے حجاج کے لئے حجاز وقف فرمایا ۔ ہر عشرہ محرم مین تین لاکھہ روپیہ خیرات کیا جاتا اور ہر دوازدہم شریف و گیارہوین مین بریانی کی دیگین شاہی باورچی خانہ سے مسجدون اور درگاہون مین بھجواے جاتین چنانچہ اتبک وہی قاعدہ جاری ہے اور رفاہ عام کے لئے شہر مین ایک بہت بڑا دارالشفا تعمیر کرایا جہان مریضون کو کھانا دیا جاتا ہے اور اونکی راحت اور آسایش کا پورا سامان کیا گیا ہے اور کل اضلاع و تعلقات مین دواخانجات اور اشاعت علم کے لئے عموماً مدارس قایم فرماے اور خاص شہر مین بھی مدرسہ دارالعلوم و مدرسہ اعزہ و دیگر مدارس کھولے گئے عالم طبیب حافظ قران نوکر رکھے گئے غرضکہ شہر حیدرآباد دارالعلم بن گیا ؎ اس رئیس نامور نے تخت نشینی کے بعد پانچ ہزار جوانان علی غول کے نئے اور تین سو

حافظ قران شریف اور پچھتر آدمی بخاری شریف اور مشکواۃ شریف وحصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی بھی مامور فرمائے اور خود بدولت بھی بعد از نماز فجر مجلس ختم قران شریف مین شریک رہتے - ؛ -

اور منادی کروائی کہ کوئی آدمی شہر مین سیندھی شراب کی خرید و فروخت نکرے اور کل دوکانین سیندھی و شراب کی شہر بدر کردادین - ؛ -

نکتہ سیندھی شراب وغیرہ مسکرات کے استعمال سے انسان کو بڑے بڑے نقصان لاحق ہوتے ہین اور اسکی عادت پذیر ہو جانے سے ذلت اور خواری حاصل ہوتی ہے ہمیشہ کے لئے مریض ہو جاتا ہے کثرت استعمال کیف سے دماغی قوت مین ضعف آجاتا ہے اور سہو و نسیان پیدا ہوتا ہے - ؛ -

حقیقت مین شراب انسان کو وحشی
بنادیتی ہے سیندھی پوست افیون
بدن کا زور و قوت حسن و خوبی
گنوادیتی ہے بنگ اور پوست افیون

نکتہ عقلمند وہ انسان ہے جو لوگون کے علم سے اپنا علم بڑھائے اور ان کی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گنہگار اور مصیبت مین گرفتار دیکھکر خود گناہ سے بچے

نکردہ کام تو جسسے گنہگار
گرفتار غم و رنج و بلا ہے ؛
بدون کو دیکھکر بیشک بدی چھوڑ
بھلا ہے تیرے حق مین یہ بھلا ہے

فائدہ نواب افضل الدولہ کے عہد مین بائیسوین محرم ۱۲۸۰ ہجری مین راجہ شنبو پرشاد نے بت پرستی و کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوکر مولوی شجاع الدین مصنف کشف الخلاصہ رسالہ فقہہ اردو کے سلسلہ ارادت مندون مین شریک ہوا جسکا نام غلام رسول رکھا گیا - ؛ -

وہی دل ہے عزیز و کام کا دل نہو مائل بتون کی بندگی کا	جو ہو دل دادہ اپنے دلربا پر بھروسہ ہو فقط اسکو خدا پر

حکمت سارے اعضا پانچون حواس انسان کی زندگی تک اسکے یار ہین ہر ایک کام مین مددگار ہین پس آدمی کو چاہئے کہ مرنے سے پہلے عقل کے ساتھہ اپنے خالق کو پہچانے دلکے یقین سے حق کو حق جانے بتون کی پوجا پاٹ سے باز آئے آنکھون سے خدا کی صنعت کو دیکھے زبان سے اُسکا ذکر کرے کانون سے اُسکے کلام کو سُنے سر کو عبادت حق مین جھکائے بدی کے راستے سے قدم اُٹھائے سوال کا ہاتھہ بتون کے روبرو نہ پھیلائے اگر اپنے کام سے غافل ہوگا سخت پچتائیگا وقت گذر جائیگا تو پھر ہاتھہ نہ آئیگا عقل کی رسائی آنکھون کی بینائی زایل ہوجائیگی زبان بندش مین آئیگی کان سننے سے عاری اور قدم چلنے سے بھاری ہونگے جسم بیجان اور تن ناتوان ہوگا۔

آج آنکھین دیکھتی گویا زبان سُنتے ہین کان مرگ آئیگی تو قبل از مرگ سب رہ جائینگے	عقل ہر جا پانون چلتے مین کھلے دو ہاتھہ ہین ساتھہ چلنے کے نہین جو آج تیرے ساتھہ ہین

فائدہ نواب افضل الدولہ کی آغاز تخت نشینی کا وہ زمانہ تھا جسمین اکثر ممالک ہندوستان مین غدر برپا تھا چنانچہ شہر حیدرآباد مین علاؤ الدین اور طرہ باز خان چند اوباشان شہر کے ساتھہ حملہ کرنے کے لئے نکلے ہر چند اُن لوگون کو اول فہمایش کیگئی باز نہ آئے تو انکے ڈرانیکے لئے سن کے گولے چلائیگئے جب وہ اور آگے بڑھے تو آتشخانہ انگریزی سے توپون کی شلک ہوئی جس مین چھوٹی چھوٹی گولیان بھرے ہوئے تھین آخر وہ سب لوگ بھاگ گئے طرہ باز خان زندہ گرفتار

ہوا جس نے اوسی زمانہ مین قید حیات سے نجات پائی اور علاؤالدین
بعد گرفتاری دریاے شور بہیجا گیا - ؛ -

جمع ہوتے ہین جس جگہہ نادان	تازہ برپا فساد ہوتا ہے
عقلمندون کو دوستو منظور	ہر گھڑی عدل و داد ہوتا ہے

نکتہ انسانون مین بدتر وہ انسان ہے جو اپنی طبیعت پر اختیار نہ رکہتا ہو بدی اور غضب و غصہ کے وقت اپنے ارادہ کو نہ روک سکے بے اختیار ہوکر لڑنے و مرنے پر مستعد ہو جائے - ؛ -

اُٹھاتے کس لئے صدمے ہم اپنے دل کے ہاتھون سے	غرض ہر دو اختیار اپنا اگر ہوتا طبیعت پر

تذکرہ سنہ وفات اوائل ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۵ ہجری مین نواب افضل الدولہ کا مزاج ناساز ہوا ابخار اور عارضہ فتق مین مبتلا ہوے حکیم شفائی خان اور حکیم نادر علی معالج تھے آخر مین حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد فیض اللہ خان اور حکیم مولوی ابراہیم بھی شریک معالجہ ہوگئے تھے لیکن کچھہ فائدہ نہوا ملک الموت کی قہرمانی فرمان نے اِس بادشاہ نامور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا -

تیرہوین ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۵ ہجری بروز جمعہ رہگراے عالم آخرت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون - بیالیس ۴۲ برس کی عمر پائی بارہ سال ایک مہینہ جس روز فرمان روائی کی مختار الملک وزیر اور راجہ نرندر پرشاد پیشکار تھے نیکنامی اور بذل و عطا کے سات سلطنت ران رہے تاریخ وفات کسی نے یون لکھی ہے

ع افضل الدولہ شد بملک جنان - ؛ -

پند اپنے زندگی کے دن ایسے زندہ دلی کے ساتھہ بسر کرنا چاہئے کہ

مرنیکے بعد بہی نام زندہ رہے اور اگر ایسا نہین ہے تو اس زندگی مین بہی اپنے آپ کو زندہ سمجہنا چاہئیے ۔ ۂ ۔

زندہ دل ہین جتنے مردان خدا	رہتے ہین زندہ دلی سے اپنا کام
خوش ہے ساری خلق انکے خلق سے	زندہ بعد از مرگ بہی ہے انکا نام

نکتہ تونگر وہ نہین کہلاتا ہے کہ بہت سا مال اور بیشمار دولت رکہتا ہو بلکہ اصل دولتمند وہ ہے جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجون اور ناداروں کی جیب پر ہون لوگون کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روائی سے مقدم سمجہے ۔ ۂ ۔

کہو مت اسکو دولتمند بیشک	کہ مال و ملک و دولت عام رکہے
وہی ہے مرد جو ہندل و سخا ہین	ہمیشہ اپنا روشن نام رکہے

مین اس حصہ کو حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت اقدس قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے ایک مسمط پر ختم کرتا ہون جس مین مولانے بہاریہ تمہید کے بعد اعلیحضرت کے ستایش مین ایک دو رباعیاں اور قدیم شاعری کا فوٹو خیالی قلم سے کہینچکر ناظرین کے سامنے رکہدیا ہے ۔

تقریظ

سنہ ۱۳

ریختہ خامہ اعجاز ہنگامہ نقاب فیضہ خاقانی و انوری ہمراز خزینہ معنی گستری حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا محمد فضل حسین صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی دام دولتہ وحشمتہ ۔

باز رخ برکشید ابر کبودی نقاب	کالبد خاک را نزل رسید از سحاب	لالہ حمرا نمود حقہ لعل خوشاب	طبلہ عنبر گشاد بار بدامان غاب
	ابر سیہ بر کشید خنجر برق از قراب		

موکب اردی بهشت کوکبه خسروان	سبز رده گلهای تر از طرف بوستان	سبزه و دلستان خرد اسپرم ارغوان	نارون و شنبلیه یاسمن و اقحوان
	بیرق زرین نمود خیری مشکین طناب		
لاله ز ژاله گرفت خم شراب عتیق	ژاله بلاله فشاند خرده لعل و عقیق	خرگه سیاره شد تل ز وجر شقیق	سبزه به نشتر گشاد گر نه رگ باسلیق
	از چه در و بام و دشت گشت چو لعل مذاب		
سبزه چو جوشن بستاد اسپرم آمد چو طوس	لاله چو رستم نشست گل چو پیل اشکبوس	غنچه بهمن فروخت مغفر تا رجمه رس	سبزه چو اسفندیار کوفت بهر گوشه کوس
	نیزه شه بین گرفت افسر افراسیاب		
ابر جواهر فروش باز دکان برگشاد	گوهر غلطان نهاد ابر بدامان باد	باد بر اردی بهشت اینهمه سلطان بداد	تاجر اردی بهشت حقه گوهر نهاد
	تا که برد ارمغان پیش امیر رقاب		
آصف کسری جلال جعفر یحیی نوال	موسی یوسف جمال شیث مسیحا خصال	خضر سکندر جلال احمد حیدر مثال	خالد حنیف کمال صابر سحبان مقال
	ماحی کفر و ضلال حامی خیر و صواب		
ای تو افسر طلب ملک سلیمان دین	ای تو بهار خواه رایت خاقان چین	خسته تیر تو گشت شهپر روح الامین	بسته خام تو هست سپهر برین
	ترکش تیر تو گشت مغفر افراسیاب		
حصن تو حرز ملل بخت تو نجم دول	قهر تو نار اجل لطف تو نور عسل	روی تو صبح ازل رای تو حسن امل	مهر تو تشریف خلد خشم تو برگ اجل
	افسر تو کیوان محل جاه تو گردون جناب		

رفته زوالت ز لوح نشسته نگاهت ز هیچ	کرده شکوهت قلوع چون تو ز بست بجوع	گشته ز عدلت طلوع مهر امین از ضلوع	خم شده بهر رکوع وهم سپهر خضوع
	تا بخضوع و خشوع بوسه دهد بر رکاب		
گر پی نخچیر صید رو به بیابان نهی	تا لب نخلان دشت بر سر شیران نهی	چشمه شیر شود رو چو به قطران نهی	گاه کرم بر زمین حاصل عمان نهی
	خیمه نه سپهر را عزم تو برد طناب		
یک سر سخن مختصر است خاتم تو از گهر	یک شجر اخضر است رمح تو از آب نار	زان سر رمحت شری حلق پلنگان فشار	زین شجر اخضری گردن شیران نجار
	تا که بشوید بخون عارض خود آفتاب		
جاه تو کرسی نهاد بر نهمین آسمان	گشته بخرگاه تو هشت فلک پاسبان	فر تو استغنا یار هفت فلک هفتخوان	قدر تو کاوس کی عزم تو تخت روان
	کلک جهان آشیان حکم ز نسبت عقاب		
گر ز سر خاکیان عین تو منفک شود	صورت دریا جهان نظم جهان از شود	گر تو دری از میان نشتر کن حک شود	گر بکف آری کمان چرخ مشبک شود
	جام چو بر کف نهی ابر ببارد شراب		
ای تو به نصرت فروش چتر خریده ز شاهان	غازه ز رنگ بهشت گرفت عارض میوه بنان	از تو زگردون دون بر شد گرد ز نیان	شد ز تو سنجاب پوش پشه یا موی دنان
	از کرمت شکر شد چمن و تیه دغاب		
تیغ طغان و کن شاه تراخان تویی	خسرو کاوس فر رستم دوران تویی	تخت سلیمان بگیر کاصف کیهان تویی	بر سر شیران گذر کز سر شیران تویی
	بر سر گیتی بتاب زانکه تویی آفتاب		

خصم ترا روز کین تیغ برشته بهشت	رمح زخون حسود گل بسرشته بهشت	تخم امن در جهان عدل تو کشته بهشت	پنبهٔ اسرار را فکر تو رشته بهشت
	تیغ تو از خون خصم کرد بهامون خضاب		
روی شفق را شها هیبت تو زرد کرد	نام ترا آسمان داروی هر درد کرد	آتش کین را ابد شربت تو سرد کرد	سم سمندت برزم خصم ترا گرد کرد
	کرد ز عونت کلنگ شانه ز چنگ عقاب		
تو بهیبت آسمان نصرت و ظفر یار گیر	حکم ترا چرخ پیر بسته چو حرز کبیر	خیز و بمیدان شتاب نیزهٔ بهرام گیر	همچو تهمتن بزور بازوی گردان بتیر
	دجله آتش ببار بر سر شیران غاب		
خاتم جاه تراست از سکندر نگین	قصر جلال تراست قدر سلیمان نگین	همچو سکندر بگیر بر و سقلاو چین	همچو سلیمان گشا حصر سپهر برین
	چند نشینی بکش تیغ هلال از قراب		
خسرو سکندر توئی ابلق دوران بگیر	آئینه وین بساز چشمهٔ حیوان بگیر	شاه نشان قیصری افسر خاقان بگیر	خیز و ز شیر فلک کار چو شیران بگیر
	از سر پیکان شکن حلقهٔ درع سحاب		
عیش ابد را چو جم جامهٔ عیدی بدوز	خیز چو صبح ازل رخ ز صبحی فروز	بال عقابی گشا کرکس غم را بتوز	آصف دوران توئی اهرمن را بسوز
	ملک سلیمان بگیر ز اهل طغیان و خراب		
تو که بزرگی ز عرش قدر تو محکم اساس	بود ترا در ازل چشمهٔ کوثر بکاس	تو که غلام تو بود ترک ذنب خان پاس	ننگ که درین معبری گم هر خود ناشناس
	قدر شیبانی بسنج بر سر گیتی بتاب		

<table dir="rtl">
<tr><td>در پس عدل ملک شهی پنهان گذار</td><td>تا که شود از ظلوم بر تو شود آشکار</td><td>خیره چو هارون رشید ار بگیرد بسر و کار</td><td>همچو گدایان بشب گرد بشبها تا ره</td></tr>
<tr><td></td><td colspan="2">تا تو ببینی که چیست حال جهان خراب</td><td></td></tr>
<tr><td>او ز فریدون گذشت با شه کیان</td><td>از کرم او دیگر هیچ ندارد نشان</td><td>دولت دارا گرفت افسر نوشیروان</td><td>سینه جمشید خورد خنجر سرا ردوان</td></tr>
<tr><td></td><td colspan="2">کوشک کسری شکست گنبد افراسیاب</td><td></td></tr>
<tr><td>داد شاهی فروش دامن بخت نشان</td><td>گام چو مردان بنه نام چو مردان گذار</td><td>هر چه بیاری بیار هر چه بیاری بیار</td><td>هر چه بسازی بساز هر چه بکاری بکار</td></tr>
<tr><td></td><td colspan="2">زانکه ندارد بقا کار جهان خراب</td><td></td></tr>
<tr><td>ایکه به بخت بلند خسرو تاج و گهی</td><td>داد خدایت ترا منصب صد آگهی</td><td>شکر خدای جهان کن تو شاهنشهی</td><td>تا بتو نازل شود آیه ظل اللهی</td></tr>
<tr><td></td><td colspan="2">ملکت شهاب ترا شکر کند بیحساب</td><td></td></tr>
<tr><td>تو که بجاه و حشم خسرو داراد یار</td><td>انده امسال تو تا بهنرم بنگری</td><td>بود چو من شاعری فرخی و عنصری</td><td>خسروم اکنون بدهر کیست کند همسری</td></tr>
<tr><td></td><td colspan="2">ملک سخن را منم داور مالک رقاب</td><td></td></tr>
<tr><td>عرش آشفته را در صف هیجا نشین</td><td>تشنه لب چه بیار آب خرا تشین</td><td>بخت بدش در قفا چرخ عدو در کمین</td><td>دست سبو فلک فرق تو بر زمین</td></tr>
<tr><td></td><td colspan="2">لطف کن ای شهریار خسرو مالک رقاب</td><td></td></tr>
<tr><td>تا که بود در چمن مشغله نوبهار</td><td>تا که بود بر زمین قبه گوهرنگار</td><td>باد به تخت شهی زنده و هشت و چهار</td><td>دست ترا زیر پا سطوت اسفندیار</td></tr>
<tr><td>انشاء احقر اقل</td><td colspan="2">پای ترا زیر دست صولت افراسیاب</td><td>مطبوعه مطبع عزیزیه دکن</td></tr>
</table>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ دوم

حکمرانی رعیت کی نگہبانی حفاظت خفیہ و خیانتی اسکی نیکی بدی کے ذکر مین

حکمرانی اور رعیت کی نگہبانی بہت ہی بڑا اور بزرگ کام کہلاتا ہی اگر بطریق عدل اور انصاف ہو تو اوسمین کچھہ کلام نہین کہ زمین پر پاک پروردگار عالم کی خلافت ہے اور اگر عدل و کرم و شفقت سے خالی ہو تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ والی ملک کے ظلم و ستم سے زیادہ فساد کے دفع مین اثر نہین ہو سکتا ہی اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے علم کچھہ دین ہی کے لیے بکار آمد نہین بلکہ سلیقۂ فرمانروائی طریقہ ملک داری آئین سیاست و ریاست رانی کا جزو اعظم ہی اور سلطنت

وحکومت کیلئے سب سے زیادہ لیاقت درکار ہے۔
اگرچہ اہل علم نے حکومت کا علم بہت ہی بڑا لکہا ہے تاہم حاکم کو جان لینا چاہئے
کہ اس کو احکم الحاکمین نے اس جہان میں کس لیئے بہیجا ہے اور اسکی قرارگاہ
کہان ہوسکتی ہے یہہ دنیا اسکی منزل گاہ ہے کچھ قرارگاہ نہین ہوسکتی ہے
کیونکہ وہ یہان پر مسافرانہ وارد ہے رحم ماہ ر اسکی منزل کی ابتدا ہی اور قبر اسکی
منزل کی انتہا۔ اور وطن اسکے سوا ہوتا ہے۔ جو برس اور مہینا اور دن اسکی عمر
سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کی مانند ہوتا ہی جسکے باعث وہ اپنی قرارگاہ سی نزدیک تر ہوجاتا ہے
پس جو شخص پل پر گذرے اور پل ہی کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزل گاہ
کو بہول جاوے تو عقلمندی اور دانائی سے دور ہوتا ہے بلکہ دانشمند وہی شخص کہلاتا ہے
جو منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچہہ طلب نہ کرے اور دنیا مین اسیقدر
قناعت کرے جسکی ضرورت رکہتا ہے اگر حاجت سے زیادہ ہوگا تو وہ زہر قاتل
ہوتا ہی اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میری تمامی خزانوں خاک ہی بہری ہوتی سو چاندی
کچھ بھی نہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کریگا اسمین سے بقدر کفایت اوسے نصیب ہوگا
باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوس پر جان کنی
دشوار ہوگی اور یہہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ مال حلال ہو اگر مال حرام
ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور بلا رنج اٹھائے دنیوی
خواہشون سے صبر کرنا ممکن ہی نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اس بات پر ٹہیک ہو کہ
دنیا کی چند روزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اسکی وجہ سے لذت آخرت جو سلطنت
لازوال ہی اور کسی کدورت کو اسمین دخل نہین وہ فوت ہو جائیگی تو چند روزہ صبر کرنا

بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثال یون سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر ایک عاشق صادق سے کہا جاے کہ اگر آجکی رات تو اپنی معشوق پاس جانا چاہیگا تو پھر اوسکو ہرگز نہین دیکھنے پائیگا اور اگر آجکی رات صبر کریگا تو بے رقیب اور بغیر کسی مخل صحبت کے ہزار راتون کے لیئے لوگ اس معشوق کو تیرے سپرد کر دینگے تو اوسکا عشق اگرچہ حد سے زیادہ ہو مگر بلا تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا کیا اوسے آسان نہوگا۔

اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہوسکتا ہے بلکہ اس سے کچھ بھی نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال ہی مین نہین آسکتی ولو فرضاً اگر ساتوان آسمان اور زمین کو رائی کے دانون سے بھر دیوین اور ہر ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اسمین سے ایک دانہ چگے اور کھاجاے تو وہ سب رائی کے دانے ختم ہوجائینگے لیکن ابد مین سے کچھ بھی کمی نہوگی مثلاً کسی آدمی کی عمر سو برس کی ہو اور شرقاً وغرباً تمام ملک روے زمین پر قابض اور متصرف ہوجاے تب بھی آخرت کی ہمیشہ قایم رہنے والی سلطنت کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہوسکتی ہے پھر جس کسی کو دنیا مین سے تھوڑا ہی حصہ کسی ملک کا ملجاے اور وہ بھی صاف نہو تو خواہ حاکم ہو یا محکوم سب کو اس امر کا لحاظ درکار ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ اپنے جی جان سے ایسی باتین کیا کرین اور دل وجان پر اس مضمون کو تازہ کرلیا کرین تاکہ چند روزہ خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی اور بندگان حضرت خداے مطلق کو اچھی طرح رکھنا اور شہنشاہ جل وعلا کی خلافت بجالانا اوس پر آسان ہوجاے۔

پس جب انسان نے یہہ بات جان لی تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جیسا کہ احکم الحاکمین کا حکم ہے نہ کہ اس طور پر جسکی صلاح اہل دنیا دین چونکہ عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی

کرنے سے زیادہ کوئی عبادت حق سبحانہ تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین اسلیئے
کہ بادشاہ عادل کیہو اسطے ساٹھہ صدیق مستعد کے عبادت کا عمل فرشتے آسمان
پر لیجاتے ہین جس سے خداوند عالم اس بادشاہ کو اپنا مقرب اور بڑا دوست
سمجھتا ہے اور ظالم بادشاہ اللہ پاک کا مغضوب اور دشمن کہلاتا ہے جتنے رعایا
کے روزانہ نیک اعمال ہوتے ہین ہر روز عادل بادشاہ کے بھی اوتنے ہی نیک
عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اوس بادشاہ کی نماز ستر ہزار نمازوں کے
برابر ہوتی ہے ✤

جب ایسی حالت ہے تو اس سے زیادہ اور کیا انسان کو حاصل ہو سکتا ہے
احکم الحاکمین جس کسی کو منصب حکومت و سلطنت رانیکا عطا فرمائے تو مالک
سلطنت جسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوتی ہے اگر شکر نعمت
و حق خدمت نہ بجالائے اور اپنے حقیقی مالک سے منحرف ہو کر ظلم اور خواہشات
نفسانی مین مشغول ہو جائے تو وہ دانا انسان نہین کہلاتا ہے چونکہ حکومت نہایت
خطرناک چیز ہے خلایق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھہ آسان امر نہین جو والی سلطنت
اپنا حق ادا کر نیکی اور خداترسی کی توفیق پا سکتا ہے وہی ایسی سعادت حاصل
کر سکتا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہی نہین ✤

خداترسی

یہہ وہ صفت ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنی ذات کو یہہ صفت موصوف بنا سکتا ہے
اور اس بزرگ خصلت کی وہ عمدہ تاثیر ہے جسکی برکت سے تمام دنیا کی برائیون سے انسان
اپنا دامن چھڑا سکتا ہے حقیقت مین جو انسان خدائے پاک پروردگار عالم کی بزرگی اور

قدرت کو کسی وقت اپنے دل سے فراموش نہین کر سکتا وہی شخص خدا ترسی کے معنی
بھی خوب سمجھتا ہی کہ کون کون اچھی باتین اس ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہین اور کون
کون برائیان اسکی برکت سے حرف غلط کی طرح صفحۂ دنیا سے حک ہو سکتی ہین
یہہ بات غور کرنے سے دریافت ہو سکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی مزاج مین
لاوبالی اور بے سروپا خیالات بہرے ہوے ہین وہ کسی موقع پر اور خصوص ایک غور
طلب مقدمہ کے وقت اپنی حالت ایسے درجہ پر قایم نہین کر سکتا کہ وہ کچھہ دیر بھی
رائے پر قایم رہ سکے یا اپنی مفید رائے کے نتیجے سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرے
جس سے اسکی قدرت مدرکہ ترقی کے منزل کو طے کر سکے ٭

پس ایسے پست حوصلہ شخصون کو خدا ترسی کے طرف کبھی خیال ہی نہین ہوتا اور
نہ وہ سوچتے ہین کہ ہمارا مآل کیا ہونے والا ہے وہی لوگ جو کسی کام کا آغاز اور
انجام نہین خیال کرتے بادۂ کبر و نخوت سے یہان تک مست ہو جاتے ہین
کہ اونکی نظرونمین کسی شخص کی قوت اور عظمت نہین جچتی بلکہ وہ اسی اپنے فنائی زعم
پر بڑے بڑون کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتے ٭

پس ایسا شخص جو اپنے ذاتی غرور کے سبب سے ایک بزرگ آدمی کو تحقیر کی نگاہ
سے دیکھتا ہے تو فرمائی وہ اپنے سے چھوٹے اور کم رتبہ آدمیون کی کیا قدر
کریگا اور اونکو اپنے مقابلہ مین ایک چیونٹی سے بھی کم سمجھے گا ٭

یہہ بات کچھہ ایسی نہین کہ خاص و عام نہ جانتے ہون اور نہ اس مقام پر اس امر
کی ضرورت ہے کہ تمثیلاً کوئی روایت بیان کیجائے جس سے ثابت ہو کہ اوس
شخص نے جو ہر طرح سے زبردست تھا ایک کسی کمزور کو تنگ کیا کیونکہ

اِس مزاج کے نو ہزار ہا آدمی نکلین گے جو اپنے سے چہوٹے لوگون کی کچہہ حقیقت ہی نہین سمجہتے اور اون کو بات بات پر تنگ کرنا گویا اپنی قوت کی نمایش اور امتحان کا موقع سمجہتے ہین پس وہی لوگ ہین جو ذرا خوف پاک پروردگار عالم نہین کرتے اور خدا ترسی کے معنے سے واقفیت رکہتے ہین اور نہ اِس راز پر غور کرتے ہین کہ ہمارے سرکشی کا نتیجہ کیا ہونیوالا ہے اور جن کمزورون اور عزیزون اور بیکسون کو ہم اپنا زور دکہاتے ہین تو کیا اون کے رنجیدہ اور ٹوٹے ہوئے دل کسی ایسے حاکم سے اون کے ظلم اور جور وسختی کی فریاد نکرین گے جو کل زبردست اور زیردستون کا مالک ہے اور جس کو تمامی زمانے کا اختیار حاصل ہے اور کیا اون بیچارون کی دُعائین اور التجائین قبول نہون گے جنکے ذریعہ سے وہ آیندہ بحفاظت تمام رہ سکین اور اون کے ستانے والے لوگ اپنی کفیر کردار کو نہ پہونچین گے ؛

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

گو وہ لوگ جو خدا ترسی سے غفلت کرتے ہین اپنے خیالات و تدبیرات پر پورا بہروسا کر لیتے ہین اور سمجہتے ہین کہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جس سے کبہی کمزور پر حملہ کیا جائیگا وہ ضرور ہی مغلوب ہو جائیگا مگر یہ تجربہ سے اکثر ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے جوش غضبی مین یہان تک بدحواس ہو جاتے ہین کہ اونکا اکثر نا اونہین کے گرا دینے کا باعث ہو جاتا ہی اور اِس امر کا موقع ہی نہین آنے پاتا کہ فریق ثانی جو نہایت کمزور تہا اوس زبردست سے کوئی صدمہ اوٹھائے ۔

اور اگر بالفرض ایک زبردست شخص ایک کم زور کو نھایت تنگ ہی کرے تو ممکن ہے کہ انتظام دنیاوی کے موافق حاکم وقت اوسکی سزا کو پہونچکر ضرور اہل جرم کو سزائے سخت دے اور اگر کسی وجہہ سے وہ زبردست شخص اپنے افعال بدکی سزا نہ پاسکے اور حاکم وقت کی نظرون سے بچکر گناہ کرے تو اس امر پر کب بہروسا ہو سکتا ہی کہ وہ شخص اپنے جرم سے حاکم علی الاطلاق کی دارالعدالت مین سزایاب نہو سکے پس عقلمند انسان وہی ہو سکتا ہی کہ خدا ترسی کی عادت ڈالے اور کسی اپنے کم زور مجبور ہمجنس پر جبر روا نرکھے اور ہمیشہ نیک نامی سے اس چند روزہ زندگانی پر دنیا مین گذر کرے بدی اور بد افعالی سے بچے ؛

نیکی اور بدی

نیکی کا لفظ عام طور پر ایک ایسا لفظ ہے جسمین ہرقسم کی نیکیان شامل ہو سکتی ہین اور جسکی عام فہم مطلب و معنے ہر طبقہ کا انسان جان سکتا ہی ؛ اسیطرح نیکی کا متضاد لفظ بدی بھی ایسا ہی مشہور ہے کہ اوسکی تشریح کی ضرورت ہی نہین معلوم ہوتی ؛

نیکی و بدی کے نتایج ہر انسان کے ذہن نشین تو بآسانی اور بلا غور و فکر ہو سکتی ہین لیکن تاہم بعض اوقات بہتیرے لوگ ان دونون خصایل مشہور کے نتایج سے سہواً یا عمداً ایسے غافل ہو جاتے ہین کہ وہ اکثر بدی کے طرف جھک پڑتے ہین اور نیکی کے ہردل عزیز اور فایدہ بخش راہ کو چھوڑ دیتے ہین ؛

یہہ بات اس مقام پر غور طلب ہے کہ آیا کیا ہر شخص کے ساتھہ نیکی ہی کا برتاؤ واجب ہوسکتا ہے یا انتظاماً بدی کا بھی عمل کسی کے حق مین داخل انصاف ہوسکتا ہے ؟

نیکی سے مراد یہہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھہ بھلائی کرنا اور اوسے اپنی قول یا قوت یا دست رس کے ذریعہ سے فائدہ پہونچانا - اور بدی سے مراد ہے کہ کسی شخص کی برائی چاہنا اور اوسکے ساتھہ ایسا سلوک کرنا جسکے ذریعہ سے اوس کا نقصان ہو ؟

اور کسی شریر و فتنہ انگیز بدنفس شخص یا مجرم کے پاداش افعال کا بندوبست کیا جائے تو وہ فعل داخل بدی بانیوجہہ خیال نہین کیا جا سکتا ہی کہ ملزم کا تدارک بھی اوسی کے آئندہ بہبودی کے لئے مفید اور نیز مخلوق الہی کو ایک شریر بد النفس شخص کے آئندہ حملون سے محفوظ رکھنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے - پس عقلا کی نزدیک اس قسم کا انتظام داخل بدی نہین کیا جا سکتا ہے بلکہ بخیال حفاظت نقصان و ضرر عامۂ خلائق کسی شریر و مفسد کی سزا دہی کی تدبیر ہی داخل امور نیکی ہے ظالم کو ظلم مین مدد دینا یا اون کے فعل کو اچھا کہنا بھی ظلم ہو سکتا ہی اور اونہیں بجور و جفا پیش آنا عین صواب ہے ؟

مدد دینا بدون کو کار بد مین	برا ہے فی الحقیقت یہہ برا ہے
بھلائی ہے برا کرنا برون سے	ستم گر پر ستم کرنا بھلا ہے

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ضرر پہونچا کر اپنا یا کسی اپنے دوست یا چند آدمیون کا فائدہ حاصل کرنا داخل امور احسن سمجھے تو یہہ امر بھی بالکل داخل بدی کیا جا سکتا ہے

بدی کو دنیا مین جسقدر وسعت حاصل ہے دوسری چیز کو ممکن نہین انسان ہر شخص کے ساتھہ، بدی کے پیرایہ مین ہر قسم کی بدسلوکیان اور ناجایز برتاؤ کر سکتا ہے؀

بدی ہر ایک سے کرتا ہے بدکار		بہری ہے اسکی طینت مین برائی		

بدی کرنیکے واسطے نیکی کی طرح کوئی وقت معین نہین ہوسکتا - ہر وقت ہر محل وموقع پر انسان کے دل پر سخت صدمہ پہونچانے اور کلیجہ کو تڑپانیکے واسطے آمادہ پائی گی - آدمی کی نیکی خواہ کیسی ہی مستند ثابت ہوچکی ہو ذرا سی غفلت مین بدی کے پہندے مین پہنس کر اپنا رنگ جمانیکے لئے کوئی کار نمایان نہین کر سکتی - بدی کیواسطے کوئی خاص صفت کا آدمی درکار نہین اور یہہ کسی کی دست گرفتہ ہے بلکہ ہر شخص جسکا شیشۂ دل خوف پروردگار عالم اور اندیشہ روز جزا وسوسہ ننگ وناموس خدشۂ انسانیت اور خطرۂ جان ومال کے مضبوط اور وزنی پتھر کی ٹہیس سے چور چور ہوتا ہے اسے بدی اپنا ترقی خواہ بنا لیتی ہے - ہر زمانہ اور ہر قرن مین بدیکی علمداری مین رہنے والون کی مردم شماری کا نمبر نیکی کی دنیا مین رہنے والون کی تعداد سے المضاعف پایا گیا ہے اور اونکی قوتین ایسے زور پکڑے رہین کہ آئین خسروانی اِن کے زور گھٹانے والے کوششون کو وسعت دینے مین جبی کامیابی کے ساتھہ اپنے ضعف پر متاسف پائی گئی -

تاریخی دنیا مین بہی بمقابلہ نیکی - بدی کا دورہ ہمیشہ رہا اور یہی وجہہ ہے کہ ہر ولایت وہر ملک مین کسی خاص خاندان یا کسی بادشاہ کے گھرانے مین ہمائے حکومت اپنی برکتون کو ایک مدت تک قایم نہ رکھہ سکا جن عہد وںمین زوال مملکت وانتزاع سلطنت کی دہائی پہرے ہے وہ بدی کے کارنامون کی تاریخ لکھے جانے

جانیکا زمانہ ہین ؛

قطب الدین مبارک شاہ خاندان خلجی کا خراب کن پادشاہ معز الدین کیقباد
خاندان التمش کا آخری جہان پناہ اورنگ زیب سلطنت مغلیہ کے عہد شباب
کا آخری جھلکاہ اگر بدی کو اپنی عملداری سے خارج کرتا تو ممکن نتہا کہ ان خاندانون
کی تباہی کیواسطے قہر الٰہی کچھہ بھی ہاتھہ پاؤن مارتا سیاسات شرعیہ وتدبیرات
نبویہ اصلاح امور دینیہ و دنیویہ صرف بدی کے انسداد کیواسطے جلوۂ ظہور دکھا
رہے ہین - اور اگر نیکیون کا عام طور پر رواج ہوتا تو ان کے مولفین و
مصنفین کو کوئی پہلو ادن کے عالم شہود مین لانیکے واسطے نہ مل سکتا ؛
نیکی جو توشۂ آخرت کے نام سے مشہور ہے بدی کیطرح ہرجائی نہین اور نہ
اسکو ناقص العقل اور بد باطن اشخاص سے برائے نام انس ہے یہ صرف
انہین کے نامۂ اعمال درست کرنے کے واسطے اپنی اوقات عزیز صرف کیا کرتی
ہے جو سزائے روز جزا کے خوف سے تھرتھر کانپتے ہین اور رضائے الٰہی
کو کل باتون پر مقدم جانکر بدی کیطرف بھولے سے بھی نظر نہین اٹھاتے ؛
نیکی کرنے والون کو بدی کرنے والون کے طرح دفعتہً اظہار لیاقت کا موقع
نہین ملتا بلکہ انہین نہایت جد وجہد اور سعی و کوشش سے نیکی کے اوصاف
دکھانیکی ساعت سعید تلاش کرتی ہے جس شخص مین نیکی کا خاصہ موجود
ہے اوسکی رگ رگ کو بہمہ صفت موصوف ہونے کا دعوٰے ہوتا ہی اور اسکی
نس نس مین نیکی سے بھرے ہوے خون کا جوش موجین مارتا نظر آتا ہے -
اوصاف دینی اور دنیاوی مین اگر ایک صفت کے ساتھہ بدی کا لگاؤ ہوا تو

سارے افعال حسنہ اور خیر صواب اپنی بانگی خیر ثانے لگتے ہین - نیکیون کے عادی اپنے اوصاف کو صرف اپنی خیرخواہون و دستون وا عزہ کے ساتھ سلوک ہونیکی جرأت نہین دیتے بلکہ اپنی دشمنون اور رقیبونکو بھی ہر دلعزیز صفت سے فیضیاب کرنے کے ساعی رہتے ہین ؛

جوانسانونمین ہین انسان نکونام		بردن سے بھی وہ کرتے ہین بھلائی	

اگر صرف شاہی تاریخ پر کفایت کیجائے اور خیالات ستہ اہل زمانہ کی چھتفش مین پہنچنے سے باز رکھے جائین تب بھی مطالب ہذاکو بہت کچہہ طوالت کیے ہاتھہ نیکیون کے اثبات مین مدد مل سکتی ہے ؛

جناب سیدالشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام لاکھون کروردن بندگان خدا کے مشکل کشا اور ولی نعمت تھے بعہد شمر و یزید پلید اپنی امامت واشاعت اسلام کا ڈنکا بجاتے تھے اور اوسی زمانہ مین یہہ دونون حاکم ظالم زبردست خلقت خدا کے بالادست حکمران تھے مگر نیکی کے خصایل نے اون کی توقیر بڑہانے اور بدی نے اون ظالمون کی وقعت گھٹانے مین جو کام کیا وہ صفحۂ روزگار پر عوام کی عبرت کیواسطے بہت کچہہ کارنمایان کرسکتا ہے ؛

جسطرح راون اور کنس کی جفائین - نمرود مردود کے ظلم اور فرعون کا ستم چنگیز خان و ہلاکو کی خونریزیان نادر کی دل آزاری بدی کی یادگار ہوکر اونکی خاک کو انگشت نما بنارہی ہے ؛

اسی طرح امیرالمومنین خلیفۂ رسول اللہ حضرت ابابکر الصدیق رضی کا صدق اور امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی کی عدالت گستری اور امیرالمومنین حضرت

عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شرم وبخشش اور امیرالمومنین
سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی
اللہ تعالی عنہ کا علم وعدل کا سراپا کہ جنکے ہمارے لئے راہ نجات
کا خضر بہم پہونچاتی ہین -

بدی اور نیکی کے لفظ بعض موقع پر اپنے اصلی معنے سے ہی انحراف
کر جاتے ہین اور بے موقع استعمال ہو کر اپنے مطلب کے خلاف موقع بہت تماشا
کرتے ہین ؀

بدی جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے عام طور سے ذلیل سمجھی جاتی ہے اور واقعی
اس سے بڑھکر دنیا مین کوئی بری چیز ہی نہین مگر عقلمندان سلف دانشوران و دانایان
خلف نے بعض موقع کی بدی کو بھی بمنزلہ نیکی تصور کر لیا ہے مثلاً کوئی ظالم
بندگان خداوندعالم کا جانی دشمن وخونخوار عدو ہے اور اوسکی ذات
سے صدہا قسم کے نقصان متصور ہین تو یہ ضرور نہین کہ اوس پر رحم
کیا جائے اوسکا تدارک نہو ؀

اگر اوسکے ساتھہ خوفناک اور ضرر رسان بدی کی چال چلی جائے تو وہ بمنزلہ
نیکی تصور کی جائیگی بلکہ اوس سے بہتر ہے یہی حال اوس نیکی کا بھی ہو سکتا
ہے جو بعض وقت بدی سے بھی دو چار ہاتھہ بڑھ جا سکتی ہے اور نیک آدمی کو
بدون کی جماعت مین شامل کر دیتی ہے مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے
کا دشمن جانی ہے تو اوس پر رحم کہا کر بخیال نیکی اوسکی
مدد کرنا صدہا قسم کے ضرر پیدا کرتا ہے - ایسی نیکی گویا اوسکی

سوا اسی قسم کی اور نیکیون کو عقلا نے بالکل ناجایز قرار دیا ہے اور اس شعر
مین اپنے کل خیالات کا خلاصہ منضبط کیا ہے۔

نکوئی با بدان کردن چنان ست	سعدی	کہ بدکردن بجائے نیک مردان		

بدی کے ہاتھ سے جو فعل سرزد ہوتا ہے اوسکی شہرت کو کوئی چار دیواری
روک نہین سکتی لحظہ بھر مین اوسکی خبر اس سرعت سے زمانہ بھر مین پہونچ جاتی
ہے کہ دوسرے ذریعہ سے ممکن نہین۔ نیکی کا آوازہ بدی کے خلاف بہت
آہستہ روی سے سیر دنیا کرتا ہے اور اسکے راستون مین سیکڑون قسم کے
رہزن اسکے قطع منازل مین حارج ہوتے ہین۔ وہ نیک لوگ جو صرف درستی
عاقبت کی غرض سے خوے نیکی کے جوہر دکھاتے ہین وہ پیٹ کے ہلکے نہین
ہوتے اگر کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہین تو (نیکی کن بدریا انداز) پر عمل کرکے
کسی کو کانوکان خبر نہین ہونے دیتے مگر انکے خلاف بدی کرنے والون کے پیٹ مین
پانی نہین پچتا اور یہ اپنی بدیون ہی کو فخریہ بیان کرکے فرعون بے سامان بنتے ہین
حالانکہ فرعون اور قارون کے پاس بے شبہہ ان سے زیادہ دولت وحشمت
تھی پھر جو کچھہ انجام دیکھا ہوا ظاہر ہے کہ ایک دریاے نیل مین غرقاب ہو کر جہنم مین
جا پڑا اور دوسرا زمین مین دہنس کر تحت الثرے پہونچا۔

علم دادند با دریس و بہ قارون زر وسیم		شد یکے فوق سماک و دگرے تحت سمک		

جہان تک اہل تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ ضروریات زندگی رفع کرنے
کے واسطے انسان کو جسقدر نیکی کی مدد درکار ہے اُس قدر اور کسی چیز کی حاجت
نہین اور اگر اس صفت کے حاصل کرنے سے محرومی ہے تو زندگی کا لطف صرف

خاک ہی نہین بلکہ زندگی کے دن پورے کرنا ایک آفت جان ہے ؛

مبارک ہین وہی لوگ جو نیکی کو اپنی زندگی کا جزو اعظم خیال کرتے ہین اور بدی کے سایہ کو اپنے زمانۂ حیات پرتا دم زیست پڑنے ہی نہین دیتے اور خودی کے دام مین گرفتار نہین رہتے۔

خودی

دنیا کی بُرائیون اور زمانہ کی خرابیون کے پیدا کرنے مین جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے وہ خودی ہے خودی اگرچہ ظاہرا چھوٹا سا لفظ ہے مگر اوسکی اثر کی دراز رسی کُل افعال قبیحہ کی وسیع دنیا کو گھیر لینے کے لئے پورے طور سے کفایت کرنے کا ملکہ رکھتی ہو دنیا کے جسقدر خراب افعال ہین اونمین اس خودی کا ایک بڑا بھاری جزو شامل دیکھا گیا اگر خودی کو انسانی طبیعتون پر موثر ہونے مقناطیسی قوت حاصل نہوتی تو ممکن نہ تھا کہ انسانکے ہاتھون سے وہ فعل سرزد ہوتے جو لغات مین اپنے معنے کو دل پسند الفاظ کے حروف مین لکھے جانے سے باز رکھہ رہے ہین اور جن کا نام مہذب زمانون پر بھی نفرت کے ساتھہ اتا ہے جو لوگ آجتک کسی خراب فعل کے سبب سے اپنے نام کو بدنامی کے ساتھہ لیجانے کے درپے ہوئے ہین اون کی خوبو پر خودی ہی کا زیادہ اثر پڑا کیا ہے انسان تو انسان ہی ہے فرشتہ تک اس خودی کی وجہہ سے راندۂ درگاہ الٰہی ہو چکے ہین اور دنیا تو دنیا عدم مین بھی اونکو عزت کی جگہہ ملنے نہین پائی ؛

خودی کو بدی کا جزو اعظم ثابت کرنے اور کل افعال قبیحہ کا مرجع وماوا سمجھنے کیواسطے آدمی کو عالی دماغی کی مطلق ضرورت نہین آدمی چاہیے جس عقل کا ہو اور جسقدر قوت ادراک اوسکے دماغ مین بھرے گئی ہو بخوبی سمجھہ سکتا ہے کہ اگر خودی کا لگاؤ نہوتا تو اشرف مخلوق احکام خداوند عالم آئین مذہب قوانین عادلانہ نصایح ہادیان دین کو بہلا کر ثواب کی راہون سے عذاب کے راستون پر بہکانے اور اپنی عقل وفہم کی آنکہون پر پٹی باندہ کر جہالت کے پہاڑون کی چوٹی پر نہ دوڑتے ہر شخص خوب جانتا ہے کہ چوری گناہ اور اوسکے واسطے احکام خدا ورسول اور قوانین حکمرانی مین بڑی سے بڑی سزائین ہین ولیکن چوری کرنے والے ایک نہین مانتے اور اپنے ہی کئے جاتے ہین اسکا سبب اور کچھہ نہین صرف خودی ہے۔ اگرچہ اس موقع پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ چوری کرنے مین خودی کو اشتراک کی کونسی بات ہے۔ مگر یہہ اعتراض صحیح نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اس سے کوئی انکار نہین کرسکتا کہ چور چوری کو برا نہ سمجھتے ہون اور قوانین سرکاری کے داب و رعب کے قائل نہون مال چراتے وقت صاحب خانہ کی قوت سے افشائے راز ہونے پر سزا بہگتنے کا خوف دلمین نہو ولیکن اونمین خودی کا وہ زبردست مادہ ہے کہ اونکی نظرونمین یہہ سب اندیشہ اور وسوسہ عارضی و فرضی معلوم ہوتی ہین اور سمجھتے ہین کہ اونکی چالاکی کل مصائب سے بچا کر انہین کامیاب و بامراد کردیگی یہہ خودی ہی کی جرئت تھی کہ وہ کسی کے گھر موسنے اور احکام پاک پروردگار عالم سے نہ ڈرنے قانون شاہی کا خوف نہ کرنے پر مستعد ہوئے اور چوری سے نفع اور نقصان اوٹھا کر شدہ چور کہلائے۔

یہی مثال ہر قسم کے افعال پر اپنا اثر پہلا سنے پر حاوی ہو سکتی ہے اور سمیع خدائی
ناظرین کرنے کا ہر پہلو دکھا رہی ہے جس نگاہ کو تواریخ اور واقعات گذشتہ
کی سیر کرنیکا موقع ملا ہے اوس نے خودیکی بافر نتایج کو بخوبی سمجھا ہے ؛؛
اگر خودی نہوتی تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ نکرنے اور
پاک پروردگار عالم کا حکم نماننے سے آج لاحول کا مستحق اور لعن وطعن کا
سزاوار ہی نہوتا بلکہ فرشتونمین افضل گنا جاتا - اگر راون مین خودیکا جوش
نہوتا ممکن نتہا کہ اسکے ہاتھہ سے وہ افعال سرزد ہوتے جنکے سبب سے
اوسکا سارا خاندان تباہ اور وہ ملعون خلق اللہ ہوا اسی طرح کنس جسکی ظلم و
بدعتون کے قصے مشہور ہین - اسی خودی کیوجہ سے ایک آن مین جان سے مارا
گیا - اور ایسا ہی فرعون جسکے عرُوج کے افسانہ طشت از بام ہین اسی خودی
کے بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت مین دریائے نیل کی نذر
ہوا یہی خودی جسکی وجہہ سے مغز نمرود خوراک پشئہ ناچیز ہوکر حکومت کھو بیٹھا
اور یہی خودی تہی جسکی سبب سے یزید ایسا بادشاہ تخت حکومت کھو کر زندگی
سے ہاتہہ دہو بیٹھا اسیطرح کے ہزارون واقعات ہین جو خودی کے نتائج
مین درج پائینگے اور جو انسان کی عبرت کیواسطے وہ کام کر رہے ہین جو انہین
کا حصہ سمجھے گئے ہین - اگر انسان کی طبیعت خودی کا اثر قبول کرنے سے متنفر
رہے تو ممکن نہین کہ اُسکی خوارق بدی کیطرف بہولے سے بہی اُٹھا سکین
یا دنیا مین بُرائیون کے نام کا کوئی حرف بھی نظر آسکے ؛؛
عام افعال قبیحہ کے ذکر مین اونکے الفاظ تضاد کو عمدہ ہی پایا گیا ہے ؛؛

مثلاً بدی کی ضد نیکی ہے بے عقلی کی ضد عقل "بے انصافی" کی ضد انصاف علی ہذا- ولیکن خودی کی بات دنیا سے نرالی ہے اسکا لفظ تضاد اِس مصرع کی مصداق ہو سکتا ہے

نادان جو ہو منقلب تو نادان ہی رہے

خودی کے لفظ تضاد پر جو غور کر لیا جائے تو "بے عقلی" "بے امنی" بے ایمانی وغیرہ کی طرح لفظ بے کو خودی کے ساتھہ شامل کر دیا جائے تو خودی کی بدقسمتی سے لفظ بیخودی نکلا جسکے معانی بہی افعال قبیحہ کے معنے مین شامل پائے گئے پس اِس موقع پر ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جس چیز کے دونون پہلو خراب اور زشت بدنام وہمیون سے بدنما ہون اوسکے نتایج کیسے خراب ہونگے اگر کوئی پوچھے تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر طبیعتون سے صرف خودی کا اثر جاتا رہے تو اہل دنیا عذابون سے پاک وصاف ہو کر فرشتون سے افضل ہو جائین اور دنیا کارخانہ افعال قبیحہ نہ رہے -

اور نیک بخت ہین وہی لوگ جو اپنی قوت اختیار کو خوش لیاقتی کے ساتھہ حفاظت کرتے ہین

طاقت خود اختیاری کی حفاظت خوش لیاقتی پر موقوف ہے

قوت ہے اختیار کی گر اختیار ہین | نام خزان کا خوف نہو ہر بہار مین

جس شخص کو دولت خود اختیاری کا جایزہ عطا کیا جاتا ہے اوسکو بڑی ہوشیاری مستقل مزاجی وراستبازی سے اوسکی حفاظت کرنا پڑتی ہے - اگر وہ اس دولت عظمی کو بیجا نمائش مین صرف کریگا - یا بخیل بنکر اوس دولت کو گنج قارون تصور کریگا - یا فضول خرچی کو ہوا خواہی مین اوسکی تباہی ومعدومی کا باعث ہو جاینگا -

تو سمجھہ لینا چاہیے کہ وہی دولت خود اختیاری دوسریکے قبضۂ اقتدار مین اگر اوسی
بے اختیار بنا دی گی اور اوسکی بدنظمی و بدلیاقتی کا نشان روی زمین پر گاڑیگی
جسطرح طاقت خود اختیاریکا حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے اوسیطرح اس طاقت
خود اختیاری کے عمل مین لانیکی لیاقت حاصل کرینمین بھی بڑی محنت و تکلیف
برداشت کرنا پڑتی ہے ؛

حکومت کا ملنا ہی مشکل اگر ہے
مگر کام بھی اوسکا دشوار تر ہے

اب یہہ امر ظاہر ہو سکتا ہی کہ جب ایک اوسط درجے کا کام بغیر محنت کثیر و قوت
اچھی طرح انجام نہین ہو سکتا تو پھر ایک مشکل کام کی سپردگی - (جسکی عاقبت مدار
بحیثیت ایک خود اختیار شخص کے متعلق ہو) کہانتک لیاقت ذاتی و
قوت انتظامیہ کی محتاج نہین -

کام بے محنت کے ہوتا ہی نہین
ہے کنوان اندہا جو سوتا ہی نہین

جن دانایان روزگار نے زمانیکے نشیب و فراز پر غور کلی فرمایا ہے اور جنکا
بیش بہا وقت انجام کاروبار اہم مین صرف ہوا ہے وہ اس امر کو خوب
سمجھہ سکتے ہونگے کہ قوت انتظامیہ کو کن کن وسایل سے وسعت و پختگی
حاصل ہو سکتی ہے -

جسنے کچھہ وقت اوٹھائی اُسنے کچھہ پایا مزہ
وقت کے بیکار جانے سے نہ ہاتھہ آیا مزہ

لنا ان کو لازم ہے کہ اپنے اختیار کو حد مقررہ سے گھٹنے بڑہنے نہ دے کیونکہ
یہ سب سے پہلا اصول طاقت خود اختیاری کے برقرار رکھنے کا عقلا
کے نزدیک دریافت ہو چکا ہے ؛

جو شخص اپنی حد اختیار سے قدم باہر نہین بڑہا سکتا ہے وہی ہمیشہ دشمنون اور رہزنون کی خوفناک اور دل شکن کرتوتون کے نتیجون سے محفوظ رہ سکتا ہی

اپنی حد پر ہے جو قایم اوسکا قایم ہی وقار ۔ شاخ جو حد سی بڑہے اوسپر تبر کرتا ہی وار

مگر جو شخص طاقت خود اختیاری کو بیجا طور پر استعمال یا عمل لانا اپنے حوصلہ مندی کی دلیل سمجھتا ہے اوسکے دشمنونکی تعداد روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور وہی لوگ اوس شخص با اختیار کو بے اختیار بنانے کیلئے تہہ دل سے آمادہ ہو جاتے ہین اور آخر کو ایک روز اپنی ارادے مین کامیاب ہی ہو جاتے ہین۔

ہو جو تعداد دشمنان کثیر ۔ ایک بیچارہ کیا کرے تدبیر

دیکھو جس طرح طاقت خود اختیاری کی دولت انسان کو امیر اور نامور بنا دیتی ہے اسی طرح وہی دولت اگر بیجا طور سے صرف کیجائے تو اوسی شخص کو محتاج انام و ذلیل عوام ثابت کر دیتی ہے۔ اکثرون کا قول ہے کہ افسری کا کام نہایت ہی آسان ہی کیونکہ بہت سے مددگار ہر وقت دست بستہ سامنے کہڑے رہتے ہین اور اونکی اطاعت و بندگی افسری کے برقرار رکہنے کی ایک اچہی اور مستحکم سبیل ہی۔ مگر عقلا کے نزدیک افسری کا کام نہایت دشوار ثابت ہو چکا ہی اور کہا گیا ہے کہ یہہ وہ کام ہے جو بڑے لایق ہی لوگونسے اچہی طرح انجام پذیر ہو سکتا ہے

نہین بازیچہ طفلان حکومت کا سبق پڑہنا ۔ مگر قانون شریعت کا ہی دل سی ہر ورق پڑہنا

اگرچہ افسر کی مدد کے لئے اوسکے ماتحتین کی جماعت اوسکی حکومت کی ایک پہولی پہلی شاخ معلوم ہوتی ہے مگر خیال کر لیا جا سکتا ہے کہ درخت وہی مضبوط کہلاتا ہے

جسکی جڑ مضبوط ہوتی ہے یعنی افسر لایق منتظم مزاج متحمل۔ عادی محنت ہوسکتا ہے وہی اپنے ماتحتین کو بھی لایق اور محنتی بنا سکتا ہے ۔

شان آفاق ہے حاکم کا وقار		تابع حکم ہین فرمان بردار	

افسر کو ہر روز مختلف قسم کے خیالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور ہمیشہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق تقسیم خدمات کی فکر دامنگیر حال ہوتی ہے اور نیز اوسکو سب سے بڑی فکر یہہ رہا کرتی ہے کہ مین جسکی طرف سے جس کام کے انجام دہی کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہون اوسکو کسی نہ کسی طرح ضرور رضامند و خوشنود رکھون تاکہ وہ طاقت خود اختیاری کسی بد انتظامی و نالیاقتی کیوجہ سے میرے قبضہ سے نکلنے نہ پائے اختیار کے قانون کا پڑھ لیناہی اصول افسری کے لئے زیادہ مفید نہین ہوسکتا ہے بلکہ اوسکو ہر وقت ہر آن یاد رکہنا اور اون پر عمل آور ہونا زیادہ تر واجبات سے ہوتا ہے۔ اکثر دیکہا سنا گیا ہے کہ مختلف قسم کی مشکلات سے بعض افسرون کو سابقہ پڑ گیا ہے۔ اور ایسی پیچیدگیان پیش آئی ہین جنکا سمجہنا ایک معمولی لیاقت کے آدمی کے امکان سے باہر تھا۔ مگر اونہین سے جن لوگون مین تحمل اور غور و فکر کا مادہ زیادہ موجود تھا وہ اپنی طاقت انتظامیہ کی مدد سے مشکلات پیش شدہ کے حل کرنے مین گوئی کم سبقت لے گئے بلکہ جس انتظام سے ہمیشہ کیلئے آیندہ پیچیدگیون سے بھی محفوظ ہو گئے

تحمل غور کا دیتا ہے موقع		صفائی کا دکہا دیتا ہے موقع	

غرضکہ ایک افسر کا دماغ مختلف قسم کی فکر و تگ کا ذخیرہ بنا رہتا ہے اور اوسکو ہر وقت مختلف طبایع کے خیالات پر غور کرنا پڑتا ہے اور خاصکر اس بات کی ایک

ایک ذکر کرنا پڑتی کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اوس مین کسی قسم خرابی تو
عاید نہین ہو سکتی ہے - یا اوس اختیار کی وجہہ سے جسکے ذریعہ سے مجھے مختلف
طبقوں کے لوگوں سے کام لینا ہے عام نارضامندی کا باعث تو نہین ہے

افسروں کے راز کی باتیں پوچھو کیا تمہارا کام ہے || فکر کیا ہی پیش کیا گیا کار ہیچ و شاہ ہے

اختیار وہ صفت ہی جو انسان کو مختلف خیالات کی جماعت کا حاکم بنا دیتی ہی اور
اوس اختیاری کا نقشہ دکھا دیتی ہی چنانچہ بادشاہ وقت کی یہی کیفیت ہو سکتی
کہ وہ بڑی ذمہ داری کا کام حاکم دین و دنیا کے حکم سر کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے
اور ہر طبقے و ملت کے لوگ اوسکے قانون کے تابع بنا دئیے جاتے ہین ؛
اب غور کرنا چاہئے کہ افسری - سرداری - جہانداری ان سب کامون
کسقدر طاقت خود اختیاری سے کام لینے کی ضرورت پڑا کرتی ہے - یہہ کام کیسا
نازک اور مشکل امر ہے ایسے کامون کے انجام دہی کے لئے ایک اعلی درجہ کی
متحمل و مستقل طبیعت درکار ہوتی ہے چونکہ طاقت انتظامیہ کی عملی کارروائی دیکھانیکے
لئے سب سے پہلی ضرورت تحمل و مستقل مزاجی کی موجودگی ہے - اگر یہی صفتین
انسان مین نہونگی تو ایک ایسے مشکل اور دقیق کام کی سپردگی طاقت خود اختیار
کو خاک مین ملانے والی اور خدمات مفوضہ کو بدنامی کی آمیزش سے بدنام کرنے
والی ضرور مشہور ہو جائیگی - ؛
عام طور پر بے اختیار لوگ فریاد کیا کرتے ہین کہ بے اختیاری و فرمان برداری
کا کام نہایت تکلیف دہ ہی - اسمین سوائے مصیبت اور بے لبکی کسی قسم کی آزادی
و آسودہ حالی نہین ہر وقت حاکم کی مزاج شناسی کی فکر رہا کرتی ہے - ہر دم خوف

غائب گلیجے کو پاش پاش رکھتا ہی - مگر اُن مین سے جو لوگ مال اندیش اور دولت خود اختیاری کے متلاشی ہوتے ہین وہی لوگ فرمان برداری کا کام (جو بدبے اختیاری مین داخل کیا گیا ہی) ایسی خوبی وخوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین کہ آخرش وہی حسن خدمات کے صلہ مین افسر بنا دیے جاتے ہین - اس مثال اور عملدرآمد سے بخوبی ثابت ہو سکتا ہی کہ ایک بے اختیار شخص اپنی بے اختیاری کی بخوبی داد دلیسکتا ہے اور نظر انصاف سے ہمیشہ اوسکے حقوق کی حفاظت اپنے اوپر فرض سمجھتا ہے - تجربہ ایک ایسی چیز ہے جو مختلف پیرایون مین انسان کی مدد کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہے - مگر تجربہ سے انسان اسوقت تک مستفید نہین ہو سکتا جب تک خود اوسکو مختلف اقسام کے کامون اور انتظامون ومنظمون سے سابقہ نہ پڑا ہو - کسی کام کا صرف اصول ہی دریافت کر لینا اور نرا اوسکو ایک اپنا ذاتی خیالی تجربہ سمجھ لینا دانشمندی کا ایک پختہ اصول قرار نہین دیا جا سکتا کیونکہ فقط انسان کا ذاتی خیال اکثر اوسی کو مغالطے مین ڈال دیتا ہے اور انتشار کیوقت طبیعت کو امتیاز نیک و بد سے معذور کر دیتا ہے جسکا نتیجہ اصول تجربہ کاری کے بالکل خلاف کہا جا سکتا ہے :؛

انسان کو لازم ہوتا ہے کہ اپنے کام کو اس طریقہ سے انجام دے جو اوسکے لیئے موزون ومناسب ہو - کام کی وقعت کے موافق اوسکے انجام کا انتظام واجبات وفرائضات انسانی سے ہے - بہرکیف اپنے اختیار کو اوس حد تک اوسکی وسعت اسکے اختیار کی محافظت کا اقرار کرتی ہی یا جہان تک اوسکی خوش انتظامی اوسکی قوت کی مددگار رہے - جو شخص دولت خود اختیار کی قدر کرتا ہی

وہی اسکے صرف کرنے کے طریقے خود ہی پہچان لے سکتا ہے۔ صفت اعتدال الفاظی وزیادتی کا وہ درمیانی جزو ہے جو ہمیشہ نقصان و تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔ جس نے اپنے اختیارات کو اعتدال کے ساتھ وسعت دی ہے اور جس نے طاقت خود اختیاری کو ضعف خود سری کی ہوا سے دور رکھا ہے وہ ہمیشہ اپنے ارادون مین کامیاب رہا ہے اور ہمیشہ اوسکے دشمن اوسکے مقابلہ سے عاجز رہے ہین۔

فی الحقیقت طاقت خود اختیاری ہے وہ چیز ۔۔ جسکو مرد نیک خود دل سے سمجھتا ہے عزیز
قوت خود اختیاری پر جو اترایا بشر ۔۔ ہے حقیقت مین وہ مرد بے شعور و بے تمیز

دولتمندی و ملکداری

جہانداری اور دولتمندی فی نفسہ کوئی بری چیز نہین ہوسکتی ہے اگر موافق حق ہو چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاؤن مین اور خلفاء راشدہ مین حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اور اولیاؤن مین خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ متوسطین مین ائمہ مین شرفائے مکہ معظمہ مالک اور آسودہ تھے۔ جتنی برائی اوسمین خیال کی جاسکتی ہے وہ اونہین مفاسد کے ہوسکتی ہے جو قہر اور ظلم تمتع لذت اتباع شہوات سے پیدا ہوتے ہین یا طمع۔ کینہ۔ حسد۔ بغض۔ محبت جاہ و مال سے ظاہر ہوتے ہین۔ درانحالیکہ سلطنت و ریاست ان آفتون سے پاک و صاف ہو تو پھر غنا اور ملکداری خدا پرستی اور دینداری ہوجاتی ہے جیسے سلطنت بعض انبیاء کی پھر اون کے بعد خلفاء کی پھر اہل علم اور صلاح کی اور ساری خلق پر اونکی اطاعت واجب ہوتی ہے بدلیل قول حق سبحانہ تعالی اَطِیعُوا اللّٰہَ

واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مراد اولی الامر سے امراء سلاطین و ملوک ہین بعض کے نزدیک علما بہی داخل ہین ان دونون قولون کے سوا کوئی تیسرا قول اس آیت شریف کے معنے مین اہل علم نے نہین لکہا ہے۔ اور نہ جو شارع علیہ السلام نے مذمت ملک و ملوک کی بیان فرمائی ہے یہان تک کہ جس نے دنیا مین درمیان دو آدمیون کے حکمرانی کی ہوگی اوسکو بہی مشکین باندہکر پاک پروردگار عالم کے روبرو لادینگے اس قسم کی حدیثین جو وارد ہین مراد اون سے وہی حکمران ہین جو دین پر قایم نہین اور عدل و انصاف نہین کرتے حمایت قوم و تعصب مذہب و رعایت قرابت کیا کرتے ہین یگانہ سے مہربات ہر قصور پر درگذر ہی اور بیگانہ سے ہر ذرہ پر رنجش و گرفت ہوتی ہے جیساکہ ملوک دردمائے بنی اسرائیل اسی طرح ہلاک ہوگئے کہ اقامت حدود کو اونہون نے ترک کر دیا تہا سزا کو اشراف سے بالکل اوٹہا دیا غریبون پر جاری رکہا انصاف چہوڑ دیا جب کوئی ضعیف آدمی زنا کرتا تہا اوس پر حد جاری ہوتی تہی اگر قومی زنا کرتا تو اوسکو چہوڑ دیتے آخر ہلاک ہوگئے خلق مین فساد پڑگیا۔ حالانکہ پاک پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ ۔ یعنے تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد تم کو کچہہ فائدہ نہین دیگی تمہاری کام نہ آویگی سو مراد اس سے باطل طرف داری ہی ہوسکتی ہے جو بسبب رشتہ داری کے برتی جاتی ہے جسکا کچہہ نفع آخرت مین نہین بلکہ دنیا مین ظلم آخرت مین ظلمت ہوتا ہے ایسے ہی لوگون کا دین دوسرون کی دنیا کے پیچہے برباد ہوجاتا ہے حق قرابت صلہ رحیم وہین تک ٹہیک ہوسکتا ہے جتنا حکم شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے بلکہ انصاف یہہ ہے کہ اپنے جان پر

بھی بموجب شرع کے عدل کرے اولاد و رشتہ دار کس گنتی و شمار مین خیال کئے
جا سکتے ہین جب یہ امر انسے ہنین ہو سکتا ہے تو اسی لیئے سخت وعید جزائے
شدید انکے حقمین وارد ہے انکا جرم دوسرون کی نسبت دگنا ہوتا ہے ورنہ
جسکی نیت اچھی اور جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہانکی بادشاہی کرے
یا طالب ملک ہو تو کچھہ بھی برائی ہنین خیال کیجا سکتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
نے کہا تھا ربّ اغفر لی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام
نے بھی کہا تھا قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم یہہ اسلیئے فرمایا کہ انکو اپنی
جان پر بھروسا تھا کہ یہ حالت ملکداری عہدۂ خزانچی گری مین کوئی امر باطل نکرینگی ہر
معاملہ مین انصاف فرماینگے نہ کسی یگانیکی رعایت ہو گی نہ کسی بیگانہ سے نفرت کانٹے
کا تلا ہوا انصاف ہو گا۔ قوی ضعیف برابر رکھا جائیگا کوئی مستثنی نہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا
جو واقعات حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین حضرت سلیمان علیہ السلام
کی کم عمری کی حالت مین پیش ہوئے اونمین سے دو تین واقعات ہدیہ ناظرین ہین۔

حکایت

ایک روز دو دہقانی محکمۂ داؤدی مین حاضر ہوئے ایک املیا صاحب کشت یا باغ
دوسرا یوحنا مالک غنم سو املیا نے کہا اے خلیفہ یوحنا میرا پڑوسی رات کے وقت
بکریان چراتا تھا وہ بکریان میرے کھیت مین پڑ گئین اور کھیت کھا گئین حضرت داؤد
علیہ السلام نے یوحنا سے جواب پوچھا اوس نے عرض کیا درست ہے حضرت
داؤد نے ارشاد کیا کہ علے بکریون کی قیمت مشخص کرو چنانچہ وقت تشخیص بقدر

قیمت بکریون کے نقصان قرار پایا اوس پر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریان ایلیا
کو سپرد کرے یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے
فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار مین ہوتا تو مین ایسا حکم دیتا جو دونون کے
حقمین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمہ مین خلاف اس تجویز کے مناسب
تھا۔ حضرت داؤد نے یہ بات سُنکر حضرت سلیمان کو طلب کرکے ارشاد
کیا کہ جو کچھہ حکم فریقین کے حقمین بہتر ہو ظاہر کیا جائے حضرت سلیمان نے
کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجادین کہ اوسکی اولاد او سکے دودھ اور پشم سے بہرہ مند
ہوئے اور کہیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کرکے حالت اصلیہ پر کردیوے
تب ایلیا اپنا کہیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنے بکریان لے وے۔
چنانچہ یہہ حکم سُنکر داؤد علیہ السلام خوش اور فریقین رضامند ہوے اور
داؤد علیہ السلام نے اسی صلح پر حکم صادر فرمایا۔

حکایت

دو عورتین تھین اونکے ساتھ اونکے دو بیٹے تھے بھیڑیا آیا ایک عورت کے بیٹے
کو اوٹھا لیگیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھیڑیا
لے گیا۔ دوسری نے کہا تیرا بیٹا لے گیا دونون حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس
فیصلے کو آئین حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونون حضرت
سلیمان ابن داؤد کے پاس آئین اور اسنے یہ حال کہا حضرت سلیمان نے
کہا ایک چھری لاؤ تو مین لڑکے کو آدھا کردون تب چھوٹی عورت نے عذر کیا

ایسا نہین ہے یہ بیٹا بڑی عورت کا ہے اور اب مین دعویدار نہین ہون اسکو دیجیے
ہی پرورش کرینگی اور بڑی عورت چھری سے کاٹنے پر راضی تھی حضرت سلیمان نے
اس چھوٹی عورتکی شفقت سے دریافت فرمالیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوا دیا۔
نکتہ جب گواہ نہون تو حاکم اپنے قراین وقیاس پر عمل کرسکتا ہے۔

حکایت

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام کی غیبت مین ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد
علیہ السلام کے پاس ہو اپر داد خواہ آئی اس نے کہا کہ اے خلیفہ مین عیالدار ہون نے
تھوڑا آٹا جو کا سر پر لئے جاتی تھی ہوا نے برباد کر دیا میری اولاد فاقے سے مری
جاتی ہے میرے حقمین فیصلہ حق فرمایئے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا میرا حکم ہوا
پر جاری نہین ہے مگر آٹا میرے گھر سے لیجا سو اس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا دیکر اپنے گھر
چلی راہ مین حضرت سلیمان علیہ السلام ملے اُنہون نے پوچھا تو کہان آئی تھی نالشی
یا محتاج اُس نے کہا داد خواہ ہون اور اپنا ماجرا مفصل بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے
فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پھر حاضر ہو کر داد خواہ ہو اور کہہ کہ مین محتاج نہین ہون
انصاف چاہتی ہون چنانچہ وہ ضعیفہ پھر محکمہ داؤدی مین آئی اور حضرت داؤد علیہ السلام سے
کہنے لگی کہ عطاے تو بلقاے تو مین انصاف چاہتی ہون حضرت داؤد علیہ السلام نے
فرمایا مین ہوا پر حاکم نہین ہون اور دس گونہ آٹا عنایت کیا بوڑھیا نہایت خوش ہو کر چلی
جب حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقی ہوئی تو انہون نے پھر واپس کیا تب حضرت داؤد
علیہ السلام نے کہا تجھکو کون شخص بار بار پھیرتا ہے۔ اوس نے کہا سلیمان علیہ السلام اوسنے

حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کرکے پوچھا کہ مجھکو ہوا پر کیا دست رس ہے جو اسکے حق مین حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن آپکی دعا کو اثر ہے سو آپ دعا کیجیئے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ یہ عورت تمہارے عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمانؑ نے آمین کہا دفعتہً اللہ پاک پروردگار عالم نے ہوا کو بصورت انسان بہیجا۔ تب اوس عورت نے اپنا دعوے پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ مین نے بحکم خدا اوسکا آٹا لیا ہے حضرت داؤدؑ نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا مین جاتی تھی اوسمین سوراخ ہوگیا اور مالک کشتی نے دعا مانگی کہ یا آلہی اگر اس بلا سے نجات پاؤن تو مین کل مال اپنا فقیرون کو دے ڈالون۔ لہذا ارشاد ہوا تو مین نے اس بوڑہیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی مین بہر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اوسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے مالک کشتی کو طلب کرکے نصف مال فقیرون کو دلوایا اور نصف باقی بوڑہیا کو پہر اس ضعیفہ سے استفسار فرمایا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے خدا تعالی نے تجھکو اسقدر عوض دنیا مین دیا اوس نے کہا مجھکو معلوم نہین مگر یاد آتا ہے کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اوس نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون اور بہت بہوکہا ہون میرے پاس ایک روٹی تہی مین نے اسکو کہلائی مگر اوس نے کہا مین سیر نہین ہوا تب مین نے کہا اے فقیر تو ٹہر جا تو مین تیرے لیئے آٹا پیس کر روٹی پکاؤن سو وہی آٹا لیئے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اسی کے عوض ملا ہی اور بروز قیامت دس حصے اور ملے گا۔

حکایت

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین ایک قاضی تہا ایک دن ایک عورت حسینہ بدعوے
مال نقد کسی پر دعویدار ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہو گیا اور پیغام نکاح پیش کیا اسنے
انکار کی تب قاضی نے حرام کرنا چاہا اسنے کہا مین حرام کار نہین ہون ناچار انصاف
قاضی سے ناامید ہو کر صاحب شرطہ پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہان سے
دل شکستہ ہو کر صاحب شوق کے دربار مین ملتجی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہو گیا ناچار خلیفہ وقت
کے حاجب سے رجوع لائی اُسنے بلا تامل پیغام زنا بھیجا تب وہ عفیفہ خاموش ہو کر دعوے
سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ مین آکر ہاتھ سے
نکلی جاتی ہے اور شیشۂ دل چور چور ہے اسکو کسی طور سے پہانسنا چاہئے تب بزور
گواہان لیباسی حضرت داؤدؑ کے حضور مین بیان کیا کہ یہ عورت ایک کُتّے پاس رہتی
ہے حضرت داؤدؑ نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ
کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجرائے حکم کو ملتوی کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے
اُنمین سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا اُن چارون نے گواہی دی کہ یہ عورت
ایک کُتّے کے پاس رہتی ہے پہر اون چارون کو الگ الگ بہٹلایا اسطرح کہ ایک
دوسرے کی آواز نہ سُنے اور ایک سے پوچہا کُتّے کا رنگ کیسا تھا اُسنے کہا سیاہ
دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سُرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا
ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عفیفہ صالحہ کو حد نہ مارونگا
بعد ازان اور لڑکون سے کہا کہ ان گواہون کو قتل کرو یہ خبر تمامہا حضرت داؤد علیہ السلام

کو پہونچی تب حضرت داؤدؑ نے اوس مقدمہ کے گواہون کو طلب کیا اور ہر ایک کو
علیحدہ علیحدہ بہٹلا کر سوال کیا اُن سب نے کُتے کا رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہون
نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی۔

فائدہ معالم مین محمد بن کعب قرطبی سے روایت ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام
سو فرسخ مین پڑتا تھا پچیس [۲۵] مین انسان اور پچیس [۲۵] مین حیوان دواب اور پچیس [۲۵] مین جنات
اور پچیس [۲۵] مین وحش وطیور اور تین سو منکوحہ اور سات سو کنیز آنجناب کے تصرف مین
تہین اور سب کے لئے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل
ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوا لے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف مین لکہا ہے کہ لشکر
حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ مین نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ مین ریشم
کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے بیچ مین تخت رکہا جاتا تھا اور جملہ اکابر واشراف کرسیون
پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسی بساط کو لے اوڑتی تھی۔ اور معالم التنزیل مین
مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے واسطے
ایک فرش کارچوبی ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکہا
جاتا تھا اوسپر حضرت سلیمان علیہ السلام اجلاس فرماتے تھے اور تین ہزار کرسیان
طلائی ونقرئی بچھائی جاتی تہین طلائی پر اولاد پیغمبران علما وفضلاے دوران
اونکے گرد جن وشیاطین وعامہ انسان اور طایفہ طیور اپنے پرون سے اوس
مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط نشاط
کو اوٹھاتی صبح سے تاشام ایکماہہ راہ اور شام سے تاصبح اسیقدر طے کرتی تھی
سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیان بچھائی جاتی تہین اوسپر انسان

وجنات بیٹھتے تھے اور طیور پرون سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی۔ اور تفسیر جواہر مین ہے کہ داہنے طرف تخت کے دولاکھ کرسیان اکابر انس اور بائین جانب دولاکھ کرسیان اشراف جن کی بچھائی جاتی تہین اور یمین ویسار پینتیس پینتیس منبر رکھے جاتے تھے اونپر علما وفضلا واتقیا وصلحاے انس وجن بیٹھکر وعظ کرتے تھے اور طیور اپنے پرون سے سایہ کرتے تھے اوس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی۔ اور سواری کا یہ انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کہیت کے درخت کو حرکت ہوتی تھی اور گرد وغبار کا نشان ہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی ضرر ونقصان نہ پہونچتا تھا اس شوکت وحشمت کا اشارہ سورہ نمل مین ہے۔ وقال ایھا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیئ ان ھذا لھو الفضل المبین۔ یعنی حضرت سلیمانؑ نے کہا اے لوگو ہمکو سکھائی ہے بولی اوڑتے جانورون کی اور عطا کیا ہمکو ہر چیز مین بیشک وشبہہ یہی ہے بڑائی صریح یعنے جو چیزین دنیا مین درکار ہین جنکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائین۔

اور خزینۃ الملوک مین لکھا ہے کہ دیوون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے پتھر کی دیگین تراشین تھین کہ ہر ایک مین دس اونٹ اوتر جاتے تھے اور ہر روز ہزار دیگین پکتی تھین اور لشکر کے لوگ کہاتے تھے۔ اور قصص مین لکھا ہے کہ اسی ہزار من نمک ہر روز باورچیخانہ مین صرف اور ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اوسمین سے ایک لقمہ نہ کہاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ رکھتے اور زنبیل بنتے اور شام کے وقت اوسکو بیچتے اور دو روٹیان جو کی لیکر گورستان مین کمتل اوڑھکر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال مین بھی جو

کوئی مسکین ملجاتا تو اُسکو بھی شریک فرمالیتے تھے۔

غرضکہ سب سے پہلے بادشاہ روئے زمین کے حضرت آدم ابو البشر ہوئے یہہ خدا کے خلیفہ اور دین کے سلطان تھے جب رحلت کر گئے تو اونکی اولاد دو طرح پر ہو گئی ایک دین مین قایم مقام ہوئے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے بادشاہ بنی جتنے نبی رسول آئے وہ سب سلطان دین تھے اونکی اطاعت اون لوگون پر فرض تھی جن کی طرف وہ بھیجے او ٹھائے گئے تھے پھر خواہ اوس امت سے اونکا کہنا مانا سُنا یا نمانا نہ سُنا۔

جتنے بادشاہ دنیا کے ہوئے اون سے دین نہ تھا بلکہ ہر خرابی دین کی اونہین کے ہاتھون سے ہوئی ان دونون طرح کے ملوک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا خاتم رسلؐ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔ ہوتے رہے جب اللہ پاک نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین و دنیا دونون کا حاکم گردانا اور دونون حالتون کا مالک بنایا۔ ادہر شریعت اور ادہر سیاست چمکی ان دونون وظایف کے ساتھہ جیسا قیام سردار عالم نے فرمایا سارے جہان مین کسی نے نہین کیا اور نہ کوئی کر سکیگا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر	من وجهك المنير لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جو فضائل اور کمالات سردار عالم صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی اور سماوی سے برسالت و خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص عنایتون سے مخصوص کیا اور جملہ صفات کمال اُس ذات بابرکات مین فراہم سکئے اور کمالات اپنی کا ایک نکتہ

بنادیا تاکہ حاضر و غایب کو اطلاع ہو جاے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت معبود ہی اگرچہ اور پیغمبران اولوالعزمؑ کو فضایل و کرامات عطا کئے تھے مگر جدا جدا اب انکو ایک ذات مین جمع کرکے مجمع صفات کردیا تو فضیلت اجتماع کی انفراد ہر جنس سے بخوبی ظاہر ہے کہان ہزار مکانون مین ہزار چراغ اور کہان ایک مکان مین ہزار چراغ - چنانچہ اسموقع پر ایک تضمین مندرجہ تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا ہدیہ ناظرین ہے-

تضمین

تجھے اللہ نے بخشے ہین کمالات سب ہی	صفوت آدم کی ملی معرفت شیث ملی	نوح کا شکر ملا خلت ابراہیمی	صوت داؤد فصاحت ہی ملی صالح کی
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
صبر ایوب تھے ہارون کا تحمل پایا	مثل اسحاق رضا عصمت حضرت یحیے	حکمت لوط عبادت ہوئی یونس کی عطا	مثل یعقوب بشارت ملی ور اسکے سوا
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
تجھ مین اوصاف پسندیدہ ہین بیحد و قیاس	سب ہین یکجا متفرق تھی جو ورد انکے پاس	بخشش توشع کا جہاد اور وقار الیاس	کیا فقط یہ ہی کہ ای بادشہ جن و انس
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کیا کہون تو نے جو پائے ہین عطائے جلیل	سخن و قوت موسی نعت اسمعیل	قرب ایسا کہ پہونچ سکتی نہین اسرافیل	الغرض کہو نہین کیا کیا ترے رو عیا جمیل
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
بیگمان سرو ہیت د جہیولے حق ای شہ دین	اصطفا و قضا جو صفتین تجھکو ملین	خاص ہین تیرے لئے کوئی شریک انمین نہین	پہر تجھے اور کسی دو صفون مین ہے شرکت ہے یقین
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جامعیت کی ملی تجھکو جو ہیچ و کمر	پہر سند ختم رسالت کی بفرمان قدر	مل گئی مہر نبوت سے مسجل ہوکر	بوقدسی کہ اب آ دونون جہانکے سرور
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
دلبری کا جو پرستان مین شہرہ پہونچا	سنکے پریون کہو بھی آپ سے الفت پیدا	عشق مین سامنے آیا جو خیالی نقشا	دیکھکر کہنے لگین صل علی صل علی

	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جمع ہین تجھمین جو اوصاف کسی مین ہوے	مشترک وصف تجھے صد چند بڑہی ورنے سے	نہین تشبیہ حقیقت مین کسی سے ہی تجھی	پر کہا کرتی ہین سمجھانے سمجھنے کے لئے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کہون کس منہ سے کہ مین نے تیری مدحت کی ہے	صرف اپنے لئے تحصیل سعادت کی ہے	قل و دل ایک سخن پہ قناعت کی ہے	فقط اس بیت کی تضمین کی جرأت کی ہے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

او آنحضرت کے بعد جو آپکی راہ پر چلا ہے اوسکو خلیفہ رسول کہتے ہین چنانچہ بعد وفات سردار عالم و عالمیان کے جب حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو آنجناب کو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے ہین۔

فضیلت آنجناب یہ ہے کہ فرمایا سردار عالم نے کہ آفتاب نے طلوع و غروب نہین کیا بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے۔

اور جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ مین ایک دن در دولت رسول مقبول پر باجماعہ مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل مین ہو مین نے عرض کیا کہ فضائل لوگون کے بیان کرتے ہین فرمایا کہ اگر یہ مذکور ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفضیل نہ دیجیو اسلیے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت مین اور بڑی فضیلت جناب صدیق اکبرؓ کو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جسطرح مقام دلجوئی و خاطرداری پیغمبر خدا مین فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق مین کیا ولسوف یرضی یعنے یقین کہ راضی ہوگا صدیق اکبر خدا سے اور بہی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقی فرمایا ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اور دوسری جگہہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم یعنے مقتضا سے

مجموع آیتون سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اکرم الناس ہون عند اللہ اور یہی معنی افضلیت کے ہین ❊

آپ بڑے مالدار تھے چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق مین نافع تر مال ابی بکر سے نہین ہوا آنحضرت صلی اللہ وسلم مال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے محابا وبلا تامل و تردد خرچ فرماتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر مین اور اپنے مال مین کچھ امتیاز اور فرق نہ رکھتے تھے ❊

آپ کے ایام خلافت مین یمامہ مین مسلمہ کذاب پیمبری کا دعویدار ہوا تھا وہ سزا یاب ہوا اور قتل کیا گیا۔ اسود بن علیٰ نبوت کا جھوٹا دعویدار فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا اور طلیحہ بن خویلد جو جھوٹا پیمبر بنا تھا اپنی سزا کو پہونچا۔ اور سجاح نام ایک عورت جو نبوت کی دعویدار ہوئی تھی تائب ہو کر مسلمان ہوئی۔ اور عرب کی بہت سی قومین جو سردار عالم سلطان الانبیا کے وفات کے بعد مرتد ہو گئی تھین دوبارہ زیر شمشیر مسلمان کی گئین۔

اور زمانہ خلافت انجناب مین حضرت عمر فاروق رضی قاضی اور حضرت عثمان بن عفان رض اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسد عامل مکہ معظمہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجرین ابی امیہ والی صنعا اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحرین مین جریر اور سواد عراق مین مثنی بن حارثہ اور ہشام بن ابو عبیدہ جراح و شرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینون صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبر رض خالد محاصرہ دمشق مین مصروف تھے۔

الغرض دو برس تین مہینے مسند آرائے خلافت رہے آخر بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۳ ہجری مین

وفات پائی سرور عالم آنحضرت صلعم کے روضہ منورہ مین مدفون ہوئے۔ سلہ
سلھ اور آپکے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت مہد مین
اسلام نے رونق پائی دین کی ترقی ظہور مین آئی فوج اسلام جدہر جاتی فتح نصرت استقبال
کو آتی چنانچہ چار ہزار چہتیس شہر باتوابع ولواحق فتح ہوئے ازانجملہ دمشق وحمص وبعلبک
سنہ ۱۴ ہجری مین بصلح فتح ہوئے اور بصرہ وایلہ والطاکیہ وکوفہ واہواز وموصل
وطوس وتستر ومصر وآذربائجان ونہاوند ودینور وہمدان وجرجان وحلب
واصفہان وروم وشام وغیرہ دار السلطنت فتح ہوئے اور نوکڑور کا فرمشرف
باسلام ہوئے چار ہزار کنیسہ منہدم ہوئے اور چالیس ہزار مسجدین بناہوین ایک
ہزار نوسو منبر خطبہ کے لیئے رکہے گئے عبادت حق کا سامان ہوا بیت المال کے لئے
انتظام فرمایا اور سنہ ہجری قرار داد ہوا۔ بہت بڑے ہوشیار دلاور پرزور بہادر
وصاحب رعب سخی عادل تہے آپ کی عدالت کا چرچا دور دور مشہور ومعروف ہی
عدالت کا دُرّہ ایجاد فرمایا مظلوم کا انصاف ظالم سے لیا آپ کے اخلاق حمیدہ
واوصاف پسندیدہ کے بیان سے کتابین بہری ہوئی ہین۔ اتقا یہان تک تہا کہ
یہ اپنے دست مزد سے کہانا کہاتے بیت المال کا روپیہ اپنے تصرف مین نہ لاتے
وہی فقیرانہ گودڑی پیوند کی ہوئی وہ بہی اپنے ہاتہ کی سی ہوئی پہنتے اپنے ذاتی
کام کے انجام کے لیئے کسیکو تکلیف ندیتے شجاعت وجوانمردی کا یہہ حال تہا
کہ اگر شیر دلیر روبرو آتا روباہ بن جاتا۔

عادت شریف جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ تہی کہ آپ تمام دن داد دہی
اور فریاد رسی مظلومون اور حاجت براری ہر حاجتمند ونکی فرماتے تہے اور سب

کام مالی ملکی آپ اپنے ذات خاص سے انجام کو پہونچاتے اور جب رات ہوتی تو
بذات خود تمام شہر کی گلی کوچون مین گشت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا دروازہ غفلتاً
کہلا نرہگیا ہو اور کسی کا جانور کہیں کے گم نہو جائے اور کوئی چوکیدار غافل
نہوا سکے سوا اور ہزارون کام پاک پروردگار عالم کی مخلوق کو آرام پہنچانیکے
لیئے گشت فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اہالیان مدینہ منورہ نے عرض کیا کہ یا
امیر المومنینؑ آپکے بعد پہر اسطرح کون حفاظت مخلوق آلہی مین جانکاہی کرے گا
آپ اور سردارون وتابعدارون سے یہ کام کیون نہین لیتے کہ آپکو آرام اور
سردارون کو ہدایت ومخلوق کو راحت ہو آپ نے فرمایا کہ روز حساب مجہہ سے
بازپرس ہوگی یا اور کسی سے کیونکہ حاکم حقیقی کے آگے دُودہ پانی سے اور پانی
دُودہ سے جدا ہوگا اور میرے مقابلہ مین ایام خلافت کا سب معاملہ پیش ہوگا یہان
تک کہ ایک گائی کسی بڑہیا کی فریاد کریگی کہ یہ بڑہیا زور سے دُودہ دہوتی اور
مجہکو ایذا دیتی تہی باوجودیکہ دُودہ آسانی سے بہی نکل سکتا تھا اس پر مجہہ سے
بازپرُس ہوگی کہ تو اس قدر غافل کیون تھا۔

آثار جناب فاروق اعظم کو یہ خبر پہونچی کہ بعض عامل کا طرز عمل رعایا کے نسبت
اچہا نہین اسپر آپ نے انکو طلب فرمایا جب وہ حاضر ہو چکے تو آپ نے بعد
حمد وثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تمپر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیرخواہی
کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اے عاملو رعیت کا تمپر حق ہے۔ پس
جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اسکا حلم اللہ پاک پروردگار عالم کو پسند ہے
ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہین اسی طرح کوئی چیز اللہ پاک کے نزدیک امام کے

ظلم و جہل سے بڑی ہین اور یہہ بھی جان رکھو کہ جو شخص اپنے سامنے والون کو عافیت سے رکھتا ہے اسکو غایب لوگون کی طرف سے بہی عافیت اور آسایش پہونچتی ہے +

اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابوموسی اشعری رضہ کے نام پر نامہ لکھا کہ بڑا نیک بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعیت نیک کردار ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعایا ناہنجار ہو خبردار ہرگز فراخدلی نہ کرنا کہ تمہارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اور اُس وقت تمہاری مثال اُس چرپائے کی ہوگی جو گہاس دیکہکر بہُت سی کہا جائے تاکہ فربہی زیادہ ہو اور وہی فربہی اوسکے ہلاکت کا سبب ہو جائے +

اور فرمایا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اُس دن جب یہہ اوسے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دی ہوگی اور حق ادا کیا ہوگا اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہوا اور نیز قرابتدارون کی حمایت نکی ہو اور کسی ڈر یا اور کسی طرحکی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو اور اللہ پاک کی کتاب کو نظر رکہکر اوسکے موافق حکم کیا ہو +

چنانچہ فرمایا رسول پاک پروردگار عالم نے کہ قیامت کے دن حاکمون کی جب احکم الحاکمین کے سامنے پیشی ہوگی ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکریون کے چرواہے اور میری زمین کے خزانہ دار تھے پس میرے حکم کے سوا تم نے کیون کسی کو زیادہ سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے خداوند عالم اس غصہ کے سبب کہ اونہون نے تیرے حکم کے خلاف عمل کیا۔ بارگاہ رب العزت سے

للکارا جائیگا کہ کیا تیرا غصہ میرے غصہ سے بھی زیادہ تھا پھر دوسرے حاکمون سے سوال ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کیون کم سزا دی وعرض کرینگے یا الہ العالمین ہم نے انپر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیا تم مجھہ سے بھی زیادہ رحیم ہو بعدہ جس نے زیادتی کی تھی اور جس نے کمی کی تھی اُن دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو اُن سے بھرینگے اور جس جس نے حکم مین ظلم کیا ہوگا یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بابت کان لگا کر سُنی ہوگی وہ سب کے سب ستر برس تک دوزخ ہی مین رہینگے اور پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچین گے۔

غرضکہ نیک نیتی وعمل صالح کے ہمراہ کوئی امر بُرا نہین ہو سکتا ہے ورنہ ہر اچھا کام کاج حق مین ظالم فاسق کے بُرا ہو جاتا ہی جس صورتین کہ وہ اپنی خواہش نفس کے موافق کیا کرتا ہی۔

چنانچہ جناب فاروق اعظم رضہ شام مین تشریف فرما ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضہ کو دیکھا کہ وہ لباس شاہانہ پہنے ہوئے ہین آپ نے بُرا مانکر فرمایا کیا یہ چال کسرویہ ہی امیر معاویہ رضہ نے کہا کہ مین سرحد دشمن خدا و عدو رسول اللہ پر رہتا ہون مجھکو اسکی حاجت ہی کہ زینت حرب وضرب وشوکت اسلام انپر ظاہر کرون اور داب ورعب ڈالون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا تخطیہ نفرمایا اسلیئے کہ امیر معاویہ رضہ نے مقصد صالح کا پتا منجملہ مصالح حق ومنافع دین کے دیا تھا چونکہ صحابہ رسول خدا صلعم ہمیشہ التباس باطل راہ رسم شاہانہ سے ہزارون کوس بھاگتے تھے خلفاے اربعہ کا تو کچھہ ذکر ہی نہین ہی کہ یہ سب افاضل امت زاہد ترین خلق تھے اپنی اعلی تنگی ترشی غریبانہ چال ڈھال پر قایم رہی احوال دنیا و اعمال ملوک سے کچھہ بھی واسطہ نہ رکھا یہان تک کہ جب عصبیت عرب کی دین پر مجتمع ہوگئی اللہ پاک نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا ملک فارس اور بلاد روم وغیرہ ہاتھہ پر اسلام کی فتح ہوگئی تب بھی یہ سب حضرات اوسی خشونت وعیش پر باقی رہے۔

الغرض ہر نیک و بد کا تمیز نیت و عمل صالح پر موقوف ہے چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا
کہ اللہ تمہاری صورت و مال کو نہین دیکھتا بلکہ تمہارے دل و اعمال کو دیکھتا ہے ۔

اور تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچھے جاؤ گے امام لوگون پر راعی ہے اور عورت
شوہر کے گھر مین اور باپ بیٹے کے مال مین راعی ہین ان سب سے انکی رعیت کے
باب مین سوال ہوگا اہل اسلام نے اجماع کیا اس امر پر کہ وصی یتیم ناظر وقف وکیل مال
پر واجب ہے کہ تصرف اصلح کرے ۔

چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کوئی راعی نہین جسکو اللہ پاک نے رعیت سپرد کی ہو
اور وہ خائن و غاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام فرماتا ہے پروردگار عالم اوس
پر بو رجنت ۔ رواہ مسلم ۔

المختصر واقعۂ شہادت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسطرح واقع ہوا کہ آپ کے عہد
خلافت مین مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا کہ ایک غلام نہایت ہوشیار
کارِحدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کار یہان ہے اگر ارشاد ہو تو مدینہ منورہ مین
بھیجا جائے تاکہ مسلمانون کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ مین
آیا اور رہنے لگا ایک روز حضرت پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ چار درہم خراج کے جو مجھ
سے لئے جاتے ہین وہ مجھپر گران ہین کچھ کم کر دینا چاہیئے حضرت نے فرمایا کہ تو کئی
پیشون سے واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہین ہے وہ مردود مجوسی
علیہ اللعنۃ ناراض ہو کر چلا گیا اور بعد چند سے اس مردود نے ایک خنجر دو زبان خرید
کیا اور اسکو زہر آلود کر کے گھات مین لگا تاکہ امیر المومنین کو شہید کرون اور امیر المومنین
کی یہ عادت شریف تھی کہ صبح کاذب کے وقت مسجد مین تشریف لاتے تھے اور نمازیون کو

جگاستے تہے چنانچہ بروز چہار شنبہ بست و ہفتم ماہ ذی الحجہ سال ہجری مین بوقت صبح مسجد
مین تشریف لائے اور لوگون کو نماز کیلئے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو و طہارت
وغیرہ سے فارغ ہوے تو حضرت عمرؓ امامت پر قایم ہوئے اور قبل احرام بنابر تسویہ
صفوف تاکید فرمائی اوسی حالمین ابو لولوء مجوسی غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خنجر مارے
ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اوسی وقت تیرہ شخص اور بہی
مجروح ہوئے کہ اونمین چھ مر گئے آخر کار ایک مرد جرار عراقی نے اپنی چادر اس مجوسی
پر ڈالدی اور گرفتار کر لیا اس نے ایک خنجر اپنے پیٹ مین مار لیا اور خودکشی کر لی اور
حضرت امیر المومنین کو اٹھا کر گہر لے گئے اسوقت آفتاب قریب نکلنے کے تہا اور نماز
فجر کسی نے نہ پڑہی تہی آخر کار عبد الرحمن ابن عوف نے نماز پڑہائی اور جب حضرت
عمرؓ گہر مین تشریف لیگئے تو کسی شخص نے دودہ پلایا کہ وہ دودہ زخمون کی راہ سے
نکل گیا اور آخر وقت اسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائی گئی اور غرہ محرم
سال بست و چہارم ہجری مین بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس برابر
دوش مبارک حضرت صدیق اکبر مدینہ منورہ مین دفن ہوئے عمر شریف آنجناب
بروایت صحیحہ ترسٹھ برس کی ہوئی۔

	سال انتقالش خرد بحسرت خواند		وائے صد وائے عدل بیکس ماند ۲۴	

اور بعض کہتے ہین عمر چہیاسٹھ اور بعض اکسٹھ اور بعض ساٹھہ بہی بیان کرتے ہین اور
وقت شہادت آنجناب کے حاکم مکہ معظمہ مین عبد اللہ خزاعی اور طایف مین نافع
بن عبد اللہ اور بصری مین ابو موسیٰ اشعری اور کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ اور مصر مین
عمرو بن عاص۔ اور حمص مین عمرو بن سعد اور دمشق مین معاویہ بن ابی سفیان

اور یمن مین علی بن اُمیہ اور بحرین مین عثمان بن ابی العاص وغیرہ اور داروغہ بیت المال
زید بن ارقم اور منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبد الرحمن بن خلف خزاعی اور زید
بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے اور پانسو انتالیس حدیثین حضرت عمر سے مروی ہین مناقب
آپ کے بکثرت ہین اور احادیث مین بہت ہین از انجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا
اکیس جگہہ مطابق راے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے حضرت
علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی نے ان فی القرآن
لرایا من رای عمر یعنے ہر آئینہ قرآن مین راے عمر سے اور بخاری و مسلم مین حضرت
حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا مین نے موافقت کی اپنے پروردگار سے
تین باتون مین ایک یہ کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام
کو مصلّی گردانین تو بہتر ہو اسوقت کریمہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی ا
نازل ہوئی دوسرے مین کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب ازواج مطہرات کے
حضور مین چلے آتے ہین اگر انکو حکم حجاب فرمایا جائے تو بہتر ہے اسوقت کریمہ
واذا سالتموہن متاعا فاسئلوہن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزاز
و طبرانی نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عمر ہمپر
وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اسی عرصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی -
تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئی تہین اور باہم رشک و غیرت کی گفتگو
کرتی تہین اور آنحضرت کو ملال تہا سو مین نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے
تو اللہ آپکو اُنسے بہتر عطا کریگا اسوقت کریمہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیر

امکن آ آیتہ نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہرگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقون کے واسطے استغفار مین الحاح بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سواء علیہم یعنے برابر ہے انکے واسطے استغفار اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم - اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے انہون نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ سے ملا اوسنے کہا وہ جبرئیل جو تمہارے پیغمبر پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے حضرت عمر نے کہا من کان عدوا للہ و ملائکتہ و رسلہ و جبریل و میکال فان اللہ عدو للکافرین - بعد اسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیتہ ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخرین نازل ہوئی تو حضرت عمر ابن خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لامع النور مین آکر روئے اور عرض کیا یا نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمانیکو اور ہم لوگون سے جو کہ نجات پاینگے وہ قلیل ہین پس نازل ہوئی ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الاخرین آنحضرت صلعم نے فرمایا ای ابن خطاب ہر آئینہ نازل ہوئی آیت اُس باب مین جس مین تجھکو تر.. تھا اور اللہ پاک نے ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الآخرین فرمادیا حضرت عمر نے کہا رضینا من ربنا و تصدیقا بنبینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجھہ تک ایک ثلثہ اور مجھہ سے قیامت تک اسی طرح اور آیات ہین جنکا ذکر مفسرون نے اپنی تفسیرون مین بہ تفصیل بیان فرمایا ہے - اور احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لوکان

بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب اور حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے عمر سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی عمر چراغ اہل جنت
کا ہوگا بہشت مین بعض علما اس حدیث کے معنی مین فرماتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ
وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئے وہ سب بہشتی ہین اور
عمر رضی اللہ عنہ اُنمین چراغ ہین اسواسطے کہ اسلام اونکا اسلام عمرؓ سے قوی ہوا کہ
اسی وقت سے اُنہون نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح
راہ رو روشنی چراغ مین چلتا ہے۔ اور بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت مین مین سوتا تہا دیکہا مین نے لوگون کو
کہ میرے سامنے کئے گئے اور اوپر کرتے ہین انمین سے بعض کا کرتہ تو چہاتی تک پہونچتا ہے
اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطابؓ میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تہا کہ وہ اُسکو
زمین مین گہسیٹتا جاتا تہا اصحاب نے عرض کیا اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین۔

فائدہ۔ دین سے یہہ مناسبت ہے کہ جسطرح کرتہ بدن کو چہپاتا ہے اور سردی
گرمی سے بچاتا ہے ویساہی دین بہی روح و دل کو محفوظ و مصؤن رکہتا ہے کہ
کفر و گناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین
حد سے زیادہ کامل تہا۔ اور بخاری مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا جس حالت مین کہ مین سوتا تہا سو مین نے آپکو ایک کنوین پر دیکہا
اُسپر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اُس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پہر
اُسکو ابن ابی قحافہ یعنے صدیق اکبرؓ نے لیا اُسنے ایک ڈول نکالا انکے کہینچنے
مین کچہہ سُستی و آہستگی تہی خدا اسکو معاف کرے گا پہر ڈول بُل ہو گیا عمر ابن خطابؓ نے

لیا سو مین سنے تو اونمیون سے ایسا عجیب غریب بڑا زور آور اور کسی کو نہین دیکھا جو عمرؓ کی طرح پانی کہینچتا ہو یہان تک اسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو آسودہ کرکے انکی نشست گاہ مین بیٹہلایا۔ سو ڈول کہینچنے سے دین کی سرداری مراد ہے کہ بعد حضرت نبی آخر الزمان سلطان دوجہان کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنے آپکی خلافت تہوڑے دن رہیگی اسلام خوب نہین پہیلیگا چنانچہ کُل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت مین مسیلمہ کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے معرکہ رہا انکو بیدریغ تہ صمصام خون آشام کرکے عرب کا اسلام مضبوط فرمایا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تہا کہ وفات پائی اور جب انکے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سند آرائے خلافت رسالت پناہی ہوئے دس برس تک کام کیا اس مدت خلافت مہد مین شرقاً و غرباً اسلام تمام عالم مین پہیلا اور بیشمار خزانے اہل اسلام مین تقسیم ہوئے اور روئے زمین عدل و انصاف سے بہر گئی لوگ غنی اور مالدار ہوگئے۔

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ترکہ بعد انکی وفات کے پچاس ہزار دینار ہزار گہوڑے اور ہزار لونڈیان تہین۔

اور آمدنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی علاقہ عراق سے ارہن ہزار دینار اور ناحیہ سراۃ کی اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی +

اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رباط مین ہزار گہوڑے اور اسی قدر اونٹ تہے دس ہزار بکریان تہین جب انتقال ہوا چوراسی ہزار کی آمدنی چہوڑ گئے۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چھوڑکر رحلت فرمائی کہ کدالیون سے توڑا جاتا تھا مال ومتاع وزمین اسکے سوا تھی اُسکی آمدنی ایک لاکھہ دینار تھی +

اور حضرت یعلی منیہ رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار اور بہت سی زمین چھوڑے جسکی قیمت تین لاکھہ درہم تھی۔

اور حضرت زبیرؓ نے بصرہ مین پھر مصر وکوفہ اسکندریہ مین محل بنایا۔ اور حضرت طلحہؓ نے کوفہ مین ایک محل بنا فرمایا جسپر گچکاری کی اور مدینہ منورہ مین ایک الگ محل عمدہ بنوایا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا محل عقیق مین تہا خوب ہی بلند اور بڑے صحن کا بنا کیا ہوا تھا اُس پر کنگورے لگائے گئے تہے اور حضرت مقدادؓ نے مدینہ طیبہ مین گھر بنا فرمایا اوس پر گچ کیگئی تھی۔

اگرچہ آمدنی اور جاداد وپیداوار اِس قدر تھی مگر مضبوطی دین مین اوس قدر تھی یہہ سب اموال حلال طیب تھے غنیمت وفتح سے ہاتھ لگے تہے انکا تصرف اس مال مین بطریق اسراف نہ تھا میانہ روی کرتے تہے راہ خدا مین خرچ کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے اپنا دبدبہ رعب جتہاتے اسلام کی قوت ورونق جتاتے اس لئے کچھہ قدح اُنپر نہین ہے۔

حکایت

ایک صوفی بہت بڑے مالدار دولتمند تہے کسی نے اون کو لکھا کہ مالداری

خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ ہے اسکی صحبت اچھی نہین اونہون نے جواب مین لکھا کہ صحبت مارکسی را زیان کند کہ افسون مار نداند۔ یعنی مال اگر سانپ کا حکم رکھتا ہے تو ہم کو اوسکا منتر بہی آتا ہے۔

	چیست دُنیا از خدا غافل بودن	روم رحمۃ اللہ	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن	

غرضکہ اچھا مال وہی ہے جو اچھے کام مین صرف ہو اور عمدہ قوت وہی ہے جو عبادت مین خرچ ہوتی ہے اور اچھی بات وہی ہوسکتی ہے جسکے سُن نے سے کسی کا دل خوش ہو اور اچھا کام وہی ہوتا ہے جس سے دین کا فائدہ متصور ہوتا ہے۔

	اچھی دولت اچھی قوت ہو وہی		راہ حق پر صرف جو للّٰہ ہو	
	بات اچھی ہو وہی جس بات سے		سب کا اطمینان خاطر خواہ ہو	

الحاصل بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سے بیعت کیگئی۔ آپ بڑے مالدار ذی وقار کم گو کم زبان باحیا شرمناک بے غضب سخی متقی کلام الٰہی کو آپ ہی نے جمع فرمایا آیات قرآن شریف کو باہم انتظام دیا آنجناب کے ایام خلافت مہد مین بہی شہر ہمدان وارمینیہ و بلاد طبرستان و جرجان و مملکت ایران اسلام کے قبض و تصرف مین آئے اور آنجناب کے تمام ملکون مین عمال اسقدر تھے۔

عبداللہ حضرمی مکہ معظمہ مین۔ قاسم بن ربعہ طایف مین۔ یعلی بن امیہ یمن مین۔ عبداللہ عامر بصرہ مین ابوموسی اشعری کوفہ مین معاویہ بن ابوسفیان دمشق مین عبداللہ بن خالد حمص مین۔ علقمہ بن الحکم فلسطین مین۔ اشعث بن قیس ملک رے مین۔ احنف ممالک خراسان مین۔ اور زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ ۔۔۔

ابو ہریرہ قاضی مکہ معظمہ۔ اور ابو درداء قاضی شام رضوان اللہ تعالی عنہم۔ اور مروان
کاتب۔ صاحب شرط عبداللہ بن سعد بہی تہے رضی اللہ عنہ۔
اور قصہ شہادت آنجناب یون واقع ہوا کہ مروان ابن الحکم کے سپرد مہر آنجناب کی
تہی اور وہ نہایت تسلط ہو گیا تہا اور مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اسکی شرارت
و بدچلنی سے ناراض رہتے تہے اور اس اثنا مین چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم
مصر کے ظلم سے دار الخلافت مدینہ منورہ مین آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ
اسکو ایک نامہ متضمن نصائح و مواعظ لکہہ بہیجا جسکی تعمیل نکی اور سات سو آدمی اہل
مصر کے مستغیث آئے اور بوسیلۂ حضرت علی المرتضی و ام المومنین عایشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہما احوال اپنا تفصیلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تب حضرت
عثمان رض نے حکم عزل عبداللہ صادر فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو
وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا اور حضرت عثمان رض نے
فرمان امارت و حکومت اُنکے نام لکہدیا اور چند اصحاب مہاجرین و انصار سے بہی انکی
ہمراہ فرما کے مصر کو روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار ان لوگون
کو ملا اور اُسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تہا کہ طلب کیا ہوا جاتا ہے یا کسیکو بلانے
جاتا ہے اس خیال سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیون نے پوچہا تو کون ہے اور کہان
جاتا ہے اس نے کہا کہ مین امیر المومنین کا غلام ہون اور حاکم مصر پاس جاتا ہون
پہر پوچہا آیا کوئی فرمان ہے اس نے انکار کیا تب بگرفتاری اوسکی جامہ تلاشی لیگئی تو
مطہرہ مین ایک خط نکلا جسمین لکہا ہوا تہا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی
مصر مین پہونچین تو کوئی حیلہ کر کے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل جاننا اور

تو اپنے کام پر بحال رہنا اور عنوان نامہ پر لکھا تہا من عثمان الی عبد اللہ ابی الشرح
چنانچہ اس مضمون کے دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقون کے دار الخلافت
مدینہ منورہ لوٹے اور سبکو جمع کر کے حال بیان کیا تب حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ اکابر
اصحاب رسول اللہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضہ سے استفسار فرمایا تو وہ کہے کہ
غلام و شتر بلا شبہ میرا ہے لیکن یہہ خط مین نے ہرگز نہین لکھا اور نہ میری اطلاع سے
لکہا گیا اور نہ غلام کو مصر کیطرف بھیجا سبکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہے
اور اسی کا یہہ خط لکھا ہوا ہے لہذا اہل مصر نے مروان کو طلب کیا تا کہ قتل کرین
چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان کے نسبت ثبوت کو نہ پہونچا تہا
امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریون نے باعانت و امداد بعض اہل قبایل بنی زہرہ
اور بنی مخزوم و بنی غفار دولت خانہ خلافت مآب کو گہیر لیا یہان تک
کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کر دیا اور اسقدر فرصت ندی کہ مسجد مین نماز ادا کرین
چنانچہ ایک روز بلوائیون کے مقابل ہوکر آنجناب نے فرمایا کہ مین تمکو خدا و اسلام
کی قسم دیتا ہون اور پوچہتا ہون کہ تم جانتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ مین تشریف فرما ہوئے تو سوائے بیر رُومہ کے آب شیرین کہین نہ تہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رُومہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو
بہشت مین کنوان ملیگا سو مین نے اسکو لاکہہ درہم مین خرید کر کے وقف کر دیا
اور آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوائیون نے کہا یہہ درست ہے
پہر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلان خانہ خرید کر کے اسمین ملادے تو

اسکو اس سے بہتر وار جنت مین ملے سو مین نے اُس گہر کو دس ہزار درہم مین
خرید کرکے مسجد مین داخل کیا اور تم مجہکو اس مسجد مین نماز پڑہنے کو روکتے ہو بولے
نعم راست و درست ہی پہر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم و ابوبکر و عمر
اور مین رضی اللہ عنہم کوہ ثبیر یعنے پہاڑ مکہ معظمہ پر تہے دفعتہً پہاڑ نے خوشی سے حرکت
کی اور بعض پتہر اسکے گرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک دہمک کر
فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہدان یعنے ٹہر جا کو ثبیر کہ تجہپر پیغمبر
اور صدیق دو شہید ہین بلوائیون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگون نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار
اسی کلام کو باواز بلند فرما کر اپنے مقام پر تشریف لائے اخبار الدول مین ہے
کہ ابو امامہ باہلی کہتے ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرے مین ہوے تو مین
بہی گہر کے اندر رہتا سو مین نے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریب
ہے کہ مین قتل ہون مگر مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حلال
نہین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد دوم زنا
بعد الاحصان سوم قتل نفس ناحق ولیکن ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب
مجہہ مین پایا نہین جاتا ہے پہر کیونکر مارینگے - الغرض جب آنجناب کو پیاس کی شدت
ہوئی تو آپ چہت پر برآمد ہوکر پوچہا کہ کیا علی المرتضیٰ ہین بلوائیون نے کہا نہین پہر
فرمایا سعد بن ابی وقاص ہین کہا نہین ناچار آپ ساکت ہوئے یہہ خبر جناب ولایت
مآب کو ہوگئی آنجناب نے ایک مشکیزہ و بروایتی تین سبوچہ آب شیرین لطیف سے
بہروا کر بہیجے بلوائیون نے امیر المومنین تک پہونچنے نہین دیا اور جب حضرت

امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجعہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان محاصرہ میں ہین اور بلوائیون کا ارادہ شہید کرنیکا ہے تو آنجناب نے حضرت حسنین جگر گوشگان رسول الثقلین صلواۃ اللہ علیہم کو معہ قنبر مولی کے اور طلحہ یعنی محمد و زبیر یعنے عبداللہ وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹون کو دروازے حضرت عثمان رضی اللہ پر بھیجا اور تاکید شدید کردی کہ بلوائی اندرون دولت خانہ خلافت مآب نہ گھسنے پائین۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے حضرت امیر المومنین عثمان سے کہا یا امیر المومنین تم امام وقت اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گھر سے باہر نکل کر مقابلہ کرو کہ ہم بھی شریک ہین خواہ دروازہ دوسری طرف کا توڑ کر مکہ معظمہ کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے پاس تشریف لیجاؤ۔ امیر المومنین نے سخن اول کا جواب یہ دیا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مین ہون اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے ہوے کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ مین نصف عذاب عالم کا اُسپر ہوگا سو مین نہین چاہتا ہون کہ وہ شخص مین ہون اور تیسری بات کا یہہ جواب ادا فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ دار ہجرت و مجاورت رسول خدا ترک کرکے شام کیطرف جاؤن۔ المختصر حضرت حسین وغیرہ بہادرون نے بلوائیون کو درآمد خانہ سے باز رکھا تو بلوائیون نے تیر اندازی شروع کی کہ روے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہوگیا اور مروان گھر کے اندر مجروح ہوا اور محمد ابن ابی طلحہ بھی زخمی ہوے اور قنبر مولاے شیر خدا نے بھی سرپر چوٹ اُٹھائی لیکن دخول خانہ جناب خلافت مآب سے

باز رکہا لیکن بلوائیون مین سے براہ چالاکی دوسرے جانب سے ایک پڑوسی انصار کے گہر مین ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حویلی مین کود پڑے آنجناب وسوقت کلام اللہ پڑہتے تہے جب آیۃ کریمہ فسیکفیکہم اللہ پر پہونچے تو اوباشون نے شہید کیا اوسوقت سبب تنہائی آنجناب کا یہہ تہا کہ جو لوگ آپ کے مملوک وغیرہ تہے وہ سب پشت پر تہے انکو خبر نہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بی بی نے ہرچند شور وغل کیا چونکہ حویلی بہت بڑی تہی اور دار الخلافت مین ایک شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تہا کسی نے آواز انکی نہ سُنی آخر کار چہت پر چڑہ مین اور شہادت آنجناب سے آگاہ کیا تو لوگ دروازے سے اندر آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہی اطلاع ہوئی وہ بہی معہ طلحہ اور زبیر وسعد بن ابی وقاص وغیرہ اصحاب تشریف لائے اور ترجیع کرکے ایک طمانچہ حضرت امام حسنؑ کے مُنہ پر مکا حضرت امام حسینؑ کے چہاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ و عبداللہ ابن زبیر کو سخت سُست فرماکر ارشاد کیا کہ یہ لوگ باوجود تم ہوتے ہوئے پہر کیونکر گہر مین داخل ہوئے پہر اسی حالت مین مکان پر تشریف لائے لوگون نے یورش کی اور کہا کہ ہم تمسے بیعت کرتے ہین اپنا ہاتہ بڑہاؤ فرمایا مین شرم کرتا ہون کہ بیعت کرون قاتلان عثمانؓ سے اور حیا آتی ہے اللہ سے کہ مین بیعت کرون اور حضرت عثمان دفن نہین ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پہر آئے تو فرمایا جسپر اہل بدر اتفاق کرینگے وہ سر آرائے خلافت ہوگا چنانچہ اول برضا و رغبت اہل بدر نے بیعت کی بعد ازان اور لوگون نے اور مروان شریر معہ اپنے بیٹے کے راہ فرار لی اور آنجناب زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ پاس تشریف لائے

اور پوچھا کسنے عثمان رض کو شہید کیا اُسنے عرض کیا کہ مین نہین جانتی ہون مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص جنکو مین نہین جانتی ہون گھر مین اسے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمان رض کا بیان کیا محمد نے کہا وہ سچ کہتے ہین واللہ مین دار حضرت عثمان رض مین گیا تھا مگر جب عثمان رض نے میرے باپ کا ذکر کیا تو مین نے توبہ کی واللہ مین نے نہین مارا جسکی تصدیق زوجہ عثمان رض نے بھی کی اور دو شخص سودان بن حران اور قتیرہ تھے انہین نے شہید کیا اور غلامان حضرت عثمان نے انکو مارا اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ بادبن عباس و سودان ابن عمران اور بعضی عمرو بن الحمر و عمر بن صالی اور بعض کہتے ہین کہ وہ دونون مصری تھے جن کے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضی اسود یمنی کو بیان کرتے ہین اور کرمانی مین لکھا ہے کہ تاریخ ہجدہم ذیحجہ بعد العصر روز جمعہ سال سے وپنج ہجری کو آنجناب نے جام شہادت نوش فرمایا اور بلوائیون نے اثاث البیت لوٹ لیا لاشۂ مبارک پڑا رہا آخر شب شنبہ کو جب اوباش لوگ سو رہے تو زبیر ابن العوام او رحکیم بن حزام اور مسور بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم و ابو جہیم بن حذیفہ اصحاب بدری اور یسار بن مکرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلودہ کپڑون مین بعد نماز جنازہ دفن کیا مدت خلافت بارہ برس کی مقدر تھی اور عمر آنجناب کی بیاسی برس کی اور نقش خاتم آپ کا لتصبرن او لتندمن تھا اور بعض نے سنہ شہادت (۳۶) لکھا ہے۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ جسوقت آنجناب شہید ہوئے ڈیرہ لاکھہ دینار اور ایک کروڑ درہم آپ کے خزانہ دار پاس موجود تھا زمین وغیرہ جو وادی قری وحنین وغیرہ کے طرف تھی اسکی آمدنی سالانہ ایک لاکھہ اشرفی ہوتی ہی اور اونٹ

گھوڑے بے گنتی تھے*

حضرت عثمان خلیفۂ برحق		از جہان شد بجنت اعظم	
سال تاریخ آن سراپا عدل		ای بگو رفت عادل از عالم ۳۶	

اور بعد شہادت آنجناب کے یعسوب المسلمین امام الاشجعین امیر المومنین جناب ولایت مآب حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مسند آرامے خلافت ہوئے مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اسکے دریافت سے عاجز آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت اور باجماع اہل فنا و بقا سردار اولیائین حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا ختم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک تک حاصل ہونا منصب ولایت کبریٰ کا منحصر بفیض اقدس روح پاک علی المرتضی کے رہتا چلا آیا ہے اور تا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ائمہ حدیث ولایت مآب کے بکثرت ہین از انجملہ متواترات یہہ ہے کہ سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی منی وانا منہ یعنے علی مجہہ سے ہے اور مین علی سے ہون شاید مراد یہ ہے کہ علی کا کمال مجہہ سے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا اور باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے چلے گی پہر فرمایا اللہم وال من والاد دعا ومن عاداہ یعنی جو اونسے محبت رکہتے ہو اوس سے محبت رکہنا اور جو اون سے عداوت رکہے تو اوس سے عداوت رکہنا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میری اور علی کی موالات ایک ہی ہے جسکو اونسے موالات نہین ہی اسکو مجہہ سے بہی نہین ہے پس جسطرح بدون موالات مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل

ہونا محال ہے اسی طرح بدون ولایت مرتضوی بھی وہ ولایت نہین حاصل ہوسکتی ازانجملہ فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا علامت نفاق ہے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو چیز مین نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضی کے واسطے مانگی اور مسجد مین بحالت جنابت کسی کو آنا درست نہین مگر مجھہ کو اور علی مرتضی کو یعنی طہارت حقیقیہ روحانی اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام مغلوب ہوگئے تھے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنے میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضی کے کسی کو حاصل نہوگا - اور علی میری امت کا پہنچانے والا ہے جنت مین اور امام المتقین و سید المومنین ہے اور علم میرا جسکے نیچے قیامت کو آدم و اولاد آدم ہونگی علی المرتضی کے ہاتھہ مین ہوگا ازانجملہ یہ کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الہی ایسا نہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہون چنانچہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر رضی اللہ کے کلام سے نکالا گیا ہے جسکا ظہور آج تک چلا آتا ہے اور اسد اللہ یعنے راہ حق مین کسی سے نہین ڈرتے اور اُنسے سب ڈرتے ہین چنانچہ شجاعت و بہادری آپکی غزوہ خیبر اور جنگ خندق اور اُحد مین دیکھنی چاہئے کہ جناب شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خداداد دکھلائی اور ایسی شمشیر زنی کی کہ جمعیت اعدا درہم برہم ہوگئی سب کافرون کے دانت کھٹے ہوگئے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ یہ زور و قوت کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضی نے دکھلایا چنانچہ جناب سلطان دوجہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہ منی و انا منہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا منکما اور درج

مین مولانا اصیل الدین محدث شافعی کہتے ہین کہ اسوقت لاریب ہاتف سے آواز آئی تھی لافتی الاعلی لاسیف الاذوالفقار۔

اور باوجود اسکے کہ آپ کے ایام خلافت مین آنجناب کا حق خلافت ایک لاکھ تیتیس ہزار درہم سالیانہ سے کہین زاید ہی تھا ولیکن آنجناب وہی اپنی حالت فقر وغریبانہ چال ڈہال تنگی ترشی پر باقی رہے احوال دنیا اعمال ملوک سے ایک ذرہ بھی تعلق اور واسطہ نرکہا چنانچہ ایک روز آنجناب نے اثنا خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان لو کہ تم کو مرنا ہے اور بعد مرگ پہر اوٹہنا ہے اور اپنے اعمال پر موقوف پاکر انکی جزا کو پہنچا۔ پس دنیا کی زندگی پر نہ بہولو اور ان باتون کو نہ بہولو۔ دنیا ایک مصیبت کا گہر ہے فنا ہونا اسکا معروف ہے اور دہوکا دینے مین موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام زوال پذیر ہے اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے مامون ہین نہ اسکے باشندے آفات سے مصون جب آدمی کو اس مین راحت وسرور پہنچتا ہے یکایک مصیبت آدباتی ہے اسکے احوال مختلف باہدگر ہین اور مراتب متغیر۔ نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دنیا کے ہدف مین جنکو اپنے تیرون کا نشان بناتی ہے اور موت سب کی خاک اڑاتی ہے مرگ ہر ایک کے سر پر قایم ہے اور اسکا چکہنا سب کو لازم ہے۔ اے اللہ پاک کے بندو آج دنیا مین تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے اگلے لوگون کا تہا جو تم سے عمر مین زیادہ اور قوت مین قوی اور آبادی مین اکثر اور مکانات مین بلند تہے مگر دنیا کے طول انقلاب سے اب انکی آواز نہین نکلتی انکے جسم سڑ گئے اور شہر اولٹ گئے اور مکانات گر گئے یا تو وہ مکانات عالیشان اور گاؤ تکیے عمدہ فرش

فروش تھا یا آب پتھر انہین خاک گوشۂ لحد ہے جگہہ اُن قبرون کی ایک دوسرے کے
قریب ہے اور انکے رہنے والے اجنبی اور غریب ہین موحش عمارت والون اور
مشاغل اہل محلہ مین جا پڑے ہین کہ نہ انکو آبادی سے موانست ہے نہ بہائی
بندون وہمسایون کیطرح آپسمین میل جول اور رغبت - ہر چند مکان قریب ہین مگر
میل کے صورت نہین اسلیئے کہ انکو کہنگی نے پیس ڈالا اور پتھروںٗ نے انکا چوم
نکالدیا زندگی کے بعد اسیر پنجۂ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی
کے پیچھے فگار ہوے - خاک مین اپنے یارون مین جا ملے اور ایسے گئے کہ پھر
کبھی نہ پھرے پہر انکا کیا ذکر ہے جس صورت مین کہ اللہ پاک خود فرماتا ہے
کلا انها کلمة هو قائلها و من ورائهم برزخ الی یوم یبعثون ۝ تاوہ بدلہ دلا
برائی والون کو انکی کیئے کا اور بدلہ دے بہلائی والون کو بھلائی - اب تم بہی
قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی خاک مین گلنا اوسی
خواب گاہ مین سونا اور اسی ٹھکانے رہنا - علاوہ ازین تم پر کیسے بنے گی جب
یہ باتین تمہارے پیش نظر ہون گے کہ قبرون مین سے نکالے جاؤگے جبکی
باتین تحقیق کی جایگی شہنشاہ علی الاطلاق کے سامنے روبکاری ہوگی اور
گذشتہ گناہون کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہونگے اور دل تھراتے
اور پردے فاش ہون گے عیوب اور پوشیدہ باتون کو سامنے کیا جائیگا
ہر عمل اجری وہر کردہ جزائے وارد کا مضمون در پیش ہوگا - چنانچہ پاک پروردگار
عالم فرماتا ہے لیجزی الذین اساؤا بما عملوا و یجزی الذین احسنوا بالحسنی
اور دوسری جگہہ ارشاد رب العالمین ہے و وضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین

مما فیه ویقولون ماو یلنا مالہذا الکتاب لایغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصٰہا ووجدوا ماعملوا حاضرا - اور کہلا جائیگا کاغذ پہر تو دیکہے گنا ہگار ڈرتی ہین اسکے بیچ لکہے سے اور کہتے ہین اسے خرابی کیسا ہی یہ لکہا نہ چہوڑی چہوٹی بات نہ بڑی بات جو اسمین نہین کہرے اور پاینگے جو کیا ہے سامنے اپنے -
المختصر مناقب ومناصب اور عجایب وغرایب وکثرت علم وورع اور زہد وتقوی اور وفور شجاعت وسخاوت آنجناب اشہر اور اظہر من الشمس ہے طاقت بیان نہین ہے آپ اول خلیفۂ ہاشمی ہین -
اور قصہ شہادت آنجناب کا یون واقع ہوا کہ عبد الرحمن مردود کہ درحقیقت عبد الشیطان تہا ایک عورت مسماۃ قطام خلدیہ کو فیہ پر جو کہ حسن صورت وخبث سیرت مین فتنۂ روزگار تہی عاشق ہوا اور باپ اوس قحبہ کا جنگ نہروان مین اور بیٹے بہائی بہی جناب ولایت مآب کے ہاتہہ سے مارے گئے تہے اسکو یہ داغ تہا جب یہ ملعون بد بخت اسپر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال کا ہونے لگا اوسنے کہا کہ تو ایک فرمایش میری بجالاتا ہے تو سرچشمۂ وصال سے سیراب ہوگا وہ فرمایش یہ ہے کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو قتل کر یہ لعین اس امر خطیر پر مستعد ہوگیا اور اس قطامہ نے اپنے ابن عم وردان نامی خارجی کو بہی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے ہم مذہب شبیب ابن عجزہ اشجعی کو ہمداستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شبیب نے کہا کسکا مقدور ہے اور کون ایسا دل و جگر رکہتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہاتہہ ڈالے انکی ہیبت وجلال سے شجاعان عرب کانپتے ہین - ابن ملجم نے کہا وہ تو بیکسون کی

ٹہلا کرتے ہین اور اندہیرے مین تنہا مسجد مین آیا کرتے مین اور انکے حضور مین درود
دربان چوکی پہرہ نگہبان کچہہ بہی نہین رہتا ہے الغرض ابن ملجم نے ایک تلوار ہزار درہم
کو مول لی اور اسکو زہر آلود کروائی ایک شخص نے پوچہا یہ کسواسطے اسنے فرط
غیظ مین کہہ ڈالا کہ اس سے مارنا منظور ہے کہ اس شخص کا جسکی داستان عرب و
عجم مین مشہور ہے لوگ سمجہہ گئے چنانچہ بعضون نے جناب ولایت مآب کے
حضور مین خبر پہونچائی آپ نے خود ہی مژدۂ وصال کے شوق مین پوچہہ بہیجا کہ
تو نے تلوار کیون زہر آلود کرائی ہے اسنے کہلا بہیجا کہ اپنے اور آپ کے دشمن کو
مارنے پہر آنجناب نے کچہہ تعرض نہ فرمایا یہ ماجرا رمضان شریف مین ہوا اور جناب
مرتضوی اس رمضان مین ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولتخانہ مین
روزہ افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے یہان اور
ایک روز عبد اللہ ابن جعفر طیار کے پاس اور تین چار لقمون سے زیادہ تناول
نہ کرتے اور ہر وقت یہ ظاہر ہوتا تہا کہ آنجناب آمادہ سفر ہین اور تاریخ ہفتم کی
آپکو انتظار ہے اور ابن ملجم کوفہ مین جب آیا تو کبہی کبہی جناب امیر علیہ السلام کے
حضور مین باریاب ہو کر بیت المال سے کچہہ مانگ بہی لیجاتا تہا اور آنجناب بعض اوقات
فرماتے تہے کہ جسکو جناب سلطان الانبیا رسول خدا نے اس امت کا اشقی الناس
فرمایا ہے وہ یہی ابن ملجم ہے چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچہہ مانگ لیے چلا
اسوقت آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے اسپر جانثارون نے عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو ہم مار ڈالین آپ نے فرمایا کہ قبل از وقوع جرم سزا دینی نہین ہو سکتی اور
بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری ڈاڑہی کے

خون سے رنگنے والیکو کہ وہ آتا نہین اور گاہے کمال تمناسے فرماتے کہ وہ دن
کون ہو گا کہ بدبخت ترین اس اُمت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اُسطرف ہے
جو کہ مسند امام محمد وغیرہ کتب معتمدہ حدیث مین وارد ہی اور مسند امام احمد اور مستدرک
حاکم مین عمار ابن یاسر سے مروی ہی اور ابو یعلی و طبرانی نے عثمان ابن حبیب رومی
اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی کہ جناب
رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتون سے بڑا بدبخت مرد
سرخ رنگ قدآور ابن سالف تہا جسنے ناقۂ صالح علیہ السلام کو پے سپر کیا کوچے اُسنے
کاٹ ڈالے اور اس اُمت مین بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو محاسن علی مرتضیٰ ع کو
خون سے آلودہ کرے گا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تھا لہذا شب نوزدہم رمضان شریف
آنجناب باربار اُٹھ اُٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ مین نے جھوٹ
نہین کہا اور نہ مجھہ سے کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جس کا
مجھہ سے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ اس رات کو جناب
ولایت مآب فرماتے تھے کہ آج کی رات مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ میرے منتظر ہین اور ترجمہ صواعق مین ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے
فرمایا حسن علیہ السلام سے کہ آجکی رات مین آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور جو
کچھہ اُمت سے مجھے پونچا تھا بیان کیا آنحضرت نے فرمایا اُنکے حق مین دعا کر اللہم
ابدلنی بہم خیرا لی منہم وابدلہم بی شرا لہم یعنے بارخدایا بدل دے اُنسے بہتر مجھکو
اور بدل دے اُنپر ایسا شخص جو مجھہ سے بدتر ہو اُنکی نسبت اور جب صبح صادق

یاکا ذب نمودار ہوئی تو جناب سلطان الولایت گہر سے باہر تشریف لانے لگے
وہان بطین تہین وہ خلاف معمول چلانے لگین آنجناب نے فرمایا کہ میرے فراق
مین چلاتی ہین اسی مین ہی شاہ ولایت گوہر دریائے نبوت آفتاب برج رسالت حامل
عہدۂ شہادت الصلواۃ فرماتے ہوئے لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے
برآمد ہوئے شبیب ملعون گہات مین لگ رہا تہا آپ پر ہاتہہ چلایا مگر تلوار ستون
پر پڑی توٹ گئی اور وہ بہاگ کر گہر پہونچا ایک مرد بنی امیہ نے اسکو تہ تیغ کیا اسی
ستون کے آڑ مین ابن ملجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کہڑا تہا اُسنے تلوار چلائی کہ سر
مبارک پر اس مقام پر لگی جس جگہہ عمرو ابن عبدود کے ہاتہہ کا زخم تہا جناب شیر خدا نے
بفور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ یعنی مین خدا اپنی مراد کو پہونچا۔ اور بعض روایات مین
ہے کہ عین نماز مین اُسنے تلوار ماری بالجملہ آنجناب کو مجروح اُوٹہا لائے اور مسجد
کے لوگون نے کہ آواز تکبیر سے جاگ اُوٹہے تہے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز
وتکفین جناب امیر علیہ السلام اسکے ہاتہہ پیر کاٹ کے جلا دیا لعنۃ اللہ علیہ وعلی من
یتبعہ کذا فی اخبار الدول۔ اور آنجناب جب مجروح گہر مین جلوہ فرما ہوئے تو حضرت
حسنین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوئے الٰہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کے طرف متوجہ
نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزردہ خاطر نہونا اور بیکسون پر شفقت کرنا اور حق
بات مین کسی کا خوف نکرنا اور محمد ابن حنیفہ کی نسبت بہی فرمایا کہ تمہی یہ نصیحت یاد رکہنا اور ان
دونون بہائیون کی تعظیم وتوقیر کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہین پہر آپ مصروف بہ تہلیل
وتسبیح ہوئے اگرچہ زخم کاری نہ تہا مگر زہر نے اثر کیا آخر اکیسوین رمضان سنہ ۴۰ ہجری
شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہضت فرمائے حظیرۃ القدس ہوئے ❊

اور علامہ سیدطی نے لکہا ہے کہ تین چار خارجیون نے مکہ معظمہ مین عہد و پیمان باہم
کیا تہا عبد الرحمن ابن ملجم نے کہا کہ مین حضرت سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اور
بکرخواہ برک ابن عبد اللہ تیمی نے کہا مین معاویہ ابن ابی سفیان کو اور عمرو ابن
بکر تیمی نے عہد کیا کہ مین عمرو ابن عاص کو قتل کرونگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کو
ماری در رگ مین لگی اور رعرق نکاح کٹ گئی کہ پہر اولاد نہوئی اور عمرو ابن بکر تیمی نے
عمرو ابن عاص کے مارنیکو مسجد مین آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو درد پیٹ
مین رہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد تمیم نے نماز پڑہائی عمرو ابن بکر نے اسی کو
مار ڈالا اور ابن ملجم نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول۔
غرضکہ حکومت اہل اسلام کی پورپ سے پچہم تک پہونچگئی۔ باوصف اسکے کہ
مسلمانون کی بے سامانی اور انکا فقر اور اسپر بڑا طرفہ یہہ تہا کہ صلاح جنگ بھی
بکثرت نہ تہی اور انکی عدم وقفیت قواعد حرب وضوابط جہانگیری سے اور انکی
قلت کہ صرف عرب ہی کے کافرون کے مقابلہ مین لاکہون کڑورون حصہ تہے
اسکے علاوہ مخالفون کی کثرت اور اونکی دولت اور اہل روم وایران کی جاہ
حشمت وعلم وحکمت وقواعد حرب وضرب وجہانگیری کی مہارت کے سوا اوس
بغض وعداوت کو دہیان کرنا چاہیئے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا
ہے کہ ایک رذیل بہی جان دینے اور گہربار لٹا دینے کو موجود ہوجاتا ہے چہ جا
ملوک اور اشجعہ اب دیکہنا چاہیئے کہ باوصف ان باتون کے اسطرحکی حکومت
اسلام کس دہوم دہام سے عرصۂ ظہور مین آئی کہ تیس۳۰ تیئیس۳۲ برس کے اندر عرض
بلد مین بارہ درجہ سے کہین تینتالیس۴۳ چوالیس۴۴ درجہ تک جیسے باب المندب سے

بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی
حدود شمالی تک اور طول مین نصف النہار لندن سے تیس درجہ غربی لیکر کہین
ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین بیاسی درجہ تک جیسے حدود
شرقیہ ترکستان تک جو زہ اقتدار خلفاے راشدین مین اسطرح آگیا کہ اگلی حکومتونکا
نام ونشان بھی باقی نرہا اور باوجود لا اکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پھیل
گیا پھر بلحاظ کر و اسباب کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزائر خالدات سے کہ ربع
مسکون کی حد غربی ہی ہے تا جزایر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے
طولاً اور سواحل جنوبیہ افریقہ اور جزایر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین پینتالیس
اور کہین پچاس اور کہین پچپن ساٹھ درجے تک بلکہ بعض جگہہ کچھہ اوپر تک جیسے
دیار بلغار تک عرض شمالی مین کتنے بڑے صوبون کے موافق وہ ملک جو خوب
آباد تھے باقی رہا ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی حکومت
نہین ہوئی ہو اور ایسے نہین جسطرح نادرشاہ کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان
مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت کی ہو گی گو کہ کہین شعائر اسلامیہ جاری
کئے ہون اور کہین صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو چنانکہ اکثر ولایت فرنگ مین اور یہ
باتین تو تواریخ نصاری اور جغرافیہ سے بہی بخوبی ثابت ہو سکتی ہین اور اسی کا
اشارہ کلام مجید مین ہے ۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره
المشرکون ۔ یعنی خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین کے ساتھہ کو
بہیجا تاکہ اوپر کر دے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہوا ۔

تو بر ظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹہیرا ہے اسطرح نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ سگن اور پاشنی کا بلکہ یہ تینون عقیدے بدلایل عقلیہ باطل ٹہرتے ہین خیال کرلیا جائے کہ سیکڑون ہزارون ہی برس سے ثنویت زردشتونکے پاس اور سگن و پاشنہ ہندؤن اور جینیون مین اور تثلیث عیسائیون مین ضروریات التزامیہ مین داخل ہے پر لا الہ اللہ کا مضمون بدو فراد افی نوع انسانی سے ابتک کسی کے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب تک اس کیفیت وکمیت سے نہین پہیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مین پہیلا اور اگر کہین پہیلا ہو تو کوئی بتلا سکتا ہے۔

الحاصل پہلے اسلام مین خلافت تہی بدون ملک کے پہر ملک رہگیا بدون خلافت کے اور بعد امیر معاویہؓ کے جب بنی امیہ نے اپنی اگلی چال دینداری چہوڑدی اور خواہش نفس و دنیا طلبی اختیار کرلی تو لوگ ناخوش ہوگئے۔ پہر عباسیہ کا غلبہ ہوگیا ان کا زمانہ عدل وانصاف سے خالی نہ تہا اقامت احکام شارع علیہ السلام مین کوشش کرتے رہے گو خود کیسے ہی تہے اللہ پاک پروردگار عالم نے انہین برکت بخشی کل روے زمین کے بادشاہ ہوگئے مگر جب انکی طبیعت مین اثر سلطنت نے اپنا رنگ ڈہنگ دکہلایا آپسمین بغض وعداوت ہوگیا اور دینداری گہٹ گئی خودی اور ناانصافی نے اپنا پاؤن پہیلایا انکی حکومت بہی گئی اور خلافت مٹ گئی صرف نام ہی نام رہگیا اور جب عصبیت عرب بہی جاتی رہی تو یہ نام بہی زبانی سلطنت رہگئی مشرق مین شاہان عجم تبرکاً مطیع خلیفہ رہے سارا ملک مع القاب سلطنت وغیرہ انہین کے دست نگر تہا۔

اور اسی طرح کا ماجرا مغرب مین گذرا وہان عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک
بن مروان بن حکم بن ابی العاص بنی امیہ اندلس چلے گئے ہوئے تھے انکی اور انکی
اولاد کی سلطنت وہان بڑی شوکت زور وشور کی ہوئی بہت سے ممالک فرنگستانی
فتح کیے اور قرطبہ دار السلطنت اوایل مین مقرر ہوا وہ سلطنت اسلام اوس خاندان
مین اور بعد زوال اوس خاندان کے اور خاندانون مین قریب اٹھ سو برس کے
بڑی قوت وشوکت سے رہی یورپ یعنے فرنگستان کے عیسائی سلاطین متعدد
کے ممالک جمع کر کے وہ سلطنت کی بنا رقایم ہوئی قریب کل سلطنت اسپانیول
اور پرتگال ۔ وفرانسس واٹالیا وصقالیا وغیرہ کے کچھہ کچھہ ممالک شامل
دار السلطنت اسلام ہو گئے +

اس عرصہ دراز کی سلطنت مین اون بلاد مین نامی گرامی علمار محدث وفقہار واہل
سلوک پیدا ہو گئے عموماً علوم وفنون وصنعت وحرفت وغیرہ کی اشاعت ہوئی
لیکن باہمی اہل اسلام کے نفاق اور شفاق سے مشیت ایزدی نے اوس
سلطنت کو ایسا میٹا کہ فی الحال اون ملکون مین اسلامی سلطنت کا نام ونشان نرہا
اس نفاق وشقاق وخود پرستی سے جو لوگون نے کفران نعمت کیا اور اس آسایش
وآرام وعزت وشوکت اسلام جو باہمی اتفاق سے پیدا ہوتا ہے ونام در سلطنت
اسلام سے حاصل ہو گیا تھا اسکا شکر نعمت بہول گئے نا عاقبت اندیشی سے آخرش
اون ملکونا مین سلطنت اسلامی سٹ گئی اور لوگون مین افلاس آگیا جمعیت مینا
تفرقہ پڑ گیا بسبب دین رونق اسلام جاتی رہی لوگون مین ضعف آگیا ۔
عیسائیان فرنگستان نے جنکی عملداری وہان ہو گئی تھی انہون نے موقع پاکر کل اشیار

کہانے پینے پہنے اوڑہنے وغیرہ کی تجارت اپنے قبضۂ اقتدار مین کرلی ہتی جس سے اہنین لوگون مین سے کسی کو کہانیکی چیز میسر نہ آتی ہتی باوجود روپیہ اشرفی کے کہانا نہین ملتا تہا جو لوگ نکل سکے وہان سے چلے گئے اور بہتیرے لوگ اپنے گہرون کے دروازہ بند کرکے بہوک پیاس کے صدمہ سے مرگئے ولیکن اُن لوگون کو کچہہ رحم نہ آیا +

ظلم کی مذمت

از رضا مین اخلاق

پے ظالم ہے آثار قیامت آہ مظلومان ‏— سحر محشر کی ہے یا شام شامت آہ مظلومان
ہے قہر آسمانی کی علامت آہ مظلومان ‏— دکھا دیتی ہے تصویر ندامت آہ مظلومان
بشر کو چاہئے مظلوم کی فریاد سے ڈرنا ‏— کہ آسان ہنگیا ہون پر ہے کب جور و ستم کرنا
نہین مظلوم کی ہے آہ کم شمشیر بُران سے ‏— کمان و تیر سے ناوک فگن ہے نوک پیکان سے
نہین کچہہ اسکی تیزی کم ہے برق آتش افشان سے ‏— شرر سے شعلۂ آتش فگن ہے آہ سوزان سے
یہہ وہ کالی بلا ہے جسکی سر پر آئی آفت ہو ‏— قیامت ہے قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو
دعا مظلوم کی مقبول باری جلد ہوتی ہے ‏— دل مغموم کی مطلب برآری جلد ہوتی ہے
ہے جنہین ظلم کی خو اُنکی خواری جلد ہوتی ہے ‏— موثر دل مین حق کی آہ و زاری جلد ہوتی ہے
گہلا دیتی ہے جان سرکشان کو آہ کی گرمی ‏— مٹا دیتی ہے سختی سنگدل کی ضبط کی نرمی
اُسی کے زور نے شہرون کا تباکر دیا پانی ‏— اسی کے نام سے اہل ستم کو ہے پشیمانی
کیا نازل اسی نے سرکشون پر قہر ربانی ‏— ہوئے برباد اسی سے ظلم و جبر قہر کے بانی

وہ غافل ہین نہین جو آہ مظلومان سے ڈرتے ہین
یہ وہ پرکالۂ آفت ہی جس سے کال ڈرتا ہے
غریب و مفلس و اہل زر و خوشحال ڈرتا ہی
رسائی آہ مظلومان کی جب عرش برین تک ہو
سر ظالم پہ آہ بے نوا بنکر بلا پہونچے
ہوا جو محو فریاد اسکی خالق تک صدا پہونچی
اثر سے اپنے ہرگز آہ مظلومان نہین خالی
جو ظالم ہین نہ اپنے قوت بازو پہ اترائین
کرین خوف خدا دلمین غریبونکو نہ ترسائین
حکومت پا کے حکمت سے نہ چلنا بیحیائی ہے
حکومت کی اگر کرسی ملے شکر خدا کیجیے
خیال انصاف کا ہو ترک عادات جفا کیجیے
ایاز قدردانے قدر اپنی آپ ہی جانی
ہوئی جب ظلم کی بیماری مہلک ہلاکو کو
پسند آئی تھی خو سے ظلم ایسے شاہ بدخو کو
مگر جب آہ مظلومان ہوئی خود خشمناک آخر
کہان ضحاک ظالم کا رہا ظلم و ستم باقی
کہان ہے ظالمان دہر کا جاہ و حشم باقی
کیا تھا ظلم جس نے اسکو مارا آہ بیکس نے

ہین مردود وجہان جو بیکسن پر ظلم کرتے ہین
گدا و بے نوا و شاہ خوش اقبال ڈرتا ہی
اسی سے خاطر فوج عدو پامال ڈرتا ہے
تو مقبول خدا کیون کر نہو اسمین کسیکو شک ہو
ہدف پر تیر کے مانند خود آہ رسا پہونچے
تو پھر کیونکر نہ ظالم کی سزا بنکر قضا پہونچی
سیہ بختی ظالم بن گئی ہے یہ بلا کافی
سمجھکر زار اور دون کو نہ اپنا زور دکھلائین
نہ چھیڑین بیگناہون کو کہ خود فوراً سزا پاتے ہین
ستاتے ہین وہی بیکس کو شامت جنکی آئی ہے
عنایت کی نظر مجبور پر صبح و مسا کیجیے
نکونامی کا سامان ہو یہی دل سے دعا کیجیے
اسی سے ہوگیا محمود کی نظرون مین لاثانی
مثال تیغ افشان تھی جنبش چین ابرو کو
امان تھی گھر مین انسانکو نہ راحت بن مین آہو کو
تو تفضیح و ذلت سے ہلاکو ہی ہلاک آخر
کہان راون کی ہے تیغ دو دم کا اب نم باقی
فقط اونکی روحون کو ہے بدنامی کا غم باقی
تھا حاصل زور جسکو کر لیا زیر اسکو بے بس نے

اثر کرتی ہے آہ غم رسیدہ جا کے پہر میں — مثال تیر گھس جاتی ہے جسم کوہ پیکر مین

سماتی ہے ہوا سے سرکشی جب شخص کے سر مین — خدا کا قہر اسکو پست کر دیتا ہے دم بہر مین

جو نادر شاہ بار ظلم اوٹھا کر کے چلا سر پر — وہ جا کے غم رسیدہ لیکی جا پہونچی بلا سر پر

اگر ٹانا زور پر زیبا نہین اولاد آدم کو — جو ظالم سے ہے پہونچ جاتا ہے سیدہا جہنم کو

نہین حاکم کو واجب ہے ستانا صاحب غم کو — پسند اصلا نہین یہ بات ہے خلاق عالم کو

ہوا استقدر باری جو غریبون کے چلا اٹہنے — کیا نمرود کو بیجان اک ادنی سی مچہر نے

غضب ہے دیدہ و دانستہ ہی لوگون سے نظر کرنا — غریبون پر ستم کی قہر کی ہر دم نظر کرنا

پئے عبرت بجا ہے حال ظالم کی خبر کرنا — دل ظالم پہ ہے کام اس نصیحت کا اثر کرنا

گری آ کر تری جب زمین و آسمان سوچے — نہین شک پہر ہلی آہ مظلومان کی تب ہو جہی

خبردار اے عزیز دنیا کے مال و دولت و حشمت — نہ سیکہو خوی ظلم و قہر و جور و شورش و بدعت

اگر حق سے ڈرو گے پہر نہ ہو گی ذلت و خفت — رہیگا خلق مین قایم نشان عظمت و عزت

نہ جب مظلوم ہو گا خوف اسکو آہ سے کیسا — نہین جو چاہ کن ہے رنج اسکو چاہ سے کیسا

نہین واجب ہے اتنا نشتر جلاد سے ڈرنا — ہے زیبا دل سے آہ بیکس ناشاد سے ڈرنا

غریبون کو دکہہ دینا زبانیکو ستانا ہے — جلانا انکے دل کا شہر کو گویا جلانا ہے

مدد جسپر خدا کی ہو وہ اوسکو ناتوان سمجہو — نہ دی ظالم کو جو گالی نہ اسکو بیزبان سمجہو

تمت تمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ سوم

قدیم زمانہ کے علمار کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتیں

بادشاہان زمانہ اور حکام وقت کے روبرو سچی بات وہی کہہ سکتا ہے جو بیم سر اور امید زر نرکھتا ہو۔

وہ واعظ نصیحت کرے شاہ کو	ہر اک بات سے جو کہ ہو بے خطر
نہ عزت کا غم ہو نہ ذلت کا پاس	نہو بیم سر اور نہ امید زر

حکایت

ایک عورت ضعیفہ کسی مقدمہ مین حجاج بن یوسف ظالم کے روبرو پکڑی ائی حجاج نے حسب العادت اپنے اوسکی نسبت قتل کا حکم دیا حاضرین نے بڑھیا کی تعریف کی

کہ یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتی ہے حجاج نے بڑھیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو اچھا وقت کوئی آیت قرآنی مجھکو سُنا دے تو قتل سے بچ جائے وہ بولی اذا جاء غضب اللہ والقہر ورایت الناس یخرجون من دین اللہ افواجا۔ یہ تقریر سُنکر حجاج بولا کہ یہ تو نے کیا غضب کیا ہے کہ قرآن بدل دیا ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح کی جگہہ اذا جاء غضب اللہ والقہر سُنایا ہے یدخلون فی دین اللہ کے مقام پر یخرجون من دین اللہ بنایا ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ برخوردار وہ زمانہ سید ابرار احمد مختار صلعم کا تھا کہ جب اذا جاء نصر اللہ والفتح کی آیت نازل ہوئی ہزاروں کفار دین الٰہی میں داخل ہوئے اب جو عبدالملک کی حکومت اور تیری امارت ہے لگے مسلمان مصیبت میں گرفتار اور مسلمانی سے بیزار ہیں اب اور کون اس دین میں داخل ہوگا پس اب یدخلون کا موقع اب کہاں رہا بلکہ یخرجون کا وقت آپہونچا ہے یہ بات سُنکر حجاج شرمسار ہوا اور بڑھیا کے خون سے درگذرا۔

نصیحت۔ ظالم و متکبروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا منع ہے بلکہ لازم ہے کہ جب انکے پاس جائیں بہ بے اعتنائی و غضب پیش آئیں کیونکہ اگر تم اُن کے روبرو بعجز و نیاز پیش آوگے تو وہ اور زیادہ ظالم متکبر ہو جائینگے۔

تم بھی ویسا ہی ہو جیسا کہ آدمی
دیجئے ان سے دوستی اور دشمنی دشمن کیساتھ

سرد سے سردی کرو اور گرم سے گرمی کرو
سخت سے سختی کرو اور نرم سے نرمی کرو

حکایت

ایک اعرابی سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا اُس سے سلیمان نے کہا کچھہ فرمائے

ادس نے کہا کہ اے امیر المومنین مین آپ سے کچھہ کہتا ہون اوسکو برداشت کرنا اور اگر برا مانوگے تو پچتاؤگے کہ ہم نے برداشت کیون نکی سلیمان نے کہا ہمارا حلم تو اتنا وسیع ہے کہ جس شخص سے نصیحت کی توقع ہنین ہوتی اور احتمال دغا کا ہوتا ہے اوسکے ساتھہ بھی حلم کرتے ہین تو جو شخص ہماری نصیحت کے لیے کہیگا اور ہم سے کچھہ فریب نکرے گا تو اوسکے ساتھہ حلم کیون نہ برتین گے۔ اعرابی نے کہا اے امیر المومنین آپکے گرد وپیش ہو ایسے لوگ مصاحب ہین کہ اونہون نے اپنی جانون کیلئے برائی اختیار کی اور دین بیچ کر دُنیا مول لی اور تمہاری رضامندی خداے پاک کی خفگی کے عوض اختیار کی اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین تو تمہارا خوف کیا اور تمہارے باب مین اللہ تعالے کا خوف نکیا آخرت کے ساتھہ لڑائی اور دُنیا کے ساتھہ صلح پسند کی تو جس چیز پر پاک پروردگار عالم نے تمکو امین کیا ہے تم اوسپر اون لوگون کو امین نکرو کہ اونہون نے امانت کے ضایع کرنے اور اُمت کے ذلیل وخوار کرنے مین کوئی دقیقہ ہنین چھوڑا اور تم سے اونکے اعمال کی بازپرس ہوگی اور اون سے تمہارے اعمال کا سوال نہوگا تو تم اپنی آخرت بگاڑ کر اونکی دنیا درست نکرو کیونکہ لوگون مین زیادہ تر خسارہ اوسکو ہی ہے جو دوسرے کی دُنیا کے بدلہ مین اپنی آخرت کھو بیٹھے۔

اور دُنیا سے اصل مقصود کیا ہے اگر یہی بات ہے کہ کھانا اچھا کھانیکو ملجاے تو چارپاے بشکل آدمی کہلاتا ہے کیونکہ کھانیکی حرص حیوانون کا کام ہوتا ہے اور اگر اچھی پوشاک زرق برق پہنے تو عورت بصورت مرد کہلاے کس لئے کہ زیبایش اور آسایش بناؤ سنگھار عورتون کا کام ہوتا ہے۔ اور اگر خدمت گذاری سکے وجہہ اطاعت کیجاے تو جاہل بشکل عاقل ہوتا ہے۔ اگر عقلمند انسان ہو تو جان سکتا ہے کہ محکوم اور خدمت

گذارا اپنا پیٹ بہرنے اور خواہش دنیوی کے لیئے خدمت کرتے ہین اگر ایک دن بہی اونکو کچہہ حاصل نہو تو اوسکے گرد نہ پہٹکین۔ تو اوسکی خدمت و اطاعت جو کرتے ہین یہہ اپنی خواہش کا پہندا ابنار کہا ہے اور وہ جو بندگی کرتے ہین اپنی ہی خواہش کی دیکہو اگر کہین وُہ افواہاً سُن پاتے ہین کہ اب تہوڑے زمانہ مین حکومت کسی دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اِس سے مُنہہ پہیر لیتے ہین اور اوسُ کا تقرب بہزار حیلہ و کوشش کرکے دہونڈتے ہین اور جہان کہین روپیہ پیسہ ملنے کا گمان ہو جاتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرنے لگتے ہین۔ پس در اصل اسکا نام خدمت کرنا نہین بلکہ اُس پر ہنسنا ہوتا ہے اور عاقل وہی شخص ہے جو اون کامون کی رُوح اور حقیقت کو خوب جان جائے اور دنیا طلبیون و خواہشمندون و خود غرض و بد عہد لوگون کی مصاحبت سے حذر کرتا رہے اور اونکی فریب وغیرہ سے بچے۔

سہ فعل است بد و رہنماے شر ۔ کزان نفس را میل باشد بشر
یکی نقض عہد است کاندر وجود ۔ ازو خصلتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن سوم غیبت یعنی ۔ کزو دین و دانش بود در خطر
گرت ہست مردی و ہوش و خرد ۔ ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

حکمت ایماندار انسان چار چیزون یعنے چار چیزون کو پاک رکہتا ہے اوّل دلکو حسد سے دوسرے جہوٹ و غیبت سے زبان کو تیسرے شکم کو لقمہ حرام سے چوتہے اعمال کو ریا سے۔

اولاً دل کو حسد سے پاک رکھہ ۔ بعد ازان دہو کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے ۔ پیٹ مت بہر کہا کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روے وریا ۔ تا تجہے حاصل ہو فخر و عز و شان

حکمت۔ جسطرح کہ بدلوگون کی صحبت سے بچنا ضرور ہے اسی طرح انکے افسانون اور قصون وکتابون کا سُننا اور دیکھنا منع ہے کہ انکے سُننے اور دیکھنے سے دلپر کدورت آجاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے ✣

بے خبر بدون کی اُلفت چھوڑ دی	بھاگ ان کی دوستی سے ہر زمان
مُنھ نکر ناپاک اسکے ذکر سے	تام لیکر ست بگاڑ اپنی زبان

حکایت

ایک روز ہشام بن عبدالملک شکار کرتا ہوا نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا ہرن تو ہاتھ نہ آیا وہان ایک لڑکا بکریان چرا رہا تھا مسخرا لڑکے سے کہا کہ تیرے پاس ہرن ہی ہے لڑکے نے کہا کیا تیری موت آئی ہے جو میرے طرف حقارت نظر کی اور رجہ سے معاشرت حقارت کی تیری گفتگو جاری اور فعل تیرا جباری ہے ہشام نے کہا او چھوکری تو مجھکو پہچانتا نہین ہے اوس نے کہا تو نے تو بے ادبی سے پہلے ہی اپنے تئین پہچنوا دیا کہ بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع کر دی ہشام نے کہا مین ہشام بن عبدالملک ہون لڑکے نے کہا خدا تیرے گھر کے قریب نہ لیجائے اور نہ کسی زندہ کو تیری قبر دکھلائے وہ یہ کہی رہا تہا کہ خدم وحشم ہشام کا آہی پہونچا اور ہشام نہایت غصے مین آگ بگولا ہوکر لوگون سے کہا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے آؤ وہ جب دارالخلافت مین پہونچا سب وزیر وامیر وارکان دولت نے ہر ایک اداب خلافت بجا لایا مگر وہ لڑکا چپ چپ سر جھکائے کھڑا رہا آخرش وزیر وارکان دولت نے لڑکے سے کہا او گیدی عرب کے کس چیز نے باز رکہا ہے تجھکو امیر المومنین پر سلام کرنیسے اوس نے کہا او پالان

گدہے کے اتنی دور سے چلتے چلتے میرا دم چڑھگیا ہے حواس ٹھکانے نہین ہین بعض ندمانے کہا او گدہے کے بچے بہت فضول تو بکا امیر المومنین کے سامنے اور اونسے لفظ بلفظ تونے تخاطب کیا اوس نے جواب دیا او بہو کے سنگستان کے اور سرمہ لگانے والے سب فرزند کیا تو نے نہین سنا قول اللہ پاک کا اپنی کتاب منزل مین اپنے نبی مرسل پر یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسها پس جب پاک پروردگار عالم کے سامنے آدمی جدال کرینگے اس بیچارے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اون سے کوئی لفظ بلفظ تخاطب نکرے اسبات کے سنتے ہی ہشام کو اور غصہ کی آگ بھڑک اوٹھی اور حکم دیا کہ ہمین ہمارے روبرو اسکا سر اوڑا ڈالو جلاد طلب ہوا اور نطع بچھا کر او سپر وہ دراز کیا گیا اور جلاد نے تین مرتبہ پوچھا یا سید میرے مین تمہارا بندہ ذلیل لب گور ہون کیا اسکا سر کاٹ ڈالون اور مین بری ہون اسکے خون سے ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اوسکا سر تن سے جدا کر مگر تیسرے مرتبہ جب حکم دیا تو وہ لڑکا پڑا پڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا پھر اوسکو کھڑا کرو جب وہ کھڑا ہوا تو کہا او چھوکرے مرنے پر تو ہنستا ہے اور جینے پر تو لڑتا ہے کیا تو مجھ سے چھل کرتا ہے یا اپنے نفس سے سخراپن کرتا ہے لڑکے نے کہا پہلے میری دو باتین سن لیجئے پھر جو جی چاہے سو فرمائیے گا حکم دیا کہو اوس نے کہا یہ میرا اول وقت ہے آخرت کا اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سے آوہر آئیے اگر اس مدت مین کوتاہی ہوئی یا اجل مین کچھہ تاخیر ہوئی تو آپکی گفتگو کچھہ مجھے ضرر نکریگی نہ تھوڑی نہ بہت لیکن مجھے چند اشعار یاد آگئے ہین اسکو آپ اپنے گوش دل سے سن لیجیے

نبئت ان الباز علق مرة		عصفور برساقه المتقدور

فقالہ العصفور مانی الصغارہ
والباز منہمک علیہ یطیبس

مایغنی المثلک شبعۃ
ولئن اکلت فاننی لحقیس

فتعجب الباز المذل لنفسہ
عجبا واقلت ذلک العصفو

ہشام یہ سُنکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا اور کہا خدا کی قسم اگر ابتدا سے یہ اسطرح گفتگو کرتا تو سوا خلافت کے جو کچھہ مانگتا مین اسکو بخش دیتا پھر کہا او چہو کرے اپنا مُنھ کہول جب اوس نے منھ کہولا تو موتی وجواہر سے اوسکا مُنھ بہر دیا اور نقد وجنس وخلعت پہنا کر رخصت کیا +

ہشام بن عبدالملک بدمزاج تہا اور حضرت زید بن زین العابدین بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی کے عہد مین شہادت پائی۔

ایک مرتبہ اس نے اس تزک وشان کے ساتہہ حج کرنیکے لیے مکہ معظمہ گیا کہ چھہ سو اونٹ صرف اسکی پوشاک وتجمل کے اسباب کا لدا ہوا ساتہہ تہا اسپر سلطنت کے اسباب کا خیال کر لینا چاہیئے کہ کسقدر تہا اونیس برس اس نے حکومت کی اکہتر برس کی عمر پائی ۱۲۴ھ ہجری مین مرگیا لیلی مجنون اسکے ہم عہد تہے۔

حکمت ۔ چار چیزون کے استعمال سے بادشاہ کی ہیبت جاتی ہے بے رعبی ظہور مین آجاتی ہے ۔ اوّل ہزل وتمسخر ۔ دوسرے سفلون کی صحبت تیسرے عورتون کی محبت ۔ چوتہے کار بے مشورت ۔

بادشاہ سے کوئی بھی ڈرتا نہین
ہو اگر ہزل وتمسخر درمیان

رعب کہو دیتی ہے شاہنشاہ کا
صحبت بد اور محبت باز نان

فائدہ ۔ بادشاہ ہر وقت محکمہ شورہ کا محتاج رہتا ہے کہ ایک جماعت مردم کا اہل عقل

داخل الشعور اہل فراست و تجربہ کی اوسکے پاس ہو جنسے ہر مشکل امر مین معاملات رعایا مین مشورہ لیوے اس لئے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینے والا کبھی نادم نہین ہوتا جو مشورہ نہین لیتا یا لیتا ہے مگر اوسپر عمل نہین کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے مشیرون کا مومن ہونا چاہیئے صلاح نیک دین یہ اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اہل مشورت ہی دیندار خدا ترس خیرخواہ اہل علم وفضل ہون جیلی چاپڑ جاہل اور خودغرض نہون اکثر سلاطین ورؤسا اسی طرح برباد ہو گئے کہ فقط اپنی رائے وہم وخیال پر کام لیا یا اون خوشامدیون کے مشورہ پر چلے جو لوگ اس کام کے لائق ہی نہ تھے۔

حکمت - جو انسان صرف اپنے وہم وخیال پر کام کرتا ہے وہ ایسا ہی جیسے کوئی سُننے والا گونگے سے خبر پوچھے۔

از یقین کن کار اے اہل یقین	شو نہ اندر وہم پابند خیال
خواب دان بیشک خیال خویش را	گر توئی بیدار دل اہل کمال

حکایت

عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی رح کو خلیفہ منصور نے بلوا بھیجا اور جب آپ آچکے تو نصیحت کا خواہان ہوا آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے عطیہ بن بشیر سے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم اپنی رعیت کا بدخواہ مریگا اللہ پاک پروردگار عالم اوسپر جنت حرام فرمائیگا۔ اسے امیرالمومنین جس شخص نے حق کو برا جانا اوس نے خدائے پاک کو برا جانا اللہ تعالیٰ حق مبین ہے

چونکہ پروردگار عالم نے تمہاری رعیت کے دلون کو تمہارے واسطے نرم کر دیا ہے کہ
تمکو انکی حکومت دی پس تمکو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالی کے واسطے انکا حق بجا لاؤ اور
انصاف کے ساتھہ رہو اور انکی عیب پوشی کرو فریادیون کی فریاد سنو انکے لئی
اپنے دروازے بند نکرو اور پہرہ چوکی نہ بٹھاؤ اگر انکو آسایش ہو تو خوش ہو
اور اگر تکلیف ہو تو رفع کرو پہلے تمکو خاص اپنی فکر تھی اور اب اس تمام خلق اللہ کا
بار تمپر ہے عرب اور عجم اور کافر اور مسلم سب تمہاری قبضہ مین ہے اور اونمین سے
ہر ایک کا حصہ تمہارے عدل مین ہے اس صورت مین انکے جوق جوق کہڑے
ہو جائین اور کوئی تمہارے مصیبت ڈالنے یا کوئی حق دبا لینے کا شکوہ کریگا تو پھر
تمہارا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھسے حدیث بیان کی مکحول نے عروہ بن
رویم سے کہ سلطان الانبیا سرور عالم صلعم کے دست پاک مین شاخ تھی خرمیکی جس
سے آپ مسواک فرماتے تھے اور منافق لوگ اوس سے ڈرتے تھے آپ کے
پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یہ شاخ کیسی ہے جس سے آپ نے اپنی امت کے دل توڑے اور اونکو رعب
سے پر کر دیا اے امیر المومنین پس جو شخص انکی جلدون کو پہاڑے گا اور اونمین
خون ریزیان کرے گا اور اونکے شہر ویران کرے گا اور ملکون سے جلا وطن کریگا
اور اسکا خوف انکو غائب کرے گا تو اوسکا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھہ
سے حدیث بیان کی مکحول نے زیاد سے اور اونہون نے حارثہ سے اور حارثہ
نے حبیب بن سلمہ سے کہ سردار عالم سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات
پاک سے قصاص لینے کو ارشاد فرمایا یعنے آپ کے دست مبارک سے ایک اعرابی کو

تا دانستگی مین صرف کہر و بچا لگ گیا تھا آپ نے اعرابی کو بلایا اور فرمایا کہ مجہہ سے قصاص لے اُس نے عرض کیا کہ مین نے آپ کو معاف کیا آپ پر فدا ہون میرے والدین مین ایسا نہین جو آپ سے قصاص لیتا گو آپ مجھکو جان ہی سے مار ڈالتے آپ نے اس کے حق مین دعاے خیر فرمائی۔ اے امیر المومنین اپنے نفس کو اسی کے نفع کے لیے ریاضت دو اور اسکے واسطے اپنے پروردگار سے امن حاصل کرو اور اُس جنت کی رغبت کرو جسکا عرض آسمانون اور زمین کے برابر ہے اور جسکی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کسی کو جنت مین سے ایک کمان کی مقدار کا ہونا دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔ اے امیر المومنین اگر سلطنت تم سے پہلے لوگون کی پایدار رہتی تو تمکو نہ پہونچتی اسی طرح تمہارے پاس بھی نرہیگی جیسے اورون کے پاس نرہی۔ اے امیر المومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت شریف کی تفسیر کیا منقول ہے۔ مالہذا الکتاب لایغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ صغیرہ سے مراد مُسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد ہنسنا تو جب مُسکرانا و ہنسنا صغیرہ کبیرہ ٹہیرے تو ہاتون کے اعمال اور زبانون کے اقوال کا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مین نے سُنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر ضایع ہو کر مر جاے تو مجھکو ڈر ہے کہ کہین اُسکی پوچہہ مجہہ سے نہو تو آپ فرمایئے کہ جو لوگ آپکے فرش ہی پر ہون اور تمہارے عدل سے محروم رہین تو انکا مواخذہ تم سے کیسے نہو گا اے امیر المومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا سے

اس آیت شریف کی تفسیر کیا آئی ہے یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم
بین الناس بالحق ولا تتبع الہوی فیضلک عن سبیل اللہ آپ نے فرمایا
ہے کہ اللہ تعالی نے زبور مین ارشاد کیا کہ اے داؤد جب مدعی اور مدعا علیہ تیرے
سامنے بیٹھین اور تجکو اون مین سے ایک کی طرف میل ہو تو ہرگز اپنے دل مین
یہ نہین سوچنا کہ حق اسی کو ملے اور دوسرے پر ہی فتح یاب ہو ورنہ مین تجکو
اپنے نبوت کے دفتر سے میٹ دونگا پھر نہ تو میرا خلیفہ رہیگا نہ کچھہ بزرگی پائیگا
اے داؤد مین نے اپنے رسولون کو اپنے بندون مین ایسا کیا ہے جیسے اونٹونکے
چرانے والے کہ وہ طریق حفاظت سے واقف ہوئے ہین اور سیاست
نرمی سے کرتے ہین توٹے کو باندتے ہین اور دُبلے کو چارہ پانی سامنے کرتے
ہین۔ اے امیر المومنین تم ایسے امر مین مبتلا ہوئے ہو کہ اگر بالفرض آسمانون
اور زمین پر پیش کیا جاتا تو اُسکے اٹہانے سے ڈر جاتے اور انکار کر دیتے۔
دیکھو مجہہ سے حدیث بیان کی یزید بن جابر نے عبد الرحمن بن عمرہ انصاری سے
کہ فرمایا جناب سردار عالم صلعم نے کہ جو حاکم کہ لوگون کے معاملات مین سے
کسی چیز کا والی ہوگا وہ قیامت کے روز اسطرح لایا جائے گا کہ اُسکے ہاتہہ گردن
سے بندہے ہونگے اور اونکو بجز اُسکے عدل کے اور کوئی چیز نہ کہولیگی پہر جہنم
کے پل پر کہڑا کیا جائیگا اور وہ پل اُسکو ایک ایسا جہٹکا دیگا جس سے اُسکا جوڑ جوڑ
اپنی جگہہ سے ہلجائیگا پہر حالت اصلی پر آجائیگا اور حساب لیا جائیگا تو اگر محسن ہوگا
تو تب کہین اپنے احسان کے باعث سے بچ جائیگا اور اگر بدکار ہوگا تو پل اسکا
جگہہ سے پہٹ جائیگا اور دوزخ مین ستر سال کی راہ نیچے جا پڑے گا۔ منصور نے

اپنا رومال منھہ پر رکھہ لیا پھر اتنا رویا اور ڈاڑھین مارین کہ مجکو بھی رولا دیا۔ پھر مین نے کہا اے امیر المومنین آپ کے دادا حضرت عباس بن عبد المطلب نے سردار عالم صلعم سے حکومت مکہ معظمہ یا طایف یا مین کی مانگی تھی آپ نے انکو ارشاد فرمایا کہ اے عم بزرگوار آپ اگر اپنے نفس کو مشقت سے دُور رکھین تو اُس حکومت سے بہتر ہے جسکو آپ محیط نہو سکین یہ آپ نے حضرت عباس رض کو اسلئے فرمایا کہ عم بزرگوار کی خیر خواہی اور شفقت کا مقتضا تھا اور حضرت عباس رض کو آپ نے یہ بہی خبر دی کہ تمہارے سلئے اللہ پاک پروردگار عالم سے مین کچھہ کام نہ آؤنگا یعنے جب آپ پر وحی ہوئی وانذر عشیرتك الاقربین تو آپ نے حضرت عباس رض و حضرت صفیہ رض اور حضرت فاطمہ زہرہ رض کو فرمایا کہ اے عباس رض و اے صفیہ رض چچا پھوپی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اے فاطمہ رض جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک سے مین تمہارے کچھہ نہ کام آؤنگا مجکو میرا عمل مفید ہوگا اور تمکو تمہارا عمل۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگونکی حکومت کا کام اُسی سے بن آوے گا جو عقل کا مضبوط اور تدبیر مین صایب ہو کوئی بُرائی اسکی ظاہر نہو اور نہ یہ خوف ہو کہ اپنی قرابت کی حمایت کرے گا اور اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین کسی طعن کرنے والے کی ملامت اُسپر اثر نہ کرے۔ اور حاکم بہی چار قسم کے ہوتے ہین ایک وہ ہے کہ خود بہی محنت کرے اور اپنے عاملون سے بہی محنت لے تو اُسکا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک کی راہ مین جہاد کرنیوالا اُس شخص پر خداوند عالم کی رحمت کا ہاتھہ پہیلا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرا حاکم وہ ہے کہ اوسمین کسی قدر ضعف ہے وہ خود تو مشقت کرتا ہے اور اسکے عامل مزے اوڑاتے ہین اِسکے

اسکے ضعف کے سبب سے تو وہ تباہی کے کنارہ پہ ہے الآیہ کہ اللہ پاک اسپر رحم فرماے تیسرا حاکم جو عالمون سے مشقت لے اور خود آسایش کرے تو وہ حطمہ ہے جسکی شان مین رسول پاک پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ بدترین حاکمون کا حطمہ ہے تو وہ تنہا ہالک ہے۔ چوتھا وہ حاکم ہے کہ خود بھی مزہ کرے اور اسکے عامل بھی تو وہ سب کے سب ہلاک ہونے والے ہین۔ اے امیر المومنین مین نے سنا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جناب سردار عالم سلطان الانبیا صلعم کی خدمت فیضدرجت مین آئے اور عرض کی کہ مین اسوقت آپ پاس حاضر ہوا ہون کہ وہ انگیٹھیان آتش دوزخ پر رکھہ دی گئی ہین کہ قیامت کیلیئے بھڑکائی جاوے آپ نے فرمایا کہ اے جبریل مجھہ سے دوزخ کا حال بیان کیجیئے انہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ بھڑکائی گئی وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس تک بھڑکائی گئی کہ وہ زرد ہوگئی پھر ہزار برس تک بھڑکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی تو اب وہ سیاہ ہے کہ نہ اسکا پل نظر آتا ہے اور نہ شعلہ بجھتا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھہ بھیجا ہے کہ دوزخیون کے کپڑون مین سے اگر ایک کپڑا زمین والون کو صرف دکھلایا جاے تو سب مرجائین اور اگر ایک ڈول اسکے پانیکا زمین کے سب پانیون مین ملا دیا جاوے تو جو کوئی پھر انہین سے چکھے وہ فوراً مر ہی جاوے اور اوسکی زنجیرونمین سے جسکا پاک پروردگار عالم نے ذکر کیا ہے اگر ایک کڑی زمین کے سب پہاڑون پر رکھہ دی جاوے تو سب پگھل جائین اور اگر کسی شخص کو دوزخ مین داخل کرکے پھر دنیا مین نکالا جاوے تو باشندے زمین اسکی بدبو اور شکل کی برائی وہیبت سے مرجائین۔ جناب سرور عالم صلعم اس حال کو سنکر روئے اور

آپ کے ساتھ حضرت جبریئل علیہ السّلام بھی رو پڑے پھر جبریئل علیہ السّلام نے عرض کی
اے سرورِ عالم ومحبوب رب العالم کیا آپ روتے ہین آپکے تو اگلے پچھلے گناہ معاف
ہوگئے ہین آپ نے فرمایا کہ میرا گریہ شکر کا ہے بھلا مین شکر گذار بندہ نہون اور یہ تو
بتاؤ کہ تم روح الامین اور اللہ پاک کی وحی کے امانت دار ہو بھلا تم کیون روئے
حضرت جبریئل نے عرض کی کہ مین ڈرتا ہون کہ میرا حال کہین ہاروت وماروت
کا سا نہو جائے یہی وجہ ہے کہ جس سے اپنے پروردگار عالم کے نزدیک جو میرا
رتبہ ہے اسپر مین بھروسہ نہین کرتا ورنہ اسکے داؤ سے مامون ہو جاؤنگا۔
غرضکہ دونون روتے رہے یہان تک آسمان سے ندا ہوئی کہ اے جبریئل
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک نے تم دونون کو اس بات سے مامون
کر دیا کہ تم اسکی نافرمانی کرو اور وہ تمکو عذاب دے اور جناب سلطان الانبیا رسول
رب العالمین صلعم کی فضیلت تمام انبیا پر ایسی ہے جیسے جبریئل علیہ السّلام کی تمامی فرشتون
پر۔ اے امیر المومنین مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رضہ نے دعا مانگی
تھی کہ الٰہی اگر تو جانتا ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میرے سامنے بیٹھتے ہین تو اون
مین سے جو حق سے میل کرے خواہ قریب ہو یا بعید اگر مین اوسکی رعایت کرون
تو مجھکو ایک دم کی مہلت نہ دینا۔ اے امیر المومنین اللہ پاک کے حقوق کی بجا آوری
اُسکی مخلوق مین نہایت ہی سخت کام ہے اور سب سے زیادہ بزرگی اللہ تعالیٰ کے
نزدیک تقوی ہے اور جو شخص پاک پروردگار عالم کی اطاعت سے عزت کا خواہان
ہوتا ہے تو اللہ پاک بلند کرتا ہے اور عزت دیتا ہے اور جو کوئی اسکو خداوند عالم
کی نافرمانی سے طلب کرتا ہے تو احکم الحاکمین اسکو پست اور ذلیل کرتا ہے

یہ ہے میری نصیحت والسلام

حکایت

ابن مہاجر کہتے ہین کہ ایک روز خلیفہ منصور مکہ معظمہ مین حج کیلئے آیا تہا رات کے وقت ہنگام سحر حرم شریف کا طواف کر رہا تہا کہ اتنے مین سُنا کہ ایک شخص ملتزم کے پاس یون کہہ رہا ہے کہ الٰہی مین تیرے ہی سامنے شکایت کرتا ہون کہ زمین مین سرکشی اور فساد ظاہر ہو گیا اور ظلم و طمع حقدارون مین اور انکے حقوق حائل ہو گئے منصور یہ سُنکر جہٹ پیہان تک کہ اسکا سب قول سُنا پہر وہان سے نکلکر مسجد کے ایک طرف مین جا بیٹھا اور اُس شخص کو روبرو بلوایا اور جب وہ آچکا تو اوس سے پوچھا کہ تم جو یہ کہتے ہے کہ زمین مین سرکشی اور فساد برپا ہو گیا اور حق دار ونکے حق مین ظلم اور طمع حائل ہین یہ کیا بات ہے مین نے جو یہ امر سنا تو مین بیمار ہو گیا اور مجہکو نہایت قلق ہوا۔ اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری جان مامون کردین تب تو مین سب باتین مع اُنکی جڑ و ان کے آپ سے کہدونگا اور نہین تو مین اپنے ہی نفس پر اکتفا کرونگا کہ مجکو اسی کے دہندے سے فرصت ہی نہین منصور نے کہا کہ تو جان سے مامون ہے۔ اُس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص مین خواہش نفس اور اتنی طمع آگئی ہے کہ وہ اسکے اور حق کے درمیان مین حائل و سرکشی و فساد کی درستی کے مانع ہے وہ آپ ہی ہین۔ منصور نے کہا کمبخت مجہہ مین طمع کیسے آیگی زر و سیم میرے ہاتہہ مین ہے اور تلخ و شیرین میرے قبضہ مین

اس نے کہا کہ اے امیر المومنین جتنی طمع تم مین گھس گئی ہے بہلا اور کسی مین بہی
اسقدر ہوئی ہو گی ۔ دیکہو شہنشاہ پاک پروردگار عالم نے تمکو مسلمانون کے
معاملات اور اموال کا حاکم انکی حفاظت کے لیے کیا اور تم انکے معاملات سے غافل
ہوکر اونہین سے مال جمع کرنے مین پڑ گئے اور اپنے اور انکے درمیان چونہ اور اینٹ
کی دیوارین اور لوہے کے دروازے اور ہتیار بند دربان مقرر کیے اور اپنے
آپ کو ان محلات مین محبوس کرلیا کہ کوئی تمہارے پاس بہی آنے نہ پائین اور اپنے
عاملون کو مالون کے اکہٹا کرنے اور بزور تحصیل وصول کرنیکو بہیجدیا اور آپ نے اعوان
سلطنت جلیس و مصاحب اور مددگار ظالم مقرر کیے کہ اگر تم بہولتے ہو تو وہ یاد نہین
دلاتے اور اگر اچہا کرتے ہو تمہاری مدد نہین کرتے اور تم نے انکو مال اور سواری
وہتیار دیکر ظلم پر قوی کردیا ہے اور یہ بہی حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس بجز اشخاص
معین کے جنکا نام تمنے بتلادیا ہے اور کوئی آنے ہی نہ پاوے اور اس امر کی اجازت
ہی نہین دی کہ کوئی مظلوم یا اندوہناک یا بہوکا یا ننگا یا کم زور یا محتاج تمہارے
یہان سے کچہہ پاوے حالانکہ انہین سے کوئی ایسا نہین جسکا حق اس مال مین نہو
پس جب تمہارے ان خدمیون نے جنکو تم نے خواص مقرر کیا ہے اور رعیت پر
ترجیح دے رکہی ہے کہ انکو کوئی تمہارے پاس آنے سے نہ روکے یہ دیکہا کہ مال
بیت المال سے بعض چیز تم اپنے لیے رکہہ لیتے ہو اور اسکو غریبون اور مسلمانون
مین تقسیم نہین کرتے تو اونہون نے دل مین سوچا اور کہا کہ خلیفہ تو پاک پروردگار
عالم کی خیانت کرتا ہے ہم خلیفہ کی خیانت کیون نکرین اسلیئے اونہون نے آپس
مین اتفاق کرلیا کہ جو لوگ کہ رعیت کے اخبار خفیہ جانتے ہون انکی رسائی خلیفہ تک نہو

لیکن جسکو دے چاہین تو وہ پہونچ سکے اور ایک یہ کہ تمہارا عامل کہین جائے اور
اُسکے خلاف منشا کوئی امر کیجے تو اسکو رہنے ہی نہین دیتے یہان تک کہ ذلیل اور
بیقدر ہو جاتا ہے۔ جب تمہارا اور تمہارے خواص کا حال اسطرح پھیل گیا اور
رعایا کے ساتھہ اسطرح کا طرز عمل ہو گیا تو لوگون نے آپ کے ارکان دولت کو
بڑا سمجھا اور اُن سے ڈرے اور سب سے پہلے تمہارے عاملون نے تحفے اور مال
انکے پاس بھیجکر اُن سے آشتی کی تاکہ تمہاری رعیت پر خوب ہی ظلم کرین اور کچھہ
شنوائی نہو۔ پھر جو اور لوگ ذی اختیار اور مالدار تھے انہون نے آپ کے مُصاحبون
کو رشوت دی کہ جو جو لوگ اُنسے کم ہون وہ اُنپر اپنے دل کے پھپولے پھوڑین
اسی طرح اللہ پاک کے شہر سرکشی اور فتنہ و فساد کی طمع سے بھر گئے اور یہ مُصاحب
سلطنت مین تمہارے شریک ہو گئے اور تمکو خبر بھی نہین اگر کوئی دادخواہ آجاتا ہے
تو اُسکو کوئی تمہارے پاس جانے بھی نہین دیتا اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جب
سواری نکلے اُسوقت اپنا حال عرضی مین لکھکر گذرانے تو معلوم کرتا ہے کہ آپنے
اس امر کی ممانعت کر دی ہے۔ اور تم نے جو ایک شخص کو مظلومون کے حقوق کا
ناظر مقرر کیا ہے اگر مظلوم اُسکے پاس جاتا ہے اور تمہارے معتمدون کو اُسکی اطلاع
ہو جاتی ہے تو ناظر جی سے یہی کہدیتے ہین کہ اسکی درخواست پیش کرنا نچاہیے
اور اگر ناظر ذی حرمت ہے اور اُسکا قول مانا جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے معتمدون
کے ڈر سے یا اور کسی سبب سے جو چاہتا ہے وہ کچھہ نہین سکتا۔ غرضکہ مظلوم بیچارہ
اُسکے پاس دوا دوش کر کے شکوہ یا فریاد کرتا ہے اور وہ اوسکو نکال دیتا ہے یا بہانہ
کرتا ہے جب باوجود کوشش کے ناکامیابی کے ساتھہ نکالا ہی جاتا ہے تو وہ آپ کی

سواری نکلنے کے وقت آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اتنا مارا اور پریشان کر دیا جاتا ہے
کہ اعضا بھی کہین سے کہین ہو جاتے ہین تا کہ دوسرون کو عبرت ہو اور تم تاکتے
رہتے ہو نہ تو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہو وہ نہ زبان ہی سے منع کرتے ہو داد رسی تو
ایک طرف رہتی یہہ دوسری مصیبت آ پڑی - اب ایسی صورت مین مسلمانی سے
قطع نظر سعدلت اور عافیت عامہ کی کیا چیز باقی رہی - پہلے ہی بنی امیہ اور اہل عرب
تھے کہ جہان مظلوم اُنمین آ پہونچا اوسیوقت اوسکا مقدمہ پیش کر کے انصاف
اور فیصل حقوبات بلا توقف کر دیا جاتا تہا - اور بعض اوقات آدمی ملکون سے
دوسرے کنارہ سے آکر بادشاہی دروازہ پر پہونچ کے پکارتے تھے کہ اے اسلام
والو تو سب اُسکی طرف دوڑتے تھے اور پوچھتے تھے کہ تجھے کیا ہوا اور اسکا مقدمہ
دربار شاہی مین پیش کر کے اسی دم اُسکا انصاف کرا دیتے تھے - اور مین یا امیر المومنین
چین کی سرزمین مین سفر کیا کرتا تہا اور اُس ملک مین ایک بادشاہ تھا ایک مرتبہ
جو سیاہ اودہر کو گذر ہوا تو وہ بادشاہ بہرا ہو گیا تھا اور اپنی قوت سامعہ کے جانے سے
وہ رونے لگا وزیرون نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین خدا نہ کرے کہ آپ روئین
اُسنے کہا کہ مین بہرہ ہو گیا اسلیے روتا ہون ہر چند مجکو اپنی مصیبت پر رنج ہین
مگر یہ تردد ہے کہ مظلوم دروازہ پر کھڑا چیخا کرے گا اور مین اوسکی آواز نہ سنونگا پھر
اُسنے یہ کہا کہ میرے کان جاتے رہے تو کیا ہوا میری آنکھین تو موجود ہین لوگون
مین منادی کردو کہ کوئی سرخ لباس نہ پہنے صرف وہی شخص پہنے جو مظلوم ہو پھر وہ
صبح و شام سواری ہاتھی گھوما کرتا تہا کہ کوئی مظلوم نظر پڑے تو اسکا انصاف کرے -
اے امیر المومنین مقام تامل ہے کہ بادشاہ چین مشرک ہو کر اسطرح کی عنایت اور رحمت

مشرکین کے حال پر رکہتا ہے اور سلطنت مین اپنے نفس کے بخل پر ترس کرتا ہے اور تم
اللہ پاک پروردگار عالم پر ایمان رکہتے ہو تمکو بیچارے مسلمانون پر مہربانی غالب نہین ہوتی
اور اپنے نفس کے بخل پر ترس نہین آتا - اور تمہارا بخل بیکار ہے اسلئے کہ تم مال کو تین
باتون مین سے ایک کیلئے جمع کرتے ہو - اگر یہ کہو کہ مین اپنے لڑکے کیلئے جمع کرتا ہون
تو اللہ پاک پروردگار عالم نے تمکو بچہ کے باب مین عبرتین دکہلادی ہین کہ جب اپنی
مان کے پیٹ مین سے نکلتا ہے تو روے زمین پر اوسکا کوئی مال نہین ہوتا اور
دنیا مین ایسا کوئی مال نہین جسپر کسی نہ کسی ممسک ہاتہہ کا قبضہ نہو مگر اللہ پاک اوسپر
اپنی عنایت کرتا ہے یہان تک کہ لوگون کی رغبت اسکی طرف بڑہ جاتی ہے اور جو
کچہہ اسکو ملتا ہے وہ آدمی نہین دیتے بلکہ پاک پروردگار عالم اسکو دیتا ہے اور یہ بہی نہین کہ
تمکو بہی لڑکا عنایت ہو بلکہ خداوند عالم جسکو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے اور اگر یہ کہو کہ مین
مال اسلئے جمع کرتا ہون کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کرون تو اس امر مین بہی اللہ جلشانہ
نے تمکو گذشتہ لوگون کی عبرتین دکہلادین کہ جو کچہہ زر و سیم انہون نے جمع کیا تہا
انکے کچہہ کام نہ آیا اور وہ جاہ و حشم اور ہتیار و سواری سب بیکار ہوگئے کہ جب مالک الملک
کو تمکو اسطرح مالک کرنا منظور ہوا تو اس سے کچہہ حرج نہوا کہ تمہارے پاس اور تمہارے
بہائیون کے پاس مال کم تہا - اور اگر یہ کہو کہ مال اسلئے جمع کرتا ہون کہ جس حال مین اب
ہون اُس سے زیادہ اور عمدہ مطلوب ہاتہہ آجاے تو اسکو جان رکہو کہ جس مرتبہ
پر تم اب ہو اُس سے بڑہ کر جو مرتبہ ہے وہ بدون اعمال صالحہ کے حاصل ہی نہین ہوتا
ہے اے امیر المومنین بہلا تم عاصی کو قتل سے زیادہ بہی کوئی سزا دیتے ہو - خلیفہ نے کہا
نہین - اُس شخص نے کہا کہ پہر جو ملک مالک الملک نے تمکو دیا ہے اور دنیا کا

حاکم احکم الحاکمین بنے گردانا ہے اسکو لیکر کیا کروگے خداوند عالم تو اپنے عاصیون کو قتل کی سزا نہین دیتا بلکہ عذاب الیم مین ابدالآباد رہنیکی سزا دیتا ہے اور وہی تمہارے دلون کے عزم اور جوارح کے باطنی امور کو دیکھتا ہے تو یہہ بتاو بہلا جب شاہنشاہ جل وعلا سلطنت دنیا تمہارے ہاتہہ سے چہین لیگا اور تمکو حساب کیلیئے طلب فرمائیگا تو سلطنت دنیا پر جو تم بخل کر رہے ہو کیا یہ پاک پروردگار عالم کے یہان کچہہ تمہارے کام آئیگی یہ سنکر خلیفہ منصور بہت رویا یہان تک کہ ڈہاڑین مارنے لگا پہر کہا ۵

	مرا اے کاشکے مادر نمی زاد		وگر می زاد کس شیرم نمی داد	

پہر پوچھا کہ جو سلطنت مجکو عطا ہوئی اسمین کیا تدبیر کرون آدمی تو مجکو خائن ہی نظر آتے ہین اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تم بڑے اونچے امامون اور رہنمدون کو اپنے ساتہہ رکہو منصور نے کہا کہ وہ کون ہین اس نے کہا کہ وہ علما ہین خلیفہ نے کہا کہ وہ تو مجہہ سے بہاگے پہرتے ہین اس نے کہا کہ انکے بہاگنے کی یہی وجہہ ہے کہ وہ ڈرتے ہین کہ کہین تم انسے بہی زبردستی سے وہی کام لو جو تمہارا طریقہ اپنی عاملون کے ساتہہ جاری ہے۔ بلکہ دروازون کو کہولو اور روک ٹوک کم کرو اور مظلوم کا انتقام ظالم سے اور ظالم کو ظلم سے روکو اور ہر چیز کو حلال اور طیب وجہہ سے لو اور حق وعدل کے ساتہہ تقسیم کرو پہر مین ضامن ہون کہ جو کوئی تم سے گریز کرتا ہے وہ تمہارے پاس آئیگا۔ اور تمہارے حال اور رعیت کی بہتری مین تم کو مدد دیگا منصور نے دعا مانگی کہ الہی مجہہ کو اس شخص کے قول کے بموجب عمل کرنیکی توفیق کرامت فرما۔ اتنے مین حرم شریف کے موذنون نے نماز کی تکبیر کہی منصور نماز مین

مشغول ہوا اور وہ شخص غائب ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے انتہی مختصراً احیاءالعلوم

پند۔ ناصح کی نصیحت اور واعظ کی تقریر دل سے کانون سے سنو کہ وہ تمہارے دلکی بیماریون کا طبیب ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ سوچ لو کہ وہ تمکو کسی اپنی خاص غرض کیلئے نصیحت نکرتا ہو۔

عزیزو سن لو تم واعظ کی تقریر	سنو مت بات پھر اہل غرض کی

فائدہ۔ عیوب بشریت سے تو کوئی بشر خالی نہین ہوتا ہے مگر تعلم اور تعلیم اور ادب اور تادیب کو بڑا اثر ہے۔ والدین اصلاح اولاد کی اور اساتذہ اصلاح شاگردونکی۔ اور ازواج اصلاح بی بیون کی اور حکما اصلاح حمقا کی اور اطبا اصلاح بیمارون کی اور امرا اور روسا اصلاح رعایا برایا کی اور پیغمبر رسول اصلاح امت کی کیا کرتے ہین یہ اصلاح نہوتی تو سارے آدمی چارپایون کی طرح ہو جاتے جو کوئی شخص ادنے و اعلی ارادہ اپنی اصلاح کا نہین کرتا ہے عیش و فسق مین ڈوب کر مطلق العنان ہو کر تنہا اپنی عقل و خیال پر رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی ہی پسند نہین کرتا وہ در حقیقت انسان نہین اوسکا انجام ضرور ہی خراب و نتیجہ بد ہوتا ہے۔ ہر انسان پر فرض ہے کہ رات دن کے آٹھ پہر مین ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اور اپنے عیبون کو دریافت کرکے اصلاح حال کیا کرے جس نے یہان حساب لیا اوسکو قیامت کے حساب مین آسانی ہوگی جسنے نہ لیا اوسکو سارا جمع خرچ بھگتنا پڑیگا ؎

خواہی کہ عیبہای تو روشن شود ترا	یکدم منافقانہ نشین در کمین خویش

نکتہ۔ دنیا اگر چہ ہیرا ہو اور آخرت سفال مگر جب دنیا فانی اور آخرت باقی

ٹھیری تو وہ سفال اس جوہر سے ہزار درجہ بہتر ہے گناہ اور خواہش نفس کی لذت باقی نہین رہتی اسکا عذاب و عقاب باقی رہجاتا ہے طاعت کی تکلیف و محنت باقی نہین رہتی ہے اسکا اجر و ثواب باقی رہجاتا ہے ہر عیش کا آخر جراحت سے ہے ہر مصیبت کا انجام راحت ہے ۔ ؎

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست	مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

حکایت

ابی عمران جونی کہتے ہین کہ جب ہارون رشید تخت نشین ہوا کئی لوگ مبارک بادی کو آئے اس نے خزانون کے منھ کہول دیا اور ہر ایک کو بڑے بڑے خلعتین اور انعام دینا شروع کر دیا اور ایک شقہ حضرت سفیان بن سعید ثوری کے نام لکھا کہ اللہ تعالے نے ایمان والون کے درمیان بھائی چارہ مقرر فرمایا اور اس بھائی چارہ کو اپنے لیئے اور اپنے باب مین ٹھیرایا اور جان لو کہ مین نے تم سے جو بھائی چارہ کیا ہے اسکا رشتہ قطع نہین کیا اور نہ آپکی دوستی توڑی بلکہ اب تک مجکو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہی اگر بار خلافت میری گردن مین نہ ڈالا گیا ہوتا تو مین آپ کی خدمت شریف مین گھٹنون کے بل چلکر آتا اور میرے دنیز آپکے دوستون مین سے کوئی ایسا شخص نرہا ہوگا جو مجکو مبارکباد دینے نہ آیا ہو اور مین نے بیت المال کہولکر بڑے بڑے انعام دیا کہ میری انکہونکو ٹھنڈک اور دل کو فرحت ہوئی مگر جب آپنے تشریف لانے مین دیر کی اور قدم رنجہ

فرمایا تو مین نے یہ خط اپنے سخت اشتیاق سے ارسال خدمت کیا اور آپکو روشن
ہے کہ ایماندار کے ملنے کا کیسا کچھہ ثواب آیا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپ قدم رنجہ
فرمائینگے وہ نامہ عباد طالقانی کو دیا گیا اور کہا گیا کہ نامہ لیکر کوفہ کو جا اور خبردار اپنے
گوش دل سے جو حال حضرت سفیان ثوری کا ہو ذرا ذرا یاد رکہنا اور مین عن
مجہہ سے آکر کہنا۔ نامہ بر نامہ لیکر کوفہ پہونچا اور جس مسجد مین کہ حضرت سفیان ثوری
تشریف رکہتے تہے راستہ لیا جب وہ قریب پہونچا تو سفیان ثوری اُٹھہ کہڑے
ہوگئے اور فرمایا کہ پناہ مانگتا ہون اللہ پاک سے جاننے کی شیطان مردود سے
اور الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون اُس آنیوالے سے جو ہمارے پاس خیر کے
سوا اور کسی طرح آوے آپکے ان الفاظون سے نامہ بر کے دل پر اثر بخشا اور
آپ نماز مین مشغول ہوگئے حالانکہ کسی نماز کا وقت ہی نہتہا نامہ بر نے گہوڑا باہر
چہوڑ کر اندر قدم رکہا دیکہا تو آپ کے جلیس گردنین جہکائے ایسے بیٹہے ہین کہ
گویا چور ہین کہ انپر بادشاہ چلا آیا ہے اور اوسکی سزا سے ڈرتے ہین۔ نامہ بر نے
سلام کیا تو کسی نے سر اٹہا کر نہ دیکہا بلکہ پورون کے اشارہ سے جواب سلام
ادا کیا۔ جب نامہ بر کہڑا رہا تو کسی نے یہ نہ کہا کہ بیٹہ جاؤ اور انکی ہیبت سے اس
پر لرزہ چڑہ آیا اور وہ خط پہینک دیا تو حضرت سفیان ثوری اسکو دیکہکر کانپے
اور ایسا بچے جسطرح کسی سجدہ گاہ مین سانپ آگیا ہو پہر اپنا ہاتہہ جبہ کی آستین
مین لپیٹا اور اسی طرح خط کو لیکر پلٹا دیکر لوگون کی طرف پہینکر فرمایا کہ پڑہو بعض
انمین سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اسکو اسطرح کہولا جسطرح سانپ کا کاٹنے کا خوف
ہوتا ہو اور ابتدا سے انتہا تک پڑہ سنایا۔ حضرت سفیان ثوری ایک تعجب

کرنیوالون کی طرح مسکراتے رہے اور ختم مضمون پر فرمایا کہ اسکے پشت ہی پر جواب
لکھو اگر اس نے اس کاغذ کو وجہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پائیگا اور
اگر حرام جگہہ سے لیا ہوگا تو عذاب بھگتیگا اور جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے
پاس رہنے ہی نہ چاہیئے ورنہ ہمارے دین کو خراب کریگی - اور لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم
بندہ منیب سفیان بن سعید ثوری کی طرف سے - اس بندہ کو جو آمال پر مغالطہ
کھائے ہوئے ہے اور ایمان کا مزہ اس سے چھین گیا ہوا ہے یعنے ہارون رشید
کو بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم ہو کہ مین نے یہ خط تمکو اسی اطلاع کیلئے لکھا ہے کہ مین نے
تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا اور اب مین تمہارا
دشمن ہوگیا کیونکہ تم نے خود اپنے خط مین اقرار کیا کہ مین نے مسلمانون کے
بیت المال کو کہول کے خرچ کر ڈالا اور مجھکو اسبات کا گواہ گردانا کہ مال بیجا اور
بے موقع اوڑہا دیا اور یہ بھی نہین کہ جو کچھہ تم نے کیا تھا اسی پر راضی رہتے بلکہ
باوجود اسکے مجکو خط لکھا کہ تم پر مین اور میرے ساتھی جنہون نے تمہارا خط اقراری
پڑھا گواہ ہو جائین - تم یاد رکھو کہ ہم فردا قیامت خدائے پاک کے روبرو تمہاری
حرکت بیجا کی گواہی دینگے - اے ہارون تمنے جو خزانہ کہولکر اڑایا اس مین تو بموجب حکم
خدائے پاک کے آٹھ فریق کا حق ہے بھلا اس تمہارے فعل سے کونسا فریق
راضی رہا - مولفۃ القلوب رضامند ہوئے یا صدقات کے عامل یا اللہ پاک کی راہ
مین جہادی یا مسافرین یا حفاظ یا عمال اور علما یا بیوہ عورتین یا یتیم بچے یا اور لوگ
عامہ رعیت غریب و نادار اور عیال دار مفلس اس فعل سے راضی اور خوشنود رہے
بس اب اس امر کے سوال کے جواب ہی کے لئے آمادہ اور مستعد ہو رہو اور اپنی

مصیبت کے دور کرنیکی فکر کرو اور یہ جان لو کہ تم عنقریب حاکم عادل کے سامنے کھڑے ہوگے اور تمہارے نفس کے باب مین تم سے مواخذہ ہوگا کہ تم نے ابرار کی صحبت کا مزہ کہو دیا اور اپنے نفس کے لیے ظالم اور ظالمون کا امام ہونا پسند کیا۔ اے ہارون تم سریر پر اجلاس کئے اور حریر پہنا اور اپنے دروازے پر پردہ ڈالا اور ان حجابون سے تم نے رب العالمین کی مشابہت پیدا کی۔ پہر آپ نے ظالم سپاہیون کو مقرر کیا کہ لوگون پر ظلم کرتے ہین اور انصاف نہین کرتے خود تو شراب اڑاتے ہین اور جو کوئی پیئے تو اسکو شرابخوار کہکر مارتے ہین اسی طرح زنا کرتے اور عورتون کی عصمت بگاڑتے ہین اور دوسرے زانیون کو حد لگاتے ہین اور خود مرتکب چوری ہوتے ہین اور دوسرے چورون کو سزایاب کرتے ہین کیا یہ احکام شریعہ تمہارے ساتھیون اور نوکر چاکرون پر نہین ہین اور لوگون پر احکام تعزیری جاری ہوتے ہین۔ اے ہارون کل کیا ہوگا جب پکارنیوالا اللہ پاک کی طرف سے پکارے گا احشروا الذین ظلموا وازواجہم ظالم اور انکے مددگار کدہر ہین تم کو اللہ پاک کے سامنے پیش کیا جائیگا اس صورت سے کہ تمہارے ہاتھ تمہاری گردن مین بندہے ہونگے اور انکو بجز تمہارے عدل کے اور کوئی نہ کہولیگا اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہون گے اور تم ان سب کے سردار ہوکر سب کو دوزخ مین لیجاؤگے۔ اے ہارون گویا تمہارا حال میرے سامنے ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی اور قیامت مین پیشی کے مقام پر حاضر کئے گئے اور تم اپنی نیکیان دوسرے کے پلہ حسنات مین دیکہہ رہے ہو اور اپنی برائیان کے سوا غیرون کی برائیان اپنے پلہ مین دیکہتے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور اندہیرے

اندھیرا ہے۔ پس اے ہارون میری وصیت یاد رکھو اور جو نصیحت مین نے تم کو کی
اُسپر کاربند رہو اور جان لو کہ مین نے تمہاری خیرخواہی کی اور کوئی دقیقہ نصیحت
کا باقی نہین چھوڑا اپنی رعیت کے باب مین اللہ پاک سے ڈرو اور سردار عالم محبوب
رب العالمین صلعم کا لحاظ آپکی اُمت کے باب مین رکھو۔ اور امر خلافت کو اچھی طرح
کرو اور یہ بھی جان لو کہ اگر خلافت خلیفون کے پاس رہتی تو تمہارے پاس
نہ پہونچتی اور نہ یہ تمہارے پاس رہ سکتی ہے اسیطرح دنیا سب لوگون کو ایک
ایک کرکے سپرد چلی جاتی ہے۔ اُنمین سے بعضون نے تو ایسا توشہ بہم کرلیا جو
اُنکو مفید ہوا اور بعض لوگ دنیا و آخرت دونون مین خسارہ اوٹھایا والسلام۔
نامہ رسان اوسکو لیکر بازار مین آیا اور آپکی نصیحت اُس مین اثر کر گئی تھی
سر بازار پکارا کہ اے اہل کوفہ تو سب حاضر آگئے تو کہا کہ ایک شخص اللہ پاک سے
بھاگا ہوا تھا اسکی طرف اسنے رجوع کیا کوئی تم مین سے اُسکا خریدار ہے لوگ
جمع ہوگئے اور روپیہ اشرفیان لائے اس نے کہا مجکو اسکی حاجت ہی نہین بلکہ
ایک موٹا جھوٹا صوف کا کرتا اور ایک کملی چاہتا ہون لوگون نے دونو چیزین
لادین تو وہ پہن لیا اور لباس درباری شاہی اوتار کر مع ہتیارون کے گھوڑے
پر رکھہ کر آپ گھوڑے کی باگ ڈور پکڑا ہوا پاپیادہ روانہ ہوا اور اسطرح ہارون رشید
کے در دولت پر پہونچا لوگون نے تمسخر کیا مگر جب ہارون رشید کے روبرو گیا تو
ہارون رشید کھڑا ہوگیا اور اپنا سر اور منھ پیٹا اور واویلا واحسرتا کرتا تھا اور کہتا
تھا کہ افسوس ایلچی نے فائدہ اوٹھایا اور مین محروم رہا پھر وہ خط مرسلہ سفیان
ثوری پڑتا جاتا اور زار زار روتا اور فریاد و فغان کرتا تھا۔ بعض ندیمون نے عرض کیا

یاامیرالمومنین سفیان ثوری نے آپ کی شان مین بڑی گستاخی کی آپ اگر حکم صادر فرمایئن تو وہ اس قابل ہین کہ بازنجیر رشید کر دیے جایئن تا دوسرون کو عبرت ہو ہارون رشید نے کہا اے دُنیا کے بندو مجکو مغالطہ وہی سے باز رکھو جو مغالطہ اور دام فریب مین آئے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے - پہر وہ خط تا بدم زیست زیر مطالعہ ہارون رشید رہا پس جو شخص اپنے نفس پر ترس کرے اور اللہ پاک سے ڈرے اس عمل مین جو کلہہ کو اسکے سامنے کیا جاے گا اور اسی پر اسکی بازپرس اور جزا ہو گی اللہ تعالے اسپر رحمت کرے کہ توفیق کا مالک وہی ہے -

نکتہ - دُنیا مین تین قسم کے انسان ہین ایک نیک جنہون نے نیکی کو پہچانا نیکون کے رتبہ کو جانا دوسرے بد جنہون نے بدی کو اچہا سمجہا نیکون کے چال چلن کو نہ لیا - تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونون کو نہین پہچانتے غفلت کے مارے کسیکی نہین مانتے ہین ؎

	جو ہین نیک نیکی کو پہچانتے ہین بُرائی بہلائی سے غافل ہین غافل		جو بد ہین وہ نیکون کو بد جانتے ہین غرض وہ کسیکی نہین مانتے ہین	

نکتہ - دنیا مین پانچ قسم کے انسان ہین اوّل جو خود نیک ہین اور انکی نیکی کا اثر اورون کو بہی پہونچتا ہے - دوم جو خود نیک ہین مگر اُنکی نیکی کا اثر اورون کو نہین پہونچتا تیسرے جو نہ نیک ہین نہ بد چوتھے جو خود بد ہین مگر اورون کو انکی بدی کی تاثیر نہین پہونچتی - پانچوین جو خود بد ہین اورون کو بہی گمراہ کرتے ہین - نیکون کو چاہیئے کہ ایسے بد آدمیون کی صحبت سے بچین -

	بدسے بدنامی نکوئی نیک سے		ہے تجہے حاصل یہ بازار جہان	

نیک کو پہچانتے ہین لوگ نیک	جانتے ہین بد کو بد کار جہان

حکمت - بادشاہ کو آٹھ شخصون سے پرہیز کرنا لازمات سے ہوتا ہے ایک مسخرہ دوسرے بیباک تیسرے منافق چوتھے مطرب پانچوین فاحشہ چھٹے وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لباس پہنا ہو ساتوین وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہون یا اوسکے دوستون کی بادشاہ سے دشمنی ہو آٹھوین وہ جسکا پہلے امتحان بیوفائی کا ہو چکا ہو نوین خائین جسکا شیوہ خیانت و نمک حرامی کا ہو -

از منافق تا توانی دور باش	نام بدگویان میاور بر زبان
دشمنان را جا مده نزدیک خویش	تا که از جور و ستم یابی امان

الحمد لله رب العالمین و بطفیل رسوله الکریم که حصہ سوم
کتاب محبوب السلاطین قدیم زمانہ کے علماء
کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتون مین باہتمام
کارپردازان مطبع نامی روکش مطالع
زمین عزیز دکن مین چھپ کر
اشاعت پذیر -
ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ چہارم

ظلم کے ذکر مین

ظلم رکہنا ایک چیز کا بے موقع کا نام ہے پس کسیکو مار ایا ستایا یہہ سب داخل ظلم ہے کہ
ان امور کو بے موقع و محل برتا ظالم سے زیادہ آخرت مین کوئی بد نصیب ہی نہین اور
دنیا مین بہی خلق خدا ظالم کی دشمن ہی رہتی ہے - اور عدل برابری کرنیکو کہتے ہین کہ
ہر امر مین کمی و زیادتی سے محفوظ رہے یہہ وصف ضد ظلم ہے پس جو شخص عادل
ہوگا وہ ظلم سے بری ہوگا اور ظلم کی برائیون سے عدل کی خوبیان ظاہر ہوتی ہین
یہہ وصف حکام وقت کو تو ضروری ہے ولیکن ہر فرد بشر کو اپنے افعال و اقوال
مین اعتدال چاہیئے کہ جو سخن زبان سے نکلے انصاف کے تلے مین تلا ہوا ہو اور

اور کوئی فعل اوسکا بے انصافانہ صادر نہو دُنیا مین اس وصف کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی کہ عادل ہردل عزیز ہو جاتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وصف عدل سے موصوف اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنی خیالات کو پہنسنے نہ دین -

مکن نفس امّارہ را پیروی	کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی

نفس امّارہ کی خاصیت یہ ہے کہ ہمیشہ حصول لذات دنیاوی وبیجا خواہشات زمانہ کی نمایش کی طرف انسان کو راغب رکہتا ہے جسکے سبب سے اوسکو وہ کام کرنا پڑتے ہین جو قانون تہذیب واخلاق کے خلاف ہوکر اوسی کی بدنامی وناکامی کا باعث ہوتے ہین نفس امّارہ حقیقت مین وہ دشمن دوست نما ہے جس کے شعبدہ انگیز اثر سے انسان ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ وہ تمام اپنی عمر گران بہا اور وقت عزیز اسی کے پہیر مین ضایع کر دیتا ہے اور اوسکی ذات سے اپنے فائدے کی کوئی شکل پیدا نہین کر سکتا یہہ وہ نفس ہے جو انسان کے دل کو اپنے قابو مین کرکے اپنی ہی راہ پر چلاتا ہے اور اوس انسان کی بیجا خواہشون کو یہان تک وسعت دے دیتا ہے کہ وہ بیچارہ کسی حالت مین آسودگی کا نام ہی نہین لیتا اور نہ اوسکے دل مین صبر ہوتا ہے کہ اب زیادہ ہوس بیکار ہے بلکہ ہمیشہ یہی جی چاہا کرتا ہے کہ یہہ بہی مراد حاصل ہو وہ بہی مطلب ملے - پس جب اوسکی آرزؤن نے اپنی حرص حد اعتدال سے بڑہائی تو سمجہہ لیجئے کہ کامیابی تو درکنار اگر اس آفت جانستان سے جان ہی بچ جائے تو بہت غنیمت ہے عاقل وہی انسان ہے جو توبہ واطاعت پروردگار مین کبہی غفلت جایز نہین رکہتا اور اپنی عمر پر اتنا تکیہ بہی نہین کر سکتا کہ کل دوسرا روز بخیریت گذریگا پس اے نفس جب جوانی مین تو توبہ کرنا دشوار سمجہتا ہے تو کیا بڑہاپے مین جو وقت

آخرت سے اپنی اصلاح کر سکے گا ہرگز نہین - دیکھو جو لکڑی کہ سبز اور تازہ ہوتی ہے وہ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی طرح سیدہی ہو جائے مگر وہ لکڑی جو بالکل خشک ہو جاتی ہے پہر سیدہا کرنے سے کب سیدہی ہو سکے گی پس اسی طرح اس نفس کا حال ہے کہ اگر ابتداء مین انسان اسپر قابو رکہے تو ممکن ہے کہ اسکی قیدمین گرفتار ہو اور اوسکی ظاہری نمایش اور دل بہکانے والی خواہش سے دہوکا نہ کہا سکے مثلاً اگر ابہی کوئی چہوٹا سا درخت زمین پر اوگا ہوا دکھائی دے تو ممکن ہے کہ تہوڑی سی فکر مین جڑ سے اکھاڑ ڈالا جاے اور اگر کسی درخت کو اس خیال سے کہ جب وہ ہمین ضرر پہونچاے گا اکہاڑ ڈالین گے تو سمجہہ لیجئے کہ اوسی درخت کی جڑ روز بروز مضبوط ہوتی جائیگی اور پہر اوسکا اوکہاڑنا بہ نسبت پیشتر کے بہت مشکل ہو جائے گا -

اے عزیزو نقد راحت کی جو ہے حاجت تمہین	نفس امارہ کی گہاتو سے رہے نفرت تمہین
نخل عصیان ابتدائی مین اکھڑ جائے تو خوب	ورنہ پیری مین جوانی کی ہے کب طاقت تمہین

اے نفس امارہ کیا یہ تو نہین جانتا کہ تیری بیجا خواہشین اوس پروردگار عالم کو نہین معلوم ہین جسکی ذات تمام زمانے مین عالم الغیب مشہور ہے اور کیا دنیا مین کوئی انسان ہی ایسا دانشمند و تجربہ کار باقی نہین رہا ہے جو کسی مکار و شعبدہ باز کی چال کو نہ تاڑ سکتا ہو کیون نہین یہ دنیا ایسا ہی مقام ہے کہ برے کامونکا نتیجہ فوراً ہی طشت ازبام ہو جاتا ہے اور خداے عالم الغیب ہر شخص کو اوسی قسم کی سزا دیدیتا ہے جسکا وہ سزاوار ہے پس عقلمند انسان اس نفس امارہ کے ہتہ کہنڈون سے اسطرح بچتا رہتا ہے جسطرح آگ سے خس و خاشاک - اور اگر انجام بینی کو بالاے طاق رکہا اور حرص و ہوا سے دنیا پر زیادہ منہہ پہیلایا تو اوسے نہین کہیو [illegible]

حال ہوگا جو ایک شہد کے برتن مین چپک چپک کر اپنی میٹھی جانین ضایع کرتی ہین اگر کوئی شخص اپنی بے زری و مفلسی کے سبب سے ایسی کوشش کرے کہ کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرے تو سمجھہ لیجیے کہ اوسکا نفس امارہ وہی نتیجہ پیدا کرنیوالا ہے کہ اسکو قید خانے کی ہوا کہلائے اور اوس سے انواع واقسام کی مصیبتین جہلوائے پس جو لوگ حلم وضبط کے زور سے اپنے نفس امارہ کو اپنے قابو مین رکہتے ہین وہ حصول دولت کے لیے ہی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے ہین کہ سانپ مرے اور نلاٹھی ٹوٹے دولت کی دولت حاصل ہو اور اپنا نقصان بہی نہو - جب پروردگار عالم نے تخم کو قوت بالیدگی دی اور زمین کو قابل زراعت پیدا کیا تو ہمین ضرور ہے کہ اوسی زمین مین تخم غلہ بو بکر اپنے کہانے کے لیے غلہ پیدا کرلین اور جب ہمین قادر مطلق نے عقل وفہم دی تو ہمین یہی مناسب ہے کہ اپنی خواہشات بیجا سے گذر کر وہی آرزوئین دلمین قائم کرین جنسے ہمارا کسی طرح نقصان نہون اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنے خیالون کو پہنسنے نہ دین انسان اگر اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قائم رکہے اور کوئی کام بغیر سوچے سمجھے آغاز نکرے تو ممکن ہے کہ اوس مغالطہ سے محفوظ رہے جو اکثر کج فہمی کے سبب سے پیش آجاتا ہے اور اوسکے نفس پاک کا غلبہ نفس امارہ کے گمراہ وتباہ کرنے سے بچالے کیونکہ جب پہلے ہی سے اوسکا نفس امور نیک کا راغب ہوگا تو ممکن ہی نہین کہ اوس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو خلاف شان تہذیب اور زیان جان ومال وآبرو مندرجہ ذیل ہو۔

حقوق عبد وہ ہین اے مہربان	کہ جسمین ہو کسی بندے کا نقصان

زیان جان و مال و آبرو ہو | کوئی اینین سے اے فرخندہ خو ہو
کوئی تکلیف پونچے یا دُکھے دل | حقوق عبد مین یہ سب ہین داخل
کسی کا جیسے ناحق خون کرنا | کسی کو سحر سے مجنون کرنا
چُرانا مال یا تہمت لگانا | عبث کچھہ سخت کہکر دل دُکھانا
زبردستی سے کچھہ چھین لینا | کسی کا قرض آتا ہو نا دینا
جو بیچے کچھہ تو عیب اوسکا چھپا کر | نہ کہے دودہ مین پانی ملاکر
کسی شے مین نکر میل ہرگز | ملا دینا نہ گھی مین تیل ہرگز
نہو جسمین زیان عبد غالب | وہ حق اللہ ہے ای عالی مناقب
وہ جیسے روزے کہانا مے کو پینا | فرایض چھوڑ کر بے قید جینا
گناہ ایسے ہی کچھہ بے ریب و شک ہین | کہ حق خلق و خالق مشترک ہین
ہے اون مین اعتبار حق غالب | شمار اونکا ہوا غلبے کے جانب
جو بندہ اپنے حق کو بخش دیگا | گنہ اللہ کا توبہ سے مٹےگا
زیان بھی بے گمان حق خدا ہے | سمجھنا حق عبد اوسکو خطا ہے
مگر جو عبد کو لاحق ہوئی عار | یہ اوسکا حق سمجھہ اے نیک کردار
ملے توفیق توبہ کی خدا سے | بچاوے ہمکو ہر جرم و خطا سے
حقوق عبد ہون یا حق اللہ | کسی عصیان کی دلین نہو چاہ

اور سلاطین و امرار دولت ارکان سلطنت حکام عدالت وغیرہم کو ظلم کرنا کسی ایک شخص پر حرام ہے۔ مثلاً کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرلیوے یا کسی کو گالی دے یا زد وضرب کرے یا مظلوم کی فریاد نہ سُنے اور ظالمون کے

پاس آوے جاوے اور اون کے ظلم سے راضی رہے یا اون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی سعایت اون پاس لیجاوے چغل خوری کیا کرے انہ لا ینال عہدی الظالمین ؕ دلیل ہے اسبات پر کہ امام حاکم رئیس والی سلطان کا عادل عامل بشرع ہونا ضروریات سے ہے ۔ عہد سے مراد اس جگہہ امامت سے ہے گویا سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور مین جن کو کچہہ بھی تعلق امورات دینیہ سے ہے شرط ہے اضافت عہد افادہ اس عموم کا کرتی ہے ظلم کی برائی و مذمت مین بہت آیات وارد ہین ایک آیت مین یہ آیا ہے کہ اللہ پاک برابر ایک ذرہ کے بھی ظلم نہین کرتا ہے مراد ذرہ سے یا تو غلہ صغیرہ ہے یا ر اس غلہ یا وانا رائی کا یا وہ ذرہ جو ریت مین چمکتا ہے قول اولی موافق لغت کے ہر حمل قرآن ادمی پر واجب ہے ۔

معلوم ہوا کہ ذرہ برابر بہی ظلم درست نہین ہے ظالمون کے طرف جہکنے سے بہی منع کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کہین تمکو دوزخ نہ چہو لے ۔ آیت مبارک مین اشارہ ہے طرف اس کے کہ ظالم اہل نار ہین بلکہ جب نرے مائل ہونے پر آگ چہوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم و ستمگر ہی ہو تو اس کا حال ہو گا ۔

کسی کی آبرو ریزی کرنا یا کسی کا مال ناجائز وسیلون سے حاصل کر لینا داخل ظلم ہے اللہ پاک اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جس طرح جان و مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان کی آبرو ریزی کو حرام کیا ہے ان تینون امور کو ایک ہی سلک مین منسلک فرمایا ہے یہ تینون کام ظلم صریح فسق قبیح کہلاتے ہین ۔

جان و مال کے ظالم تو کم ہوتے ہین بلکہ آبروہی کے ظالم بے گنتی ہوتے ہین اُنسے کسی شخص مسلمان کو نجات ہی حاصل نہین ہوتی ہے ہر شخص کی ایک حیثیت عرفی ہوتی ہے اوسکا ازالہ کرنا منجملہ کبائر کے ہے جسکو لوگ ہلکا جانتے ہین تحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم حدیث شریف مین آچکا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتہہ اور زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہین۔

اور آبروریزی خاص زبان کا کام ہوتا ہے جسطرح ازالۂ مال وجان ہاتہہ کا کام ہوتا ہے غیبت وتمہید افترا تہمت بہتان کذب سماعت اخبار وافواہ یہ سب داخل ازالۂ عرض ہین۔

کلام اللہ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہین کرسکتا ہے ظاہر مین تو وہ حکم چلتا ہے ولیکن باطن مین حکم شرعی کو بدل نہین کرسکتا ہے چنانچہ قاضی شریح کا قول ہے کہ مجکو گمان ہوتا ہے کہ تو ظالم ہے مگر مین ظاہر بینہ پر حکم کرتا ہون میرا حکم حرام کو تیرے لیئے حلال نہین کرسکتا ہے اور یہی قول ہے امام احمد و مالک کا حدیث ابی ذر مین آیا ہے کہ رب العزت نے فرمایا ہے یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا رواہ مسلم فی صحیحہ۔

یعنی اے میرے بندو مین نے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہارے اوپر بھی حرام کیا ہے۔ بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے اندھیرا کہا ہے ظالم کی دعا قبول نہین ہوتی ہے اور وہ شفاعت جناب

سلطان الانبیا رسول اللہ صلعم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلوائی جائینگی مظلوم کی بددعا سے ڈرو اوسکی دعا بارگاہ رب العزت مین جلد مستجاب ہوتی ہے

چو بر اوج اجابت میر سد آہ ستم دیدہ	صدائے اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالمون کے حق مین وعید آئی ہے اسی طرح حق مین اہل عدل کے وعدہ آیا ہے ملوک عادلین نور کے منبر پر داہنی طرف عرش کے ہون گے اور عرش کے سایہ مین بیٹھینگے۔ ایک دن امام عادل کا ساٹھہ برس کی عبادت سے بہتر اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک احکم الحاکمین کے روز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم و جابر کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری خلق سے زیادہ تر دور خدائے پاک سے ستمگر ہی ہوگا۔ اور سب سے بدترین قسم ظلم سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا منیہ کرنا خذف کرنا حدیث رسالت پناہی مین جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم مین رکھا ہے اس لئے کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہین کر سکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امر یا رئیس نہین ہے مگر ظلم آبروریزی کا سویہ ہر شخص کے مقدور مین داخل ہے۔ تلوار کا زخم تو اچھا ہی ہو سکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہین ہو سکتا ہے۔

جناب سردار عالم محمد الرسول اللہ صلعم نے آخر عمر شریف مین بروقت حجۃ الوداع خطبہ مین ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھہ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا کچھہ اوپر ہونگے۔ ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا ھل بلغت۔ یعنی تمھارے خون تمھارے

تمہاری آبرو ویسی ہی تمپر حرام ہے جیساکہ حرمت اس دن اس مہینے اس شہر کی ہے

یہہ حدیث صحیحین مین ابی بکرہ سے مروی ہے ۱۲-

اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ وماله

مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اربی الربی فرمایا ہے

یعنی بدترین سودخواری +

غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا یکسان آیا ہے

اور جو احادیث اس باب مین وارد ہین اون مین ذکر سب وغیبت اور لعن کا ارشاد

فرماکر سب کو اشد محرمات مین داخل کیا گیا ہے بلکہ مچہر اور پسو وغیرہ ذی روح کے

لعن تک سے منع کیا گیا ہے - پس اب غور کر لیا جا سکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی

کو لعن وطعن کرے اوسکا کیسا حال ہوگا -

خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے

اہل بیت کو معاذ اللہ برا کہے کیسا کچہہ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے -

چنانچہ فرمایا سلطان الانبیا سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر

رحم نکرے اور ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین یعنے دایرۂ اسلام

سے خارج ہے +

نکتہ - جسطرح تیر پتہر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے پتہر مین

گہسنے نہین پاتا اسی طرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے

والے کی طرف پہر عود کر جاتی ہے -

بانکو کاران بدی کردن سراپا جاہلی ست	کے کند بیک اثر بر سنگ تیر تیر گر

سلطان الانبیا رسول اللہ صلعم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیان مظلوم کو دلوائی جائینگی مظلوم کی بددعا سے ڈرو اوسکی دعا بارگاہ رب العزت مین جلد مستجاب ہوتی ہے

چو بر اوج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ	صداے اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالمون کے حق مین وعید آئی ہے اسی طرح حق مین اہل عدل کے وعدہ آیا ہے ملوک عادلین نور کے منبر پر داہنی طرف عرش کے ہون گے اور عرش کے سایہ مین بیٹھینگے۔ ایک دن امام عادل کا ساٹھہ برس کی عبادت سے بہتر اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک احکم الحاکمین کے روز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم و جائر کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری خلق سے زیادہ تر دور خداے پاک سے ستمگر ہی ہوگا۔ اور سب سے بدترین قسم ظلم سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا نمیمہ کرنا قذف کرنا حدیث رسالت پناہی مین جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم مین رکھا ہے اس لئے کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہین کر سکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امر یا رئیس نہین ہے مگر ظلم آبروریزی کا سو یہ ہر شخص کے مقدور مین داخل ہے۔ تلوار کا زخم تو اچھا ہی ہو سکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہین ہو سکتا ہے۔

جناب سردار عالم محمد الرسول اللہ صلعم نے آخر عمر شریف مین بروقت حجۃ الوداع خطبہ مین ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھہ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا کچھہ اوپر ہونگے۔ ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ہذا فی شہرکم ہذا فی بلدکم ہذا ہل بلغت۔ یعنی تمہارے خون تمہارے

تمہاری آبرو ویسی ہی تمپر حرام ہے جیساکہ حرمت اس دن اِس مہینے اس شہر کی ہے

یہہ حدیث صحیحین مین ابی بکرہ سے مروی ہے ۱۲-

اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ

مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اربی الربی فرمایا ہے

یعنی بدترین سود خواری +

غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا یکسان آیا ہے

اور جو احادیث اس باب مین وارد ہین اون مین ذکر سب وغیبت اور لعن کا ارشاد

فرماکر سب کو اشد محرمات مین داخل کیا گیا ہے بلکہ پتھر اور پسو وغیرہ ذی روح کے

لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کرلیا جا سکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی

کو لعن وطعن کرے اوسکا کیسا حال ہوگا۔

خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے

اہل بیت کو معاذ اللہ برا کہے کیسا کچھہ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے۔

چنانچہ فرمایا سلطان الانبیا سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر

رحم نکرے اور ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین یعنے دایرۂ اسلام

سے خارج ہے +

نکتہ۔ جسطرح تیر پتھر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے پتھر مین

گھسنے نہین پاتا اسی طرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے

والے کی طرف پھر عود کر جاتی ہے۔

بانکو کاران بدی کردن سرا پا جاہلی ست	کے کند تیک اثر بر سنگ بتر تیر گر

تنبیہ - چوری اور خون ناحق و لواطت اور زنا و مال یتیم کا ناحق کہانا اور جہوٹی گواہی دینا اور راستہ لوٹنا جہوٹی قسم کہانا اور بے عذر گواہی نہین دینا اور مردون اور عورتون کے درمیان جدائی کی غرض سے جہگڑا اور لڑائی لگانا اور عورتون پر شوہرون کا ظلم کرنا اور عورتین بے خاوندون کے خلاف مرضی چلنا اور عصمت دار عورتون کو زنا کی گالیان دینا گناہ عظیم ہین اور مال رشوت سے حاصل کرنا جیسے حدیث شریف مین لعنت پروردگار عالم کی آچکی ہے راشی اور مرتشی پر یہ لعنت ان دونون ہی پر نہین بلکہ رائش پر بہی آئی ہے - راشی رشوت دہندہ کو کہتے ہین اور مرتشی وہ شخص جو لیوے اور رائش وہ جو دلوائے دیکہیے اس لینے کے کیسے دینے پڑینگے -

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت		کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور	

اور اقسام ظلم سے ایک وہ ہے جسکا ضرر عامہ مخلوق آلہی کو پہونچتا ہے دوسرے وہ ہوسکتا ہے جس کا ضرر خاص اہل معاملہ کو ہووے -

قسم اول - کے بہت سے انواع ہین جن مین سے دو اجمالاً ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین -

اول - گرانی کی نیت سے غلہ کو روک رکہنا اور بہاؤ کے گران ہونے کا منتظر رہنا اس قسم کا فعل ظلم عام مین داخل ہوتا ہے -

اور اسی طرح وہ چیزین جو غذا پر مددگار ہوتی ہین جیسے گوشت وغیرہ یا اس قسم کی چیزین جو بعض اوقات غذا کے قایم مقام ہو جاتی ہین گو ہمیشہ اون کو غذا نہین کر سکتے بعض اہل علم نے ان اشیاء کو بہی شامل کر دیا ہے اور گہی اور شہد

اور شیرہ اور پنیر اور زیتون کے تیل یا جو اس طرح کی چیزین ہون سب کے روکنے کو حرام فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک صرف انہین چیزون کے روکنے مین بخلاف غلہ کے قباحت نہین خیال کی گئی ہے۔

مگر ایام خشک سالی مین ان چیزون کا روک رکہنا بہی ضرر عام خیال کیا جا سکتا ہے تو یہ بھی ایک قسم ظلم کی متصور ہوتی ہے جیسے خود ضرر رسانی ممنوع ہے اسی طرح جو چیز اسکی تمہید اور آغاز پڑے ممنوع ہے۔

دوم۔ انواع ضرر عام کے نقد مین کہوٹے روپیون کا رواج دینا بھی قسم ضرر عام کے ظلم سے ایک مظلمہ ہے اور وہ روپیہ کہوٹا جسوقت تک چلتا رہیگا اور ضرور فساد برابر پہیلتا رہیگا اوسوقت تک سب کا وبال اور بار گناہ اوسی کے گردن پر ہوگا جس نے کہوٹے دام بنایا اور جان بوجھ کے چلایا۔

قسم دوم۔ ظلم کی وہی ہوسکتی ہے جسکا ضرر خاص اہل معاملہ کو پہونچتا ہے تو جتنی باتون سے اہل معاملہ کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم مین داخل ہین۔

عدل اسکا نام ہے کہ اپنے سے کسی شخص کو ضرر نہ پہونچایا جائے قول سے ہو یا فعل سے اور اس امر مین قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ دوسرے کے واسطے بہی وہی بات چاہیے جو اپنے لئے چاہتا ہو ؎ ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند۔

اور حصول معاش کیلئے عقلا کے نزدیک تین ذرایع اعلیٰ ہین۔

اول زراعت۔ دوم تجارت۔ سوم صناعت۔ ان تینون مین سے اعلیٰ تر زراعت ہے۔ پھر تجارت اور بیشتر صناعت ان کے پیدا کرنے اور حصول اموال کے لیئے انسان کو تین قسم کے اموال سے اجتناب کرنا ایک امر لازم ہے

اول - وہ مال جو حیلہ اور مکر و فریب و دغابازی اور رشوت ستانی و دزدی اور دروغ حلفی قماربازی ظلم یا امداد ظلم سے حاصل ہو -

دوم - ایسی دولت سے ہاتھ اُٹھانا چاہیئے جو حرکات تمسخر اور خدمات اراذل سے فراہم ہو -

سوم - ایسے مال کی خواہش نکرنا چاہیئے جو صنایع نالایم سے میسر آئے اور صنایع نالایم کی تین قسمین ہین -

قسم اول - کسی ایسی صنعت کا عمل مین لانا جو باعث ایذا اور ضرر رسانی عوام ہو مثلاً سحر اور پیشہ کیمیاگری و ٹھگی اور شعبدہ بازی - عربدہ جوئی وغیرہ -

قسم دوم - ایسی صنعت جو تہذیب اور متانت انسانی مین داغ لگاتی ہو مثلاً تمسخر گی - اور قماربازی و مطربی اور رقاصی و زنا و لواطت وغیرہ -

قسم سوم - وہ جسکے عمل کرنے سے دل و دماغ اور طبیعت کو نفرت ہو مثلاً سیندھی مردہ شوئی و شراب و تاڑی وغیرہ جو زیادہ تر قبیح ہوسکتی ہے اور جس کا خراب اثر مخلوق الٰہی کو مضرت رسان ہوتا ہے -

اسی طرح صناعت شریفہ جو شرفا اور عقلا کیلئے ہے اسکی بھی تین قسمین ہین -

پہلی قسم - حسن فکر جس کے ذریعہ سے انسان دوراندیشی و صواب رائے سے تمام اپنے کام عمدہ طور پر نکال سکتا ہے مثلاً وزارت اور امارت وغیرہ -

دوسری قسم - حسن عقل جسکو باعتبار فضل و ادب عقل سے تعلق ہے لیکن بدن کو اسکے ظاہر کرنے مین دخل ہے مثلاً کتابت و مساحت و درس و تدریس نظم و نثر وغیرہ

تیسری قسم - حسن قوت جسکو شجاعت و قوت اعضا سے تعلق ہے مثلاً

سپاہگری لشکرکشی وضبط حد مملکت وغیرہ۔

کام وہ کرتا ہے دانا اختیار جس سے کہلائے سدا وہ نیک مرد		آئے جو دُنیا و دین مین اوسکے کام نیک خوئے و نیک روئے و نیک مرد

اور تمامی پیشون مین بعض ضروری اور بعض غیر ضروری ہین۔

غیر ضروری مثل زرگری اور نقاشی و مصوری وغیرہ۔

اور ضروری مثل پارچہ بافی وطباخی اور کفش دوزی وخیاطی اور زراعت وتجارت وآہنگری ونجاری وغیرہ یہ سب صنعتین امور عالم کے نظام کے لیئے ضروری ہین۔

بہرحال انسان اپنے ایام زندگانی خوش معاملگی سے بسر کرے۔

خوش معاملگی

انسان کی صفائی طینت کا ایک آئینہ ہے جسکی آب وتاب ایسی پائیدار اور ترقی پذیر ہے کہ روز بروز اوسکی جلا بڑہانے کی کوشش کیا کرتی ہے جو انسان اپنے باہمی معاملات کو صفائی اور ایمانداری کے ساتہہ طے کرکے دنیا اہل وضعداری و راستبازی سمجھتا ہے اُس کا یہ طریقہ تمام عالم مین مشہور ہوجاتا ہے اور وہ اپنی اس نیک شہرت کی وجہ سے ہر ایک معاملہ دار کے دل مین اپنی نیک نامی کا مسکن دیکھتا ہے اور تمام لوگ اوسکی بہبودی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہین۔ جو شخص اپنے اہل معاملہ کو اپنی راستبازی اور خوش معاملگی سے راضی رکھتا ہے وہ شخص اوسکی نظر مین ہمیشہ ایک بزرگ اور قابل تعظیم نظر آتا ہے اور اپنی مصیبت کے وقت مین اسکو ایک سچے ہمدرد کے مانند اپنا شریک حال پاتا ہے۔ خوش معاملگی ایک ایسی شیرینی ہے جسکا مزہ ہر وقت زبان ودل کو یاد رہتا ہے اور اُس سے

لطف اُٹھانیوالا شخص کبھی بدمعاملگی کے جانب جھکنے کا نام ہی نہین لیتا کیونکہ ایک صفائی پسند دل کدورت آمیز خیال کی طرف جھکنا ہی نہین چاہتا جیسے صاف بہتا ہوا پانی کسی گندگی کے پڑجانے سے خود گندہ نہین ہوتا بلکہ اُسی گندہ چیز کو بہاکر دور پھینکدیتا ہے اور اور آپ بذات خود ویسا ہی صاف سُتہرہ اس سے الگ ہوجاتا ہے خوش معاملگی کی قدر وہی شخص خوب جان سکتا ہے جسکا دل انصاف پسند ہے اور اہل زمانے کی نبار ٹون کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ جن ملکون کے باشندے اپنے باہمی معاملات مین خوش معاملگی کا برتاو عمل مین لاتے ہین وہان اس دستور کی مدد سے اتفاق ملکی وہمدردی وقومی اتحاد کو روز بروز ایک نمایان ترقی حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہمیشہ آتش رشک وحسد پر اُوس پڑی رہتی ہے اور کبھی دو معاملہ دارون کے مابین صورت مناقشہ پیدا ہی نہین ہوتی۔ دیکھو خوش معاملگی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو آدمی کو ایک ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچادیتی ہے۔ دیکھا اور سُنا گیا ہے کہ اکثر کم حیثیت اور کم آمدنی والے اشخاص نے اپنے ذرا ذرا سے چہوٹے کارخانون کو ایسا عظیم الشان اور قابل تعریف بنادیا کہ سبحان اللہ آخر اسکا سبب کہان سرمایہ قلیل کی ابتدائی حالت کہان قلیل ہے زمانے کے بعد نفع کثیر کی صورت سے یہ بین تفاوت رہ از کجاست تابکجا اس ترقی وکامیابی کا باعث اگر تدبیر کوئی چیز سمجھی جاتی ہے تو صرف اونکی خوش معاملگی ہی تہی جسنے ایک عالم کو انکی طرف جہکنے کی ترغیب دی اور جسنے داد وستد کا معاملہ پیدا کرنیکے لیئے ایک دنیا کو رجوع کردیا۔ جس کارخانہ کی طرف ایک زمانہ جھکتے ہوے نظر پڑتا ہے پہر اوسکی بلندرتبگی وترقی مین کون شک کرسکتا ہی دیکھتے اور سُنتے ہین کہ زیادہ تر کارخانے بامید نفع کثیر قائم کیئے جاتے ہین مگر جہان خوش معاملگی کو کم دخل دیا جاتا ہے

وہ آخر کو ایک کم حیثیت کارخانون مین شامل ہوجاتے ہین اور بجاے نفع کثیر
نقصان کبیر اوٹھاتے اوٹھاتے کالعدم ہوجاتے ہین - فی الواقع خوش معاملگی دنیاوی
کاروبار کو ترقی کی حالت مین لانے کے لئے ایک جزو اعظم ہے - کچھ یہی ضرور نہین
ہے کہ انسان اپنے لین دین ہی کے حساب مین خوش معاملگی کا برتاو کرے بلکہ یہ
بہی ضرور ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل مین اسی عمدہ خصلت کا پیرو رہے کیونکہ
خوش معاملگی کی ہر کام مین ضرورت ہے - جو لوگ خوش معاملہ ہین وہ ہمیشہ مکر و فریب
سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے ہین اور اونکے مزاج مین انصاف پسندی
و حق شناسی کی پاکیزہ خصلت ہر وقت موجود پائی جاتی ہے انتظام دنیاداری
کے کام مین ایک سے دوسرے کو باہم معاملہ اور برتاو رکھنے کی ضرورت ایک
امر لابدی ہے اور جہان دو فریق مین سے ایک کو بہی بدمعاملگی کی طرف رجحان
ہوا تو سمجھہ لینا چاہیئے کہ انتہا کی بے لطفی پیش آجائینگی اور بجاے اسکے کہ انسان اپنی
معاملہ داری سے خوش ہو اپنی حالت اور اپنی تشخیص پر خود تاسف کرے گا کہ مین
نے ناحق کو ایک ناحق کوش انسان سے معاملہ پیدا کیا جسنے میری خوش معاملگی کی
بہی اولٹی قدر کی - جہان انسان کی بدمعاملگی ایک مرتبہ جانچ ہو جاتی ہے بار ثانی
اسکی طرف کوئی خیال اور لوگون کے دلون مین جو معاملہ سے واقف ہوتے جاتے
ہین جاگزین ہو جاتا ہے اور پہر ایک وقت ایسا درپیش آجاتا ہے کہ اُس خاص
شخص کو تمام لوگ نفرت کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور کبہی اُسکے ساتہہ کوئی معاملہ
کرنا عار سمجھتے ہین اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انسان بدمعاملگی سے عمر بہر کیلئے نام کا
رہ جاتا ہے اور خوش معاملگی سے تمام حیات مستعار کا زمانہ بخوشی بسر کرسکتا ہے -

المختصر انسان کو چاہیے کہ اپنی قوت تمیز اور شہوت و غضب کا استعمال جو عدل اور انصاف کے برخلاف ہو نکرے۔

اور قوت خیال یا تمیز کے ذریعہ سے انسان کو نیک اور بد کی تمیز اور حصول علم کا شوق ہوتا ہے اور باعتبار اسی قوت کے انسان کا نفس نفس ناطقہ کہلاتا ہے اور جسکی تحریک و ذریعہ سے انسان کہانے پینے اور نکاح کی طرف مائل ہوجاتا ہے اُسکا نام قوت شہوت یا خواہش شہوتی ہوتا ہے قوت غضبی کی حرکت سے اسکو اپنے رتبہ کے بڑہانے و مخالف پر غالب آنے کی طرف رغبت ہوتی ہے پروردگار عالم نے ان تینون مین سے دو قوتین خواہش و غضب کے حیوانون کو دین بجز قوت تمیز کے کہ وہ حضرت انسان کو عطا فرمائی ہے قوت تمیز کے درجہ اوسط کے استعمال سے علم کی فضیلت اور حکمت پیدا ہوتی ہے اور قوت غضبی کی اصلاح سے شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی سے عفت حاصل ہوتی ہے اور فاضل کو شجاع اور عفیف و حکیم کہتے ہین اور ان تینون قوتون کے اصلاح کرنے والون کو عادل اور انکے فعل کو عدل یا عدالت بولتے ہین اسلیئے کہ عدالت کے معنی برابر کرنیکے ہین جب تک کہ یہہ تینون قوتین برابر نہون گے تب تک عدالت کا حق پورا ادا نہو سکیگا اور عدل و انصاف کی میزان مین نہ تولا جائیگا۔

بیشک انجام پاتے ہین مدام
عقل سے ہر نیک و بد کی ہی تمیز
لیکن استعمال انکا چاہیئے

قوت شہوی سے تیرے کاروبار
اور غضب ہی باعث عز و وقار
عدل او انصاف سے ای نامدار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ پنجم

تاریخ جدولہ شاہان عرب و عجم و ہند و دکن

مخفی نرہے کہ بعد واقعہ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام کے مسند خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے رونق دی شہر کوفہ کے عام و خاص بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۲ ماہ رمضان سنہ ۴۰ ہجری مسجد کوفہ مین جمع ہوکر اور جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک خطبہ پڑھا اسی درمیان مین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو یہہ نبیرۂ رسول اللہ اور فرزند خلیفہ چہارم ہین تمکو لازم ہے کہ انکی خلافت قبول کرو چار ہزار کوفیون نے جو اوسوقت موجود تھے بلا توقف بیعت کی جنکی تعداد رفتہ رفتہ چالیس ہزار ہو گئی

مگر آپ کو اپنے نانا کی وہ حدیث یاد تھی جس مین ذکر تھا کہ خلافت حقہ تیس برس تک رہیگی آپ نے غور کیا تو چھ مہینے بعد وصال حضرت علیؑ کے باقی رہگئی تھی اسلیئے چھ مہینے خلافت کرنیکے بعد بار امارت امیر معاویہ کے سپرد رکھکر کنج عافیت و زاویہ تنہائی اپنے لئے پسند فرمایا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب خبر شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام اور بیعت لیتے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امیر معاویہ کو پہونچی امیر معاویہ نے بمقتضائے بشریت خلیفہ وقت پر لشکر کشی کی اودھر جناب امام حسن علیہ السلام معہ چالیس ہزار لشکر اسلام دار الخلافت کوفہ سے باہر تشریف لائے اور اس گروہ پرشکوہ کے علاوہ حاکمان عجم و عرب کو بھی جمع کیا جانبین سے لشکر صف آرا ہوئے ہنوز آتش قتال بلند ہونے پائی تھی کہ امیر معاویہؓ نے بصلاح عمرو بن عاصؓ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین بوساطت سفرا عرض کیا کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا موجب اس حدیث رسالت پناہی کے گذر گیا الخلافة ثلاثون عاماً ثم یکون بعد ذالك الملك یعنے خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پھر ہو جائیگا بعد اسکے ملک (یعنے سلطنت ظاہریہ) اسلیئے آپ حکومت ظاہریہ براہ کرم مجھکو مرحمت فرماین جب یہہ پیام جناب امام حسن علیہ السلام نے سُنا اوسیوقت آپکو وہ حدیث سردار عالم رسول اکرم کی یاد آگئی جو آپکی شان مین اپنے اصحابؓ سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا فرزند دو بزرگ گروہ مسلمانون مین صلح کرائیگا چنانچہ اوسیکے مطابق عمل فرمایا۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے ہنگام تفویض سلطنت ظاہری امیر معاویہؓ کو لکھا کہ اے امیر ہم نے تم سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت خلفاء الراشدین رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانون کی راے پر چھوڑنا

امیر معاویہ نے بطیب خاطر ان شرائط کو قبول کیا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کوفہ
سے مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور استحکام بنیان شریعت مصطفوی اور اشاعت
احکام طریقت نبوی مین سعی بلیغ فرمائی اور طریقہ معرفت و سلوک جسکو اہل حقیقت تصوف
کہتے ہین کثرت سے لوگون کو تعلیم و تفہیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب لولاک
کے معنی بیان کرتے اور گمراہان کوئی ضلالت کو ہدایت فرماتے الحاصل اللہ پاک
نے واسطے برارت دامن نبوت کے لوث تہمت سے اہل بیت رسالت مین سلطنت
ظاہریہ کو نرکہا کہ اہل بیت بسبب سلطنت چندروزہ دنیا کے مراتب عالیہ سے
محروم رہین انکا پورا حصہ اوسی دن کے لیے رکہا گیا ہے جس دن سارے روئے
زمین کے بادشاہ حقیر اور یہ عزیز ہونگے چنانچہ سید الشباب اہل الجنۃ اس
پر دلیل روشن ہے۔

المختصر اسلام مین سب سے پہلے جس نے تخت شاہی پر جلوس کیا اور امور سلطنت کو رونق
دی وہ امیر معاویہ ہین آپ دراز قد گورے چٹے خوبصورت ہیبت ناک آدمی تہے
چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی طرف دیکہکر فرماتے تہے کہ یہہ شخص
عرب کا کسریٰ ہے اور امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت
ہے کہ آپ اکثر فرماتے تہے کہ معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو اگر تم نے اوسکو ہاتہہ سے
کہو دیا تو بیشک لوگون کے سرون کو اونکے کہندہون سے گرتے ہوئے دیکہوگے
اور معتبری کا قول ہے کہ تم ہرقل اور کسریٰ کی زیرکی کو دیکہتے ہو اور معاویہ کو چہوڑ
دیتے ہو امیر معاویہ بردباری مین ضرب المثل تہے۔ ابن عون کہتے ہین کہ آدمی امیر
معاویہ سے کہہ لیتا تہا کہ واللہ یا تو تم خود ہمارے ساتہہ سیدہے ہو جاؤگے یا ہم تمکو

ہم سید ہاکر لینگے آپ کہتے کس چیز سے سید ہاکر لوگے وہ کہتا لکڑی کے بل آپ کہتے ہان تو ہم ضرور رسید ہے ہو جائینگے ۔ الغرض جب امیرالمومنین یار غار سلطان الانبیا حضرت رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر جانب شام روانہ فرمایا تہا امیر معاویہ بہی اپنے بہائی یزید بن ابوسفیان کے ہمراہ گئے جب اون کے بہائی نے انتقال کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دمشق پر آپ ہی کو اپنے طرف سے عامل مقرر فرمایا اور زمانہ خلافت امیرالمومنین حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما مین بہی بحال و برقرار رہے ۔ اور کعب الاخیار کا قول ہے کہ اس امت مین ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہوگا جیسے امیر معاویہ ہوے اور ذہبی کا قول ہے کہ امیر معاویہ بیس برس امیر رہے اور روی زمین پر کوئی اوُن کا مقابل نہ تھا چنانچہ ۳ھ ۴۳ھ مین رجج وغیرہ بلاد سجستان اور ودان اقلیم سرقہ اور کوزائی ممالک سوڈان فتح کیا اور ۴۵ھ مین قیقان اور ۵۰ھ مین قہستان فتح ہوا اور آپکے وفات کے بعد خاندان بنی امیہ سے جتنے بادشاہ گذرے اور اوُنکی اختتام کے بعد جو خاندان آل عباس سے مسند خلافت پر متمکن ہوے اسمار بقید تاریخ ولادت و جلوس و وفات و عمر و مدفن و سبب علیحدگی وغیرہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین ۔

نقشہ اول نامہای خلفاء دمشق خلفاء بنی امیہ۔

نشان سلسلہ	نام ہاے شاہان	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس		مدت سلطنت تاریخ وفات		سبب مرگ	جاے مدفن	کیفیت
			مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات			
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	امیر معاویہ بن سفیان بن حرب بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدالمناف		۷۸ سال ۹ ماہ ۱ یوم	۲۵ ربیع الاول سنہ ۴۱ ہجری	۱۹ سال ۳ ماہ	رجب سنہ ۶۰ھ	مرض الموت	دمشق بین باب جابیہ و باب صغیر	صحابہ رسول اللہ صلعم ہین۔
۲	یزید بن معاویہ	۲۵ رمضان سنہ ۲۶ھ	۳۸ سال	رجب سنہ ۶۰ھ	۳ سال ۱۲ یوم	۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ	عارضہ ذات الجنب	دمشق بین جابیہ و باب صغیر	بہت بڑا ظالم تہا اسکے عہد خلافت مین حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی
۳	معاویہ بن یزید		۲۱ سال	ربیع الاول سنہ ۶۴ھ	۳ ماہ ۲۲ یوم	سنہ ۶۴ھ	مرض الموت	ایضاً دمشق باب صغیر	مدت سلطنت مین اختلاف ہی کوئی ۳ ماہ کوئی ۴۰ روز کہتے ہین بڑا نیک بخت تہا
۴	مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف		۶۳ سال	رجب سنہ ۶۴ھ	۹ ماہ ۲۹ یوم	سنہ ۶۵ھ	طاعون	ایضاً	بہت بڑا ظالم و ستمگر تہا چنانچہ اسکے عہد خلافت مین خانہ کعبہ پر چڑہائی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر صحابہ نے شہادت پائی۔
۵	عبدالملک بن مروان	رمضان سنہ ۲۶ھ	۶۱ سال	رمضان سنہ ۶۵ھ	۲۱ سال ۱ ماہ ۱۰ یوم	شوال سنہ ۸۶ھ	•	ایضاً	اسکے عہد مین عموریہ شہر تغور یہ سماوہ کبری نہر سیحیہ اور پوشن کے شہر وغیرہ بلاد روم فتح ہوئی اور آٹھون بادشاہ روم مطیع ہوئے
۶	ابوالعباس ولید بن عبدالملک	سنہ ۴۸ھ	۴۹ برس	شوال سنہ ۸۶ھ	۹ سال ۸ ماہ ۱۵ یوم	۱۵ جمادی الثانی سنہ ۹۶ھ	مرض الموت	ایضاً باب صغیر	ہندوستان کے اکثر شہر اور اندلس قسطنطنیہ کے ممالک مفتوح ہوے مسجد جامع اور مسجد نبوی کو وسعت کی مگر حجاج بن یوسف امیر بڑا ظالم تہا جسنے حضرت سعید بن جبیر نے شہادت پائی

۷	ابوایوب سلیمان بن عبد الملک بن مروان	سنہ ۶۰ھ	۳۹ برس	سنہ ۹۶ھ	۲ سال ۸ ماہ ۵ یوم	۱۰ صفر سنہ ۹۹ھ جمعہ	مرض ذات الجنب		یہ تخت نشین ہوتے ہی کل قیدیوں کو چھوڑ دیا اور بالعموم لوگوں کے ساتھ سلوک کیا۔ ممالک مازندران و جرجان طبرستان خراسان وغیرہ مفتوح ہوئے۔
۸	عمر بن عبد العزیز بن مروان الاموی	سنہ ۶۳ھ	۳۶ سال ۶ ماہ	سنہ ۹۹ھ	۲ برس ۵ ماہ	رجب سنہ ۱۰۱ھ	زہر دیا گیا	دیر بقیرہ	بڑے ہی عادل اور عابد و زاہد و متقی تھے۔
۹	یزید بن عبد الملک	سنہ ۷۱ھ	۳۰ سال	سنہ ۱۰۱ھ	۴ سال ۱ ماہ ۵ یوم	۲۵ شعبان سنہ ۱۰۵ھ	عارضہ سل	اذرعات متعلقات بیت المقدس	بعد عمر بن عبد العزیز کے صرف چالیس روز بسیرت عمر بن عبد العزیز کی اتقیا کی پھر امرائے جابرہ میں داخل ہو گیا
۱۰	ہشام بن عبد الملک	سنہ ۷۲ھ	۳۴ سال	۲۵ شعبان سنہ ۱۰۵ھ	۱۹ سال ۹ ماہ ۵ یوم	ربیع الثانی سنہ ۱۲۵ھ	موت طبعی	رصافہ جو فرات کے کنارہ پر ہے	مشرق میں ترکوں اور مغول کو شکست دی اور مغرب میں فرنگستان و عیسائیوں کو دی اور حضرت زید بن زین العابدین نے اسکے عہد میں شہادت پائی
۱۱	ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان	سنہ ۹۰ھ	۳۹ سال	ربیع الثانی سنہ ۱۲۵ھ	ایک سال ۳ ماہ	جمادی الثانی سنہ ۱۲۶ھ	خلیفہ یزید کے عہد میں قتل کیا گیا	بیرون باب فرادیس	یہ شخص دائم الخمر تھا اسکے عہد میں بنی امیہ میں باہم نفاق پیدا ہو گیا اور یحیی بن زید بن زین العابدین نے شہادت پائی
۱۲	یزید بن ولید بن عبد الملک	سنہ	۳۶ سال	جمادی الثانی سنہ ۱۲۶ھ	۶ ماہ	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶ھ	مرض موت طاعون	•	اسکے وقت میں بے انتظامی کا بند و بست ہوا بالآخر بنی امیہ باہم لڑ پڑے سلطنت کو زوال آیا۔
۱۳	ابراہیم بن ولید بن عبد الملک	سنہ	•	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶ھ	•	•	•	•	اسکو استقلال نصیب نہ ہوا دو مہینے چوبیس دن مروان نے خروج کیا اور ابراہیم دار الخلافت سے بھاگ گئے۔
۱۴	مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف	سنہ ۷۲ھ	۶۹ سال	سنہ ۱۲۷ھ	۵ برس ۱۰ ماہ ۷ یوم	۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲ھ	جنگ میں مقتول ہوئے	موضع بوصیر متعلقات مصر علیا	یہ خاتم خلفائے بنی امیہ تھے حجاز اسکا لقب ہوا تھا بڑا جوانمرد تھا مگر ہر طرف سے بغاوت شروع ہو گئی بالآخر سفاح عباسی نے اسکی سلطنت لی۔

نقشہ دوم نامہائے خلفائے اسپین

اسپین مین اہل اسلام کے چار عہد ہوے عہد اول ۱، ۲ و ۳ ۲ طارق سے شروع ہوا جو پنجم رجب سنہ ۹۲ھ مطابق ۲۳ - اپریل سنہ ۷۱۱ء سے تا نہایت سنہ ۱۳۸ھ رہا اس عہد مین (۲۱) امیر منظوری والیان افریقہ و مصر ہوے اور انکو استحکام خلیفہ کی منظوری سے ہوتا تہا عہد دوم ڈسمبر سنہ ۷۵۶ء سے سنہ ۱۰۳۶ء تک رہا بموجب کتاب سیلکو پیڈیا - جس مین حسب ذیل خلیفہ یکی بعد دیگرے جانشین ہوا کئے ہین -

۱	عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک	•	•	ربیع الثانی سنہ ۱۳۸ھ	۳۳ سال ۵ ماہ	غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۷۲ھ	[illegible]	•	یہہ بڑا عمدہ اور منتظم تہا شہر مین بڑی جامع مسجد بنوائی اور شہر قرطبہ آباد ہو گیا علوم و فنون کی ترقی دی -
۲	ہشام بن عبدالرحمن ملقب بہ راضی	•	•	سنہ ۱۷۲ھ	۷ برس ۹ ماہ	ماہ صفر سنہ ۱۸۰ھ	//	•	اس نے ڈیوک ولیم کو ہزیمت دی اور شاہ فرانس کا مال غنیمت مین لایا -
۳ -	حکم بن ہشام بن عبدالرحمن کنیت ابو العاص	•	•	سنہ ۱۸۰ھ	۲۶ برس ایک ماہ ۱۵ یوم	سنہ ۲۰۶ھ	//	•	یہہ بڑا سخت مزاج تہا اور رعایا تمام ناراض تھی -
۴	عبدالرحمن بن حکم بن ہشام	•	•	سنہ ۲۰۶ھ	۳۳ سال کچھ اوپر	سنہ ۲۳۹ھ	//	•	یہہ عمدہ انتظام کیا لباس طرح ایجاد کیا دار الضرب جاری کیا ہی علوم و فنون کو ترقی دی فلسفانہ کا رواج کیا
۵	محمد عبدالرحمن دوم بن حکم	•	•	سنہ ۲۳۹ھ	۳۴ سال ۱۱ ماہ	سنہ ۲۷۳ھ	//	•	اسکے وقت اکثر ممالک غیر منتظم ہو گئے اور بسبب غدر و فساد اندرونی رعایا رعایا کو عیسائیونکو موقع ملا انہوں نے خوب ہاتھ پاؤں پھیلائے -
۶	منذر بن محمد بن عبدالرحمن ثانی	•	•	سنہ ۲۷۳ھ	ایک سال ۱۱ ماہ و ۱۲ روز	شعبان سنہ ۲۷۵ھ	قتل کیا گیا	•	انتظام سلطنت نہ ہو سکا -

۷	عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن دوم	.	.	سنہ ۲۷۲	۲۵ سال ۱۱ روز	سنہ ۳۰۰	مرض الموت	.	بڑا عالم اور بہادر و جوانمرد تھا۔
۸	عبدالرحمن سوم یعنی محمد بن عبداللہ بن محمد	.	.	سنہ ۳۰۰	۵۰ برس	سنہ ۳۵۰	"	.	یہ بڑا بیدار مغز اور صاحب عدالت رعایا پرور تھا اور ملک کو وسعت دی اور آباد کیا۔
۹	حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	.	.	سنہ ۳۵۰	۱۵ برس اور کچھ اوپر	سنہ ۳۶۶	"	"	ترقی علوم و فنون کی گئی اور مدرسہ بنوایا اور ایک بڑا کتب خانہ رکھا تھا۔
۱۰	ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	.	۲۴ سال	سنہ ۳۶۶	۳۳ سال	سنہ ۱۰۰۹ع	"	.	
۱۱	محمد دوم بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمن سوم	.	.	سنہ ۱۰۰۹ع	۱ سال	سنہ ۱۰۱۰ع	قتل کیا گیا	.	
۱۲	سلیمان بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	.	.	سنہ ۱۰۱۰ع	۶ سال	سنہ ۱۰۱۶ع	جنگ میں مارا گیا	.	
۱۳	عبدالرحمن چہارم ملقب بہ مرتضیٰ				ان چاروں خلفاء کی مجموعی ۲۰ سال بلاتفصیل				
۱۴	عبدالرحمن پنجم								
۱۵	محمد سوم								
۱۶	ہشام سوم								

عہد سوم جو سنہ ۱۰۳۱ع سے سنہ ۱۲۳۸ع تک تھا جس میں طوائف الملوکی رہی اس عہد میں سلطنت مرابطین بھی داخل ہے

چوتھا عہد - صرف سلطنت غرناطہ سے متعلق ہے اور یہ سلطنت سنہ ۶۳۵ھ سے سنہ ۸۹۷ھ تک قایم رہی اور (۱۹) بادشاہ اس سلطنت میں ہوے سنہ ۱۴۹۲ع میں تمام اندلس میں عیسائی بادشاہت ہوگئی۔

نقشہ سوم متعلق خلفاء بغداد دار السلطنت بنی عباس

نشان سلسلہ		تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس: مدت عمر	مدت عمر و سنہ جلوس: سنہ جلوس	مدت سلطنت و تاریخ وفات: مدت سلطنت	مدت سلطنت و تاریخ وفات: سنہ وفات	سبب مرگ	جائے دفن	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	عبداللہ السفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس	سنہ ۱۰۸ھ	۲۸ سال	پنجشنبہ ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲ھ	۴ سال ۹ ماہ	یکشنبہ ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶ھ	بعارضہ چیچک	انبار ہاشمیہ	
۲	ابو جعفر عبداللہ منصور مشہور دوانقی بن محمد بن علی۔	سنہ ۹۵ھ	۶۳ سال	شروع مقام بغداد سنہ ۱۳۶ھ	۲۲ سال ۱۱ ماہ ۶ یوم	۶ ذی حجہ سنہ ۱۵۸ھ	قضاء الہی	بیرون خارج از حد مکہ معظمہ۔	یہہ بڑا دور اندیش اور عالم تہا سلطنت کا عمدہ انتظام کیا شہر بغداد اسکا یادگار ہے۔
۳	ابو عبداللہ محمد المہدی بن منصور	سنہ ۱۲۶ یا سنہ ۱۲۷ھ	۴۳ سال	سنہ ۱۵۸ھ	۱۱ سال چند روز	۲۲ محرم سنہ ۱۶۹ھ			یہہ بڑا مخیر تھا۔
۴	ابو محمد موسی الہادی بن مہدی	مقام ری سنہ ۱۴۷ھ	۲۵ سال ۷ ماہ	محرم سنہ ۱۶۹ھ	ایک سال ۱ ماہ ۲۳ یوم	۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	مرگئے یا مارے گئے		اسنے ملحدین و زنادقہ کو نیست و نابود کر دیا یہہ اول خلیفہ ہے جسکی سواری مین ننگی تلوارین اور کمانین چلوون پر چڑہی ہوئی اسکے چلتے تہے۔
۵	ہارون رشید بن مہدی۔	رے سنہ ۱۴۸ھ	۴۲ سال ۵ ماہ	سہ شنبہ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	۲۳ سال ۲ یوم	سہ شنبہ جمادی الثانی سنہ ۱۹۳ھ	مرض طبعی	طوس	یہہ عابد اور رقیق القلب غازی اور عادل تھا۔

۶	محمد امین بن ہارون رشید	٠	۲۷ سال	سنہ ۱۹۳ھ	۴ سال ۷ ماہ ۲۳ یوم	شب یکشنبہ ۲۵ محرم سنہ ۱۹۸ھ	قتل کیے گئے	بستان موسیٰ متعلقہ بغداد۔	حکمرانی میں بدتر شخص تھا۔ مگر مرد دلاور تھا ایک شیر کو تلوار سے جنگل میں مارا۔
۷	مامون بن ہارون رشید	شب جمعہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	۴۸ سال	محرم سنہ ۱۹۸ھ	۲۰ سال ۵ ماہ ۱۲ یوم	پنجشنبہ ۱۸ رجب سنہ ۲۱۸ھ	قضا	طرسوس	
۸	ابو اسحاق محمد معتصم بن ہارون رشید	سہ شنبہ ۱۷ ماہ سنہ ۱۸۰ھ	۴۸ سال	سنہ ۲۱۸ھ	۸ سال ۸ ماہ ۲ یوم	۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	؍؍	سرمن رائے	
۹	ابو جعفر ہارون الواثق باللہ بن معتصم	۲۰ شعبان سنہ ۱۹۶ھ	۳۶ سال	۲۹ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	۵ سال ۹ ماہ ۶ یوم	چہار شنبہ ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۲۳۲ھ	٠	؍؍	
۱۰	ابو الفضل جعفر المتوکل بن معتصم	شنبہ ۲ ماہ سنہ ۲۰۷ھ	۴۳ سال	۲۴ ذی الحجہ سنہ ۲۳۲ھ	۱۴ سال ۹ ماہ ۹ یوم	۵ شوال سنہ ۲۴۷ھ	قتل ہوئے	٠	
۱۱	ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل	٠	۲۶ سال	چہار شنبہ ۴ شوال سنہ ۲۴۷ھ	۶ ماہ ۲ یوم	۵ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	قضا	٠	
۱۲	ابو العباس احمد المستعین باللہ بن معتصم	سنہ ۲۲۱ھ	۳۱ سال	۴ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	۳ سال ۹ یوم	۳ شوال سنہ ۲۵۲ھ	قتل ہوئے	٠	
۱۳	ابو عبداللہ محمد المعتز باللہ بن متوکل	سنہ ۲۳۲ھ	۲۴ سال	سنہ ۲۵۲ھ	۴ سال ۶ ماہ ۱۵ یوم	شعبان سنہ ۲۵۵ھ	؍؍	دجلہ	
۱۴	ابو اسحاق محمد المہتدی باللہ بن واثق باللہ	سنہ ۲۱۹ھ	٠	۲۷ رجب سنہ ۲۵۵ھ	۱۱ ماہ ۱۷ یوم	رجب سنہ ۲۵۶ھ	؍؍	سرمن رائے	
۱۵	ابو العباس احمد المعتمد علی اللہ بن متوکل	سنہ ۲۲۹ھ	۵۲ سال	۱۶ رجب سنہ ۲۵۶ھ	۲۳ سال ۶ یوم	۱۹ رجب شب دوشنبہ سنہ ۲۷۹ھ	مرگ مفاجات	بغداد	

۱۶	ابوالعباس احمد المعتضد بن طلحہ موفق بن متوکل نمبر ۱۰	ذیقعدہ ۲۴۲ سنہ ھ	۴۶ سال	رجب ۲۷۹ سنہ ھ	۹ سال ۹ ماہ ۲ یوم	۲۲ ربیع الاول ۲۸۹ سنہ ھ	قضا	•	
۱۷	ابی محمد علی المکتفی باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	یکم ربیع الاول ۲۶۴ سنہ ھ	۳۳ سال ۶ ماہ	۱۹ ربیع الثانی ۲۸۹ سنہ ھ	۶ سال ۷ ماہ ۲۰ یوم	۱۳ ذیقعدہ ۲۹۵ سنہ ھ	قضا	•	
۱۸	ابوالفضل جعفر المقتدر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	رمضان ۲۸۲ سنہ ھ	۳۸ سال ۵ ماہ	ذیقعدہ ۲۹۵ سنہ ھ	۲۴ سال ۱۱ ماہ	۲۷ شوال ۳۲۰ سنہ ھ	جنگ میں قتل ہوا	بغداد	
۱۹	ابوالمنصور محمد القاہر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	•	۵۳ سال	۲۹ شوال ۳۲۰ سنہ ھ	۱ سال ۶ ماہ ۶ یوم	۶ جمادی الاول ۳۲۲ سنہ ھ	•	•	
۲۰	ابوالعباس الراضی باللہ بن مقتدر نمبر ۱۸	۲۹۷ سنہ ھ	۳۲ سال ۱۰ ماہ ۹ یوم	۶ جمادی الاول ۳۲۲ سنہ ھ	۶ سال ۱۰ یوم	۱۶ ربیع الاول ۳۲۹ سنہ ھ	مرض الموت	بغداد	
۲۱	ابواسحاق ابراہیم المتقی للہ بن مقتدر نمبر ۱۸	۲۹۵ سنہ ھ	۶۰ سال	۲۰ ربیع الاول ۳۲۹ سنہ ھ	۳ سال ۱۱ یوم	۲۰ صفر ۳۳۳ سنہ ھ [illegible]		•	
۲۲	ابوالقاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	۲۹۲ سنہ ھ	۵۴ سال چند ماہ	۲۰ صفر ۳۳۳ سنہ ھ	۱ سال ۴ ماہ	۱۲ جمادی الثانی ۳۳۴ سنہ ھ [illegible]	•	•	
۲۳	ابوالقاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	۳۰۱ سنہ ھ	۶۳ سال	۲۲ جمادی الثانی ۳۳۴ سنہ ھ	۲۹ سال ۴ ماہ ۱۱ یوم	۳۶۳ سنہ ھ [illegible] ترک سلطنت کی	•	•	
۲۴	ابوعبدالکریم الطائع للہ بن نمبر ۲۳	•	•	۲۳ ذی قعدہ ۳۶۳ سنہ ھ	۱۹ سال ۹ ماہ ۶ یوم	۳۸۱ [illegible]	•	•	
۲۵	ابوالعباس احمد القادر باللہ بن اسحاق بن مقتدر	۳۳۶ سنہ ھ	۸۶ سال	۱۷ شعبان ۳۸۱ سنہ ھ	۴۱ سال ۳ ماہ	۱۱ ذی الحجہ ۴۲۲ سنہ ھ	قضا	•	

۲۶	ابوجعفر عبداللہ ملقب بہ القایم بامراللہ نمبر ۲۵	سنہ ۳۹۱ھ	۷۶ سال ۳ ماہ	۱۱ ذی الحجہ سنہ ۴۲۲ھ	۴۴ سال ۸ ماہ	۱۲ شعبان سنہ ۴۶۷ھ	قضا	•	
۲۷	ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامراللہ بن محمد قایم بامراللہ نمبر ۲۶	سنہ ۴۵۸ھ	۳۹ سال	۱۳ شعبان سنہ ۴۶۷ھ	۲۰ سال ۴ ماہ	شنبہ محرم سنہ ۴۸۷ھ	مرگ مفاجات	بغداد	
۲۸	ابوالعباس احمد المستظہر باللہ بن نمبر ۲۷	۲۰ شوال سنہ ۴۷۰ھ	۴۱ سال ۶ ماہ ۶ یوم	سہ شنبہ محرم سنہ ۴۸۷ھ	۲۵ سال	۲۳ ربیع الاول سنہ ۵۱۲ھ	قضا	•	
۲۹	ابوالمنصور الفضل المسترشد باللہ بن نمبر ۲۸	چہارشنبہ ربیع الاول سنہ ۴۸۶ھ	۴۳ سال	۲۴ ربیع الاول سنہ ۵۱۲ھ	۱۷ سال ۶ ماہ	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ	قتل کیا گیا	•	
۳۰	ابوجعفر راشد باللہ بن نمبر ۲۹	سنہ ۵۰۲ھ	۲۸ سال	ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ	۱ سال	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۵۳۰ھ	؍؍	بیرون اصفہان	
۳۱	ابوعبداللہ محمد المقتفی بامراللہ بن نمبر ۲۸	سنہ ۴۸۹ھ	۶۶ سال	۱۸ ذی قعدہ سنہ ۵۳۰ھ	۲۴ سال ۳ ماہ ۱۶ یوم	۲ صفر سنہ ۵۵۵ھ	•	بغداد	
۳۲	ابوالمظفر یوسف المستنجد باللہ بن نمبر ۳۱	سنہ ۵۱۸ھ	۴۷ سال چند ماہ	۲ ربیع الاول سنہ ۵۵۵ھ	۱۱ سال ۱ ماہ	۹ ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ	قضا	•	
۳۳	ابومحمد الحسن المستضیٔ بامراللہ بن نمبر ۳۲	سنہ ۵۳۶ھ	۳۸ سال چند ماہ	۹ ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ	۹ سال ۸ ماہ	۲ شوال سنہ ۵۷۵ھ	؍؍	•	
۳۴	ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ بن نمبر ۳۳	۱۰ رجب سنہ ۵۵۳ھ	۶۹ سال	غرہ ذی قعدہ سنہ ۵۷۵ھ	۴۶ سال ۱۰ ۲۱ یوم	۳۰ رمضان سنہ ۶۲۲ھ	؍؍	•	

۳۵	ابو المظفر محمد الظاہر بامر اللہ بن نمبر ۳۴	سنہ ۵۷۱ھ	کچھ کم ۵۲ سال	۳۰ رمضان سنہ ۶۲۲ھ	۹ ماہ ۱۴ یوم	۱۳ رجب سنہ ۶۲۳ھ	قضا	·	
۳۶	ابو جعفر منصور المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵	صفر سنہ ۵۸۸ھ	۵۱ سال ۲ ماہ چند یوم	۱۴ رجب سنہ ۶۲۳ھ	۱۶ سال ۱۰ ماہ ۷ یوم	۱۰ جمادی الثانی سنہ ۶۴۰ھ	·	·	
۳۷	ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ نمبر ۳۶	سنہ ۶۰۹ھ	۴۷ سال چند ماہ	۱۱ جمادی الثانی سنہ ۶۴۰ھ	۱۶ سال	سنہ ۶۵۶ھ	·	·	از دست ہلاکو قتل ہوا باشارہ ابن علقمی وزیر شیعہ مذہب براہ تعصب یہ آخری خلیفہ تھے

نقشہ چہارم متعلقہ خلفاء مصر وغیرہ جو برائے نام خلیفہ رہے جنکو سلطنت سے کچھ سروکار نہ تھا صرف والیان مصر و شام وغیرہ کیطرف سے خلیفہ گنے گئے تھے۔

۱	ابو القاسم احمد ملقب بہ المستنصر باللہ بن نمبر ۳۵ من خلفاء عباسیہ	·	·	۱۳ رجب سنہ ۶۵۹ھ	۳ سال ۵ ماہ ۲ یوم	۳ محرم سنہ ۶۶۰ھ	جنگ مین مفقود الخبر	·	
۲	ابو العباس احمد الحاکم بامر اللہ بن محمد بن حسن بن علی بن ابی بکر بن مسترشد	·	·	سنہ ۶۶۰ھ	۳۹ سال کچھ ماہ	شب جمعہ ۱۸ جمادی الاول سنہ ۷۰۱ھ	·	·	
۳	ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۲	۱۵ محرم سنہ ۶۸۴ھ	۵۶ سال ۶ ماہ چند یوم	۱۹ جمادی الاول سنہ ۷۰۱ھ	۳۹ سال دو ماہ چند یوم	شعبان سنہ ۷۴۰ھ	·	·	

۴	ابراہیم بن محمد بن نمبر۲	.	.	شعبان سنہ ۷۶۳ھ	۱ سال ۴ ماہ	۴ ذی حجہ سنہ ۷۶۳ھ	معزول ہوئے	.	
۵	احمد حاکم بامر اللہ بن نمبر۳	.	.	یکم محرم سنہ ۷۴۲ھ	۱۲ سال چند ماہ	سنہ ۷۵۴ھ	قضا ر	.	
۶	ابوبکر المعتضد باللہ بن نمبر۳	.	.	سنہ ۷۵۴ھ	۹ سال	جمادی الاول سنہ ۷۶۳ھ	//	.	
۷	ابو عبداللہ محمد المتوکل علی اللہ بن نمبر۶	.	.	سنہ ۷۶۳ھ	۴۵ سال	شب شنبہ ۲ رجب سنہ ۸۰۸ھ	//	.	
۸	ابوالفضل العباس المستعین باللہ بن نمبر۷	.	.	چہار شنبہ ۱۲ رجب سنہ ۸۰۸ھ	۱ سال چند ماہ	سنہ ۸۱۰ھ	خلع ہوئے	.	
۹	ابوالفتح داؤد المعتضد باللہ بن نمبر۷	.	.	سنہ ۸۱۰ھ	قریب ۳۵ سال	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	قضا کر گئے	.	
۱۰	ابوالربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر۷	.	۶۳ سال	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	۹ سال ۱۰ ماہ	جمعہ ۲ محرم سنہ ۸۵۵ھ	//	.	
۱۱	ابوالبقا حمزہ القائم بامر اللہ بن نمبر۷	.	.	۳ محرم سنہ ۸۵۵ھ	۴ سال چند ماہ	سنہ ۸۵۹ھ	//	.	
۱۲	ابوالمحاسن یوسف المستنجد باللہ بن نمبر۷	.	.	سنہ ۸۵۹ھ	تخمینہ ۲۵ سال	شنبہ ۲۴ محرم سنہ ۸۸۴ھ	فالج کر گئے	جوار شہداء	

۹۱۴	ابو العزیز عبد العزیز المتوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل نمبر ۷	۱۰ برس	.	بیس برس	۹۰۳ سال ۲۵ ربیع	چہار شنبہ ... ۹۲۳	.	.	

تذکرہ ابتدائے سلاطین عثمانیہ ترکیہ جنہون نے ۶۹۹ ہجری سے ہند و فرنگستان وغیرہ مین سلطنت اسلام قایم کیا ہے ۔

مخفی نرہے کہ سلیمان شاہ ابن قیا الپ بلدہ ماہان مین جو قریب بلخ کے واقع ہے بادشاہ تھا جب چنگیز خان ہند اور بلخ کو جلا کر خاک سیاہ کر کے سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کو وہان سے نکال دیا وہان کے چہوٹے چہوٹے سلاطین و حکام مین پراگندگی و تفرقہ پڑ گیا اوسوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیون کو ہمراہ لیکر بلدہ ماہان سے ارض روم مین آئے اور وہان سے حلب ہوتے ہوئے دریائے فرات سے عبور کا ارادہ کیا اور کل ہمراہیون نے دفعتاً گہوڑے دریا مین ڈالدئے تاکہ پہیر کے پار ہو جاوین لیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گہوڑے سمیت اوس مین غرق ہو گیا اور بڑی تلاش سے اوسکا لاشہ دریا سے نکالا گیا اور قلعہ جبر کے سامنے دفن کیا گیا اور جسقدر ترکمان اوسکے ہمراہ تہے وہ چارونطرف منتشر ہو گئے اور جسکو جہان موقع ملا سکونت و بود و باش اختیار کر لی چنانچہ اون سب کی اولاد اب تک اون اطراف مین موجود ہے ۔

سلیمان شاہ کے جو بیٹے تہے سنقر و دا و رلیقدار تو بلاد عجم کو لوٹ گئے مگر ارطغرل اور ڈوندار بلاد روم مین آئے اور سلطان علاء الدین سلجوقی سے

ملاقات ہوئی جو بلاد فرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو اونہون نے اپنا دار السلطنت قرار دیا تھا سلطان نے انکی بے نہایت تعظیم اور توقیر کی اور یہ دونون بھائی قرہ حصار و بیکجل کے درمیان اقامت گزین ہوئے چونکہ سردولاور اور سپاہ منش و بہادر تھے حضور صاحب جنگ و جدال ہین ارطغرل نے سنہ ۶۸۰ ہجری مین وفات پائی اور اونکے فرزند عثمان جو سنہ ۶۵۷ ہجری مین پیدا ہوئے تھے شاہ علاء الدین سلجوقی کے یہان بسبب سرداری لشکر پر مامور ہوئے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے خرابی کو ملکی امورات کا اختیار بھی انکے سپرد ہوگیا اور وہ اپنے آقاء ولی نعمت کے ہمراہ بہت بڑے معرکون مین ثابت قدم اور مستقل رہے اور اپنی شجاعت و وفاداری و قابلیت سے روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے اور عثمان غازی کے خطاب سے مخاطب ہوئے سنہ ۶۹۹ مین علاء الدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کہائی اور اوسی زمانہ مین وہ راہی آخرت ہوئے چونکہ سلطان کا کوئی ولیعہد نہ تہا اور کل رعایا و سپاہ عثمان غازی سے نہایت رضامند تھے سب نے بالاتفاق انکو تخت نشین کیا اور سلطان علاء الدین کی دختر سے بہی انکے ساتھ شادی ہوگئی۔ چنانچہ اب تک شاہ سلطنت عثمانیہ بفضل اللہ قسطنطنیہ مین قایم اور ملجاء و ماواے اور مرجع دین اسلام ہے۔ جنکے اسماء درج نقشہ ذیل ہین۔

نقشہ پنجم متعلقہ سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ

۱	عثمان بن ارطغرل ابن سلیمان ابن قیا الب	سنہ ۶۹۹	۶۹ سال	سنہ ۷۲۶	۲۷ سال	۱۰ رمضان ۷۲۶ھ	[illegible]	برسہ میں	نیک بادشاہ بڑا دیندار خداترس تھا۔

۲	اورخان بن نمبر(۱)	سنہ ۶۸۰ھ	[illegible]	سنہ ۷۲۶ھ	[illegible]	سنہ ۷۶۱ھ	قضا	قلعہ برصہ	یہہ بادشاہ نہایت شجاع و متقی [illegible] تھا [illegible] فرنگستان [illegible] کہ اکثر شہر فتح کئے۔
۳	سلطان مرادخان بن نمبر(۲)	سنہ ۷۲۶ھ	۶۳ سال	سنہ ۷۶۱ھ	۳۰ سال	سنہ ۷۹۱ھ	میدان جنگ [illegible]	قلعہ برصہ	یہہ بادشاہ عقیل و اولوالعزم متقی صوفی مشرب اور درویشوں کا معتقد تھا و ینگ چری بھرتی کی
۴	یلدرم بایزید بن نمبر(۳)	سنہ ۷۶۱ھ	تخمیناً ۴۴ سال	سنہ ۷۹۱ھ	۱۴ سال	۱۴ شعبان سنہ ۸۰۵ھ	٠	٠	یہہ بادشاہ سپاہ دوست و رعایا پرور تھا [illegible] نے چڑھائی کی تھی۔
۵	محمد خان بن نمبر(۴)	٠	٠	سنہ ۸۱۶ھ	۸ سال	سنہ ۸۲۴ھ	اسہال دموی		اسنے جہازات جنگی و توپخانہ بنوایا اور مساجد بنوائیں [illegible] سخی و عادل تھا۔
۶	مرادخان ثانی نمبر(۵)	باختلاف روایت [illegible]	۵۱ سال	سنہ ۸۲۴ھ	۳۱ سال	سنہ ۸۵۵ھ	قضا	برصہ	یہہ بادشاہ بڑا جوانمرد [illegible] شاہ بلغاریہ کو تیر سے [illegible] روم کو مغلوب کیا۔
۷	محمد خان ثانی بن نمبر(۶)	سنہ ۸۳۴ھ	۵۲ سال	سنہ ۸۵۵ھ	۳۱ سال	جمادی الاول سنہ ۸۸۶ھ	٠	بلدہ استنبول گنبد	قسطنطنیہ اور قلعہ [illegible] اور شہر یونان وملک سربیہ کو غرض بارا سلاطین پر چڑھائی کی اور فتحیاب ہوا۔
۸	بایزید ثانی بن نمبر(۷)	سنہ ۸۵۲ھ	۶۶ سال	سنہ ۸۸۶ھ	۳۲ سال	سنہ ۹۱۸ھ	بعارضہ نقرس	٠	یہہ بادشاہ دیندار عابد اور [illegible] انداز تھا شعر و سخن کا بھی مذاق تھا [illegible] کے ملک فتح کیا۔

۹	سلیم خان اول بن نمبر ۸	سنہ ۸۷۲ھ	۵۴ سال	سنہ ۹۱۸ھ	۹ سال	۸ شوال	•	•	اس نے حلب وحمص ودمشق وشام ومصر کو فتح کیا اسمٰعیل بادشاہ ایران کو شکست دی اور بڑا صاحب غصہ تھا۔
۱۰	سلیمان خان بن نمبر ۹	سنہ ۹۰۰ھ	۷۴ سال	سنہ ۹۲۶ھ	۴۸ سال	سنہ ۹۷۴ھ	وجع مفاصل	قسطنطنیہ	یہہ بڑا عالی ہمت عادل تھا چودہ قلعہ فتح کیا بغداد پر قبضہ کیا امام ابوحنیفہ کے مقبرہ کی تعمیر کرائی
۱۱	سلیم خان ثانی بن نمبر ۱۰	اختلاف سنہ ۹۲۹ھ	۵۰ سال اختلاف	سنہ ۹۷۴ھ	۸ سال	۲۴ شعبان سنہ ۹۸۲ھ	تپ محرقہ	مسجد امام محمد منیر	یہہ بادشاہ انتظام مملکت سے غافل تھا مگر اسکا وزیر محمد صقلی بڑا نیک تدبیر تھا ملک مین فتور نہوا
۱۲	مراد خان ثالث بن نمبر ۱۱	•	•	سنہ ۹۸۲ھ	۲۱ سال	باختلاف روایات سنہ ۱۰۰۳ھ	•	•	مرد نیک تھا گرجستان کو فتح کیا اور چارسو عیسائیون کو قید مخلصی دی اسکے محل مین پانسو لونڈیان تھین۔
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن نمبر ۱۲	سنہ ۹۷۴ھ	۲۷ سال	سنہ ۱۰۰۳ھ	۹ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	•	•	اس بادشاہ نے شہر بخانہ اجڑوادی۔ اور شاہ عباس کو شکست دی۔
۱۴	سلطان احمد خان اول بن نمبر ۱۳	باختلاف سنہ ۱۰۰۱ھ	باختلاف ۲۵ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	۱۴ سال	سنہ ۱۰۲۶ھ			یہہ بادشاہ جوان طبیعت تھا اسی نے کوکب دری روضہ مبارک پر چڑھوائی تمباکو اسکے وقت مین رواج ہوا

۱۵	مصطفی خان اول بن نمبر ۱۳	٠	٠	سنہ ۱۰۲۶ھ	۳ سال	سنہ ۱۰۳۲ھ [illegible]	٠	٠	اسکو سلطنت کا حوصلہ نہ تھا امرار دولت نے قید کر دیا۔
۱۶	عثمان خان ثانی بن نمبر ۱۴	٠	٠	سنہ ۱۰۲۸ھ	۴ سال	سنہ ۱۰۳۱ھ	[illegible]	٠	اسکی طبیعت عورتون کے طرف مائل تھی آخر شش فوج بدلگئی اور اسکو قتل کر ڈالا۔
۱۷	سلطان مرادخان چہارم بن نمبر ۱۴	سنہ ۱۰۱۲ھ	۳۵ سال	سنہ ۱۰۳۲ھ	۱۶ سال	۱۹ شوال سنہ ۱۰۴۹ھ	بیمار	٠	اس بادشاہ نے شاہ عباس صفوی کو شکست دی انکو گھوڑیکی سواری کا بڑا شوق تھا۔
۱۸	ابراہیم بن نمبر ۱۴	٠	٠	سنہ ۱۰۴۹ھ	۹ سال	۱۸ رجب سنہ ۱۰۵۸ھ	امراء سلطنت نے قتل کیا	٠	یہہ بادشاہ عیش دوست تھا امرائے دولت بگڑگئے آخر قتل ہوگئے۔
۱۹	محمدخان چہارم بن نمبر ۱۸	٠	٠	۱۸ رجب سنہ ۱۰۵۸ھ	۴۱ سال	سنہ ۱۰۹۹ھ میں خود ترک سلطنت کی	٠	٠	ان کے عہد مین ارکان دولت مین جنگ وجدال رہا آخر خود ہی ترک سلطنت کی۔
۲۰	سلیمان ثانی بن نمبر ۱۸	سنہ ۱۰۵۲ھ	۵۰ سال	سنہ ۱۰۹۹ھ	۳ سال ۹ ماہ	۲۶ رمضان سنہ ۱۱۰۲ھ	بمرض استسقا	٠	انکے عہد مین انتظام سلطنت اچھا تھا اور اسکو تعمیرات کا بھی شوق تھا۔
۲۱	سلطان احمد بن نمبر ۱۹	۱۴ رمضان سنہ ۱۰۵۲ھ	عمر ۴۹ سال	۲۱ سنہ ۱۱۰۲ھ	۴ سال ۸ ماہ	۲۱ جمادی الاولی سنہ ۱۱۰۶ھ	〃	٠	یہہ بادشاہ خوش نویس اور نقال تھا سیر و شکار کا بھی شوق تھا۔

۲۲	مصطفیٰ خان ثانی بن نمبر ۱۹	۔	بعمر ۵۹ سال ۶ ماہ	سنہ ۱۱۰۶ھ	۸ سال	سلطان عثمان [illegible]	۔		۔	اس بادشاہ نے جرمنی وروس پر فتحیاب رہا اور صلح کرلی اسپر فوج بدل گئی آخر سلطنت سے علیحدہ ہوگئے
۲۳	احمد خان ثالث بن نمبر ۱۹	۔	انقلاب ۶۷ سال ۸ ماہ	۱۰ محرم سنہ ۱۱۱۵ھ	۲۲ سال	محمود بن مصطفیٰ [illegible]	۔			یہہ بادشاہ ہر قسم کے خطوط لکھتا تھا شعر بہی کہتا تہا فوج مین فساد ہوگیا آخر یہہ تخت سے اتار دیئے گئے۔
۲۴	محمود خان بن مصطفیٰ خان ثانی نمبر ۲۲	سنہ ۱۱۰۸ھ	۵۸ سال	سنہ ۱۱۴۳ھ	۲۴ سال	سنہ ۱۱۶۷ھ	نقشہ			اس بادشاہ نے نادر کو شکست دی آخر شاہ صلح ہوگئی۔
۲۵	عثمان خان ثالث بن نمبر ۲۲	سنہ ۱۱۱۰ھ	۔	سنہ ۱۱۶۸ھ	۳ سال	۱۵ صفر سنہ ۱۱۷۱ھ	نقشہ			یہہ بادشاہ خلوت پسند مرد نیک تہے۔
۲۶	مصطفیٰ خان ثالث بن نمبر ۲۳	۔	۔	۱۵ صفر سنہ ۱۱۷۱ھ	۱۶ سال ۹ ماہ	۱۵ ذی قعدہ سنہ ۱۱۸۷ھ	۔			اسکے وقت سکو نین لڑائی ہوئی توپخانہ روسی لشکر کا اہل روم نے چہین لائے۔
۲۷	عبدالحمید خان بن نمبر ۲۳	سنہ ۱۱۳۷ھ	انقلاب ۴۹ سال	۱۵ ذی قعدہ سنہ ۱۱۸۷ھ	انقلاب ۱۵ سال	سنہ ۱۲۰۳ھ	۔		۔	یہہ بادشاہ صلح پسند تھا اور سلاطین عیسائیون سے صلح کرلی
۲۸	سلیم خان ثالث بن نمبر ۲۶	سنہ ۱۱۷۵ھ	۲۸ سال	سنہ ۱۲۰۳ھ	[illegible]	[illegible]	۔			اس بادشاہ نے فوج نیک چری کو مثل تعلیم ولایتون کے حکم دیا وہ نہ سیکہتے تو ایک فوج نظام تیار ہوئی ان دو فوجون لڑائی ہوئی آخر یہہ بادشاہ معزول ہوگئے۔

۲۹	مصطفیٰ خان چہارم ابن نمبر ۲۶	۱۱۹۳ھ	۰	۱۲۲۲ھ	۰	۱۲۲۳ھ معزول	۰	۰	اس بادشاہ کے وقت انتظام بگڑا ہوا تھا لہذا معزول کردیا گیا۔
۳۰	محمود خان ثانی ابن نمبر ۲۷	۰	۵۵ سال	۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۲۳ھ	[illegible] سال	۱۲۵۵ھ عمر ۵۵ سال	[illegible]	سلطان [illegible]	یہ بادشاہ اولوالعزم گذرا ہے اکثر سرکشوں کی سرتابی کی گردالی مصر خدیو مصر کے لقب سے مشہور ہو گیا
۳۱	عبد المجید خان ابن نمبر ۳۰	۱۲۳۷ھ واقع استنبول	۰	۱۲۵۵ھ [illegible]	۰	۱۲۷۷ھ عمر ۳۹ سال	۰	〃	یہ بادشاہ کیوقت بڑے معرکہ جنگ رہی اور خدیو مصر بھی مغلوب ہوا اور بہت سے نصرانی بادشاہ مغلوب ہی ہو گئے۔
۳۲	عبد العزیز خان ابن نمبر ۳۰	۱۲۴۵ھ [illegible]	۰	۱۲۷۷ھ	۰	۰	۰	۰	اس بادشاہ کے وقت سلطنت کا عمدہ انتظام ہوا مگر خزانہ کی نازک حالت تھی آخر اہلکار امانت و دیانت دار نامور کیگئے اور فوجی ترتیب بھی اچھی ہوگئی
۳۳	سلطان مراد خان [illegible]	۰	۰	۱۲۹۳ھ [illegible]	۰	۰	۰	۰	یہ بادشاہ علالت کیوجہ سے شیخ الاسلام و ارکان دولت کے مشورہ پر خلع کیے گئے۔
۳۴	سلطان عبد الحمید خان ثانی [illegible]	[illegible]	۰	۱۲۹۳ھ [illegible]	۰	۰	۰	۰	یہ بادشاہ ابھی تک رونق دہ کل سلطنت اسلامیہ ہیں اللہ پاک انکو دشمنوں کی نظر بد سے [illegible]

ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کے اول زمانہ کا اجمالاً تذکرہ

اب تاریخ ہندوستان کے اوس زمانہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جسمین مسلمانون نے ہندوستان پر حملہ کرکے سرزمین ہند مین رایات اسلامی بلند کرکے اسکو فتح کرنا شروع کر دیا۔

اہل اسلام مین سے اول ہی اول جسنے سرزمین ہند پر قدم بڑہایا وہ ابوالعاص عامل بحرین تھے انہون نے خلیفہ دوم جناب رسالت پناہی امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مہد مین سنہ ۱۵ھ مطابق سنہ ۶۳۶ عیسوی کے اندر بمبئی کے قریب مقام ٹہانہ پر فوج کشی کی۔ اور لوٹ کا کچہہ مال لیکر واپس چلے گئے۔

پھر خلیفہ سوم رسالت پناہی کے زمانہ مین عبداللہ بن عامر فتح خراسان کیلئے ایک جرار لشکر اسلام کے تعینات ہوا اس سپہ سالار لشکر نے تہوڑے ہی عرصہ مین ہرات۔ بادغیس غور۔ نیشاپور۔ بلخ۔ طوس وغیرہ فتح کرکے دین اسلام کو رواج دیا اور جابجا حاکم اسلام مقرر کئے جب عبیداللہ عامر حج کیلئے چلا گیا تو قارن امیر عجم یعنے ایران نے سنہ ۳۲ھ مین چالیس ہزار فوج ہرات و غور وغیرہ سے جمع کرکے عربون سے ازادی حاصل کرنیکے لیئے بغاوت کی۔

اور سنہ ۴۴ھ ۶۶۴ع مین جب مسلمانون کا کابل مین فتحیابی کا نقارہ بجا تو عرب کا ایک شخص مہلب نامی امیر نے اس راستے بڑہا تھا ہند مین ملتان تک قدم بڑہایا

اور بہت سے لوگون کو قید کر کے لے گیا اسکے بعد پھر کئی بار مسلمانون نے ہندوستان پر حملے کئے اور یہان کی لوٹ سے مالا مال ہو کر اولٹے پھر گئے آخر سنہ ۹۲ھ کے اندر خاندان بنو اُمیہ کے خلیفہ ولید کے عہد مین عراق کے عامل حجاج بن یوسف کا بھتیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لیکر ہند پر چڑھ آیا اور سندھ کو فتح کر لیا اس حملہ کا باعث یہہ ہوا کہ راجہ داہر والی سندھ نے اہل عرب کے کچھہ جہاز لوٹ لئے تھے اسلیے مسلمانون نے سندھ پر حملہ کر کے راجہ داہر کو شکست دی اور ملک پر قبضہ کر لیا مگر سندھ کچھہ زیادہ مدت تک مسلمانون کے تصرف مین نہین رہا اسکے بعد خاندان بنی عباس سے مامون ابن ہارون الرشید نے ہند پر لشکر کشی کی اور راجپوتون سے جنگ کا ارادہ کیا اسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک اہل اسلام کا پھر کوئی نیا حملہ نہین ہوا اسوجہ کہ انکے وفات سے خلفاء عباسیہ کی حکومت مین خود ہی ضعف آتا گیا اور ہوتے ہوتے یہ نوبت پہونچی کہ ہر ایک صوبہ منحرف ہو کر خود مختاری کا دم بھرنے لگا اور آخر خلیفہ کے پاس صرف دار الخلافت بغداد ہی رہگیا۔

اسمعیل سامانی

اسی زمانہ مین اسمعیل سامانی صوبہ دار ماوراء النہر و خراسان بھی خلیفہ سے باغی ہو کر بخارا کا بادشاہ بن بیٹھا اس خاندان کے ایک بادشاہ کے یہان الپتگین نام ایک ترکی غلام[۱] تھا جس نے اپنی عقل و دانائی کے

۱؎ تاتاریونکی آوارہ گرد گروہ جو وسط ایشیا مین بحیرہ خزر سے لیکر چین کے شمال تک بستے تھے وہ تین بڑے بڑے قبیلون مین منقسم کئے گئے تھے۔ اول منچو جو اس خطہ کے انتہا ے مشرق مین یعنی چین کے شمال کی طرف رہتے تھے دوم منگول یا مغل جو اس خطہ کے وسط مین تبت کے شمال مین رہتے تھے سوم ترک جو [illegible] طرف رہتے تھے۔

بدولت رفتہ رفتہ یہان تک عروج پکڑا کہ خراسان کا حاکم بن گیا جب بادشاہ نے
وفات پائی تو اس کی جانشینی کے نسبت ارکان سلطنت مین اختلاف ہوا
بعض تو یہ چاہتے تھے کہ شاہ متوفی کے کم سن بیٹے منصور کو بادشاہ بنائین
اور بعض یہہ کہتے تھے کہ بادشاہ کا چچا تخت پر بیٹھے۔ الپتگین منصور کے خلاف
تھا مگر ارکان سلطنت نے اسی کو تخت نشین کر دیا اسوجہ سے بادشاہ اور
الپتگین کے باہم رنجش ہوی۔ اس بنا پر الپتگین خودسر ہوگیا اور کابل وقندھار
پر قبضہ کر کے اس نے غزنی کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔

ذکر سبکتگین

الپتگین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسحاق دو برس سلطنت
کر کے مر گیا اور سبکتگین تخت نشین ہوا سبکتگین اصل
مین یزدجرد شاہ فارس کی نسل سے تھا مگر زمانہ کی گردش سے تباہ وقت ہو کر
ایک سوداگر کے ہاتھ پڑا اور وہ اوسے بخارا لے آیا۔ یہان الپتگین نے اسکو
ہونہار دیکھہ کر لے لیا اور اس کی عقل و دانائی کے سبب ترقی کرتے کرتے
کے رتبہ تک پہنچا دیا غرضکہ سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے شادی
کر کے غزنی کے تخت پر جلوس فرمایا۔

اسوقت لاہور مین راجہ جیپال جو ذات کا برہمن تھا راج کرتا تھا اس
دریاے سندھ سے اوتر کر سبکتگین پر حملہ کیا اسوجہ سے سبکتگین نے پنجاب
پر دو مرتبہ یورش کی اور جیپال اور اوسکے راجپوت رئیسون کو جو دہلی و اجمیر
و قنوج وغیرہ کے تھے جو اسکی مدد کے لیے جمع ہوے ان تمامی راجاؤن کو
شکست دیکر اور بہت سامان لوٹ مین لیکر غزنی کو عود کر گیا۔

ذکر سلطان محمود

اور امیر سبکتگین اور راجہ جیپال مین جو لڑائیان ہوئین اُنمین
سلطان محمود بہی شریک تہا اسلئے اسکو خوب یقین ہوگیا
تہا کہ ہندوستان ایک بڑا دولتمند اور زرخیز ملک ہے اور وہان کے راجپوت
سپاہی کیسے ہی بہادر کیون نہون مگر کوہستانی کابل کے زبردست و زحمت
کش حملہ آورون کے سامنے ہرگز نہین ٹہر سکتے اسلئے سلطان محمود نے سنہ ۹۹۶ع مین
غزنی کے تخت پر جلوس فرماکر پہلے تو ماوراالنہر کا ملک جو بحیرۂ خزر سے
لیکر دریاے اٹک تک پہیلا ہوا تہا اس مین اپنا سکہ بٹہایا اور پہر عنان توجہ
سرزمین ہندوستان کی طرف پہیری اور اسکو آرزو تہی کہ بڑے بڑے بانکے
راجپوتون کو تلوار کے زور سے دین اسلام مین داخل کرلیون اور اسکا سبب
زیادہ تر یہہ بہی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد نے اسکے مذہبی جوش کو دیکہہ کر ایک
گران بہا خلعت اسکے پاس بہیجا تہا اور امین الملۃ یمین الدولہ خطاب
دیا تہا پس سلطان محمود نے یہ عہد کرچکا تہا کہ مین دین اسلام کے پہیلانیکے لیے
ہر سال ہندوستان پر حملہ کیا کرونگا جسکا مجملاً ذکر حصہ اول کتاب ہذا مین
کردیا گیا ہے جس سے اسکی قوت اور وسعت سلطنت کا اندازہ ہوسکتا ہے
پہر سلطان محمود کے بعد ملک پنجاب ایک سو چالیس برس سے کچہہ زیادہ اسکی
اولاد کے قبضہ مین رہا کیونکہ وسط ایشیا مین جو سلطنت غزنی کا علاقہ تہا وہ اس سے
پہلے ہی انکے ہاتہہ سے نکل گیا تہا انجام کار غور جو افغانستان مین غزنی اور ایران
کے مابین ایک کوہستانی علاقہ ہے اسکے بادشاہون نے خاندان غزنی کو
مغلوب کرلیا تہا اور جب محمد غوری نے ہندوستان کو فتح کرلیا تہا اس سے

کچھ پیشتر خاندان غزنی کا آخر پادشاہ قید خانہ مین قتل ہو چکا تھا اس زمانہ مین - اجمیر - دہلی - قنوج - میواڑ اور انہلواڑہ یعنی گجرات کے راجہ شمال ہند مین حکمران تھے اور چونکہ ان مین سے ہر ایک چاہتا تھا کہ مین سب پر غالب ہو جاؤن اسوجہ سے ان مین باہم لڑائی جھگڑے رہتے تھے -

ذکر پرتھی راج

اور آخر چھٹی صدی ہجری مین جس قدر راجے شمالی ہند مین حکمرانی کر رہے تھے ان سب مین پرتھی راج جسکو راجے پتھورا بھی کہتے ہین نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتون کے بہادر قوم کی ناک تھا -

ہندوؤن مین جن نامی گرامی سورماؤن کے افسانہ زبان زد خلایق ہین انہین پرتھی راج بھی داخل ہے چند بردائی جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا ہی اس راجہ کا مداح اور دوست تھا چنانچہ اس نے اپنے اشعار مین اسکی بڑی تعریف لکھی ہے - اور پرتھی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکی وجہ یہہ بھی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونون سلطنتون کا راجہ تھا - اجمیر کی سلطنت تو اوسکو اپنے باپ سوامیشور سے جو راجپوتون کی قوم چوہان کا راجہ اجمیر تھا میراث پہنچتی تھی - اور دہلی کی سلطنت ہاتھ لگنے کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا نانا اننگ پال جو راجپوتون کی قوم تنوار کا راجہ دہلی تھا اسکا کوئی بیٹا تو تھا ہی نہین صرف بیٹیان ہی تھین جن مین سے ایک کی اولاد تو جے چند راجہ قنوج تھا اور دوسری کی پرتھی راج - اسکو اننگ پال نے متبنی کر لیا تھا یہہ بات جے چند کو نہایت ناگوار گذری اور اس نے پرتھی راج کے راجہ دہلی

ہوئے مین بہت کچھہ مزاحمتین کین پیش نہ گئی آخر ش دہلی کا راج بہی پرتھی
راج کے ورثے مین آیا اور اسیطرح وہ دونون سلطنتون کا راجہ ہو گیا۔

ذکر سلطان شہاب الدین عرف محمد غوری۔

اس راجہ کو گدی پر بیٹھے ابہی بہت عرصہ گذرا ہی نہ تہا کہ اس پر ایک زبردست غنیم چڑہ آیا جو کبہی اسطرح پیشتر ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہی نہتہا۔ یہہ غنیم سلطان شہاب الدین غوری تہا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور مستقل مزاج سردار تہا غور کا بادشاہ تو درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تہا مگر وہ اسکی نسبت نرم مزاج تہا اسلیے جب اس نے غور کے تندخو اور قوی ہیکل افغانان بہادران دلاورون کی مدد سے غزنی کو فتح کرلیا تو شہاب الدین کو وہان کا بادشاہ مقرر کرکے آپ غور کو چلا گیا۔ شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبہال چکا تو اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور دیکہا کہ دہلی قدیم سے راجگان عظیم الشان کا دارالسلطنت چلا آتا ہے چنانچہ اسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب ہوا اور سب ہندوستون سے فارغ ہو کر ایک روز دربار عام کیا۔ امیر و وزیر سپہ سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تہے اور گفتگو یہہ ہو رہی تہی کہ دارالخلافت کو چلنے کے لیے کونسی تاریخ مقرر کیجاے دفعتًا سرحد کے سردار کا عریضہ پہنچا کہ راے پتہورا والی اجمیر اپنے بہائی کہانڈے راو حاکم دہلی کو ساتہہ لیکر دولاکہہ فوج سوار اور تین ہزار فیل جنگی سے دہندکے چہڑانے کو آندہی اور بہونچال کیطرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ واجب نہین تو اس ملک ہند مین زن و بچے مسلمانون کے تباہ ہو جائینگے

بادشاہ نے اسیوقت لشکر اسلام مین منادی کروادی کہ جب تک اس مہم کا فیصلہ
خاطر خواہ نہ ہوجاے مسلمان باایمان کو غزنی کیطرف قدم اُٹہانا حرام ہے
ساتہہ ہی لشکر کی تیاری کا حکم اور راستہ کے کارداروں کے نام سامان رسد کے
حکمنامہ جاری ہوگئے۔ لشکر جرار منزل بہ منزل یلغار کرتا جاتا تہا جو انبالہ کے ڈہیرے
مین یہہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیل خانہ کرنال مین آگیا
بادشاہ وہین مقام کر دیا اور فوج کو پس و پیش سے درست کرکے کوچ بکوچ
آگے بڑہا۔ تلاوڑی کے میدان مین دو نون لشکرون کا آمنا سامنا ہوگیا۔ دن
مورچون کے درستی مین گذرا شام کو سب نے گہوڑون کے تنگ
ڈہیلے کر دیئے۔ دانہ چڑہا زین پوش بچہا کر بیٹہہ گئے۔ باگ ڈورین زانوؤن
سے باندھ لین اور جھٹ جیبون سے روٹیان نکالکر کہانے لگے۔ سلطان شہاب الدین
ابہی خاصہ ہی پر تہا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے گہسیارے
اور لکڑہارے جنگل سے پکڑ کر حاضر کئے۔ سوارون کو انعام دیکر رخصت کیا
اور ان لوگون کو مودیہی کے سپرد کیا کہ جو کچھہ مانگین انہین کہلاؤ پلاؤ۔ آدہی
سے بچے سامنے بلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ مگر دو بڑے ہوشیار اور تجربہ کار
نکلے۔ کہ جنسے لشکر کے اوتارے کا رخ فوج کی تعداد پیچہے کی مدد رسد کے بندوبست
غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کرلیا تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی
تقسیم مین گذری پچہلی رات تہی کہ کمر بندی کا حکم پہنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر
نیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان مین جم گیا۔ آگے پیچہے داہنے بائین ہر ایک
سردار اپنی اپنی فوج کو سنبہالے تہا خود صاحب لشکر زرہ بکتر چار آئینہ سجے سر پر خود فولادی

کمر مین شمشیر اصفہانی پشت پر سپر گینڈے کی کمان - زین پر گرز گاو سر دہرا - کمند ابریشمی شکار بند مین آویزان - علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کہڑا تہا - اور اسپ عربی جسپر پوست پلنگ کی پاکر پڑی تھی زانون مین سے نکلا جاتا تہا - اور اودہر حریف کے لشکر مین پہلے ہاتیون کی قطار - بعد اسکے رتہین - اور پلٹنین - پیادہ اور سوار فوج تھے کہ جسکا شمار سواے منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہ تہا - ہان سلسلہ انتظام انکا خاص ایک شخص کی چٹکی مین تہا کہ جدہر چاہے اودہر جہونک دے - بیچون بیچ مین ہند کا سیتا تہی گر سر سے پانک اوچی بنا ہوا زرد دگلے پر چلتا اور اوسپر زرہ بکتر - چار آینہ سجے راجپوتی ایک بچہ بہون پر رکہے کمر مین ایک طرف سروہی کی تلوار - دوسرے طرف کہانڈا اور کٹار - پشت پر گینڈے کی ڈہال - سورج مکہی کے سایہ مین ہاتہی پر بیٹہا دونون لشکرون پر نظر غور سے دیکہہ رہا تہا - آخر نہ رہ سکا - اور تڑپ کر ہاتہی سے کود - گہوڑے پر سوار ہوا ہاتی کو ہاتہی پر بہٹا دیا آپ دکہنی گہوڑے اوڑاتا سپاہ گری کا بانکپن دکہاتا بہالے کے ہاتہہ نکالتا ہوا - دایئن سے بایئن اور بایئن سے دایئن تک ایک چکر لگایا اور سامنے ایک لشکر کے کہڑے ہوکر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑہایا -

کہ اے راجپوتون کے سپوتو - پہاڑون کے افغان اور تاتار کے ترکون کا سامنا یہہ سب مسلمان ہین اور ست دہرم کے بہرشٹ کرنے پر کمرین باندھہ باندھہ کر آئے ہین - ابہی تک تمہاری سرحد پر کہڑے ہین - اگر ہمت کرینگے تو سمجہہ لو تہین جیسے گوشونکی طرح پہاڑون مین بہگا بہگا کر مار لوگے - اور اگر ایک قدم تمہارا اوٹہا تو پاؤن اوکے تمہارے گہرون مین اور ہاتہہ [illegible]

ہین - آج دہرم کیان کی لاج تمہارے تلوار کی باڑ پہ ہے - مارو مارو دم نہ لو اور جان نے نہ دو - راجہ ابہی یہہ تقریر تمام نہ کر چکا تہا کہ اتنے مین لشکر شاہی کے بائین ہاتہہ پر افغان پا جمائے کہڑے تہے آگے بڑہے اور خلجیون نے بہی باگین لین - اُنہین دیکہہ کر راجپوت بہادرون کے سپوت جنکی تلوارین میانون مین بجلی کیطرح تڑپ جاتی تہین - ہاتہون کی صف چیر کر نکل کے آئے تیر برساتی ہوئے دوڑے اور ایک دم مین برچہیون پر لے لیا - جب یہہ حال دیکہا تو افغان پیچہے ہٹے اور خلجیون کے پرے نے بہی گہونگٹ کہایا مگر سپہ دار بے سپاہ قلب مین اُسیطرح جما ہوا تیر مارے جاتا تہا جو ایک مصاحب نے آکر عرض کی کہ افغان اور خلجیون نے پیٹہہ دکہائی جن تک خوران سردارون سے پسینے کی جگہہ خون گرانے کی امید تہی وہ جان بچا کر بہاگ گئے - دشمن چڑہتا چلا آتا ہے - حضور اب کس کی راہ دیکہتے ہین براہ خدا گہوڑے کی باگ پہیریئے - اب لاہور مین پہنچکر بداندیشون کا بندوبست قرار واقعی ہو جائے گا یہہ سنتے ہی بادشاہ شعلہ کیطرح بہڑک اوٹہا - رہی سہی فوج کو سمیٹ کر للکارا اور گہوڑے کو ڈپٹا کر برق کی طرح دشمن پر جا پڑا نیزہ و شمشیر سے گذر کر فقط خنجر و کٹار کی نوبت آگئی - اتنے مین کہانڈے راو کی نظر بادشاہ پر پڑی فیلبان کو آواز دی کہ جسم دار جانے نپائے - اُسنے ہاتہی کو ریلا سلطان شہاب الدین بہی چمک کر اسطرح جہپٹا کہ گہوڑے کے دونون ہاتہہ ہاتہی کے مستک پر بیٹہے اور اوس کے منہہ مین ایسا نیزہ مارا کہ دانت ٹوٹ گئے - مگر خود بہی زخم کاری کہایا - ڈگمگا کر گہوڑے سے گرا چاہتا تہا کہ ایک غلام بادفاحیت

ہزیمت افغانان

پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کیطرح نظرون سے غایب ہوگیا غرض لڑ
بہاگے پیٹھکے سپاہی اور لوٹا پہوٹا لشکر لاہور مین آیا اور یہان کے ملک کا بندوبست
کرکے غزنی کو روانہ ہوگیا۔ اس لڑائی مین تماشا یہہ ہوگیا کہ جن جن سردارون
کو بہادری و جانثاری کے بڑے بڑے دعوے تھے اور بادشاہ کو بہی
ان پر بہروسے تھے وہی میدان جنگ سے بہاگے تہے۔ چنانچہ غزنی مین
پہنچکر علمار سے فتوے طلب کیا کہ جو مسلمان جہاد سے بہاگے اُسکے لئے کیا
حکم ہے۔ سبنے لکہا کہ وہ گنہگار خدا ہے۔ بادشاہ نے حکم شرع ہاتہہ مین لیا
اور تمام سردارون کو گرفتار کیا۔ جو اور چنے گہوڑون کے توبرون مین
ڈالکر اُنہین چڑہوادئے اور بازارون مین چہوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت
پکڑین اور جو نہ کہائین اُسکا سر الگ۔ پہر یہ سزا تو معاف ہوگئی مگر دربار سے
بند ہوگئے۔

اسکے دوسرے برس سال نوروزی نے پلٹا کہایا۔ بادشاہ نے اندر ہی اندر سب
سامان کر رکہے تھے فہرست منگاکر دیکہی اور ہر کارخانے مین حکم کوچ کا
بہیجدیا۔ آٹھوین دن خود سوار ہوا جب پشاور مین پہنچا تو ایک پیر مرد سن
سال کہ غوری کے خاندان مین سے تہا اور خلوت کی صحبتون مین بے تکلف
اُسنے عرض کی اس مہم مین سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کہلتا نہین
کہ ارادہ کدہر ہے۔ بادشاہ نے آہ سرد بہر کے کہا کہ اے مرد مسلم عجب
ہے کہ اس سن و سال پر تیرا یہ سوال ہے کیا اگلے برس کی شکست سب تجہے
یاد نہین زیادہ صدمہ اسلام کے ننگ و عزت کے لئے کچہہ چہوٹا پتہر ہے۔ پہر قیاس کر

بند کہولے اور کہا کہ دیکہہ لے اُس دن سے آجتک نہ مین نے کپڑے بدلے ہین نہ حرم سرا مین بستر پر سویا ہون۔ اُس پیر مرد نے دعاے خیر دی اور کہا کہ اگر یہہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہئیے۔ یعنے جو سردار کہ غضب سلطانی مین دربار سے بند ہوئے ہین اُنہین پہر دربار مین بلاکر انعام دیجئے اور ترقی کے وعدون سے دل بڑہائیے کہ جان لڑاکر پہلے داغ کو دہوئین۔ چنانچہ ملتان مین اگرچہ چند مقام کئے۔ دربار عام کرکے سب سردارون کو بلایا اور کہا کہ اے مسلمانون سالگذشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر آیا سب پر روشن ہے اور تدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت کے سبب سے کچھہ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلوارون پر ہاتہہ رکہکر سامنے سر جھکادئے غرض وہان سے روانہ ہوکر لاہور پہنچا اور رسید قوام الملک رکن الدین کو کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تھا ایلچی کرکے نامہ کے ساتہہ روانہ کیا۔ نامہ کا مضمون یہہ تہا کہ مین بموجب حکم اپنے بڑے بہائی کے کہ میرے باپ کی جگہہ ہے اور خراسان سے پنجاب تک مسلمانون کا بادشاہ ہے فوج لیکر اسطرف آیا ہون راے پرتہی راج کہ راجگان ہندوستان مین مہاراجہ ہے۔ اُسے لکہا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کرکے اتفاق کا طریقہ قایم کرلے تاکہ خلق خدا کی آسایش مین خلل راہ نہ پائے۔ نہین تو ملک خدا کا ہے اور حکم خدا کا تلوار دونون کا فیصلہ کرے گی۔ جب یہہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گذرا تو بہت پیچ وتاب کہایا اور خفا ہوکر ادہر تو ایک جواب کہ پتہر اور لوہے سے کہرا ہتا لکہکر روانہ کیا اور ادہر راجگان ہندوستان کو جمع کرکے تین لاکہہ راجپوت

کا شکر جنکی تلوارون سے خون ٹپکتا تہا ہمراہ لیکر چلا پہلے فتح کے بہروسے پر بہت سے راجہ بہاور اُنکر رفاقت سکے دم بہرتے مدد کو آئے سلطان شہاب الدین بہی اودہر سے آگے بڑہا اور نہر سرسوتی کو پیچہین ڈالکر دونون لشکر اوتر پڑے۔

پرتہی راج۔ نے اول ایک خط اِس مضمون کا لکہا کہ حال اِس فوج بےشمار کا شہہ دار لشکر اسلام کو معلوم ہوا ہوگا مگر اسکے علاوہ اور بہی ہندوستان سے برابر فوجین چلی آتی ہین۔ ایک ایک راجپوت وہ منچلا بہادر ہے جنکی تلوار کی کاٹ دوقندہار تک پناہ نہین۔ یہ چند نامراد ترک بچے اور افغان زادے جنہین لوٹ کہسوٹ کا لالچ دے دیکر گہرون سے یہان لایا ہے۔ چاہیے کہ اونکی جوانی اور مان باپ کے بڑہاپے پر رحم کرکے یہین سے پہر جائے۔ ہمین جان جوانمردی کی قسم ہے کہ پیچہا نکرینگے۔ اور نہین تو دیکہہ لو کہ آتشبازی کے سامان بےشمار ہین اور جنگی ہاتہی کچہ اوپر تین ہزار ہین اگر اِس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہین تو یاد رہے کہ ایک جاندار اِس میدان سے جیتا نہ جائیگا۔

اودہر سلطان شہاب الدین اِس موقع پر دہیما ہوا اور در جواب اوسکے مصلحتاً یہ لکہا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی عین شفقت ہے مگر سبب پر روشن ہے کہ اس لشکر کشی مین مجہے کچہ اختیار نہین۔ بہائی کے حکم سے اِس مہم کا بوجہ سر پر لیا ہے جبتک وہان سے حکم نہ آئے مین کچہ نہین کرسکتا اِس قدر مہلت ہو کہ وہانسے جواب آجائے اسوقت صلح اِس عہد پر ہو جائیگی کہ

ملک پنجاب سرہند تک ہمارے پاس رہے - باقی کل ہندوستان تمہارا
جب یہ نرم ترین جواب راجہ کے پاس پہنچا - تمام اہل دربار ہنسنے لگے - اور
اور لشکریون مین فتح کی سی خوشیان ہوگئین بلکہ بجنست ہوکر ڈیرے ڈیرے
مین ناچ رنگ شروع کردئیے یہان سلطان شہاب الدین نے سر شام فوجکو کمربندی کا
حکم دیکر خیمے ڈیرے سب قائم رکھے - اور راتون رات کئی کوس کا چکر دیکر دریا
پار اوتر گیا صبحکو راجہ کے لشکر مین ابھی کوئی بستر پر تھا کوئی اشنان کو گیا تھا
کہ دفعۃً پہلو مین آمادہ جنگی پر چوٹ لگا اس ونائے سے کرناسے پھونکے کہ سوئے
جاگتے اوچھل پڑے اور - تمام فوجمین کھلبلی پڑگئی وہ لشکر بے شمار ایسا دریا
تھا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خبر بھی نہوتی تھی مگر راجہ نے
اسوقت ہوش وحواس کو جمع کیا ذرا نہ گھبرایا ایک فوج تو تیار کرکے سامنے
کی اور باقی سارے لشکر انبوہ کو سمیٹ کر پھر میدان مین لاجمایا - ادہر سلطان
شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کرکے چار سپہ سالارون کے ماتحت
قائم کردئے کہ باری باری سے جائین اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان
لڑائین - راجپوت بہادر بھی اس میدان مین دائین بائین سے درست
ہوکر اس خوبصورتی اور بندوبست سے لڑے کہ مسلمانون کے جی چھوٹ
چھوٹ گئے - تب سلطان شہاب الدین بمصلحت وقت صورت شکست
بناکر پیچھے ہٹا دشمن نے پیچھا کیا اور جب جمعیت اونکی بے انتظام ہوئی تو دوسرے
غول سے تازہ دم حملہ کیا مگر جمعیت ہندوون کی بے شمار تھی اسلئے اوس سے
بھی مطلب نہ حاصل ہوا - جب ٹھیک دوپہر ہوئی تو رائی پرتھی راج

ایک سو پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ مین آیا سب نے تلوارون کے قبضون پر ہاتھہ رکھکر قسم کھائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا پی - پان کا بیڑہ منہ مین تُلسی کی پتّی زبان پر رکھہ - کیسر کے ٹیکے پیشانیون پر دئے - ادہر سلطان شہاب الدین بھی بارہ ہزار غلام خاص جنکے سرون پر فولادی خود جواہرات کے مرصع دہرے ہوئے تھے اونہین لیکر جدا ہوا - اول خود تاج شاہی اوتار کفن سر سے باندہا - پہر شمشیر اصفہانی گہسیٹ میان اوسکا توڑکر پہینک دیا - بادشاہ کا یہ حال دیکھتے ہی سب نے خود خود جیبون مین ڈال کفن سرون پر لپیٹ لئے اور الہانی تلوارین کہینچے داڑہیان منہ مین لے اسطرح جوش مین آکر تکبیر بلند کرکے حملہ کیا کہ یا تو اپنی جگہہ جمے کہڑے تہے یا پلک مارتے ہی خاص راجہ کے قلب لشکر مین جاکر وہان دہار ہو گئے اور جو جو سر لشکر ادہر اودہر لڑ رہے تہے وہ بہی دائین بائین زور دیکر گرے - اِس گہمسان کا رن پڑا کہ دم کے دم مین ہزارون کا کہیت پڑ گیا - اگرچہ راجپوت تلواریون نے بڑا اسا کہا کیا مگر انجام شکست کہائی - کہانڈی راو میدان جنگ مین بہادری کا حق ادا کرکے زندگی کے بوجہ سے سبکدوش ہوا - راے پتہورا دریاے سرسوتی کے کنارے گرفتار لشکر سلطانی ہو کر مارا گیا - تمام فوج دشمن پریشان ہو گئی فتحیاب سپاہی شام تک قتل و غارت مین ہاتہہ رنگتے رہے بادشاہ نے راتون رات لاہور اور غزنی فتحنامہ روانہ کرکے اوسکے دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ ہوا بعد ازان اجمیر کو جو دار السلطنت راجہ کا تہا فتح کرتا ہوا دہلی مین آیا

مگر اودہر ہی کے راجاؤن کو تاج بخشیان کرتا کچہ اپنے حاکم اسلام بٹہاتا ہوا دہلی مین آکر
اپنی طرف سے قطب الدین ایبک جو غلام باوفا اور اسوقت فوج شاہی کا
سردار اعظم تہا شہر مین نائب سلطنت کرکے دہلی سے لاہور اور لاہور سے
غزنی پہونچا۔ اسکے بعد کوہ جود کے مفسدون نے فساد برپا کیا سلطان بذات خود
وہان گیا اور اونکو سزا دی جب وہان سے واپس آیا راستے مین بمقام دمیک
چند مفسد قوم کہکر رات کے وقت شاہی خیمہ مین قابو پاکر چہپ رہے
اور سلطان کو بحالت خواب جام شہادت پلادیا تیس سال سلطنت کی
سنہ ۶۰۲ مین شہادت پائی ہندوستان کی تاریخون مین اسکا نام علاءالدین غوری
ہی درج ہے مگر دراصل معزالدین نام تہا اور شہاب الدین خطاب۔
غرض کہ اس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان مین قائم اور
اور مستحکم ہوگئی۔
اور خاندان غزنویہ و خاندان غوریہ کے جتنے بادشاہ گذرے ہین اور اونکے
بعد جتنے بادشاہ ہند مین گذرے ہین اونکے اسماء ذیل مین ہدیہ ناظرین
کردیئے جاتے ہین۔

نقشہ ششم اسمائی سلاطین خاندان غزنویہ

نشان سلسلہ	اسمائے سلاطین	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس		مدت سلطنت تاریخ وفات		سنہ عیسوی	جائے مدفن	کیفیت
			مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات			
۱	۰	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

۱	امیر الپتگین								
۲	امیر ناصر الدین سبکتگین				۲۰ سال	۳۸۷ھ			
۳	امیر اسمٰعیل بن ناصر الدین سبکتگین				۷ ماہ				
۴	سلطان محمود بن ناصر الدین سبکتگین		۳۳ سال			۴۲۱ھ	[illegible]		
۵	سلطان محمد بن سلطان محمود								
۶	سلطان مسعود بن سلطان محمود								
۷	مودود بن سلطان مسعود								
۸	عبد الرشید بن مسعود بن محمود								
۹	فرخ زاد بن مسعود بن محمود								
۱۰	ابراہیم بن مسعود بن محمود۔								
۱۱	مسعود بن ابراہیم بن محمود								
۱۲	ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم								
۱۳	بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود								
۱۴	خسرو شاہ بن بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم۔								
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ بن بہرام شاہ								یہ آخری فرمانروای خاندان غزنیہ تھا ہانسی و حصار تھانیسر وغیرہ سے لے لیا۔ سلطان محمود کے زمانہ سے اسکے آخری زمانہ تک [illegible] برس ہوئے ۵۸۳ھ سال شمار میں اسے شہاب الدین محمد غوری نے قید کر لیا تھا

نقشہ قسم سوم سلاطین غوریہ کے متعلق جنہون نے ہندستان و غزنی وغیرہ مین سلطنت کی ہے

۱	سلطان علاؤالدین جہانسوز حسین بن سوری	.			.				اسنے غزنین مین قتل عام کیا شہر کو آگ لگا دی اور بعض بعض نخون سید محمود زیر جو قتل ہوا کئی ایک علما قید مین لایا۔
۲	ملک سیف الدین محمد بن علاؤالدین جہانسوز				۲ سال		قتل ہوا		یہ بادشاہ رحم دل نرم مزاج تھا مگر دو ہی سال کی حکومت کے بعد ابوالعباس سپہ سالار گنکرام نے قتل کیا۔
۳	ملک غیاث الدین ابوالفتح بن محمد سام	.	.	.	.	۵۹۹ھ	مرض الموت	ہرات	علاقہ غرجستان و داور و گرم سیر و بادغیس و ہرات و سیستان و خراسان تک قبضہ کیا اور سپہ سالار گنکرام کو قتل کردیا۔
۴	سلطان معزالدین بن سام الملقب شہاب الدین	.	.	.	۳۲ سال	۶۰۲ھ	[illegible]		سنہ ۵۷۱ھ مین ہند پر چڑھائی کی پہلے ملتان پر قابض ہوا پھر لاہور اور پرتھی راج عرف رائے پتھورا سے لڑا اور قنوج والا راجہ مطیع ہوا۔ اور ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ قایم ہوئی۔
۵	سلطان محمود بن غیاث الدین محمد سام			۶۰۲ھ		۶۰۸ھ	[illegible]		بعد انتقال شہاب الدین فیروزکوہ کے تخت پر بیٹھا تھا غور و خراسان و غزنین و ہندوستان مین خطبہ و سکہ اسکا جاری تھا۔
۶	سلطان بہاؤالدین بن محمد بن غیاث الدین								والئے ہرات نے پکڑ کے خوارزم شاہ کے پاس بھیجدیا تھا وہان دریا مین غرق کرایا گیا۔

۷	علاؤالدین بن سلطان علاؤالدین بن حسین جہانسوز								خوارزم شاہ کی مدد سے سلطنت پائی چار سال حکومت کی تاج الدین شاہ غزنین کی لڑائی مین قتل ہوا اور غور کا ملک خوارزمیون نے لے لیا۔
۸	سلطان تاج الدین یلدوز غزنوی								یہ زرخرید غلام شہاب الدین غوری ہے اور کرمال و نکرال دیوران وغیرہ علاقہ جات نغربے دریای سند پر حکمران تہا اور رسد رسانی سفر ہند اسکے ذمہ ہے اسکے بعد غزنی ہین عملداری خوارزمی ہو گئی —

نقشہ ہشتم سلاطین غوریہ کا جو بامیان مین سلطنت کرتے ہے

۱	فخرالدین مسعود غوری								یہ سلطان غیاث الدین محمد بن سام کا چچا تہا اور طخارستان کا علاقہ بہی اسکے تحت تہا شمس الدین محمد و تاج الدین زنگی و حسام الدین علی اسکے بیٹے تھے
۲	ملک شمس الدین محمد بن فخرالدین مسعود۔								اسنے ملک کو وسیع کیا بلخ و طالقان بدخشان کو لیا جب غوریونکی مہم سلطان شاہ بن ایل ارسلان پر ہوئی تو مرو مین جا کر رکن الدین طغرل کو جو سنجری امراؤ مین تہا قتل کیا غیاث الدین سے خطاب سلطانی لیا
۳	ملک بہاؤالدین ملک شمس الدین محمد				سال ۶۰۲	.	مرض الموت	×	یہ بادشاہ مہربان علما و فضلا کا قدردان تہا امام فخرالدین رازی نے علم صرف مین رسالہ بہائیہ اسکے نام پر لکہا جسکو صرف بہائیہ کہتے ہین۔

۴	ملک جلال الدین علی بن شمس الدین محمد غوری۔				۲ سال				بہاؤالدین کے لڑنیکے بعد یہ بادشاہ ہوا اور بعد انتقال شہاب الدین غوری جو غزنین کا خزانہ غوری خاندان مین تقسیم ہوا تو پنجاہ شتر بار اشرفیون جواہرات کے اسکے حصہ مین آئے پہر اسنے غزنین پر لشکر کشی کی اور شکست کہاکر پکڑا گیا اور اسکا بھتیجا مسعود بامیان مین آیا اور تمام خزانہ اوٹہا لیگیا چند ماہ کے بعد جب چہوٹا تو مسعود پر حملہ کیا اور اسکو قتل کیا پہر اپنے باپ کے وزیر کا پوستا اوتروا آخر سلطان محمود خوارزم شاہ نے گرفتار کرلیا اور مقتول ہوا

نقشہ نہم سلاطین غلامان غوریہ کے متعلق جو ہندوستان مین فرمانروا رہی ہین

۱	ملک ناصر الدین قباچ	.	.	.	.	۶۲۳ھ	[illegible]	.	غلام زرخرید سلطان شہاب الدین غوری ہے بعد انتقال آقا کے پہلے ملتان پر قابض ہوا اور سندھ کا علاقہ بہی لیا پنجاب و دریاے ستلج تک قبضہ پایا تہا اور دہلی پر چڑہائی کی تہی آخر شکست کہا کر چلا آیا۔
۲	سلطان قطب الدین ایبک	.	.	۴ م	۲۰ سال	۶۰۷ھ	.	بمقام لاہور	یہ بادشاہ غلام زرخرید شہاب الدین غوری ہے پہلا بادشاہ دہلی کا ہوا چوگان کہیلتا ہوا گہوڑے سے گرکے مرگیا۔
۳	آرام شاہ قطب الدین ایبک	.	.	۶۰۷ھ	[illegible] سال	.	.	.	بوجہ نالیاقتی معزول کیا گیا۔
۴	سلطان شمس الدین التمش	.	.	.	۲۶ سال	۶۳۳ھ	بمرض	دہلی	بعد معزولی ارام شاہ یہ تخت نشین کیا گیا قطب الدین ایبک کا غلام داماد تہا اور خواجہ قطب صاحب کا مرید تہا چنگیز خان ہم عہد تہا قطب مینار بہت اونچا بنایا کفر یا جینت کی مورت دہاکل سے توڑا۔

۵	سلطان رکن الدین فیروز بن شمس الدین التمش	.	.	۶۳۳ھ	۶۳۴	.	.	.	بد چلن عیاش و شرابی تہا معزول ہوکر رضیہ بیگم بنت سلطان شمس الدین کی قید مین مرگیا۔
۶	سلطانہ رضیہ بیگم	.	.	.	۶۳۴ھ ۳ سال	۶۳۷ھ	.	دہلی	یاقوت نامی حبشی کے ممتاز کرنے سے امراء دولت ناخوش ہو گئے لہذا مقتول ہوئی۔
۷	معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین	.	.	.	۶۳۷ھ ۲ سال	.	.	.	مہذب الدین نظام الملک وزیر نے بسبب حرام نمکی بطمع سلطنت قتل کر ڈالا۔
۸	سلطان علاء الدین مسعود بن رکن الدین فیروز شاہ	.	.	.	۶۳۹ھ ۴ سال	.	.		بعد معاودت پنجاب کے عیاشی مین ایسا مستغرق ہوگیا کہ سلطنت سے بیخبر ہو گیا آخر مقید ہوکر معزول کیا گیا
۹	ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش	.	.	۶۴۴ھ	۶۴۴ھ ۲۰ سال	۶۶۴ھ	مرض الموت		مرد نیک فقیر مزاج تہا۔ تاتاریون کے حملہ کی عمدہ عمدہ تجویز کی غزنی کالنجر رنتہنبور بوسیلہ وزیر کے فتح ہوی۔
۱۰	سلطان الغ خان الملقب بسلطان غیاث الدین بلبن۔	.	.	۸۰ سال	۶۶۴ھ ۲۰ سال	بعارضہ بخار ۶۸۶ھ	مرض الموت	دہلی	غیاث الدین بن شمس الدین التمش کا غلام و داماد تہا سلطنت کو رونق دی نرم مزاج و نرم دل نمازی علم دوست تہا اسکے عہد مین طغرل خان باغی مارا گیا چند بار مغلون پر فتحیاب ہوا۔

بلبن کی وصیت کے برخلاف امراد نے کیقباد بن بقراخان کو بادشاہ بنایا مگر یہ عیش و عشرت مین پڑ گیا اسلئے اسکا باپ جو دکن کا حاکم تہا دہلی مین آیا اور اسکا انتظام کرنا چاہا مگر اسنے باپ کو دخیل ہونے نہ دیا بلکہ اوسکو قتل کرنے پر آمادہ ہوا اسلئے وہ واپس چلا گیا دو برس کے بعد کیقباد کو فالج ہو گیا اور امرای مغل نے کیومرث اسکے بیٹے کو تخت نشین کیا اور امرای خلجی نے اسکو مع بیٹے کے مار ڈالا ۔	.	.		۳ سال	.	.	.	معز الدین کیقباد بن بقراخان بن سلطان غیاث الدین	

نقشہ دہم سلاطین خلجیہ کے متعلق جو ہندوستان مین فرمانروا رہے

کیقباد آخری بادشاہ غوریہ غلامونکی سلطنت کا جب قتل ہوا تو سنہ ۶۹۰ہجری مین دہلی کے تخت پر ستر برس کی عمر مین بیٹھا۔ پہلے یہ شمالی کا نائب ناظم تہا ملک چھجو ا دیوگڑھ کا راجہ دہلی پر چڑہ آیا تہا شکست کہا کر بہاگ نکلا سنہ ۶۹۳ ہجری مین چنگیزی لشکر نے تاتار مین آ کر غارت شروع کی بادشاہ خود جا کر اونکو شکست دی مغلون کا سردار سلطان پاس آ کر مسلمان ہوا علاؤالدین اپنے داماد کو دیوگڑہ کی مہم پر بہیجا وہ جا کر بہت راجونکو لوٹا ایک راجہ کے خزانہ سے بارہ من سونے و الماس مرد و یاقوت بیشمار سونا چاندی ملا آخر علاؤالدین نے بطمع سلطنت بحالت تلاوت قرآن شریف اسکو شہید کر ڈالا مر نیک بخت حلیم و رحیم تہا ۔	.	[illegible]	۱۲۹۶ء	۷ سال	۱۲۹۰ء	.	.	سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی	١

۲	سلطان علاؤالدین خلجی	•	•	۶۹۵ھ	۲۰ سال	۷۱۵ھ	بعمر [illegible]	•	یہ دست پروردہ و برادرزادہ و داماد جلال الدین تہا۔ گجرات پر لشکرکشی کی اور فتح پاکر سومناتہ کا بت دہلی مین لاکر دابدیا۔ راجہ تہمبور والئے رنتہنبور گرفتار ہوکر قتل ہوا اور راجہ رتن سین والئے چتور کی رانی پر عاشق ہوگیا تو اوسکا نماوند مارا گیا اور رانی آگ مین جل کر مرگئی۔ ملک تلنگانہ و دکن کا علاقہ سمندر کے کنارہ تک فتح کیا کرناٹک کے بڑے بڑے بتخانہ گرائے۔ ملکا انتظام اچہا کیا کافور نام امیر نے زہر دیکر مار ڈالا۔
۳	سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاؤالدین	•	•	۷۱۵ھ	۵ ماہ	•	•	•	یہ بادشاہ خردسال تہا اسلئے کافور مدارالمہام بنا اُسنے شہزادہ مبارک کو قید کرلیا خضرخان اور شادی خان دو شہزادونکو اندہا کردیا تین مہینے کے بعد تمام امرا کافور سے ناراض ہوگئے اور اوسکو قتل کرکے سلطان کو معزول کردیا۔
۴	قطب الدین مبارک شاہ بن علاؤالدین خلجی۔	•	•	۷۱۶ھ	۴ سال ۴ ماہ	•	•	دہلی	یہ قید سے چہوٹکر بادشاہ ہوا سلطنت کے قیام کے لیے اسنے حسن نام ایک رذیل آدمی کو خسروخان خطاب دیکر وزیر بنایا گجرات و دکن کی حکومت اوسکو دی اوسکی ترغیب سے شہاب الدین معزول و خضرخان شادیخان بہائیونکو قتل کرادیا مگر اُس نمکحرام نے کافر نعمتی پر کمر باندہ لی اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود بادشاہ ہو اس ارادہ پر غرہ رجب کی رات کیوقت بمدد جائزخان برادر خود کو شکنہزارستون میں آیا اور بادشاہ کو قتل کیا اور اُسی رات تمام امراو دولت کو بہی مار ڈالا بادشاہ کی ملکہ اپنی نکاح میں لایا فریدخان شاکر خاں شہزادونکو بہی قتل کردیا۔ یہ خبر پاکر غازی الملک حاکم پنجاب باتفاق بہرام خان حاکم ملتان چڑہ آیا اور اس نمکحرام کو قتل کرادیا۔

نقشہ یازدہم سلاطین تغلقیہ کے متعلق جو دہلی کے تخت پر فرمانروا ہوئے

۱	غازی الملک غیاث الدین تغلقشاہ	.	.	.	۴ برس ۲ ماہ	۷۲۵ھ	چہت کے نیچے دبکر مرا	.	یہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تھا خسرو خان مبارکشاہ کے قاتل پر غالب آکر اسنے سلطنت پائی جب بنگال کے سفر سے واپس آیا ایک کوشک نوتیار کی چہت کے نیچے دبکر مرگیا۔ بد دعا سے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے۔
۲	الغ خان محمد شاہ المعروف بہ فخر الدین جونا سلطان تغلق	.	.	۷۲۵ھ	۲۷ برس	۷۵۲ھ	.	تپ	یہ مسرف فضول خرچ متزلزل مزاج تھا دکن وغیرہ ملک پر قابض رہا اور چین پر بھی چڑہائی کی تھی۔ دہلی کو ویران کرکے دکن مین دیوگیر آباد کیا اور اسکا نام دولت آباد رکھا۔
۳	ملک فیروز بن ملک رجب المخاطب بسلطان فیروزشاہ تغلق	.	۳۸ برس	.	۹۰ سال ۵ ماہ	۷۹۰ھ	.	تپ	سلطان محمد تغلق کا برادر زادہ لبیب لاولدی سلطان کے یہ بادشاہ ہوا۔ قلعہ فیروزآباد و حصار وغیرہ تیس قلعہ بنوائے ۴۰ جامع مسجد۔ ۳۰ مدرسہ ۲۰ خانقاہین ۲۰۰ پل ایک سو نہرین ایکسو کوشک۔ ایکسو پچاس حمام پانچ دارالشفاء (۱۵۲) قیصریہ (۵) بڑی مینار (۲۵۰) مسجد (۱۰۰) کوئین ڈہائی سو باغ بنوایا۔
۴	سلطان تغلق خان بن فتح خان بن فیروزشاہ بادشاہ تغلق المخاطب بغیاث الدین	.	.	.	.	.	.	.	یہ فیروزشاہ کا پوتا حسب الوصیت اسکے بادشاہ ہوا محمد خان اپنے چچا پر منصور فوج کسی ابوبکر اپنے بہائی کو قید کرلیا مبارک زرین پر کل مدار حکومت چہوڑ دیا خود عیش عشرت مین پڑگیا اسلئے امراء دولت ناراض ہوگئے اور سب نے ملکر سنہ ۷۹۱ھ مین اسکو قتل کر ڈالا۔

۵	ملک ابوبکر بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ برادر غیاث الدین تغلق								رکن الدین امیر الامرا نے قید سے نکالکر بادشاہ کیا مگر اسنے چند روز کے بعد ہی رکن الدین کو قتل کر دیا اسپر امیر صدہا حاکم سامانہ نے اسکے برخلاف ملک محمد فیروز کو جالندہر مین تخت نشین کیا اور دہلی مین آکر محاصرہ کر لیا یہ اوسکے مقابلہ سے شکست کہا کر بہاگ گیا
۶	محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک تغلق	.	.	.	۶ سال ۷ ماہ	۷۹۶ھ	مرض الموت	.	ملک صدہا وغیرہ غلامان فیروز شاہی کے سعی سے اسنے سلطنت پائی مگر چندماہ کے بعد اُنکے ساتھ اسکی رنجیدگی ہو گئی اور بہت سے امیر بہاگ کر کوٹلہ مہوات مین ابوبکر کے پاس چلے گئے باقیماندو نکے لئے حکم دیا کہ تین روز مین چلے جائین ورنہ قتل ہونگے چنانچہ اکثر چلے گئے اور باقیماندہ قتل ہوئے اور شہزادہ ہمایون ابوبکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا عندالمقابلہ ابوبکر پکڑا گیا فوج کے مفسدونکو بہی اسنے سزادی پنجاب کے مفسدو کی سرکوبی کی -
۷	سلطان ہمایون الملقب بعلاؤالدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	.	.	.	۱ ماہ ۱۶ روز		ایضاً	.	اس بادشاہ نے تخت نشین ہو کر صرف ایک ہی ماہ سولہ روز سلطنت کی پہر انتقال ہو گیا -
۸	سلطان ناصرالدین محمد شاہ بن سلطان محمد شاہ تغلق	.	.	.	۲۰ سال ۲ ماہ	۸۱۵ھ	//	.	۸۱۵ھ مین سلطان محمود مر گیا تو اوسکا بیٹا دولتخان تخت نشین ہوا اوسپر خضر خان ناظم دیبالپور وغیرہ غالب آیا اوسکو تخت سے اوتار کر خود بادشاہ ہو گیا اور سلطنت تغلقیہ کی ختم ہو گئی -

نقشہ دوازدہم شاہان خضر خانیہ کے متعلق جو دہلی مین بادشاہ رہے تھے

۱	خضر خان بن سلیمان	.	.	.	۷ سال ۲ ماہ	[illegible]	[illegible]	.	یہ بادشاہ قوم کا سید تہا ملک مردان خان امیر دربار فیروز شاہی نے اسکو متبنیٰ بنا کر پالا امیر تیمور نے اوسکی حسن خدمات پر خوش ہوکر پنجاب کا ملک اوسکو دیا آخر یہ دولتخان بن محمود شاہ تغلق پر غالب آیا اور دہلی کے تخت پر بیٹہا خطبہ و سکہ شاہرخ میرزا ابن تیمور کے نام جاری کیا اسکے وقت انتظام سلطنت اچہا رہا۔
۲	مبارک شاہ بن خضر خان	.	.	.	۱۳ سال ۳ ماہ	〃			اسکے وقت جسرت کہگر سکہا کہگر کے بہائی نے پنجاب کا ملک لے لیا دہلی کا ارادہ کیا سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو مغلوب کر کر آگے بڑہا سلطان خود بر سر مقابلہ گیا اور شکست دیکر کہگڑون کے علاقہ مین پہونچا و تمام و کمال اوجاڑ دیا پہر لاہور مین آیا اور دوبارہ آباد کیا چونکہ جسرت کے غارت سے شہر ویران ہوچکا تہا سلطان کے جانیکے بعد جسرت پہر آیا اور راجہ بہون کو مار ڈالا لاہور دیپالپور پر قابض ہوگیا شیخ علی مغل حاکم کابل بہی مع لشکر جرار لیکر آیا اور تمام علاقہ پنجاب لوٹکر برباد کر دیا سلطان پہر آیا اور شیخ علی کو شکست دی اور جسرت بہاگ گیا اور بعد انتظام دہلی کو معاودت کی مگر جاتے ہی پہر امیر علے و جسرت دونون پہر آئی تو سلطان پہر آیا امیر علے کی تعاقب مین بلندی و رتک گیا اور برادر شیخ علی کو قلعہ پشاور مین قید کر دیا اور اوسکے لڑکے کو ہمراہ لیکر دہلی آیا آخر جمعہ کو مبارک آباد کی جامع مسجد مین ملک سرور وزیر کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔

۳	سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان	.	.	.	.	۱۲ برس	.	.	ابتدا سلطنت مین یہ بادشاہ برائے نام تہا ملک سرور وزیر بلند المہام اور مختار عام تہا وزیر نے بہت امرا قتل کئے اکثر قید کرلئے آخر سب نے ملکر اوسکو مار ڈالا اور سلطنت کا اختیار سلطان نے پایا ۸۴۵ھ سلطان پنجاب مین جاکر جسرت کہگر کی تخریب مین سخت کوشش کی اوسکے علاقے لوٹا اسکی قوم کو مار ڈالا انہین دنون مین قوم لنگاہ مین ملتان مین خروج کیا اور سلطنت علیحدہ قائم کرلی اور سلطان محمود والی مالوہ لشکر کے دہلی پر چڑہ آیا بہلول لودی کے مقابلہ سے شکست کہائی چلا گیا اس خدمت کے عوض سلطان نے نظامت پنجاب کی بہلول لودی کو دی اوسنے جسرت کہگر سے صلح کرلی اور افغانی فوج بہرتی کرکے بطمع سلطنت دہلی پر حملہ آور ہوا ناکامیاب رہا مگر کل صوبے سلطنت منحرف ہوگئے بادشاہ ۸۴۹ھ مین مرگیا۔
۴	سلطان علاؤالدین شاہ عالم بن سلطان محمد شاہ	.	.	.	.	۷ برس	.	.	اس بادشاہ کی سلطنت نے کچہ رونق نپائی بجز دہلی اور بداون کے سب قبضہ مین کوئی ملک نرہا حسام الدین وحمید الدین وزرا کی نفاق سے اوسنے دہلی کو بہی چہوڑ دیا بداون مین سکونت کی اسکے پیچہے اونہون نے بادشاہ کا خزانہ لے لیا شہزادیونکو ننگے سر قلعہ سے نکالدیا حمید خان نے بہلول لودی کو پنجاب سے بلایا جب وہ آیا چند روز حمید خان کی متابعت مین رہا پہر اوسکو قید کرلیا اور بادشاہ کو دہلی مین آنیکے لئے لکہا اوسنے جواب دیا کہ مجکو پرگنہ بداون ہی کافی ہی سلطنت جانے اور تم جانو چنانچہ بادشاہ اپنے زیست تک بداون مین رہا ۸۸۳ھ مین مرگیا۔ سلطنت خاندان سادات خضر خانیہ ختم ہوگئی۔

نقشہ سیزدہم سلاطین افغانان لودیہ کے ذکر مین جو دہلی مین تخت نشین تھے

۱	سلطان بہلول لودی	.	.	.	۳۸ برس ۵ ماہ	سنہ ۸۹۴ھ	.	بنام نظام خان ولیعہد کرد	فیروزشاہ پارکے وقت اسکا دادا بہرام ملک مردان حاکم ملتان کے پاس نوکر رہتا اوسکے پانچ بیٹے تھے سلطان ملک کالا محمد فیروز خواجہ۔ بہرام کے مرنے کے بعد ملک سلطان خضرخان کے پاس نوکر ہوا اور اسلام خان خطاب پاکر سرہند کا حاکم بنا اوسکی عورت جب بہلول کے حمل سے حاملہ ہوئی نوین مہینے چہت کے نیچے دبکر مرگئی اور اور ملک کالا نے اوسکا پیٹ چاک کرکے بچہ نکالا بہلول نام رکہا جب کالا شیخ امیر علی کی لڑائی مین مارا گیا تو بہلول یتیم رہگیا اور اپنے چچہ کے پاس پرورش پائی اور اپنی لیاقت سے پنجاب کا حاکم بنگیا پہر دہلی کا بادشاہ ہوا چند مرتبہ سلاطین شرقی کے ساتہ لڑا اور فتحیاب ہوا جونپور کی سلطنت بہی اسنے لی۔ اور اڑتیس سال سلطنت کی ۸۹۴ھ مین مرگیا۔
۲	نظام خان المخاطب بسلطان سکندر لودی بن بہلول لودی	.	.	سنہ ۸۹۴ھ	۲۸ برس	سنہ ۹۲۳ھ	.	.	بہلول کے بعد یہ تخت نشین ہوا اور اپنے بڑے بہائی بارک پر جو جونپور مین حاکم تہا فوج کشی کی اور مطیع کرکے پہر وہ ملک اوسی کو دیدیا اور یہ کمال استقلال اٹہائیس سال سلطنت کی آخر ۹۲۳ھ مین مرگیا۔

سکندر کے بعد یہہ بادشاہ ہوا اور جونپور کی حکومت اپنی چھوٹی بھائی جلال خان کو دی مگر پھر ناراض ہو گیا اور اوسپر فوج کشی کی وہ بکرماجیت والی گوالیار پاس بھاگ گیا اعظم ہمایون سے لشکر اوسکے گرفتار ہو گیا تو اوس سے مالوہ کا رستہ لیا آخر کار گونڈوانہ نے اوس کا سر کاٹ کر بھیجا جب کوئی مدعی نرہا تو سلطان بڑے غرور مین آیا پہلے اپنے خیرخواہ وزیر میان بھوا کو قتل کیا اور چند امرا کو قید کر دیا اعظم ہمایون کو گوالیار سے بلایا اسپر اسلام خان بن اعظم ہمایون نے نانکپور اور بہادر خان ولد دریا خان نے بہار مین اور دولت خان لودی نے پنجاب مین بغاوت کی اور حسب الطلب دولت خان کے شاہ بابر والی کابل نے پہلے پنجاب پر تصرف کیا پھر دہلی کو آیا سلطان ابراہیم ایک لاکھ فوج کے ساتھ پانی پت کے میدان مین بابر کے مقابل ہوا اور باوجود کثرت فوج شکست کھائی اور قتل ہوا سنہ ۹۳۲ھ مین اس خاندان کی سلطنت تمام ہوئی						سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی	۴

نقشہ چہاردہم شاہان افغانی کے ذکر مین جو ہند مین بادشاہ رہے

۱	شیر شاہ سور افغان					۱۵ سال امارت ۵ سال بادشاہت ۔	۹۵۲	ماہ ربیع الاول ۹۵۲ ہجری	قلعہ کالنجر کو وقت اوڑانے بارود کے آگ لگنے سے مرا	پہلے اس نے پنجاب مین جا کر قلعہ رہتاس کا بنوایا پہر راجہ پورن چند پر لشکر کشی کی پہر راجہ مالدیو و حاکم اجمیر و جودہ پور و میرٹھ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوادی ہندمین اکثر سرائین بہت بنوائین جہان جا بجا تعمیر کراے مسافرون کیلئے اخراجات خزانہ شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی ۔ پندرہ سال امارت ۔ پانچ برس بادشاہت کی ۔
۲	جلال خان الملقب سلیم خان بن شیر شاہ افغان				۹۵۲	۸ برس ۱۰ ماہ	۹۶۰			شیر شاہ کے مرنیکے بعد عادل خان بڑا بیٹا و سکا رہتور مین تہا امراؤ نے مصلحتاً اس کو کہ چھوٹا بیٹا تہا تخت نشین کر دیا جب وہ آیا تو اوس نے بھی اسکے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کر کے بیانہ کیطرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہوئی اوسکو گرفتار کرنیکو فوج مامور کی عادلخان نے خواص خان حاکم سوات کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی ۔ اسبات پر امرای شاہی اسکے ناراض ہوگئے پہلے ہیبت خان و اعظم ہمایون حکام پنجاب کے بغاوت کی

									اور معرکہ دتوع مین آتے پہر شجاعت خان مالوہ مین ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رئیس گہکڑون کا بہی سر بسر بغاوت آیا۔
٣	فیروز شاہ بن شیر شاہ افغان			٩٦١ھ					یہہ بادشاہ خورد سالی مین تخت پر متمکن ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان اسکے مامون نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔
٤	مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان								یہہ شخص اپنے ہمشیرہ زادہ کو قتل کرکے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت وحکام اس طرز عمل سے ناخوش ہوگئے تھے۔ پہلے احمد خان برادر زادہ و داماد شیر شاہ کا تہا پنجاب مین سکندر شاہ خطاب پاکر پادشاہ ہوا ابراہیم خان خسر پورہ عادل شاہکا بھی متمرد ہوگیا اور یہہ نوبت پہونچی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہوگیا اور ہا سے سندسے لیکر گنگت تک اوسکی عملداری ہوگی اور آگرہ پر بہی دخیل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھہ آکر ہند پر قابض ہوگیا۔

نقشہ چہاردہم شاہان افغانی کے ذکر مین جو ہند مین بادشاہ رہے

۱	شیر شاہ سور افغان				۱۵ سال امارت ۵ سال بادشاہت ۔	۹۵۲ ھ		[illegible]	پہلے اس نے پنجاب مین جاکر قلعہ رہتاس کا بنوایا پھر راجہ پورن چند پر لشکر کشی کی پھر راجہ مالدیو حاکم اجمیر و جودہ پور و میرٹھ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوا دی ہند مین سرائین بہت بنوائین جہان جہان تعمیر کرائے مسافرون کیلئے اخراجات خزانہ شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی ۔ پندرہ سال امارت ۔ پانچ برس بادشاہت کی ۔
۲	جلال خان الملقب سلیم خان بن شیر شاہ افغان			۹۵۲ ھ	۵ برس ۱۰ ماہ	۹۶۰ ھ			شیر شاہ کے مرنیکے بعد عادل خان بڑا بیٹا اوسکا رہتور مین تہا امراؤ نے مصلحتًا اس کو کہ چہوٹا بیٹا تھا تخت نشین کر دیا جب وہ آیا تو اوس نے بھی اسکے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کرکے بیانہ کیطرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہوئی اوسکی گرفتاریکو فوج مامور کی عادلخان نے خواص خان حاکم میوات کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی ۔ اس بات پر امرای شاہی اس سے ناراض ہو گئے پہلے ہیبت خان اعظم ہمایون حکام پنجاب نے بغاوت کی

									اور معرکہ تنوع مین آئے پھر شجاعت خان مالوہ مین ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رئیس گہکڑون کا بھی سر بغاوت آیا۔
٣	فیروز شاہ بن سلیم شاہ افغان			١١ برس					یہہ بادشاہ خورد سالی مین تخت پر تمکن ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان اسکے مامون نے اس کو پکڑکر قتل کر ڈالا۔
٤	مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان								یہہ شخص اپنے ہمشیرہ زادہ کو قتل کرکے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت وحکام اس طرز عمل سے ناخوش ہوگئے تھے۔ پہلے احمد خان برادر زادہ وداماد شیر شاہ کا تہا پنجاب مین سکندر شاہ خطاب پاکر بادشاہ ہوا ابراہیم خان خسر پورہ عادل شاہ کا بھی متمرد ہوگیا اور یہہ نوبت پہونچی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہوگیا اور دریاے سند سے لیکر گنگ تک اوسکی عملداری ہوگئی اور آگرہ پر بھی دخیل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھ آکر ہند پر قابض ہوگیا۔

ہندوستان مین اسلام کے دوسرے زمانہ کی خاندان مغلیہ کا اجمالاً تذکرہ

مغلون کے مورث اعلی کا مختصر حال

مورث اعلی اس قوم کا مغل خان اولاد یافث بن حضرت نوح علیہ السلام سے گذرا ہے۔ مغلون کی سلطنت کی ابتدا، اور اونکی قوم کا جلد ترقی پذیر ہو کر بہت پھیل جانا تاریخی واقعات مین سے ایک بڑا ماجرا عجیب ہے۔ جس زمانہ مین کہ غزنیکی سلطنت پر زوال قدم بڑھاتے چلا آتا تھا اوسی عرصہ مین ملک تاتار سے جو قدیما مین اوسکا نام بہت مشہور تھا اس جنگجو قوم نے خروج کیا اوسمین سنہ ١٢١٠ع مین تموزخان جسکو کہ نام بڑے پیر اوس قوم نے چنگیزخان یعنے خان اعظم تمغے شہنشاہ کا خطاب دیا تھا اپنی دانائی اور شجاعت سے قوم کا سردار ہوا اور تمام تاتار مین اوس کا تسلط ہوگیا اوس نے بارادہ تسخیر دوسرے ملکون کے اپنے فوج کو سپاہ گری کے فنون سے واقف اور آگاہ کیا جب فوجکی تعداد چھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوگئی تب فتوحات ملک پر کمر باندھی بعد فتح ملک خطا جو چین کی شمالی اقطاع مین ملی ہے اس سبب سے کہ محمد شاہ خوارزم مالک افغانستان کا اور خراسان نے مغلون کے وکیل اور چند سوداگران تاتاری کو قتل کیا تھا چنگیزخان اپنی فوج لیکر انتقام لینے آیا شاہ خوارزم نے بھی اپنی ایک لشکر قلیل کے سرحد پر پہونچکر برسر مقابلہ ہوا باہم سخت لڑائی ہوئی اور دیر تک دونون پلے مساوی رہے آخر جب چنگیزخان کے حکم سے فوج مغلون کی ایک تازہ دم گروہ نے جو کمک کیلیے رکھا تھا غنیم کے بازو سے راست پر حملہ کیا تب خوارزمی مقابلہ مین اگرچہ تھم نہ سکے الا پھر بھی با نتظام صف بندی پیچھے کو ہٹنے اور بہت سپاہ کام آئے اس شکست کے

بعدہ سلطان محمد شاہ کی ہمت ٹوٹ گئی تھوڑی تھوڑے مقابلہ کے بعد چنگیز خان چھوٹے مقامات مفتوح کرتا ہوا شہر بخارا کے قریب جا پہونچا۔

حال قتل غارت بخارا اور سنہ ۶۱۶ھ ماہ محرم الحرام مین چنگیز خان اور تولے خان فرزند خود نے بخارا کا محاصرہ کیا اور شہر والون نے اس شرط پر امان پائی کہ وہ کل اپنا مال چنگیز خان کو دیدین مکانات چھوڑ جائین خوارزم شاہی نوکرون کو پکڑ وا ئین مگر بوقت دریافت ظاہر ہوا کہ لوگون کے تہہ خانون مین خوارزمی چھپے ہوتے ہین اس لئے تمام شہر مین آگ لگا دی گئی جب جل چکا تو خاکستر کھود کر دفینے نکلواتے گئے قلعہ گرایا گیا کوک خان وغیرہ امرائے خوارزم شاہی قتل ہوئے اس صدمہ کے بعد بخارا مدت تک ویران رہا اوگتائی خان اس کے فرزند کے عہد مین دوبارہ آباد ہوا۔

حال قتل وغارت جند خجند اوگتائی خان و چغتائی خان فرزندان چنگیز خان انزار پہونچکر شہر کا محاصرہ کیا غایر خان جس نے تاتاری سوداگر قتل کئے تھے محصور ہوا جب دس ہزار سوار اور قراجہ حاجب خوف کے مارے تاتاریون سے جا ملا اور قتل ہوا جب شہر فتح ہوا پانچ لاکھ آدمی شہر کے قتل ہوئے مکانات جلائے گئے غایر خان بیس ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مین محصور رہا اون مین سے ہر روز پچاس پچاس ہزار آدمی قلعہ سے باہر آتے اور لڑکر جام شہادت پیتے جب سب مر چکے۔ تاتاری قلعہ مین داخل ہوئے اور غایر خان ایک برج کی چھت پر گھر گیا عورتین و کنیزکین اوسکی اینٹون اور پتھرون کے ساتھ کتنے روز تک لڑتی رہین آخر غایر خان گرفتار ہو کر جام شہادت پلایا گیا اور قلعہ گرادیا پھر تاتاری سمرقند کو گئے۔

حال و قتل و غارت جند و خجند جوجی خان جب لشکر لیکر استنباق مین پہونچا پہلے سمی

حسن حاجی سوداگر کو شہر والون کے فہمایش کے لئے بھیجا اونہون نے حسن کو بلوا کر مار ڈالا اسپر جوجی خان غضب مین آیا اور بہت جلد شہر کو فتح کر کے شہر والون کو مار کر عمارتین جلادین اسباب لوٹ لیا پہر یہہ لشکر آذرکند کو بڑہا انہون نے اطاعت مان لی تو امان باقی پہر تاتاری اسناس کو گئے قتلق خان حاکم جُند کا بھاگ گیا شہر والے باوجود بے حاکمی کے متمرد ہوئے تاتاریون نے شہر لے لیا اور اہل شہر کو ایک جنگل مین لیجا کر قتل کر کے مکانات کو آگ سے پھونک دیا اسی مقام سے الاق نویان خجند کو مامور ہوا وہ پہلے فناکت پہونچا ملک ایلنگو وہان کا حاکم تھا تین روز لڑتا رہا چوتھے روز شہر فتح ہوا مکانات جلائے گئے اہل شہر قتل مین آگئے پہر الاق نویان خجند مین آیا یہان تیمور ملک بڑا پہلوان خوارزم شاہی دربار کا حاکم تھا وہ ایسے قلعہ مین جو دریا کے دو شاخون کے اندر بنا ہوا تھا قلعہ بند ہوا مغلون کی ستر ہزار فوج نے قلعہ کو گہیر لیا تیمور ملک کشتیون مین جنپر نمد کے پردہ تھے بیٹھ کر مغلون سے لڑا کرتا رہا مغلون کی گولیان اور تیر بھیگے ہوئے نمدون مین کارگر نہوئے اوس نے ہزارون ہی مغل قتل کئے آخر تنہا تہک گیا اور دریا کے رستے سے بہاگ گیا اور جان بسلامت لے گیا اوس کے پیچہے مغلون نے شہر کو جلا دیا رعایا کو قتل کر ڈالا مال لوٹ لیا

حال قتل و غارت سمرقند

چنگیز خان جب بذات خود سمرقند پہونچا ایک لاکھ دس ہزار تیر کمانی خوارزم شاہی فوج وہان موجود تھی دو روز تک وہ میدان مین لڑتے رہے تیسرے روز شہر مین محصور ہو کر لڑنے لگے اہل شہر اسوقت تین فرقے تھے ایک خواہان جنگ تھے دوسرے اطاعت پسند تھے تیسرے بدحواسی مین مبتلا تھے آخر قاضی و شیخ الاسلام دونو ملکر چنگیز خان کے روبرو گئے اور

اطاعت ظاہر کئے اور اپنے تابعینون کی جان بخشی کرائے اوسوقت طغرالپ خان حاکم سمرقند کا ایکہزار آدمیون کے ساتھہ چل نکلا اور مغلون کا لشکر داخل شہر ہوگیا بائیس لاکھ آدمی قتل مین آیا اور مکانات جلاکر خاک کر دیئے گئے صرف پچاس ہزار آدمی قاضی و شیخ الاسلام کے تابعین جان بر ہوئے دو لاکھہ روپیہ نذرانہ دیا قلعہ ڈہا دیا گیا تیس امراء خوارزم شاہی گرفتار ہوکر قتل کیئے گئے ۔

حال تاتاری لشکر کا جو ایران وغیرہ کو مامور ہوا

بعد فتح ہونے سمرقند کے امیر جبہ نویان وسویدائے بہادر و امیر توقچر کی ماموری ایران کو ہوئی اور حکم ہوا کہ وہ سلطان خوارزم شاہ کو پکڑین اور رعایا مین سے جو باطاعت پیش آوے امان پاوے ورنہ قتل کیا جاوے پس یہہ فوج بلخ و اسحاق ہوتی ہوئی ہرات مین آئی حاکم ہرات بمتابعت پیش آیا جبہ نویان وسویدائے بہادر نے نذرانہ لیکر امان دی جب وہ چلے گئے تو توقچر آیا اور اوس نے ہرات لوٹنے کا حکم دیا ناچار لوگ مستعد بجنگ ہوئے اور لڑائی مین توقچر مارا گیا فوج اوسکی بہاگ گئی جبہ نویان کے لشکر مین جا ملی پہر یہہ لشکر نیشاپور گیا اور نذرانہ معقول لیکر امان دی پہر جبہ نویان اجوین کے راستے مازندران گیا اور سویدائے نے طوس کا رستہ لیا طوس مین پہونچکر اوسنے قتل و غارت سے ایک دقیقہ نہ چھوڑا پہر رادگان گیا اور سبزوار کو بہی لیکر امان دی پہر خبوشان مین پہونچا اور خوب لوٹا پہر اسفرائن کو تہہ و بالا کیا پہر دامغان جاکر قتل و غارت کی اور جبہ نویان نے مازندران پہونچکر لاکہون آدمیون کو مار ڈالا آملی شہر کو لوٹا اور جس قلعہ مین خوارزم شاہ کی والدہ اور اہل و عیال تہا وہ فتح کیا وزیر کو معہ والدہ و اہل و عیال بادشاہی کیمپ مین لے آیا بے انتہا تاتاریون نے خزانہ پایا

پہر رے مین گیا وہان سویدا ے کا لشکر بھی اوس کو آملا رے مین شافعیہ و حنفیہ
مذہب والے اہل اسلام مین آپس ہی مین عداوت تھی شافعیہ حاضر آے اور
نذرانہ دیکر درخواست کی کہ حنفی سب قتل کئے جائین چنانچہ نصف شہر قتل ہوا
پہر شافعیہ کو بہی اس خیال سے کہ یہ قتل پسند لوگ ہین ان کو بھی قتل کر ڈالا اور
شہر کو آگ لگادی دونون فریق ایک لاکہ سے زیادہ تہے ۔ پہر جبتہ نویان
ہمدان گیا اور سویدا سے قزوین کو آیا پہلے جبتہ نویان نے شہر قم کا محاصرہ کیا اور
باطاعت امان دی اور سویدای نے قزوین پہونچکر پچاس لاکہہ آدمی مارا پہر
آذربایجان مین پہونچکر شہر زنجان کے تین لاکہ آدمی قتل کر ڈالا پہر ردبیل کے
لوگ مارے گئے اور شہر جلاد یا سرافی والون پر بھی حادثہ برپا کیا تبریز کا
حاکم بجان پہلوان نے لڑائی مین شکست کہائی مگر نذرانہ دیکر رہائی پائی پہر یہ لشکر
گرجستان گیا مراغہ شہر اور اہل شہر کو نیست و نابود کیا پہر مظفر الدین کوکری پر ورش
کی ولیکن وہان دال نگلی اور وہان سے ہٹ کر سنا کہ جمال الدین ایبہ نے ہمدان
والون کو اپنے ساتہہ ملا کر فساد برپا کیا ہے اسلئے جبتہ نویان عراق مین آیا اور
جمال الدین کو باوجود اطاعت ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالا اور ہمدان کو آگ لگادی
اہل شہر کو مار ڈالا مال لوٹ لیا پہر دوبارا تبریز پہونچا اور نذرانہ معقول اتابک
ازبک جہان پہلوان کے بیٹے سے لیا پہر یہ لشکر ممالک جوئی وسلماس دیلغان
ونخچوان مین گیا اور قتل و غارت غضب و بلواہ کے پہر شہر گنجہ سے نذرانہ لیا و
بار ثانی گرجستان کا رخ کیا اور لاکہہ آدمی گرجی کے مارا پہر شروان کو لوٹا اور
شیروان شاہ کو جو ایک قلعہ مین قلعبند تہا کہلا بہیجا کہ ہم تیرے ملک کے مزاحم

نہین ہونے چاہتے ہین کہ دربند کے رستے مغولستان کو چلے جاہین تم اپنے دو معتبر دوستی کے عہدنامہ کیلئے ہمارے پاس بھیجدو معتبر اسے تو ایک کو تو قتل کردیا اور دوسرے سے کہا کہ اگر تو ہمکو دربند کا رستہ تبلاتا ہے تو جان سے امان پائیگا وہ بیچارا ہمراہ ہو لیا اور ایسے سخت راہ سے جہان سے بجز اسکندر رومی کے کسیکا گذر نہین ہوا تہا یہہ بآسانی گذر گئے راہ مین بھی لاکھون آدمی قتل کیے کوئی آبادی باقی نچہوڑی قبچاق کے لوگ جو بمقابلہ پیش آئے اون سے تاتاریون نے شکست فاحش کہائی آخر یہہ فریب کیا کہ تم اور ہم ایک جنس آدمی ہین اگر تم الانیونکا ساتھ چہوڑدو تو ہم تمکو دو لاکھ روپیئے دیتے ہین قبچاقیون نے دو لاکھ روپیہ لے لیا اور الانیونکا ساتھ چہوڑدیا جب دو قومون مین نفاق ہوگیا تو یہہ ہیئت مجموعی دونو پر جا پڑے اور قتل کر ڈالا پہر شہر سوداق مین جو خلیج قسطنطنیہ کے دریا کے کنارے ہے پہونچے اور شہر کو لوٹ لیا وہان سے گزر کر یہہ لشکر چنگیز خان کے لشکر کے ساتھ ہوگیا ۔

حال قتل و غارت خوارزم — سمرقند کے مقام سے جوجی خان و چغتائی خان معہ لشکر خوارزم کو مامور ہوئے اور خود چنگیز خان خراسان کو آیا جوجی خان شہر جرجانیہ دارالخلافت خوارزم کو محاصرہ کیا خمارتگین امیر اور شہر کے لوگ بمقابلہ پیش آئے اور ایک لاکھ سے زیادہ اہل اسلام قتل ہوئے جب تاتاری شہر مین داخل ہوئے تو شہر والے دو بار مستعد ہوئے اور تاتاریون کو شہر سے نکالدیا پانچ مہینے کے بعد پہر شہر فتح ہوا اور چہبیس لاکھ آدمی قتل ہوئے تمام مکانات اور عمارتین جلادین اور کوئی دقیقہ ظلم وستم سے باقی نچہوڑا چنانچہ شیخ نجم الدین کبری نے جو ایک نامی گرامی بزرگ تہے اسی جنگ مین شہادت پائی ۔

احوال نخشب و ترمذ و بلخ — چنگیز خان پہلے نخشب سے سمرقند آیا اور شہر کو گرایا لوگون کو قتل کرایا پہر ترمذ پہونچا وہان بہی یہی حال گذرا پہر لنکارت وسامان و بدخشان کو گیا اور آبادی کا نام نچہوڑا پہر بلخ مین پہونچا بلخ کی آبادی اور رونق اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ شہر کے اندر بارہ سو جامع مسجد اور بارہ سو حمام اور پچاس ہزار گہر سادات د

علما و مشایخ کے تھے بلخ والون نے اطاعت مان لی مگر بطمع غارت کے وہ اطاعت نا منظور ہوئی آخر چوبیس
لاکھ آدمی مارے گئے شہر لوٹا اور جلایا گیا اس مقام سے تولے خان خراسان کے قتل پر مامور ہوا اور خود چنگیز خان
طالقان کو گیا چونکہ وہ قلعہ کوہ نقرہ پر بڑا مضبوط قلعہ تھا پانچ مہینے تک فتح نہوا وہان خبر پہونچی کہ
سلطان جلال الدین کے جنگ مین مغلون نے شکست کھائی اور ہزارون مارے گئے ہین اسلئے چنگیز خان
غزنین کو روانہ ہوا پہلے اندراب مین پہونچا اور شہر والون سے ایک متنفس کو نچھوڑا پھر بامیان مین آیا
شہر کے لوگ بمقابلہ پیش آئے جسمین ایک شہزادہ چغتائی خان کے بیٹون مین سے مارا گیا اسپر چنگیز خان سخت
غضبناک ہوا اور شہر کو فتح کر کے حکم دیا کہ اس شہر مین سے کوئی ذی روح باقی نچھوڑا جاے بکری کتی بلی چوہے
وغیرہ تک سب مارے جائین جب یہہ تعمیل ہو چکی شہر کو گرا کر میدان کر دیا اور جو بودی وہان سے غزنین کیطرف
مراجعت کی اور سلطان جلال الدین کو شکست دی وہ دریاے سندھ سے اُتر کر ہند کو چلا گیا چنگیز خان نے بلا
نویان امیر کو اوسکے تعاقب مین بھیجا اوس نے دریا سے اُتر کر پنجاب و لاہور وغیرہ کو خوب لوٹا اور معاودت کی

حال قتل و غارت خراسان ۔ تولے خان خراسان مین داخل ہو کر پہلے مرو مین آیا فخر الملک وہان کے حاکم
نے ایک لڑائی مین شکست کھا کر اطاعت منظور کی مگر منظور نہوئی اور اتنے بڑے شہر مین سے صرف چار سو آدمی
اہل ہنر و کمال منتخب کر کے باقی ایک کروڑ تین لاکھ آدمی قتل کئے گئے پھر شہر مین بذریعہ منادی ندا کیگئی کہ
اب باقیماندون کی جان بخشی ہوتی ہے یہ سنتے ہی ہزارون آدمی جو چھپے تھے نکل آئے اور چالیس ہزار کے قریب دوبارہ
قتل ہوئے جب معلوم ہوا کہ لشکر وہان سے چلا گیا امیر کوشتکین خوارزمی جو اپنی جان چھپاے پھرتا تھا اپنی جمعیت
کے ساتھ اوس اجڑے ہوئے شہر مین آرہا یہہ خبر سنکر ہزارون آدمی اور شہرون کے بھاگے
ہوے تھے وہان آموجود ہوئے اور شہر دوبارا آباد ہو گیا یہہ حال سنکر مغل پھر مرو پر چڑھ آئے اور ایک لاکھ
آدمی پکڑ کر مار ڈالے گئے اہل تواریخ کا قول ہے کہ مرو کے کل رہنے والون مین سے صرف چار ہزار
آدمی جانبر ہوے باقی سب قتل ہو گئے ۔

واقعہ قتل وغارت نیشاپور ۔ اس بڑی شہر کے تخریب کے لیئے تغاجار داماد چنگیز خان کا مامور ہوا
تھا عند المقابلہ وہ مارا گیا اور تولے خان مرو سے نیشاپور مین آیا اور آتے ہی قیامت برپا کی اگرچہ اہل
شہر مدت تک لڑتے رہے آخر تنگ آ کر اطاعت منظور کی قاضی رکن الدین علی بن ابراہیم کو بہت مال دیکر
بھیجا تولے خان نے مال لے لیا قاضی کو شہید کر دیا تیسرے دن سے خندق بھر کر نردبان شہر کی دیوارون
پر چڑھ اے اور داخل شہر ہو کر کسی ذیجان انسان یا حیوان کو قتل سے نہ چھوڑا چنانچہ بہ تعمیل حکم کل
قتل کر دیئے گئے اور شہر ڈھا دیا گیا اور پانی چھوڑا گیا غلہ کاشت کرایا گیا بارہ روز تک نیشاپور کے
کشتون کا شمار ہوتا رہا سوا عورت اور بچہ کے ایک کروڑ سینتالیس ہزار آدمی مرد بالغ شمار مین آئے

واقعہ قتل ہرات ۔ شمس الدین محمد جرجانی خوارزم شاہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ ہرات مین تھا تولے خان
جب یہان آیا پہلے لڑائی مین ایک ہزار سات سو مغل قتل ہوئے دوسرے لڑائی مین خود شمس الدین نے شہادت
پائی اہل اسلام شہر مین محصور ہو کر لڑتے رہے آخر تولے خان لڑائی سے تنگ آیا اور اہل شہر کو
امان دی مگر شہر پر قابض ہو کر صرف بارہ ہزار آدمی ملازمان خوارزم شاہی قتل کئے گئے اور شہزادہ
ابو بکر کو اوس نے حاکم شہر بنایا اور منگتائی تاتاری کو شحنہ مقرر کیا اور خود چلدیا چند ماہ بعد جب
تاتاریون نے سلطان جلال الدین کے معرکہ سے شکست کھائی اہل ہرات کا خون پھر جوش مین آیا
حاکم اور کوتوال دونو کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گئے چنگیز خان نے ایلچیکدائی امیر کو پھر ہرات پر بھیجا
شہر کا محاصرہ ہوا چھ ماہ تک برابر جنگ رہا لاکھون مسلمان ہزارون تاتاری کام آئے آخر فصیل شہر
پچاس گز لانبی ایک طرف سے گر گئی مگر محصوران شہر نے دو طرف سے مغلون کو شہر مین داخل نہ ہونے دیا پھر پندرہوین
جمادی الثانی سنہ ٦١٩ جمعہ کے روز خاکستری برج تاتاریون نے اڑا دیا اور شہر لے لیا سات روز مین
ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان شہید ہوئے شہر کو آگ لگائی اس کام سے فارغ ہو کر ایلچیکدائی قلعہ کالیوین کو گیا اور
پیچھے شہر کے بھاگے ہوئے لوگ پھر آموجود ہوئے اور صورت آبادی نمودار ہوئی یہ خبر پاکر

ایلچکدائی نے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اونہون نے اگرچہ کچھہ شہری اور کچھہ
دہقانی لوگون کو گرفتار کرکے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کردیا غرض کہ ہرات کے رہنے
والون مین سے صرف سولہ آدمی کہین چھپے چھپائے بچے جنہون نے پندرہ سال تک
اوسی ویرانہ شہر مین سکونت رکھی اور کُل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا
مقبرہ مسماری سے بچا ہوا تھا اور اسی مین وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان
چنگیز خان کے پوتے نے پھر آباد کیا ۔

ذکر معاودت چنگیز خان بتاتار ۔ خوارزم شاہیون اور اونکی سلطنت کو جب چنگیز خان ویران کر چکا
چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اگتای خان دونو شہزادون کو حکم
دیا کہ تم غزنین و کابل و قندہار و سیستان و کیچ مکران وغیرہ شہرون کو جو سلطان جلال الدین
کی جاگیر مین تھے ویران کردو پس اوگتائی خان غزنین و کابل و ماوراالنہر و سیستان وغیرہ مین دوبارا
گیا صدہا شہر ہزارون قصبہ گراوتے لاکھون آدمیون کے خون بہائے اور چغتائی خان مکران
کو جاکر کالنجر تک پہونچا تمام ملک اوجاڑ دیا قیدیون کے اوسکے لشکر مین یہہ کثرت ہوئی کہ
ایک ایک سپاہی کی تحویل مین بیس بیس قیدی تھے آخر وہ لاکھون قیدی بحکم چنگیز خان قتل
کئے گئے سنہ ۶۲۱ھ کے آغاز مین چنگیز خان اپنے وطن مین پہونچا اور سنا کہ شتدرتو حاکم تنگت
دغاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کرکے مستعد بجنگ ہی یہہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگہان اوس پر
جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اوسکا ملک لوٹ لیا پھر خواجہ تنگتاش کو گیا اور وہان کے حاکم کو
مطیع کیا اس مُہم مین جوجی خان شہزادہ مرگیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اونمین سے
اوگتائی خان کو ولی عہد بنایا اور خود ماہ رمضان سنہ ۶۲۴ مین مرگیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس ۲۵ سال
سلطنت کی یہہ پادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہر قراقرم و کلوران تاتار مین اوسکی ۔

دارالحکومت تھی خونریزی وسفاکی مین اسنے وہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا داستان اہل جہان کے ورد زبان رہیگا۔

فائدہ۔ شوکانی نے عقد الجمان مین لکھا ہی کہ سب سے پہلے جس نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین داخل کیا ہی وہ چنگیز خان بادشاہ تتار تھا۔ یہہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے انہی جی سے ایک کتاب بنائی اور اوسکا نام یاسا رکھا اور اوسمین بہت سے تدبیرت خاصہ وعامہ مراسم ملوک ورعیت کے ذکر کیا اور خلق کو مار مار کر اون قوانین پر چلایا پھر بعض ذریت اوسکی مسلمان ہو گئے پھر چراکسۃ وغیرہ بطون تتار مالک بن بیٹھے اگرچہ مسلمان ہو گئے مگر امور متعلقہ مملکت مین اسی کتاب یاسا پر عمل کرتے رہے اور باقی امور مین شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑھا کر سیاسا نام رکھا پھر بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدلکر سیاسہ رکھا پھر اس سیاسکا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر وملک باقی نرہا جہان اس قانون کا رواج نہوا ہو۔

یورش شیر خان۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک نوہ شیر خان نے جو سلطان محمود ابن شمس الدین التمش بادشاہ ہند کا امیر الامرا ملتان وسندہ کا صوبہ دار تھا یورش کر کے تھوڑے عرصہ کیواسطے غزنیکو مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکہ وخطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا اِلّا ابھی کامل استقلال ہونے ہی نہین پایا تھا کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان نے بزور شمشیر واپس لی مغلون کے خاندان سے وہ شخص جس نے پہلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ المعتصم باللہ خلیفہ آخری کو تخت بغداد سے خارج کر کے اوسکی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا ہلاکو خان کی نبیرہ ارغوان کے عہد سلطنت مین تیمور خان امراے اعظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی الّا خود بھی تعاقب کرنے مین مارا گیا اوسکے بعد سلطنت افغانستان وہند پانسو برس تک مغلونکی

ایلچیگدائی سے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اونہون نے اگرچہ شہری اور پرچہ دہقانی لوگون کو گرفتار کرکے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کردیا غرض کہ ہرات کے رہنے والون مین سے صرف سولہ آدمی کہین چھپے چھپائے بچے جنہون نے پندرہ سال تک اوسی ویرانہ شہر مین سکونت رکھی اور کُل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا مقبرہ مسماری سے بچا ہوا تھا اور اسی مین وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان چنگیز خان کے پوتے نے پھر آباد کیا۔

ذکر معاودت چنگیز خان تباتار — خوارزم شاہیون اور اونکی سلطنت کو جب چنگیز خان ویران کرچکا چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان واگتائی خان دونو شہزادون کو حکم دیا کہ تم غزنین وکابل وقندہار وسیستان وکیچ مکران وغیرہ شہرون کو جو سلطان جلال الدین کی جاگیر مین تھے ویران کردو پس اوگتائی خان غزنین وکابل وماورا النہر وسیستان وغیرہ مین دورا گیا صدہا شہر ہزارون قصبہ گراو نے لاکھون آدمیون کے خون بہائے اور چغتائی خان مکران کو جاکر کالنجر تک پہونچا تمام ملک اوجاڑ دیا قیدیون کے اوسکے لشکر مین یہہ کثرت ہوئی کہ ایک ایک سپاہی کی تحویل مین بیس بیس قیدی تھے آخر وہ لاکھون قیدی بحکم چنگیز خان قتل کئے گئے ۶۲۱ھ کے آغاز مین چنگیز خان اپنے وطن مین پہونچا اور سنا کہ شتدرقو حاکم تنکت وتاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کرکے مستعد بجنگ ہے یہہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگہان اوس پر جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اوسکا ملک لوٹ لیا پھر خواجہ تنگتاش کو گیا اور وہان کے حاکم کو مطیع کیا اس مُہم مین جوجی خان شہزادہ مرگیا چغتائی خان واوگتائی خان باقی رہے اونمین سے اوگتائی خان کو ولی عہد بنایا اور خود ماہ رمضان ۶۲۴ھ مین مرگیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس ۲۵ سال سلطنت کی یہہ بادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا تہترقراقرم وکلواران تاتارین اوسکی۔

دار الحکومت تھی خونریزی و سفاکی مین اسنے وہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا داستان اہل جہان کے ورد زبان رہیگا۔

فائدہ۔ شوکانی نے عقد الجمان مین لکھا ہی کہ سب سے پہلی جس نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین داخل کیا ہی وہ چنگیز خان بادشاہ تتار تھا۔ یہہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے انہی جی سے ایک کتاب بنائی اور اوسکا نام یاسا رکھا اور اوسمین بہت سے تدبیرات خاصہ و عامہ اسمین ملوک و رعیت کے ذکر کیا اور خلق کو مار مار کر اون قوانین پر چلایا پھر بعض ذریت اوسکی مسلمان ہوگئے پھر چراکشہ وغیرہ بطون تتار مالک بن بیٹھے اگرچہ مسلمان ہوگئے مگر امور متعلقہ مملکت مین اسی کتاب یاسا پر عمل کرتے رہے اور باقی امور مین شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑھا کر سیاسا نام رکھا پھر بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدلکر سیاسہ رکھا پھر اس سیاسا کا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر ملک باقی نرہا جہان اس قانون کا رواج نہوا ہو۔

یورش شیر خان۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک نبیرہ شیر خان نے جو سلطان محمود ابن شمس الدین التمش بادشاہ ہند کا امیر الامرا ملتان و سندہ کا صوبہ دار تھا یورش کر کے تھوڑے عرصہ کیواسطے غزنیکو مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکہ و خطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا اِلّا ابھی کامل استقلال ہونے بھی نہین پایا تھا کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان نے بزور شمشیر واپس لی مغلون کے خاندان سے وہ شخص جس نے پہلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ المستعصم باللہ خلیفہ آخری کو تخت بغداد سے خارج کر کے اوسکی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا ہلاکو خان کی نبیرہ ارغون کے عہد سلطنت مین تیمور خان امرائے اعظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی الّا خود بھی تعاقب کرنے مین مارا گیا اوسکے بعد سلطنت افغانستان و ہند پانسو برس تک مغلونکی

قبضہ مین رہے جو قابل ذکر ولایق تحریر ہے۔

تیمور شاہ گورگانی

اسکا شجرہ نسب چنگیز خان کے شجرہ کے ساتھ تومنائے خان کے نام پر ملتا ہے اسطرح پر کہ تیمور بن ترغائی نویان بن نوکل نویان بن ایلنگز نویان بن ایچل نویان بن قراچار نویان بن ایبر سوغان چیچن بن قاچولی نویان بن تومنائی خان اور قراچار نویان چغتائی خان بن چنگیز خان کے دربار مین امیر الامرا تھا جب چغتائی خان کی اولاد کی حکومت بسبب عداوت باہمی کے جاتی رہی قراچار کی اولاد شہر سبز اور کش مین آباد رہے اور تھوڑے سے علاقہ مین اپنا گذارہ رکھا سہ شنبہ کی رات پانچوین شعبان سنہ ۷۳۶ھ مین تیمور پیدا ہوا بچپن کی عمر مین اسکا باپ مرگیا یتیمی کی حالت مین اس نے پرورش پائی سنہ ۷۶۱ھ مین تغلقتمور ماوراء النہر پر دخیل ہوا تو اوس نے شہر سبز و علاقہ کش اسکا وطن و مولد اس کو دیدیا پھر یہ امیر حسین پاس گیا اور سامان امارت کا بہم پہونچایا پھر اوسکے قتل کے بعد بارہوین رمضان سنہ ۷۷۱ھ مین یہ تخت نشین ہوا شہر سمرقند دار الحکومت بنایا جب سلطنت اسکے ہاتھ لگی تو چنگیز خان سے بڑھ کر کشت و خون مین قدم رکھا اگر اسکے جملہ واقعات شرح لکھے جاوین تو طوالت کا خوف ہے مختصر یہ کہ اس نے اپنی اولوالعزمی اور دلاوری سے افغانستان ایران کو زیر کرکے اصفہان مین قتل عام کیا اور بغداد مین قتل کرکے غارت کیا اور روس کے ملک مین لشکر لے گیا بعد ان فتوحات کی اوس نے ہندوستان کے تسخیر پر کمر باندھی اور کابل و پشاور کے رستہ افغانستان کا رستہ سیدھا کرتا ہوا ہند مین داخل ہوا ملک کو لوٹتا جلاتا ہوا سنہ ۱۳۹۸ع مین دہلی تک پہونچا سلطان محمود بادشاہ دہلی نے مغلوب ہوکر قلعہ خالی کردیا فوج تیمور نے خاطر خواہ شہر کو تاراج کیا اور لطف سے زیادہ پھونک دیا تیمور تخت دہلی پر اجلاس کرکے اپنے تئین بادشاہ ہندوستان مشہور کیا صرف پندرہ روز دہلی مین رہکر شمالی اضلاع کو تاراج کرتا ہوا اور میرٹھ کے قلعہ کو

خاک سیاہ کرکے مع قیدیان اہل ہند دارالسلطنت کو روانہ ہوا دسوین شعبان سنہ ۸۰۷ھ
امیر بیمار ہوا سترہوین شعبان کو وفات پائی اس بیماری مین امیر نے شہزادہ پیر محمد کو ولیعہد کیا
چھبیس ۲۶ بیٹے اور پوتے باقی چھوڑے مگر اونمین اتفاق نرہا جہان کوئی تھا وہان ہی قابض ہو
بیٹھا اس امیر نے اکہتر برس کی عمر پائی چھتیس ۳۶ سال سلطنت کی سمرقند مین دفن ہوا اسکے انتقال کے
بعد اوسکا فرزند شاہرخ جو ہرات کا مالک تھا افغانستان وخراسان وسیستان کو شامل کرکے مندارا ہوا
جب وہ بھی اپنی نوبت بھگت کر عالم آخرت کو سدھارا تب افغانستان کے علیحدہ ملکونمین چند بڑے
بڑے سردار خودسر حاکم ہوگئے جیسا کہ ہرات مین مرزا بالستقر فرزند شاہرخ اور پھر شاہ حسین مالک ہوا
اور قندہار مین امیر ذوالنون حاکم تھا وہ کابل وغزنی پہلے مرزا عمر شیخ کے تحت مین تھا ان بعد مرزا الغ بیگ
بیٹا ابوسعید مرزا کا تخت نشین کابل ہوا اسکے عہد مین قوم یوسف زی اور دیگر اولاد خشی افغان کابل کے
علاقہ سے خارج ہوکر پشاور کیطرف آئے سنہ ۹۰۶ھ مین مرزا الغ بیگ فوت ہوا جسکے بعد مرزا عبدالرزاق
فرزند خوردسال اوسکا تخت نشین کابل ہوا اور ایک شخص زکی نام اوسکے ملازمون سے
صاحب اقتدار ہوگیا لیکن زکی کے نخوت وتکبر سے امراؤ نے تنگ آکر عید الضحی کے روز قتل کر
اوسکے تواضع کی گئی بعد اسکے بھی بباعث بے اتفاقی ارکان ریاست وکمسنی حاکم احوال کابل کا
نہایت پریشانی پر تھا ایسے وقت مین محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذی النون کا جو سلطان حسین بادشاہ
خراسان کے جانب سے حاکم ملک گرمسیر تھا بمعیت لشکر ہزارہ ونکدری متوجہ کابل ہوا مرزا عبدالرزاق
طاقت لڑائی نہ سمجھکر افغانون مین بعلاقہ لغمان بھاگ گیا اور وہ کابل پر محمد مقیم نے قبضہ کرکے
دختر مرزا الغ بیگ سے نکاح کرلیا مگر رعایا کو راضی نرکھ سکا یہ حال سنکر محمد بابر بادشاہ نے سنہ ۹۰۹ھ مین

بابر کا حال بعد وفات اپنے والد کے بابر بارہ برس کی عمر مین فرغانہ اور اندجان کے تخت کا مالک ہوا تھا مگر شیبانی
خان اوزبک کے تسلط اور اپنے بھائیون کی بے اتفاقی سے باوجود محنت اور ہوشیاری کے بہت

سلطنت مین استقلال نہین رکھتا تھا آخر اوس طرف سے مایوس تو تھا ہی حسب صلاح امیر محمد باقر
بامید حصول قبضۂ افغانستان کوہ ہندوکش سے گذر کر کابل کیطرف روانہ ہوا محمد مقیم تاب مقابلہ
نہ لاکر اول حصاری ہوا اور آخر کو طالب امان ہو کر قلعہ خالی کر دیا ظہیر الدین محمد بابر نے تخت نشین
افغانستان ہو کر کابل مین قبل از فتح ہندوستان بائیس برس حکومت کی چند سال قندہار کے
مہم پر صرف ہوئے جہان شاہ بیگ ارغوان اور محمد مقیم نے شکست کھا کر قندہار سے ہاتھ اوٹھایا
قوم ہزارہ اور مغربی افغانستان کو جہان تک ہو سکا درست کر کے مشرقی حصہ کیطرف توجہ کی
افغانان مہمند اور یوسفزئی سے لڑائیان ہوتی رہین ملک باجوڑ فتح کر کے قوم یوسف زئی
پر خراج مقرر کیا پھر ہندوستان کے واقعات موجودہ کو خیال مین لا کر حسب اشارہ دولتخان
لودہی بجمعیت پندرہ ہزار سپاہ دہلی کی سلطنت پر دعوی کر کے روانہ ہوا دوسری طرف سے ابراہیم شاہ
لودہی ایک لاکھ سوار اور ایکہزار ہاتھی لیکر بمقام پانی پت مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی چونکہ ابراہیم
فن جنگ سے ناواقف تھا ایک ہی جگہ فوج کھڑی کر دی تھی اور بابر ایک جری سپہ سالار سے بھی بہتر خود
اپنی لشکر کو کمان دیتا تھا معقولیت سے فوج غنیم کے انبوہ کثیر سے اپنی فوجکو لڑایا فوج مغلیہ کے اون دو
دستون نے جنکو تولقمہ کہتے تھے ہر دو جانب سے نکلکر سپاہ مخالف پر جا پڑے اور اونکا تعاقب
کیا جب اونکی فوج مین تزلزل ہوا تب بازوے راست وچپ والون نے بھی حملہ کیا اوس خونخوار جنگ
مین ابراہیم شاہ مع پانچ چھہ ہزار سپاہ خاصہ ایک موقع معرکہ مین مارا گیا اور باقی فوج منتشر ہو گئی بابر
فتح کے جھنڈے اڑاتا ہوا آگرہ تک پہونچا سنہ ۱۵۲۶ع مین اوس نے دار السلطنت ہندوستان
پر قبضہ کر کے تخت نشین دہلی کا ہوا اٹھائیس سال متفرق ملکونمین سلطنت کر کے سنہ ۹۳۷ھ مطابق
سنہ ۱۵۳۰ع مین بعمر پنجاہ سال کی آگرہ مین فوت ہوا اور اسکی نعش بموجب وصیت کابل مین لا کر
دفن کیگئی باپ کیطرف سے سلسلہ نسب تیمور شاہ تک اور مان کیطرف سے چنگیز خان تک

پہونچتا ہے۔ بابر کو ابتدائے جوانی مین شراب کا بہت شوق تہا چنانچہ کابل سے باہر پہونچے سبزہ زار مین ایک چہوٹا سا حوض پتہر مین کہدوایا گیا اور وہ مئے ارغوانی سے بہر دیا جاتا تہا اور بابر اوسجگہ بزم نشاط کیا کرتا تہا چنانچہ یہ بیت اوسکی طبع زاد حوض کے کنارہ پر کندہ کروائی تہی۔

نوروز نوبہار و مے دلبر خوش است	بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر ہندوستان کی تخت نشینی کے بعد بابر نے شرابخواری سے توبہ کی اور سب نے چاندی کی پیالیان جنمین بابر شراب پیا کرتا تہا اونکو گلواکے فقرا اور مسکینونکو خیرات کردین گئین اور بابر ہمیشہ کے لیئے تائب رہا اور اسکے انتقال کے بعد اسکے خاندان مین شاہان مغلیہ کے بادشاہ جو ہندوستان مین تخت نشین رہے اونکے اسما نقشہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

نقشۂ پانزدہم سلاطین مغلیہ خاندان بابریہ چغتائی جو ہند مین فرمانروا ہوے

نشان سلسلہ	نامہائے سلاطین اسلامیہ ہندوستان	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس: مدت عمر	مدت عمر و سنہ جلوس: سنہ جلوس	مدت سلطنت مع تاریخ وفات: مدت سلطنت	مدت سلطنت مع تاریخ وفات: وفات سنہ	سبب مرگ	جائے دفن	نامہائے ہمعصر شاہان انگلشیہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین بابر بادشاہ	۴ ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ھ	۴۹ سال ۳ ماہ پنجیوم	۴ جمادی الآخر سنہ ۹۳۷ھ	۲۵ سال ۱۰ ماہ ۵ یوم	۱۱ ربیع الاول سنہ ۹۶۳	چہت پر سے گرکے مرگیا	سواد دہلی	پہلے ہنری ہشتم دوسرے ایڈورڈ ششم تیسرے ملکہ میری ہی فرمانروایان انگلستان تہے
۲	جلال الدین محمد اکبر بن ہمایون	۵ رجب سنہ ۹۴۹ھ امرکوٹ	۶۳ سال یک ماہ ۸ یوم	۲ ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ لاہور	۵۱ سال ۲ ماہ ۱۱ یوم	۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ	مرض الموت	سکندرہ اکبر آباد	پہلے ملکہ میری دوسرے ملکہ الزبتھ جنمیں سے جیمس اول معاصر شاہان انگلشیہ تہے

۳	محمد سلیم نور الدین محمد جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ	۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ	۳۸ سال ۱۱ ماہ ۲۲ یوم	۲۰ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ	۲۲ سال ۱۱ ماہ ۲۳ یوم	۲۸ صفر ۱۰۳۷ ہجری	ضیق النفس	شاہدرہ لاہور	پہلے جیمس اول۔ دوسرے چارلس اول۔ معاصر شاہان انگلشیہ تھے۔
۴	ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بن نور الدین جہانگیر بادشاہ	۳۰ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ	۳۶ سال ۲ ماہ ۸ یوم	۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ	۳۱ سال ۳ ماہ ۲۲ یوم	۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ	مرض حبس البول	اکبر آباد	پہلے چارلس اول دوسرے جمہوریہ۔
۵	ابو مظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بن شاہجہان	۱۱ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ	۴۰ سال ۷ یوم	یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ	۵۰ سال ۲ ماہ ۲۷ یوم	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	مرض الموت	خلد آباد دکن	پہلے جمہوریہ دوسرے چارلس دوم تیسرے جیمس دوم چوتھے ولیم سوم پانچویں ملکہ این۔
۶	محمد اعظم شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	۱۲ شعبان ۱۰۶۳ھ	۵۵ سال ۵ ماہ	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	۳ ماہ ۲۰ روز	۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ ہجری	جنگ میں مارا گیا	روضہ خلد آباد	ملکہ این
۷	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	۳۰ رجب ۱۰۵۳ھ	۶۴ سال ۶ ماہ	۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ	۵ سال ۱۱ ماہ	۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ	.	قطب صاحب دہلی	ملکہ این
۸	معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ	۱۰ رمضان ۱۰۷۱ھ	۵۲ سال ۴ ماہ	۲۱ صفر ۱۱۲۴ھ	۱۱ ماہ ۲۰ یوم	۱۶ محرم ۱۱۲۵ھ	.	مقبرہ ہمایوں دہلی	ایضاً
۹	جلال الدین محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ	۱۶ رمضان ۱۰۹۴ھ	۲۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ یوم	۲۷ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ	۶ سال ۴ ماہ ۱۱ یوم	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ	.	ایضاً	پہلے ملکہ این دوسرے جارج اول
۱۰	رفیع الدرجات محمد ابو البرکات بن شاہزادہ رفیع الشان بن بہادر شاہ	۷ ربیع الثانی ۱۱۱۱ھ	۲۰ سال ۵ ماہ	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ ۷ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ		ایضاً	جارج اول
۱۱	شمس الدین رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ بادشاہ	۵ ربیع الاول ۱۱۱۰ھ	۲۱ سال ۹ ماہ	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ ۸ یوم	۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ		ایضاً	ایضاً

۱۲	فردوس آرامگاہ ابوالفتح روشن اختر محمد شاہ بادشاہ بن خجستہ اختر بن محمد معظم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	دہلی [illegible]	جارج دوم
۱۳	خلد آرامگاہ مجاہد الدین ابو نصر احمد شاہ بن محمد شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	دہلی	ایضاً
۱۴	عرش منزل عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	ایضاً
۱۵	محی السنۃ شاہ جہان ثانی بادشاہ بن محی الملۃ بن مرزا کام بخش	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	جارج دوم و جارج سوم
۱۶	فردوس منزل عالی گوہر محمد شاہ عالم بادشاہ بن عزیز الدین عالمگیر ثانی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	پہلے جارج سوم و دوسرے جارج چہارم
۱۷	بیدار شاہ بن احمد شاہ	[illegible]	۲۳ سال	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	جارج چہارم
۱۸	عرش آرامگاہ ابوالنصر معین الدین محمد اکبر شاہ عالم بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	ولیم چہارم
۱۹	ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر شاہ بادشاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		ملکہ وکٹوریا قیصر ہند تا سانحہ غدر ہندوستان ۱۲۷۳ھ امر انگلستان میں ہوا تھا اور بعد ۱۲۷۳ھ اکے ابتک ہندوستان میں حکمران ہیں

دارالخلافت دہلی کے معاصر سلاطین اسلامیہ کا مختصر حال

اب ہم تاریخ دکن کی اوس زمانہ کو پیش نظر کرتے ہین جسمین دارالسلطنت دہلی کے سلاطین افغانیہ کے عہد مین کئی جگہ اور اسلامیہ خودمختار سلطنتین قائم ہوگئین تہین ۔

چنانچہ مظفرشاہ گجراتی کے خاندانکی بنیاد سلطنت سنہ ۷۹۳ھ کو ملک گجرات مین اور سلطان حسین المخاطب بہ دلاور خان شاہان خلجیہ کے خاندانکی سلطنت ملک مالوہ اور مندو مین اور محمد بختیار خلجی کی سلطنت بنگال وستارگانون ولکہنوتی وبہار وغیرہ مین اور ملک سرور خان جہان المخاطب بسلطان الشرق کے خاندان کی سلطنت جونپور مین اور امیر شجاع بیگ ارغون بن امیر ذوالنون کی سندھ وٹہٹہ مین اور شاہ میر المخاطب بسلطان شمس الدین کی کشمیر مین خودمختار سلطنتین قائم تہین ۔

سلطنت دکن کی بنیاد اور
اوسکے بانی کا مختصر حال ۔

ان سب مین دکن کی سلطنت ملقب بہ بہمنیہ بڑی مشہور تہی جسکا بانی ایک افغان سردار ظفر خان نامی گذرا ہے جو محمد تغلق کے عہد مین تہا ۔ دارالخلافت دہلی سے جو حاکم فوج لیکر اس سے لڑنے آیا اون سبکو اس جواں مرد سردار نے مغلوب کیا اور گلبرگہ اپنا تختگاہ قرار دیکر اوسکا نام حسن آباد مقرر کرکے سلطنت دکن کا خودسر بادشاہ بنگیا ۔

یہ شخص پہلے ایک مفلس و نادار آدمی تہا کانگو سے نامی ایک برہمن منجم ملازم شاہزادہ محمد تغلق کے پاس دارالخلافت دہلی مین رہا کرتا تہا اور اوسی زمانہ مین ایک روز سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف مین عام و خاص کی دعوت تہی شاہزادہ محمد تغلق بہی اس دعوت مین شریک تہا

جب یہ شاہزادہ رخصت ہوا تو ظفر خان بھی اوسی مفلسانہ حالت مین بیرون خانقاہ آکر
کھڑا ہو گیا حضرت محبوب الٰہی سلطان المشایخ رح نے ارشاد فرمایا کہ (سلطانی رفت و سلطانی آمد)
اور ایک روٹی جو افطار خاص کیلئے طاق مین رکھی ہوئی تھی انگشت مبارک پر رکھکر اسکو دی اور
فرمایا کہ یہ چتر شاہی ہے غرضکہ اس اشارت کا اہل البشارت کے تھوڑے ہی زمانہ بعد خان موصوف
کانگوے برہمن کے ذریعہ سے جو اس پر مہربان رہا کرتا تھا شاہزادہ محمد تغلق کی سرکار مین اپنی امانت
و دیانت داری کے باعث ملازمان شاہی مین شریک ہو گیا اور جب شاہزادہ محمد تغلق مالک تاج و
تخت ہوا تو اوس نے تغلق خان حاکم دکن کے ماتحت اسکو بھیجدیا تغلق خان کے قتل کے بعد
بادشاہ خود اسطرف متوجہ ہونیوالا تھا مگر اسکو خبرداروں نے خبر دی کہ گجرات مین طغی تام غلام نے
بغاوت کی اور وہان فساد برپا ہو گیا ہے اسلئے بادشاہ نے پہلے گجرات کیطرف رُخ کیا اور عماد الملک
ترکمان کو لشکر دیکر دکن کی مہم پر مامور کیا آخر گروہ متمردین نے اسمعیل فتح خان کو بادشاہ بنا کر
عماد الملک کا سخت مقابلہ کیا نتیجہ جنگ شاہ دہلی کے خلاف ہوا اور ملک دکن شاہی تصرف سے نکل گیا
اور اسکے بعد اسمعیل فتح خان امور سلطنت سے خود ہی علاحدہ ہو گیا اور باتفاق اعیان دکن
بادشاہت ظفر خان کو ملی ہو

اس نے بعد تخت نشینی سلطنت دکن کو زینت دی اور اپنے پُرانے آقا کے یادگار مین اپنا
لقب حسن علاء الدین کانگوی بہمنی مقرر کر کے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے
یہی حکم دیا - کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ حضرت مولانا برہان الدین غریب
قدس سرہ کے معرفت ترویح روح پر فتوح حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے
یہان پہونچا وے المختصر گیارہ سال دو ماہ نیکنامی سے سلطنت کر کے سنہ ۷۵۹ ہجری مین دنیا اہل دنیا
کو چھوڑ کر عالم عقبیٰ کا راستہ لیا سرسٹھ سال کی عُمر پائی ہو

سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن کانگوے بھمنی کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان محمد شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا یہ شخص حنفی مذہب کا پابند تھا اس نے احکام شرع کو رونق دی اور اپنے باپ کے وقت کا تمام خزانہ خیرات کیواسطے اپنی والدہ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مین بھیجدیا اور رائے تلنگ اور بیجانگر کے ساتھہ اس نے بڑے بڑے معرکے کئے اور فتحیاب رہا اور اوسکو فرمان بردار و باجگذار بنایا دکن کے تبخانون کو توڑدیا اور بت پرستی موقوف کیا اور عبادت حق کے واسطے مسجدین بنوائین حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ کا مرید تھا سترہ برس اس نے بکمال دینداری و استقلال سلطنت کی آخر نوین ذیقعدہ ۷۷۶ھ مین وفات پائی۔

سلطان مجاہد شاہ بن محمد شاہ بھمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد اونیس برس کی عمر مین سلطان مجاہد شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس نے مملکت کو وسعت دی اور رائے بیجانگر کو مطیع کیا مگر آخر سترہوین ذیحجہ ۷۷۹ھ مین اسکو داود خان اسکے چچا نے قتل کرڈالا کل تین سال سلطنت کی۔

سلطان داود شاہ بن علاؤ الدین حسن بھمنی کا حال

اور بعد قتل سلطان مجاہد شاہ کے داود شاہ تخت نشین ہوگیا لیکن اسکو تخت شاہی نامبارک ہوا کل ایک ہی مہینے اس نے حکمرانی کرنے پایا آخر اسکو مجاہد شاہ کے غلام نے قتل کرڈالا۔

اور اس واقعہ کے بعد سلطان محمود بن حسن بھمنی تخت شاہی کا مالک ہوا۔

سلطان محمود بن حسن بھمنی کا تذکرہ

یہہ بادشاہ سلیم النفس حلیم الطبع کم آزار خوش طبع خوشخط خوش الحان و شاعر تھا اس نے اپنی تمامی عمر مین ایک ہی نکاح کیا علما کی صحبت مین رہا اور خواجہ حافظ شیراز کو ہزار اشرفیان روانہ کرکے پیغام طلب بھیجا

وہین آسے آخر اونیس سال نیکنامی کے ساتھ سلطنت کرکے تپ محرقہ سے الگیسوین رجب ۷۹۹ھ مین یہہ نیکنام بادشاہ رحلت کر گیا اور سیف الدین غوری سے اسکا وزیر تھا ایک سو سات برسکی عمر پاکر یہہ بھی اوسی روز وفات پائی۔

حال سلطان شمس الدین بن محمود شاہ۔

محمود کے وفات کے بعد اول غیاث الدین اوسکا بیٹا بادشاہ بنا اوسکو تغلچین امیر الامرا نے اندھا کرکے سلطان شمس الدین کو تخت نشین کر دیا اور خود وزیر بنا اسے فیروز خان اور احمد خان شہزادگان داود شاہ ناراض ہو گئے اور سیمی سدہو ساغر کے حاکم سے مدد لیکر اس پر چڑھ آئے اور معرکہ آرا ہوئے آخر صلح ہو گئی مگر اسکے دو ہفتہ بعد ہی اونھون نے اسکو گرفتار کرکے اندھا کر دیا اور یہہ بیچارہ مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما کو چلا گیا اور وہین رہا آخر ۸۱۶ھ مین انتقال کیا۔

سلطان فیروز شاہ بن داود شاہ کا حال

اور اسکے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ یہہ بادشاہ بڑا مالدار اور صاحب حشمت وجاہ وجلال گذرا۔ اسکے عہد مین سلطنت ترقی پر آئی اور رائے بیجانگر کو اس نے شکست فاش دی اور اوسکی لڑکی نکاح مین لی اور چوبیس جنگ اسنے ہندؤن کے ساتھ کئے اور اون سب مین یہہ فتحیاب رہا قرآن شریف یہہ شخص خوشخط لکھتا اور فارسی شعر موزون وپر مضمون کہتا اور ایک ہفتہ مین تین روز یہہ بذات خود مدرسہ مین جایا کرتا تھا اور طلباؤنکو پڑھاتا اسکو ہر ایک زبان کا لغت یاد تھا زبان دانی مین اُستاد تھا اس نے سُنا کہ حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس سرہ نے اسکے بھائی احمد خان کو از روئے کشف بشارت سلطنت دی ہے اسلئے یہہ برہم ہو گیا اور اپنے فرزند حسن خان کو ولیعہد کیا اور بھائی احمد خان کا دشمن بن گیا اور اوسکے قتل مین کوشش کی مگر کوئی تدبیر اسکی پیش رس نگئی اور دیکھا کہ کل امراء دولت اور رعایا احمد خان کی حکومت پر راضی ہین

آخر بجبر مجبور ہو گیا اور بروز دو شنبہ بست و پنجم شوال ۲۵ کو پچیس سال سلطنت کر کے انتقال کیا جنت آشیانے اسکی تاریخ ہے ملا داود بیدری نے کتاب تحفۃ السلاطین اسکے نام پر لکھی ہے

سلطان احمد شاہ بن داود شاہ بہمنی کا حال

اور فیروز شاہ بہمنی کے انتقال بعد سلطان احمد شاہ نے بادشاہت پائی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اپنے مرشد کیلیے اس نے لاکھون روپیہ خرچ کر کے خانقاہ و گنبد وغیرہ بنوایا اور راے کرناٹک پر لشکر کشی اور اوس کو مغلوب کیا و ہوشنگ شاہ والی مالوہ کے ساتھ جنگ کر کے فتحیاب رہا اور شاہ نعمت اللہ ولی رح کے فرزند میر نور الدین کو اس نے اپنے پاس بلایا اور اپنی لڑکی اونکے نکاح مین دی آخر تیرہ برس بالاستقلال سلطنت کر کے ۲۶ ماہ رجب ۸۳۰ھ مین وفات پائی اسکو درویشون و خدا پرستون سے کمال محبت تھی اسلیے سلطان احمد شاہ ولی البہمنی سے مخاطب ہوا۔

سلطان علاء الدین احمد شاہ بہمنی کا حال

اور اوسکے وفات کے بعد اسکا فرزند علاء الدین بادشاہ ہوا یہ شخص عالم اور فاضل و خدا پرست گذرا دیو راے راجہ کرناٹک نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا تھا اوسپر لشکر کشی کی اور غالب آیا تمام بت خانہ توڑ دیا اور عبادت خانہ بنوایا اور دار الشفائین و مدارس اشاعت علم کے لیے تعمیر کروایا بڑا متقی و پرہیزگار دیندار شخص تھا اتقا کے سبب سے یہ بادشاہ مشرکین سے ہم کلام نہین ہوا تئیس سال اس نے بکمال دینداری سلطنت کی آخر ۸۶۳ھ مین وفات پائی۔

سلطان ہمایون ظالم بن علاء الدین بہمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد سیف خان اور ملو خان امرا اور شاہ خلیل و حبیب اللہ نعمت اللہ ولی کے پوتون کی تجویز سے حسن خان اس کا چھوٹا شہزادہ تخت نشین ہوا مگر امیر ہمایون نے یورش کی اور حسن خان کو قید و جلال خان و سکندر خان سلطان مرحوم کے پوتے اور سیف خان اور ملو خان امیر الامرا او حبیب اللہ کو

ورشاہ خلیل کو قتل کرکے خود تخت نشین ہوگیا اور حسن خان کے ملازمون کو پکڑکے زندہ آگ مین جلا دیا اور بعضون کو اوبلتے ہوئے پانی مین ڈالکر مار دیا اسکی زبان سے بجز قتل کے اور کوئی حکم خیر جاری نہین ہوتا تہا آدمیون کے سرون سے یہہ گیند کھیلتا اور جب تیراندازی کا اس کو شوق ہوتا تہا تو دو سو بیچارے رستے کے چلنے والے لوگ پکڑوا منگاتا اور تیرون سے اون کا نشانہ بناتا تہا اہل دربار جب اسکے پاس جاتے تو پہلے اپنے گہر والون سے رخصت ہوتے اور اوسکے روبرو دم بخود رہتے کہ ہر ایک اپنے دم کو دم آخری تصور کرتے اور زنا و بدکاری کا یہہ حال تہا کہ جو کوئی شادی کرتا اوسکی دولہن پہلے اسکی خوابگاہ مین بہیجوائی جاتی اور خود جس عورت سے نکاح بھی کرتا تہا تو چار روز کے بعد اوسکو مار ڈالتا آخر یہہ ایک رات شراب کی نشہ مین مست و بیخود سو رہا تہا ایک لونڈی اسکے سر پر آئی اور زنجیر پاکر ایک بڑی لکڑی اوٹھالائی اور ایسی زور سے ماری کہ اسکا سر پھٹ کر مغز نکل پڑا آخر تین سال ظلم کے ساتھ سلطنت کرکے ۸۶۵ھ مین مرگیا۔

نظام شاہ بن ہمایون کا حال

اور اسکے بعد سلطان نظام شاہ اسکا فرزند چودہ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور ملک التجار محمد گاوان اسکا وزیر مقرر ہوا اس نے راجہ اوڑیسہ اور سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ سے جنگ آزار ہا اور فتحمند ہوا اور گیارہوین شوال ۸۶۷ھ مین اسکی شادی ہوئی اور یہہ بسبب زفاف دفعتاً مرگیا۔

ذکر شمس الدین محمد بن ہمایون۔

اور بعد انتقال سلطان نظام شاہ کے شمس الدین محمد نو برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اور خواجہ جہان ترک اسکا وزیر بنا اور ملک التجار محمود گاوان نے امیر الامرائی پائی اور چند روز کے بعد خواجہ جہان بادشاہ کی والدہ کے اشارہ سے قتل ہوا پھر محمود گاوان نے وزارت پائی اور بادشاہ نے جب سن بلوغ کو پہنچا اور ہوش سنبہالا تو

بڑے بڑے راجاؤن کے ساتھ جنگ کرتا رہا اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ کو شکست دی مگر باوجود اسکے اتقا اور دینداری کے اس نے اہل غرض کے عرض معروض پر محمود گاوان جیسے وزیر باتدبیر کو قتل کروا دیا اور یہی باعث زوال سلطنت بہمنیہ کا شروع ہوا اور آخر یہہ بادشاہ بیس سال سلطنت کرکے غرہ صفر ۸۸۷ھ ہجری مین بیمار ہوکر مرگیا۔

سلطان محمود شاہ بن شمس الدین کا حال

اور سلطان محمود شاہ بارہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا نظام الملک بحری اور قوام الملک صغیر وکبیر دونون اور یوسف عادل شاہ وسید حبیب اللہ ومحب اللہ اسکے امرا تھے لیکن بہ سبب نفاق باہمی اُمرا دولت کے سلطنت کا کام درہم برہم ہوگیا آخر اس نفاق باہمی کے باعث تمام صوبہ دار منحرف ہوکر خود سر ہوگئے اور آخر کار یہہ بادشاہ بکمال بیخبری اور عیاشی مین ۳۶ سال سلطنت کرکے ۹۲۴ھ ہجری مین مرگیا۔

سلطان احمد شاہ بن محمود بن محمد شاہ بن محمد شاہ بن ہمایون شاہ کا حال۔

اور اسکے انتقال کے بعد احمد شاہ تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد مین کل صوبجات خود مختار ہوگئے تھے اسکا نام صرف خطبہ وسکہ مین جاری تھا اسکو سلطنت سے کچھ سروکار نہ تھا شاہی فوج کی تعداد چار ہزار سوارون سے زیادہ نہ تھی اور امیر بریدؔ مختار کل ہوگیا تھا اور جب اس بادشاہ کو تنگی خرچ ہوئی تو تخت فیروزہ کا اس نے جواہر فروخت کرکے کھایا آخر اسپر امیر غضب مین آیا اور اس کو زہر دیکر ۹۲۷ھ مین مار ڈالا

سُلطان علاؤ الدین بن احمد شاہ کا حال

اور جب اسکا کام تمام ہوا تو سلطان علاؤ الدین تخت نشین ہوکر چاہا کہ امیر برید کا کام تمام کرکے خود مختاری پاوے جب یہہ راز کھل گیا اور امیر برید مطلع ہوا تو اس نے اس کو ۹۲۹ھ ہجری مین قتل کر ڈالا۔

شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود کا حال۔

اور اسکے قتل کے بعد شاہ ولی اللہ بن سُلطان محمود برائے نام تخت سلطنت پر بیٹھا مگر اسکی حکومت کے ساتھ امیر برید نے

آشنائی پیدا کر لی تھی اس لئے امیر برید نے اس کو مار ڈالا۔

شاہ کلیم اللہ بن محمود شاہ کا حال

اور اس کے بعد سنہ ۹۳۰ ہجری میں شاہ کلیم اللہ سریر آرا ہوا اور یہہ آخری بادشاہ سلاطین بہمنیہ کا ہی اس نے محتاجی و ناداری مین ماخوذ ہو کر شاہ بابر کو عرضی لکھی جب یہہ حال امیر برید کو معلوم ہوا تو اسکے قتل پر آمادہ ہو کر اوس کے درپے ہوا یہہ سنکر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا اوس ناخدا ترس نے اس کو زہر دیکر سنہ ۹۳۶ مین اس کا کام تمام کر ڈالا اور سلطنت بہمنیہ اس پر ختم ہو گئی۔

اور سلطنت بہمنیہ کے خاتمہ پر دکن مین پانچ سلطنتین علیحدہ علیحدہ قایم ہو گئین اور جب تک ان سب کو شاہان مغلیہ نے خاطر خواہ فتح نکر لیا برابر حکمرانی کرتے رہے۔

ان پانچون سلطنتون کی اجمالی کیفیت یہہ ہے۔

بریدیون کا حال۔

کہ بریدیون نے بعد ختم سلطنت بہمنیہ کے اپنا دار الحکومت محمود آباد بیدر قرار دیا اس کا بانی محمد قاسم برید نامی ایک شخص گذرا ہے جو پہلے شاہان بہمنیہ کے غلامون سے تھا اس نے محمد شاہ بہمنی کے وقت امارت اور سلطان محمود شاہ کے عہد مین وزارت پائی اور یہان تک اختیار حاصل کر لیا کہ رفتہ رفتہ اس نے اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور جب یہہ مر گیا تو اس کا بیٹا امیر برید جانشین ہوا یہہ ایک رات مین شراب پی رہا تھا گیدڑون کی آواز آئی اپنے ہمنشینون سے پوچھا کہ گیدڑ کیا کہتے ہین عرض کیا کہ حضور جاڑے کے صدمہ سے فریاد کرتے ہین حکم دیا کہ صبح کو تین ہزار تھیلہ روئی بھروا کر صحرا مین ڈالدو کہ اوس مین گیدڑ رہا کرینگے اسکے چند روز بعد بحالت شرابخوری مین اونکی آواز آئی پوچھا کہ اب یہہ کیا کہتے ہین حاضرین نے عرض کیا اب یہہ حضور کے عطیات کا شکریہ ادا کرتے ہین اور جب یہہ مر گیا تو امیر علی برید اس کا جانشین ہوا اس کو جانشین ہو کر کچھہ عرصہ گذرنے نہین پایا تھا کہ اس پر نظام شاہ بحری نے یورش کی

اور قلعہ اوسہ اور قلعہ کلیان اور قندہار اس سے چھین لیا اور اس کے بعد اس کا جانشین علی بن علی
برید مسند حکومت پر بیٹھا اس کی حکومت آخر سنہ ۱۰۱۸ ہجری میں ہیو تعلقی کے ساتھ رہی آخر عادل شاہ
کا کل ملک پر تسلط ہوگیا اور حکومت بریدون کا خاتمہ ہوا۔

خاندان عادل شاہیوں کا مختصر حال۔

دوم سلطنت عادل شاہیوں کا بالاجمال تذکرہ جن کا پایہ تخت بیجاپور تھا
خاندان عادل شاہیہ کا بانی یوسف عادل شاہ نامی ایک شخص گذرا ہے
مذہب اسکا شیعہ تھا پہلے یہہ بھمنیہ سلطنت کا امیر تھا بیجاپور کی نظامت اسکے سپرد تھی جب
سلطنت بھمنیہ مین ضعف آیا تو یہہ منحرف ہوکر خودمختار بادشاہ بن گیا اس نے اپنا دار السلطنت
بیجاپور مقرر کرکے ملک کو وسعت دی اور راے بیجانگر و امراے نظام شاہیہ سے معرکہ آرا رہا
اور فتحیاب ہوا آخر ۲۰ برس حکومت کرکے سنہ ۹۱۶ ہجری مین مرگیا۔

سلطان اسمٰعیل عادل شاہ کا حال۔

اور اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان اسمٰعیل شاہ کم عمری مین بادشاہ ہوا
اور کمال خان دکہنی اس کا وزیر تھا اس نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرکے
خود تخت نشین ہو مگر یہہ منصوبہ اوسکا پیش نگیا اور سلطان اسمٰعیل شاہ عادل کی مان کو یہہ حال معلوم
ہوگیا تو اوس نے ایک غلام کے ہاتھ سے وزیر کا کام تمام کروادیا اور اسکے بعد صفدر خان وزیر کا بیٹا
برسر فساد ہوا آخر یہہ بھی مارا گیا اور ان واقعات کے بعد سلطان اسمٰعیل عادل شاہ کے راے بیجانگر
و نظام شاہ سے کئی بار جنگ آرا ہوا اور فتحمند رہا آخر سنہ ۹۴۱ ہجری مین چوبیس ۲۴ سال سلطنت کرکے مرگیا

ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کا حال

اور اوسکے انتقال کے بعد پہلے ملو عادل بڑا بیٹا دعویدار
سلطنت ہوکر بادشاہ بنا مگر امرا نے اوسکو عیاش نکما اندہا کردیا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ چھوٹا بیٹا تخت نشین
ہوا اور اس نے تخت سلطنت پر جلوس کرکے ملک کا انتظام کیا اور راے بیجانگر سے معرکہ
آرا ہوا اور اوسکو شکست دی ۲۱ سال سلطنت کرکے آخر سنہ ۹۶۵ ہجری مین مرگیا۔

علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ کا ذکر۔

اور اسکے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ مالک تاج و تخت ہوا اس نے رام راج والی بیجانگر سے ارتباط بہم پہونچایا اوس سے دوستی قایم کی اور اوسکو اپنے کمک کیلئے بلوایا اور باتفاق اوس کے سلطنت نظام شاہیہ پر یورش کی اور فتحیاب ہوا مگر اس معرکہ جنگ مین طرفہ تر یہ ہوا کہ ہندو لشکریون نے اپنے مذہبی جوش مین آکر اہل اسلام کے مقابر مقدس اور مساجد کی سخت بےحرمتی کی اور توڑ پھوڑ ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بتاریخ ۲ جمادی الآخر سنہ ۹۷۳ ہجری بروز جمعہ علی عادل شاہ نے باتفاق اور سلاطین دکن یعنی ابراہیم قطب شاہ والی گلکنڈہ و نظام شاہ و علی برید شاہ وغیرہ ریاست بیجانگر پر یورش کی اور رام راج کے راج کو غارت کردیا آخر راجہ بمقام تلی کوٹ واقع دریار کرشنا قتل ہوا اور اوس کا کل مال و دولت فتح نصیب غازیان ہوا المختصر اس بادشاہ نے سنہ ۹۸۸ مین ایک خوبصورت غلام لیا اور ایک روز شراب کی مستی مین اوسکو خلوت مین بلاکر اُس سے وطی فی الدبر کا ارادہ کیا چونکہ وہ نیک سیرت صاحب غیرت تھا اُس نے اسکو چھری سے مار ڈالا

سلطان ابراہیم عادلشاہ ثانی ابن شہزادہ طہماسپ بن ابراہیم عادلشاہ اول کا حال۔

اور اس کے قتل کے بعد سلطان ابراہیم عادل شاہ نو برس کی عمر مین سریر آرا ہوا اور وزارت کامل نامی دکھنی نے پائی اور تربیت و پرورش اسکی چاندبی بی والدہ علی عادل شاہ کے سپرد تھی اسکے چند سال کے بعد وزیر نے چاہا کہ اسکو مار کر تخت نشین ہو مگر یہ تجویز اسکی پیش نہ گئی اور وزیر کے اس بد ارادہ پر آگاہ ہو کر امیر کشور خان نے وزیر کو قتل کر ڈالا آخر اس پر سلاطین نظام شاہیہ و قطب شاہیہ چڑھ آئے اور یکبارگی ملک

محاصرہ رہا بالآخر ابو الحسن بن شاہ طاہر کے حسن تدبیر سے اس نے دشمنون کے پنجہ سے رہائی پائی اور اسکے بعد اس نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے حمایت لی اور اوسکے متابعت مین رہا اور آخر سنہ ۱۰۳۳ مین مرگیا اور اسکے انتقال کے بعد محمود عادل شاہ تخت نشین ہوا اگرچہ شاہجہان بادشاہ

محمود عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ اور اوسکے بیٹے کا حال

ہندوستان کے زیر حمایت فرمان بردار رہا آخر سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین انتقال کیا اور اسکے انتقال کے بعد سکندر عادل شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس کی بے عنوانیان دیکھکر عالمگیر نے اسکے طرف متوجہ کی چنانچہ لشکر عالمگیری بسر کردگی شاہزادہ محمد اعظم معز الدین غازی بہادر فیروز جنگ سنہ ۱۰۹۷ مین اسپر چڑھ آیا آخر چند ماہ محاصرہ مین رہکر سلطنت سے بیدخل ہوکر قلعہ دولت آباد مین قید کردیا گیا اور سلطنت عادل شاہیہ کا اسپر خاتمہ ہوا اور ملک بیجاپور شاہی تصرف مین آگیا اور بندوبست ملک کے لیے روح اللہ خان بخشی و سید عبد اللہ خان مقرر ہوئے۔

سوم سلاطین نظام شاہیہ کا مختصر حال جنکا دار السلطنت احمد نگر تھا

نظام الملک احمد شاہ بحری کا حال

بانی اسکا نظام الملک احمد شاہ بحری گذرا ہے۔ اسکا دادا بھر نام قوم کا برہمن تھا سلطان احمد شاہ بہمنی جب بیجانگر پر حملہ کیا اور راجہ کو مغلوب کرکے کئی ایک ہندوٴن کو قید کرکے لایا اون اسیرون مین اسکا باپ بھی تھا اور حسن نام پاکر غلامان شاہی مین داخل ہوا اور یہہ شاہزادہ کا ہم عمر تھا شاہزادہ کی خدمت مین رہکر اس نے لیاقت پیدا کی اور جب شاہزادہ مالک تاج و تخت ہوا تو اس کو نظام الملک حسن بحری کا خطاب بخشا اور تلنگ کا انتظام اسکے سپرد کیا۔ اور محمود شاہ بہمنی کے عہد سلطنت مین جب بے انتظامی ہوئی تو اس نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور منحرف ہوگیا اور خود مختار بادشاہ بنکر بہت سے قلعہ گرد نواح کے مفتوح کیا اور ایک شہر آباد کیا اوسکا نام احمد نگر رکھا اور اسکو اپنا دار السلطنت قرار دیا آخر اس نے سلطنت کا ٹھاٹھ جماکر سنہ ۹۱۴ مین اس جہان فانی سے ملک عقبی کا رستہ لیا۔

سلطان برہان نظام الملک بحریکا حال

اور اس کے بعد سلطان نظام الملک بحری تخت نشین ہوا یہہ شخص پہلے مہدویہ مذہب پر تھا لیکن اسکے عہد مین ملا شاہ طاہر یزدی اسمعاعیلیے ایران سے آیا اور اُس نے اسکے پاس حکمت علی سے رسائی پیدا کی اور رفتہ رفتہ اسکی مزاج مین در آیا اور اس کو شیعہ مذہب کے طرف رجوع کر لیا اور یہہ شیعہ ہو کر اہل تسنن کا دشمن جانی بن گیا طرفین سے لڑائی چھڑی رہی آخرش سنہ ۹۶۱ ہجری مین مر گیا۔

سلطان حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ کا حال۔

اور اسکے بعد سلطان حسین نظام شاہ اسکا بیٹا تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکے وقت پہلے شاہزادہ عبد القادر اور تہخدا بنزہ شاہ علی اور شاہ حیدر دعویدار سلطنت ہوئے آخر معرکہ جنگ مین اسیر ہوگئے۔ اور ان کے بعد سلطان علی عادل شاہ اور رام راج والی بیجانگر نے اسپر یورش کی اور شاہی اسباب و خزانہ لٹ گیا تاہم اس نے ان سے ایک مدت تک جنگ و پیکار کیا بالآخر صلح ہوگئی اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا آخر یہہ بادشاہ بیماری مین ماخوذ ہو گیا اور سنہ ۹۷۲ مین مر گیا۔

مرتضی نظام شاہ بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر۔

اور باتفاق امرا دولت مرتضی نظام شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اسکے عہد مین اسکے بھائی برہان الدین و جمال الدین دعویدار سلطنت ہوئے آخر قید کر دئے گئے۔ اور یہہ بھی خلل مزاجی کے باعث دیوانہ مشہور ہوا بالآخر اس کو سنہ ۹۹۶ مین اسکے بیٹے میران حسین نے قتل کر ڈالا۔

میران حسین بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر

اور باپ کو قتل کر کے میران حسین تخت نشین ہوا۔ یہہ شخص زانی دبدکار اور دائم الخمر پرلے سرے کا تھا۔ اسلئے مرزا جان امیر الامرا نے چاہا کہ شاہ قاسم اسکے چچا کے سر پر تاج شاہی دہرے یہہ خبر پاکر اس نے شاہ قاسم کو مار ڈالا بالآخر بلوہ عظیم ہوا آخرش کل امرا دولت ملکر باتفاق مرزا جان کے اس کو قتل کر دیا کل دو مہینے تین روز اس نے بادشاہت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کا حال

اور اسکے بیٹے اسمعیل شاہ کو امرا نے ملکر بارہ برس کی عمر مین تخت نشین

کردیا اور جمال خان اس کا وزیر بنا۔ اور یہہ وزیر مہو کر مہدویہ مذہب کو رواج اور شیعہ مذہب
والون کو نیست و نابود کر دیا۔ مگر برہان نظام شاہ مرتضی نظام شاہ کے وقت سے اکبر بادشاہ
پاس چلا گیا تھا اور اسنے یہہ خبر سُنکر اکبر بادشاہ سے مدد لیکر اسپر لشکر کشی کر کے احمد نگر مین آیا
اور فتحیاب ہو کر اول جمال خان کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن کر شیعہ مذہب کو سرسبز کیا اور
ہزارون مہدوی مذہب والون کو قتل کر دیا آخر اسنے چار سال سلطنت کر کے سنہ ۱۰۰۳ مین مر گیا

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام کا حال اور بعد انتقال برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ مالک
تاج و تخت ہو کر سلطنت عادل شاہی پر فوج کشی کی اور سلطنت عادل شاہیہ پر چڑھ آیا
طرفین سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی آخر اس یورش مین یہہ پسپا ہو گیا اور عند المقابلہ
قتل ہوا کل چار ماہ سلطنت کی۔

بہادر شاہ اور احمد نظام شاہ وعلیشاہ وغیرہ کا بالاجمال حال اور اس واقعہ کے بعد احمد نظام شاہ جو ایک شاہزادہ نظام شاہی خاندان کا تھا میان منجھو امیر کی سعی سے قلعہ اوسہ مین تخت نشین ہوا۔
اور دوسرے چاندبی بی شاہزادی نے بہادر شاہ نام ایک شہزادہ کو قلعہ احمد نگر مین بادشاہ
بنایا تیسرے امیر اخلاص خان موتی شاہ نامی ایک لڑکے کو دولت آباد مین بادشاہت دی جو تھے
اہنگ خان حبشی نے پرنڈہ کے علاقہ مین شاہ علی بن نظام شاہ اسّی سالہ کے سر پر حکومت کا
تاج دھرا۔ ان چارون مین فساد پڑا اور انھین ایام مین عبد الرحیم خان خانان اکبر بادشاہ کے
حکم سے احمد نگر مین آیا اور چاند بی بی نے اسکے ساتھ مردانہ جنگ کی بالاخر صلح ہو گئی اور
بہادر شاہ بادشاہ قرار پایا اسکے بعد سنہ ۱۰۰۸ ہجری مین شاہزادہ دانیال بن اکبر بادشاہ نے
احمد نگر پر چڑھ آیا اور یورش کی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب محصورین تنگ آئے تو چاند بی بی
کا یہہ منصوبہ ہوا کہ اس قلعہ کو چھوڑ کر دولت آباد جاتا ہین مصلحت ہے لیکن یہہ تجویز

اوسکی پوری ہیکو نہین پائی آخر جنید خان امیر الامرا نے اس بات کو دوسرے قالب مین کل امیرون سے ظاہر کیا کہ چاندبی بی کی آمیزش شاہزادہ دنیال کے ساتھ ظاہر ہوتی ہی اور اس بہانہ سے یہ قلعہ اوسکو دینا چاہتی ہے صرف اس وہم و گمان پر سب نے بلوا کرکے اوس شیر دل عورت کو مار ڈالا اور بہادر شاہ پکڑا گیا۔

مرتضی نظام شاہ بن شاہ علی خلیفہ خان ۵م

اور ملک عنبر حبشی جو اسی سلطنت کا ایک بڑا منتظم اور بہادر سردار تھا اس نے باتفاق مسرکہ دبیر المخاطب بچنگیز خان کے سر پر بعد وفات شاہ علی کے دولت آباد مین تاج حکومت کا دہرا اسکے وقت اسکی حکومت مین رونق ہوئی شہر کہڑکی اس نے دولت آباد کے پاس آباد کیا آخر چند روز کے بعد مر گیا۔

برہان نظام شاہ بن مرتضی نظام شاہ بن ملکشاہ وغیرہ کا حال

اور اسکے بعد برہان نظام شاہ نے تخت سلطنت سنبھالا اور اس نے تخت نشین ہو کر امرائے شاہان چغتائی دہلی کو بالاگھاٹ سے نکال دیا اسپر جہانگیر بادشاہ کے حکم شہزادہ خورم نے لشکر کشی کی آخر ملک عنبر حبشی نے خراج مان لیا اور صلح کر لی۔ اور جب ملک عنبر مر گیا تو اوس کے بیٹے فتح خان کی برہان نظام شاہ کے ساتھ عداوت ہو گئی اور اوسکو قتل کرکے اوسکے کمسن لڑکے کو حاکم بنایا آخر سنہ ۱۰۴۳ ہجری مین مہابت خان خانخانان بحکم شاہجہان برہان پور سے دولت آباد مین آیا فتح خان محصور ہوا اور یاقوت حبشی مہابت خان سے معرکہ آرا ہوا آخرش مارا گیا اور فتح خان وغیرہ قید ہو گئے اور سلطنت نظام شاہیہ کا خاتمہ ہو گیا اور اسکا کل ملک بعد فتح شاہجہان نے دار الخلافت دہلی مین ملا لیا۔

خاندان عماد شاہیون کا مختصر حال

چہارم سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک برار جسکا دار الحکومت ایلچپور تھا اس سلطنت کا بانی فتح اللہ عماد الملک نامی گذرا ہے یہ شخص پہلے خواجہ جہان حاکم برار کا غلام تھا اوسکے انتقال کے بعد محمد شاہ بہمنی نے اسکو حکومت برار کی عنایت کی اور عماد الملک خطاب بخشا آخر سنہ ۸۹۵

مین اس نے شاہان بہمنیہ سے متمرد و منحرف ہوکر خود مختار حاکم بن بیٹھا- اور اسکے انتقال کے بعد علاء الدین اسی کا فرزند جانشین ہوا اور اوسکے بعد دریا عماد شاہ اوسکا بیٹا مسند آرا ہوا- پھر برہان عماد شاہ کم عمری مین اسکا جانشین ہوا اور تفال خان غلام مختار کل بنا اوس نے ابراہیم قطب شاہ کے اتفاق سے برہان عماد شاہ کو معزول کرکے خود مالک بن بیٹھا یہ حال سنکر نظام شاہ بحری نے اس پر لشکر کشی کی اور سنہ ۹۸۲ھ مین قتل ہوا اور سلطنت عماد شاہیہ کا خاتمہ ہو گیا-

پنجم سلطنت قطب شاہیہ جنکا پایۂ تخت گول کنڈہ تھا-

سلطان قلی قطب شاہ کا حال

سلطان قلی اس سلطنت کا پہلا بادشاہ خاندان قطب شاہ کا بانی ہے یہہ شخص موضع سعد آباد سلطنت ہمدان مین سنہ ۸۶۰ھ مین پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر مین ملکی دشمنون کے ڈر سے اپنے چچا اللہ قلی بیگ کے ساتھ عراقی گھوڑون پر بارادہ سوداگری دار السلطنت بیدر مین آیا اور بوساطت امرا کے سلطان محمود بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا اور چند روز ٹھہر کر اللہ قلی بیگ خلعت انعام و اکرام پاکر دربار سلطانی سے رخصت ہوا اور یہہ سلطان کے پاس رہکر پرورش و تربیت پایا اور آخر مین بعد حصول پیشکش قلعہ گولکنڈہ پر مامور ہوا اور ملک تلنگ کا ناظم بنا اور قطب الملک کا خطاب دربار بہمنیہ سے حاصل کیا سولہ سال تک طاعت کا دم بھرتا رہا ولیکن جب سلطان محمود بہمنی انتقال کیا اور سلطنت بہمنیہ مین ضعف آ گیا تو اس نے منحرف ہوکر خود مختار بادشاہ بن گیا اور قلعہ گول کنڈہ اپنا تخت گاہ قرار دیا- اور سرحد گولکنڈہ سے دریا شور شرقی تک اور قلعہ بانگل و مچھلی پٹن اور راجہ مندری و راج کنڈہ و کونڈپلی و ویلور وغیرہ غرضکہ ستر قلعہ اپنے قبضہ و تصرف مین لایا اور راجہ ہرچند کو قید اور نلگنڈہ کو مفتوح کیا بت خانجات توڑ پھوڑ ڈالا مملکت کو وسعت دی اور یہہ پہلا بادشاہ ہے جس نے ملک دکن مین مذہب شیعہ کو شایع کیا اور خطبہ اثنا عشیر کا پڑھوایا جمشید خان اسکے فرزند کو ازروی سلطنت تھی اور اپنے باپ کی زیادہ عمر ہونے سے رنجیدہ خاطر ہوکر اس نے خفیہ میر محمود ہمدانی ملازم کو توالی کو اسکے قتل پر آمادہ کیا اور اس نے ایک روز قابو پاکر

بادشاہ کو بحالت نماز مین زخم ایسے مارے کہ جس سے اوسکی روح پرواز ہوگئی یہ واقعہ ہیر کے دن دوم جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ مین واقع ہوا نوے سال کی عمر پائی لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا یہ گنبد اب تک موجود ہے

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کا حال۔

اور جب میر محمود ہمدانی نے سلطان قلی کا اسطرح سے کام تمام کیا اور شہزادہ جمشید خان کے پاس آکر اوس کو خبر دہ سنایا اور بعض اہل فتنہ کے اتفاق سے حویلی پر ملک زادہ قطب الدین کی جو بڑا فرزند سلطان قلی اور جانشین باپ کا تھا جاکر زہر آلود سلائی اوسکے آنکھ مین پھیر دی جس سے وہ اندھا ہوگیا اور یہ دیکھکے جمشید خان تخت سلطنت پر بیٹھا اِس نے تخت نشین ہوکر خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور بعد اسکے اس نے اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ ابراہیم کے نام اوسکی طلبی کے لیے دیورکنڈہ کو فرمان روانہ کیا چونکہ وہ پہلے ہی کل حقیقت اس کی سن چکا تھا اُس نے جلد اپنے لوگون کو لیکر دارالسلطنت محمد آباد و بیدر چلا گیا اور جب وہان پہنچا امیر ملک برید نے اس کو مہمان رکھا اور اپنے متفرق فوج جمع کرکے شہزادہ ابراہیم کو ہمراہ لیکر بارادہ جنگ قلعہ گولکنڈہ کا رخ کیا اور یہان آکر قلعہ کا محاصرہ کیا جمشید قطب شاہ نے بھی دشمن سے مقابل آراہوا۔

قریب تھا کہ امیر ملک برید اور اوسکا بھائی خان جہان برید قلعہ کو فتح کر لے مگر اس اثنا مین شاہ طاہر برہان نظام شاہ جو جمشید قطب شاہ کی کمک کیلئے چلا آتا تھا اوس نے مقام کوہیر مین آکر نیسیا دیا جنگ ڈالی اور وہان کا قلعہ قطب شاہ کے نام سے اپنے تصرف مین لیا۔

ملک برید نے جب یہ خبر سنی قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر اٹرکی و سٹیرم سے ہوتے ہوئے دارالسلطنت بیدر کی طرف روانہ ہوا۔ اوس نے راہ مین شہزادہ ابراہیم سے اوس کا عمدہ قیمتی گھوڑا واپس مانگا تو شہزادہ ملک برید سے آزردہ خاطر ہوکر بیجانگر مین چلا گیا۔ رام راج والی بیجانگر نے اسکی خاطر و مدارات کی۔ اور یہ وہین رہا۔

اور اس واقعہ کے بعد جمشید قطب شاہ ایک لخت عیش و عشرت و شراب و کباب میں ڈوب گیا آخر کار عارضہ سرطان میں مبتلا ہو کر ۹۵۷ھ میں دار البقا کا رستہ لیا اور اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس سپرد خاک ہوا یہ بادشاہ شعر بھی کہتا تھا چنانچہ ایک دو ابیات اسکے طبعزاد حوالہ قلم ہیں ۔

اے تو خسرو ملک زیبائی ⁂ گاہ عشق تو یافت بالائی ⁂
کاکل و چین زلف خال لبت ⁂ ہر یکے در کمال رعنائی ⁂

بے لب لعل بتان بادہ حرام است مرا ⁂ لب میگون چو سر جام حرام است مرا
با سر زلف تو سودائے سیاہی دارم ⁂ این چہ سوداست کہ با زلف چو شام است مرا

سلطان ابراہیم قطب شاہ بن سلطان علی قطب شاہ کے سلطنت کا حال

اور جب جمشید قطب شاہ مر گیا تو تخت نشینی میں جھگڑا پڑا بعض نے سبحان قلی قطب شاہ ہفت سالہ بچہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا مگر اس کی کم عمری کے نظر کرتے جگدیو راو نایکواڑی مع دیگر نایکواڑیان قلعہ محمد نگر کا باہم مشورہ ہوا کہ شہزادہ دولت خان کو قلعہ بھونگیر سے لاکر تخت نشین کر دیویں یہ مشورہ سنکر والدہ سبحان قلی نے سیف خان عین الملک کو مدار المہامی سلطنت کے لئے تجویز کیا اور اوسکو احمد نگر سے بلوا بھیجا۔ اور جگدیو راو نایک واڑی مصطفیٰ خان اور جگپت راو کی مخالفت کیوجہ سے مع اپنے فوج کے دار السلطنت گلکنڈہ سے بھونگیر چلا گیا اور وہان پہونچکر عہدہ دارون سے ملکر شہزادہ دولت قلی کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کر دیا اور بہت سے تعلقات اپنے تصرف میں لایا۔

اتنے میں سیف خان عین الملک گلکنڈہ میں پہونچکر عنان مدار المہامی اپنے ہاتھ میں لی اور بندوبست ملک میں مشغول ہوا۔ اور جگدیو راو کی گرفتاری کی فکر کی یہ خبر سنکر جگدیو راو نے ارسال تحایف و ہدایا تفال خان والی برار سے امداد چاہی وہ بر سر کمک آ گیا اور تعلقہ سیرم میں سیف خان عین الملک کے لشکر سے مقابل آرا ہو گیا اور لڑائی شروع ہوئی آخرش لشکر دشمن کو شکست ہوئی اور عین الملک

غالب آیا اس نے قلعہ بھونگیر تک تعاقب کر کے اوسکا محاصرہ کیا آخر شہزادہ وجگدیو راؤ سے
صلح ہوئی اون ہر دو کو قید کر کے قلعہ گلکنڈہ مین چلا آیا اس معرکہ کے بعد عین الملک کا
غرور و تکبر حد سے زیادہ گذر گیا اور جمیع امرا کو اس نے بیدخل کر دیا۔ اسکا ارکان دولت نے
یہہ حال دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ شہزادہ ابراہیم کو بیجانگر سے طلب کر کے اوسکے سر پر تاج
شاہی دہریں اور اوسکے طلب مین عرضیاں بھیجین یہہ حال سنکر شہزادہ ابراہیم سید حاجی وخان اعظم
کو لیکر روانہ ہوا اور ریانگل پہونچا تو اسکے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیدل کی جمعیت فراہم
ہو گئی اور آگے بڑہا تو بہت سے لعیان وارکان دولت قطب شاہی گلکنڈہ سے اسکے پاس چلے آئے
عین الملک نے جب یہہ کیفیت سنی متفکر ہو کر بحری خان وجگپت راو اور حاجی خان کو قلعہ گلکنڈہ
مین چہوڑا اور خود خداوند خان حبشی اور عالم خان و اخلاص خان حبشی و قبول خان و تاج خان
کو ساتھہ لیکر ابراہیم قطب شاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو کر قلعہ کہن پورہ تک جا پونچا۔
اتنے مین ابراہیم قطب شاہ کا فرمان نایک واڑیون کے نام آپہونچا اور نایک واڑیان جگدیو راؤ
کی اشارہ پر ابراہیم قطب شاہ کے مطیع ہو کر بحیلہ قلعہ گلکنڈہ کے بندوبست مین شرکت ظاہر کر کے
جگپت راو کو قید اور جگدیو راؤ کو رہا کر دئے اور بحری خان و اخلاص خان و حاجی خان خیرخواہان
عین الملک کو قتل اور اون کے سرون کو نیزے پر چڑہا کر تشہیر کر دیا اور شہزادہ سبحان قلی کو حبس
تمام خزانہ واسباب ضبط کر کے ایک عرضی ہمراہ امین خان منشی مع سرہائے خیرخواہان عین الملک کے
ابراہیم قطب شاہ کے پاس روانہ کئے۔ یہہ خبر سنکر عین الملک کے ہوش اڑ گئے اور پریشان
ہوا آخر بہت سا نقد و جنس لیکر مع پانچ ہزار سواروں کے براہ کولاس ممالک محروسہ کی سرحد کے
باہر بھاگ نکلا۔ اور ابراہیم قطب شاہ داخل قلعہ ہو کر تخت نشین ہو گیا۔ بروز دوشنبہ
بارہوین رجب سنہ ۹۵۷ھ مین بڑی شان و شوکت سے قلعہ گولکنڈہ مین جلوس فرما ہو کر ہر ایک کو

خلعت اور انعام واکرام سے سرفراز کیا اور ملک کا بندوبست کیا اور اس بادشاہ کا یادگار تالاب ابراہیم پٹن و تالاب لنگر و کتبوہ پُل و کالا چبوترہ گلکنڈہ و تالاب حسین ساگر بصرف دو لاکھ ہون باہتمام حضرت حسین شاہ ولی رح اور پُل قدیم ہے۔ پل قدیم کے تعمیر کیوجہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ اسکا بیٹا محمد قلی مُسماۃ بھاگمتی نام ایک طوایف پر عاشق تھا اور وہ موضع چچلم جہان اب آبادی شہر حیدرآباد واقع ہے رہا کرتی تھی اس ایک روز حسب عادت قلعہ گولکنڈہ سے نکل کر ندی پر آیا اور اوس وقت ندی طغیانی پر تھی اسکو غلبہ عشق نے بیچین و بیخود کر دیا ندی مین گھوڑا ڈالدیا اور پار ہوگیا۔ خفیہ نگار نے اس سانحہ کی اطلاع بادشاہ کو دی حکم ہوا کہ بہت جلد پل تیار ہوجائے بہ تعمیر اوسکی تعمیر مین متوجہ ہوا اور دوسرے موسم بارش تک قریب دو لاکھ ہون کے صرف ہوئے اوسمین چار ہزار روپیہ باقی رہگئے تھے حکم دیا کہ اسکا کھانا پکوا کر غریبون کو کھلوادیا جائے۔ ایک شخص نے بنا پل کی تاریخ صراط المستقیم ٩٨١ لکھکر بادشاہ کے نذر گذرانی تو دیکھکر خوش ہوا اور پانسو اشرفیان اوسکے صلہ مین مرحمت کین اور اسی بادشاہ کے عہد مین ایک پہاڑ کوہ مولا کے نام سے مشہور رہا۔ اسکا قصہ مورخین نے یون لکھا ہے کہ اس پہاڑ پر ایک بُت خانہ تھا۔ ایک روز بادشاہ اتفاقاً چاندنی رات مین تفریحاً بالا حصار پر سے ادہر ادہر دیکھ رہا تھا شمال کے جانب ایک روشنی سی نظر آئی پوچھا کہ یہ روشنی کیسی ہے اور راہی راؤ نامی ایک برہمن اسکے ہمنشین نے عرض کی کہ حضور اس پہاڑ پر جناب مولا علی کا علم ہے۔ لہذا انہیون نے روشنی کی ہے۔ بادشاہ نے کہا ہم بھی جمعرات کو چلین گے صبح ہوتے ہی برہمن نے جاکر بُت کو نکلوا کے ایک علم استاد کروایا اور اطراف مین اوسکے سبز کپڑا بندھوایا اور بادشاہ جب وہان گیا چونکہ حضرت علی علیہ السلام کی تیرھوین رجب مین ولادت ہوئی ہے اسلیے اس نے اس روز بڑا پر تکلف جشن حیدری ترتیب دیا اور غریبون کو کھانا پکوا کر کھلوایا اوس روز سے پہاڑ پر ایک بڑی دھوم دھام سے میلہ ہوا کرتا ہے ؀

ربیع الثانی کو اسکا وصال ہوا قلعہ گلکنڈہ کے قریب مکان مدفون زیارتگاہ خلق اللہ ہے دیکھو مخزن الاعراس ١٢ منہ

اور اسی بادشاہ کے عہد مین بیجاپور سے تبرک نعل صاحب کا آیا۔ اور لنگر بارا امام تعمیر ہوا القصہ تیس سال
نو مہینے اس بادشاہ نے سلطنت کی آخر اکاون برس کی عمر پاکر سنہ ۹۸۸ھ (ف ۱) کو رحلت پائی مرد شجیع
و دلیر اور معاملہ فہم و قدر دان علم و ہنر تھا لنگر قبض اثر مین مدفون ہوا۔

محمد قلی بن ابراہیم قلی قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اور میر محمد امین
اسکا وزیر تھا۔ اسی بادشاہ کا یادگار شہر حیدر آباد ہے۔ اور اسکی آباد ہونیکی وجہ مورخین نے یون لکھی ہے
کہ بھاگمتی طوایف جو اس کی داشتہ تھی اوسکا خیال تو تھا ہی حکم دیا کہ قلعہ گولکنڈہ جاہ و حشمت کے شایان
نہین ہے و نہ امرا و دولت و ارکان سلطنت کو جیسا کہ چاہیئے آرام ہے مین چاہتا ہون کہ ندی
کے اوس طرف ابوالعلائی شاہی کی بنیاد ڈالی جائے اور آبادی شہر چار راستون و چار بازارون پر
قرار پائی جسمین چار طاق و چودہ ہزار دوکانین اور بارا ہزار محلے ہون چنانچہ ان تعمیرات کے
بحال رکھنے کے لئے ایک بڑی رقم جمع ہوئی میر ابوطالب خزانہ دار نے لکھا ہے کہ ان تعمیرات کی تیاری مین
دو کروڑ روپیون سے زیادہ صرف ہوئے۔

وسط شہر مین چار کمان رفیع الشان اور ہر کمان کے محاذی راستہ کشادہ ترتیب پا گیا۔ راستہ شمالی کے
طرف ایک بڑا دار الشفا اور اوسکے پہلو مین حمام۔ و شمال و غرب کے جانب خاص محل شاہی پر تکلف
اور چار کمان کے مابین میدان چھوڑ کر ایک حوض بنایا گیا۔ و کمان شرقی پر نقار خانہ اور کمان غربی
دروازہ خاص محل شاہی کا تھا جسمین لکڑی صندلی اور مینخین سونیکی نصب تھین۔ نزاکت و خوبصورتی
اسکی اسی سامان پر قیاس کرنا چاہیئے اور خاص بلدہ مین جامع مسجد (ف ۲) اور اوسکے پہلو مین ایک حمام
متصل کمان جنوبی۔ اور ندی کے کنارے پر ندی محل اور دو نبی باغ آخر چارشنبہ کے جلسے کے لئے
اور ایک وزوبا کا زور ہوا تو اوسکے دفع کرنے کے لئے دولت خانہ کے قریب سنہ ۱۰۰۲ھ مین خرچ ساٹھ
ہزار روپیہ امام باڑا بنوایا جسکو اب بادشاہی عاشور خانہ کہتے ہین اور اسکے متصل ایک مسجد

ایک مسجد بنوائی جو اب موتی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے سوا چند محل اور رنگین محل و عدالت
کے لیے داد محل و عمارات کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی و جعفری محل غرضکہ اس بادشاہ کو
منظور تھا کہ آبادی شہر مثل شہر مقدس صورت پکڑے چنانچہ اس لیے اس نے بجائے روضۂ حضرت
امام ضامن علی موسی رضا کے چار مینار تعمیر کروایا جسکی تیاری میں قریب دو لاکھ ہن کے صرفہ ہوا یہہ چار مینار
سنہ ۱۰۰۱ ہجری میں تیار ہوا چونکہ یہہ بادشاہ عمدۃ التعمیرات و صنعت معماری سے اوسکو
زیب دینے کی کوشش کرتا رہا اور اسکی سعی سے اور امرا و عمائد بھی اسکی پیروی کرنے لگے اور ہر ایک امیر اپنے حویلیوں
و باغوں کو آراستہ کرنیکے لیے کام میں ایک دوسرے پر سبقت لیگیا غرض قبضہ نر کھوڑہ و ابراہیم پٹن و بھونگیر
و ڈین چیرو اور شہر کے اطراف چار سمت دس دس کوس تک باغات و عمارات کی تعمیر ہوئی۔ اور بھاگ نگر
کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جسکا چار لاکھ ہن محاصل وصول ہوتا تھا وہ کل رقم غریب لوگوں پر تقسیم و
علما و سادات کو تسلیم کر دیتا اور ساٹھ ہزار روپیہ لنگر امام میں اور بارہ ہزار ہن زوارین و مجاورین
کو دیا جاتا تھا اسکے عہد میں عاشور خانجات عشرہ محرم میں بنا تمام ممالک محروسہ میں آباد اور لوگ تعزیہ
پرست ہو گئے اگرچہ یہہ شیعہ مذہب تھا مگر اس نے یہہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص اصحاب ثلاثہ رض کی
نسبت تبرا کہیگا اوسکی زبان کاٹی جائیگی۔ ایک سائل اسکی سواری کے نزدیک آیا اور عرض کی یہہ ہاتی معہ ہودج
جسپر بادشاہ سوار ہے بارہ امام کے نام سے مجکو دیدے اس نے فی الفور دیدیا۔

الحاصل اس نے تیس سال ۸ مہینے بہ کمال نیکنامی اور عیش و عشرت کے ساتھ سلطنت کرکے آخر شراب
خواری میں مبتلا ہو گیا جسکے سبب سے روز بروز انواع اقسام کے بیماریوں میں مبتلا ہوکر آخر ۲ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ
اونچاس برس عمر پاکر مر گیا اور لنگر فیض اثر میں سپرد خاک ہوا۔

سلطان محمد قطب شاہ ابن محمد ابن ابراہیم قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔
یہہ بادشاہ تخت پر متمکن ہوکر مثل اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے

ایک نیا شہر بسانا چاہا۔ چنانچہ شہر کے مشرق طرف قلعہ کی بنیاد ڈالی اور نو لاکھہ ہن کی منظوری دی اور اوسمین عمدہ عمدہ عمارتین و عالیشان محل تیار کئے جسکا نام سلطان نگر رکھا۔

اور خاص شہر مین بہی اوسکا ارادہ ہوا کہ ایک عمدہ مسجد بنانی چاہئے۔ چنانچہ سنہ ١٠٢٧ ہ مین جمیع علما اور فضلا کو بلوا کر فرمایا کہ جس شخص کی نماز تہجد قضا نہوئی ہو وہ اس مسجد کی بنیاد کا پہلا پتھر رکھے چنانچہ یہہ کہکر پہلے اپنے ہاتھ سے پتھر رکھکر بنیاد مسجد کی قایم کی۔ قریب تیس ہزار ہن اوس کی تیاری مین خرچ ہوئے اور وہ مسجد اسکے بعد سلطان عبداللہ و سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے عہد تک تیار ہوتی رہی آخر بعہد دولت مہد عالمگیر ہی بانی تعمیر اس مسجد کی سنہ ١١٠٠ ہ مین عمل مین آئی۔ اب وہ مسجد مکہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور قلعہ گلکنڈہ کے باہر متصل گنبدون کے اور ایک دوسری عمارت سلطان پور کے نام سے بنوائی۔ مگر ہنوز سلطان پور آباد ہونے نہین پایا تہا کہ اس عرصہ مین یہہ بیمار ہوگیا اور حال رحلت سلطان محمد قطب شاہ کا مورخین نے یون لکہا ہے کہ جسوقت اسکو شہزادہ عبداللہ مرزا پیدا ہوا تو نجومیون نے باتفاق یہہ بیان کیا کہ اس شہزادہ کا دیکہنا بادشاہ کو منحوس ہے بارہ برس تک نہ دیکہنا چاہئے ورنہ بادشاہ کیواسطے جان کا اندیشہ ہے چنانچہ شہزادے کی بارہ برس تک علیحدہ پرورش ہوتی رہی اور جب بارہ برس گذر گئے تو شہزادے کو آرزوے قدمبوسی شاہ ممدوح کی ہوئی اور بادشاہ کی شفقت پدری نے بھی جوش کیا چنانچہ ایک روز تاریخ نیک تجویز کرکے دیدار فرزند سے مسرت حاصل کی اور جشن شاہانہ ترتیب دیا گیا اوسی سال یہہ عارضہ تپ محرقہ مین بیمار ہوا ہرچند علاج کیا گیا مگر کچہہ فایدہ مترتب نہوا آخر چودہ سال چہہ روز سلطنت کرکے بروز چہارشنبہ ٣ جمادی الاول سنہ ١٠٣٥ ہ مین ٣٤ سال ایک مہینہ بیس روز کی عمر مین یہہ نیک نام بادشاہ انتقال کرگیا۔ اور گنبد واقع لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان عبداللہ قطب شاہ سریر آرا آیا

تعصب سے شاہ ہوا۔ یہہ بادشاہ ہو کر امرا و دولت کا عزل و نصب شروع کیا۔ چنانچہ منصور خان کو
منصب میر جملگی پر سر بلندی بخشی اور خواجہ افضل ترک کو جاگیر چار لاکھ ہن پر برقرار رکھا اور قاسم بیگ
کوتوال شہر اور اوسکی نیابت مین حسن بیگ کو مقرر کیا۔ اور ایلچی بیگ کو سپہ سالار کرکے زمینداران کلبرگہ
پر مامور کیا۔ اور خیرات خانکو خلعت مصاحبت سے سرفراز کیا۔ مگر اس بادشاہ کی مدت عمر سیر و تماشہ
و عیش و عشرت و تعمیر عمارات مین گذری چنانچہ اس نے سیر و تماشہ کیواسطے باغ لنگم پلی بنوایا اور
گوشہ محل تیار کروایا جسمین ہزار حجرہ کی بنیاد ڈالی اور اوسکے پاس ایک بڑا حوض سیر و تماشہ کے
لئے بنوایا۔ اور اسی بادشاہ کے عہد مین مصوران چین نے آکر بادشاہی عاشور خانہ کی رنگ آمیزی
کی اور اسی بادشاہ نے ایک حکم جاری کیا کہ عشرہ محرم مین تمام قلمرو کے اندر نقارہ نہ بجے اور تنبولی
پان و قصاب گوشت نہ بیچین اور تمامی لذات سے امیر و غریب باز رہین چنانچہ یہہ طریقہ ہندو اور
مسلمان دونون مین جاری ہوگیا۔

اور اسی بادشاہ کیوقت سے رسم لنگر کے گشت کا عشرہ محرم مین رواج پایا جسکا قصہ مورخین نے
یون لکھا ہے کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ ایک روز بسواری ہاتھی پندرہوین ذیحجہ کو قلعہ کیطرف
جا رہا تھا اتفاقاً ہاتی بسبب مستی جنگل کیطرف چلا اور جو لوگ اسکے ہمراہ تھے وہ درہم برہم ہوگئے یہہ حال
سنکر حیات بخشی بیگم اسکی والدہ روئی اور صحرا کے درختون مین ایک ایک صراحی دکھانیکا توشہ
بند ہوا دیا اور ایک روز بہت گڑگڑا کر بواسطہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے منت مانی کہ اے
اگر میرا فرزند صحیح و سالم مجھ سے آملا تو مین سونیکی زنجیر فیل تیار کروا کر اپنے فرزند کے کمر مین
باندھ کر لنگر نکالونگی اور وہ فقرا کو تقسیم کردونگی اتفاقاً ہاتی گرفتار ہو آیا اور سلخ ذیحجہ مین سلطان
خیر و خوبی سے داخل محل ہوا فی الفور بیگم مذکور نے راتون رات زنجیر تیار کروائے اور بارہ من کے
منت کرکے اوسکے دوسرے روز جلوس شاہانہ سے لنگر حسینے علم کو روانہ کی چنانچہ اتبک یہہ رسم

دکن مین جاری ہے۔ اور سنہ ۱۰۴۵ھ مین اسی بادشاہ کے نام شاہجہان نے فرمان صادر کیا کہ ملک دکن مین تبرا ہوا کرتا ہے اور اسکے علاوہ خطبہ مین شاہ ایران کا نام پڑھا جاتا ہے یہہ دونون طریقہ مذموم ہین اگر موقوف نکرینگے تو تمہارا ملک ضبط و شاہی تصرف مین شامل کر لیا جائیگا۔ غرضکہ جب یہہ فرمان بمعیت عبداللطیف گجراتی کے صدور پایا تو ہر دو طریقون کی سخت ممانعت کردی اور ایک عمدہ پیشکش شاہجہان پاس بھیجی۔

میر جملہ کا سلطان عبداللہ پر لشکر کشی کا باعث۔

ایک روز میر محمد امین فرزند میر محمد سعید عرف میر جملہ المخاطب بہ معظم خانخان نشہ بادہ جوانی و دولت مین مست ہو کر مسند شاہی پر حالت نشہ شراب مین سو گیا اور قی کی۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کو اوسکی یہہ حرکت ناگوار گذری تو دربار بند کر دیا اسلئے میر جملہ بر دشتہ خاطر ہو کر اورنگ آباد چلا گیا اور شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے جا ملا اور اوسکے وساطت سے دربار شاہجہانی مین اس امر کی عرضداشت لکھی اور استدعا یہہ تھی کہ فرمان شاہی میر جملہ کے طلب مین بنام سلطان عبداللہ قطب شاہ صادر ہو اور اوسمین یہہ بھی ذکر رہے کہ میر جملہ اور اوسکے متعلقین سے سلطان عبداللہ قطب شاہ تعرض نکرین غرضکہ فرمان شاہی ہمراہ قاضی محمد عارف کشمیری صدور پایا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نے اس کا کچھ خیال نکیا بلکہ میر جملہ کا گھربار ضبط اور اوسکے فرزند محمد امین کو قید کر دیا۔ یہہ خبر سنکر شاہجہان نے عالمگیر کو سختی سے حکم دیا اور عالمگیر یہی حیلہ چاہتا تھا اُس نے ایک حکمنامہ اس مضمون کا سلطان عبداللہ کے نام روانہ کیا کہ میرا فرزند سلطان محمد چاہتا ہے کہ اڈیسہ کی راہ سے اپنے چچا شہزادہ شجاع پاس بنگالہ جاوے مگر اوسکا گذر حیدرآباد پر سے ہوگا پس ایسا بند و بست اور انتظام رہے کہ وہ تمہاری سرحد سے بحفاظت و آرام سے عبور کر سکے۔

سلطان عبداللہ نے صاف دلی سے اس پیام کو یقین سمجھکر تیاری سامان ضیافت مین مشغول ہوا القصہ عالمگیر نے آٹھوین ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ ہجری مین پہلے اپنے فرزند سلطان محمد کو

حیدر آباد کے طرف روانہ کیا اور خود بھی سوم ربیع الثانی کو اوس کے پیچھے کوچ کیا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے جب یہہ سُنا تو جلد محمد امین اور اوسکی والدہ کو رہا کرکے روانہ کیا اور محمد امین معہ اپنی والدہ کے بارہ کوس کے فاصلہ پر شہزادہ سلطان محمد سے ملاقی ہوا اور اپنی سرگذشت

عرض کی شہزادہ نے یہہ سُنتے ہی حیدر آباد کا رخ کیا اودھر سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے بمجرد سُننے اس خبر کے پنجم ربیع الثانی کو نقد و جنس لیکر داخل قلعہ گولکنڈہ ہو گیا۔ اور شہزادہ سلطان محمد تالاب حسین ساگر کے کنارہ خیام پذیر ہوا۔ المختصر فوج قطب شاہیہ نے مستعدی سے مقابلہ کیا اور لڑائی شروع ہوئی اودھر شہزادہ نے بھی دلیرانہ خوب لڑا آخر فوج قطب شاہیہ نے پیٹھ دیکھائی اور میدان جنگ شہزادہ کے ہاتھ رہا حیدر آباد کو فتح کرکے کارخانجات پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے قلعہ گولکنڈہ سے جواہر قیمتی و زنجیر فیل شہزادہ سلطان محمد کو پیشکش کیا مگر باطن میں تیاری جنگ و استحکام قلعہ میں مشغول رہا محمود عادل شاہ سے خواہان کمک ہوا اور اتنے میں عالمگیر بھی آپہنچا اور شاہزادہ سلطان محمد سے ملحق ہو کر قلعہ گولکنڈہ کے روبرو مورچے قایم کرکے طرح جنگ ڈالی قلعہ سے بھی گولہ پر گولہ برس رہا تھا اور دہری ہی اور کا جواب مستعدی سے دیا جا رہا تھا طرفین کے بہادران دلاور نے داد جوانمردی دئے اور بہ انگشت خون ہوا المختصر مصلحت وقت سلطان عبد اللہ

قطب شاہ نے ناگذیر اپنے داماد میر احمد کو عالمگیر کے حضور میں روانہ کیا اور زر بقایا پیشکش ماضیہ معمولی و حال اور مال و اسباب منضبطہ مرزا محمد امین پیش کیا اور خود بھی عالمگیر کے پاس چلا آیا اور خواہان صلح ہوا۔ آخر صلح اس شرط پر واقع ہوئی کہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ اپنی لڑکی شہزادہ سلطان محمد کے قید نکاح میں دیوے اور اسکے سوا ایک کروڑ روپیہ نقد داخل کریں چنانچہ ان شرطوں کو سلطان عبد اللہ نے قبول و منظور کر لیا اور عالمگیر نے بعد اس صلح کے مراجعت فرمائی الحاصل سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے ساٹھ سال کی عمر اور بتیس برس

سلطنت کرکے بروز یکشنبہ تیسری محرم سنہ ۱۰۸۳ھ ہجری مین کاروبار سلطنت کو چھوڑ کر عالم عقبی کا رستہ
لیا اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان ابو الحسن تانا شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد سلطان ابو الحسن تانا شاہ اسکا داماد
میر مظفر کی سعی سے پنجم محرم سنہ ۱۰۸۳ھ مین تخت نشین ہوا اور میر مظفر نے خدمت وزارت پائی
یہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا ڈوبتا ہوا آفتاب اور سلطنت شمعہ کا گل ہوتا ہوا چراغ ہے
اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ فرد گوشوارہ خزانہ عامرہ مرتب ہوکر جلد پیش ہو۔ میر مظفر
وزیر نے پیش کی اور بعد ملاحظہ حکم دیا کہ اس کو چار حصون پر منقسم کرین ایک حصہ ہمارے عیش و
عشرت کیلئے اور دوسرا حصہ خیرات کردیا جائے اور تیسرا حصہ تنخواہ سپاہ مین پہنچنے کیلئے تقسیم
ہونا چاہیے اور حصہ چہارم ضرورت کیلئے خزانہ مین جمع رہے۔

وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ مملکت دکن مین ہمیشہ معرکہ جنگ رہا ہے اور لڑائیاں درپیش
رہے ہین اگر شاہی خزانہ اسطرح خالی رہیگا تو ان مہمات عظیم کا کیونکر بندوبست ممکن ہوسکیگا
سلطان ابو الحسن نے یہ سنکر کہا کہ شاہان سلف نے جمع کرکے بحفاظت رکھا آخر چھوڑ گئے
مگر ہم اپنے ساتھ لے جائینگے۔

الغرض اسکے تھوڑی ہی زمانہ بعد سلطان ابو الحسن سید مظفر وزیر نیک تدبیر سے ناراض ہوگیا
اور اس کو معزول کرکے مادنا پنتلو کو وزارت سے سرفراز کیا اور اسنے اپنے بھائی اکنا کو
اپنا پیشکار بنایا۔ یہ دونون رفتہ رفتہ سلطنت کے مختار کل ہوگئے اور شاہی اہلکاران قدیم کو
موقوف اور اپنے ہمقومون کو بڑے بڑے کامون پر مامور کئے اور اہل اسلام کو بنظر حقارت
دیکھنے لگے بیرون شہر سنت گھر مین ایک دیول بنوا کے اکثر اوقات سوار ہوکے وہان
جاتے تھے اور جسوقت ہنود کا تہوار آتا حشمت و جلوس سے سوار ہو کر سادات و شرفا کو

اپنی سواری کے ہمراہ لیجاتے تھے غرضکہ ابوالحسن رات دن قبر انجواری و عیش و عشرت مین غرق رہا کرتا تھا اور یہہ دونون کل امور سلطنت پر مقتدر تھے عدل و انصاف کا نام نہ تھا سادات و مشایخ و فضلا و شرفا کو انہون نے تنگ کر رکھا تھا اور عالمگیر کو بھی اس کی خبر لگ رہی تھی آخر سلطان ابوالحسن کو تین چار مرتبہ نصیحتاً لکھا کہ اپنی بُری عادتون سے باز آو اور رعایا کی استمالت کرو اور خوش و خرم رکھو لیکن اسپر اس نے کچھہ بھی خیال نکیا۔

القصہ عالمگیر نے پہلے تسخیر بیجاپور کا ارادہ کیا چنانچہ شہزادہ محمد اعظم اور غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ معہ لشکر جرار بیجاپور کے طرف روانہ ہوئے۔ مہم مین طوالت ہوئی خود عالمگیر نے اورنگ آباد سے نکلکر احمد نگر ہوتے ہوئے شولاپور کا رخ کیا اس اثنا مین سلطان ابوالحسن تانا شا کا ایک خط عالمگیر کے نظر سے گذرا جسمین لکھا ہوا تہا کہ مین مراسم بندگی اتبک بجا لایا مگر تم نے سکندر عادل شاہ کو یتیم جانکر بیجاپور کا محاصرہ کر کے اوسکو تنگ کیا ہے اب مجہپر بھی واجب ہو گیا ہے کہ جیسے لشکر راجہ سنبہاجی مرہٹہ کا سکندر عادل شاہ کی مدد کر رہا ہے مین بھی اوس کی کمک کرون اسلیئے اپنے سپہ سالار خلیل اللہ خان پلنگ حملہ کو معہ چالیس ہزار سوارون کے مامور کیا ہون دیکھون کہ تم کس کس سے مقابل آرا ہو سکتے ہو بمجرد ملاحظہ اس خط کے عالمگیر پہلے بذات خود سلطان ابوالحسن کے طرف متوجہ ہوا پہلے شہزادہ عالم شاہ بہادر شاہ اور خان جہان بہادر وغیرہ کو روانہ کیا۔ انہون نے جا کر سرحد کے قلعون سے چہیڑ چہاڑ شروع کر دئے۔ اور سلطان ابوالحسن کے طرف سے خلیل اللہ خان نے باتفاق شیخ منہاج و رستم راو چچازاد برادر مادنا کے قصبہ سیڑم و ملکہیر پر مقابل آرا ہو گیا۔ دونون جانب کے سپاہ نے داد مردمی و شجاعت دی مگر میدان جنگ لشکر سلطانی کے ہاتھ رہا اسپر بھی شہزادہ نے کہلا بہیجا کہ سیڑم و ملکہیڑ و پرگنہ اٹڑکی وغیرہ جس پر فوج شاہی نے قبضہ کر لیا ہے سلطان ابوالحسن اگر اس سے دستبردار ہو جائے تو مین

یہین سے تمہاری سفارش حضور سلطانی مین عرضداشت روانہ کرکے صلح کروا تا ہون ۔ اس بات کو خلیل اللہ خان نے قبول کر لیا مگر شیخ منہاج اور رستم راو نے نامنظور کی آخر پھر لڑائی شروع ہوئی اور اوسی روز ابو الحسن کے طرف سے ان کی کمک کے لئے اور بھی لشکر آ پہونچا طرفین سے ۔ ہنگامہ گرم ہوئی بہت بکڑ دھکا شیخ منہاج و رستم راؤ مجروح ہو گئے اور دکھنیو نکے پانون میدان کارزار سے اکھڑے اور راہ فرار لی اور لشکر سلطانی سے برابر انکا تعاقب کیا ہوا چلا آیا اس لڑائی مین صورت یہہ ہوئی کہ اکثر سرداروں مین نفاق پڑ گیا اور دکھنی فوج منتشر ہو گئی ۔ چنانچہ دکھنیون کا لشکر پسپا ہو کر سلطان ابو الحسن پاس پہونچا تو خلیل اللہ خان کی بہکایت کی کہ اسکے سبب سے ہم کو شکست ہوئی اور رمادنا نے بھی سلطان ابو الحسن کے ذہن نشین کیا خانہ فیضو عالمگیر سے ملگیا ہے ۔ اس پر ابو الحسن بدظن ہو گیا اور اوس کے قتل کے درپے ہوا خلیل اللہ خان نے یہہ سنکر بخوف جان خود ۱۰۹۶ھ ہجری مین شہزادہ سے جا ملا اور ششہزاری منصب چھ ہزاری سوار وخطاب مہابت خانی سے سرفرازی حاصل کی ۔ یہہ حال سنکر ابو الحسن پوشیدہ سرشام محل شاہی سے نکلکر تمام صنادیق جواہرات ذہن واشرفیون کے ساتھ لیکے قلعہ گلکنڈہ مین داخل ہوا ۔

اور جب ابو الحسن کا اسطرح قلعہ مین چپکے سے چلے جانیکی خبر مشہور ہوئی تو تمام رات شہر مین حشر برپا ہو گیا کئی ہزار شرفا پریشان حال اپنا اپنا مال و اسباب گھرو نمین چھوڑ کے صرف عیال و اطفال لیکر قلعہ مین چلے گئے ۔ اوباشان شہر نے قابو پاکر شہر کی غارتگری مین دست درازی شروع کی ۔ اور بیشمار مال و دولت و محلات شاہی کا غارتگرون نے لوٹ لیا یہہ خبر سنکر شہزادے بے کھٹکے محلسرا ابو الحسن مین داخل ہوا اور احکم الحاکمین کا شکریہ بجالایا اور تاراجی شہر کا حال سنکر چوبدارون کو مامور کیا جب غارتگرون نے نہ سنا تو کوتوال لشکر کو باتفاق اپنے دیوان کے پانسو سوار دیگر گرداوری و بندوبست شہر کیلئے مقرر فرمایا اور خلایق کو اوباشون کی دست

درازی سے امن ملی۔ القصہ شہزادہ نے قریب اسی ہزار ہن نقد وجنس پر ابوالحسن تاناشاہ کے قبضہ کر لیا تو سلطان ابوالحسن تاناشاہ نے ایک معذرت نامہ عفو قصور کیلئے شہزادہ پاس روانہ کیا اور جب معذرت نامہ شہزادہ کے نظر سے گذرا تو صورت صلح اس امر پر قرار پائی کہ ابوالحسن ایک کرور بیس لاکھ روپیہ اب دین اور اسکے سوا جو سالانہ مقرر ہو وہ دیا کرین اور مادنا اور اکنا جو باعث فساد و سبب خرابی سلطنت حیدرآباد ہین اون کو بیدخل کر کے قید کر دین اور گھڑی سیڑم وکوہیر معہ دوسرے محلات مفتوحہ جو فوج شاہی کے تصرف مین آچکے ہین اون سے ہمیشہ کیلئے دست بردار ہو جائین صلح کی یہہ شرطین قرار پائین مگر تاناشاہ کو مادنا و اکنا کا جدا ہونا کب گوارا تہا اس کے نسبت ابھی پوری طور پر گفتگو صاف ہونے نہین پائی تھی کہ شہزادہ بصدور فرمان شاہی بیجاپور کے طرف رخ کیا۔ اور اس اثنا مین اتفاقاً ایک مرتبہ مادنا و اکنا جنکے سر پر قضا آگئی تھی تبخانہ کے نزدیک جو متصل دیوار قلعہ کے تھا کچھہ مشورت کر رہے تھے دشمنون نے قابو پا کر سر تن سے جدا کر کے شہزادے شاہ عالم پاس روانہ کر دیا۔

الحاصل اورنگ زیب عالمگیر بعد فتح بیجاپور گلبرگہ شریف مین آکر زیارت حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ سے مشرف ہوا۔ اور وہان سے پہلے ایک حکمنامہ بنام سعادت خان صادر کیا کہ بہت جلد ابوالحسن تاناشاہ سے زر نذرانہ وصول ہو۔ تاناشاہ نے جب یہہ سنا مجبور ہو گیا اور زر نذرانہ کے عیوض نایاب جواہرات دیا۔ اس نے وہ بجنسہ عالمگیر کے پاس بھیجدیا۔ لیکن جب تاناشاہ کو معلوم ہو گیا کہ اورنگ زیب عالمگیر خود ہی اس طرف آنے والے ہین تو سعادت خان سے استرداد جواہرات کیلئے لکھا۔ خان موصوف نے وہ تقریر دلفریب کی کہ یہہ سنکر چپ ہو رہا۔ المختصر تاناشاہ نے ایک عرضی لکھی۔ خلاصہ اسکا یہہ تھا کہ اختیاری یا بی اختیاری سے جو کچھہ خطا ہوی فدوی اس کی سزا کو پہونچا

اب امیدوار معافی کا ہون۔ عالمگیر نے بعد ملاحظہ عرضی فرمان صادر فرمایا کہ تمہارے سے
تقصیرات بے گنتی صادر ہوتے رہے ہین منجملہ اون کے پہلے یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا۔
اور فضلا کو بے اختیار کیا علانیہ بادہ خواری کی نہ اسلام سے کام رکھا نہ عدل اور ظلم مین
فرق سمجھا نہ فسق و عبادت سے واقف ہوئے کافر حربی کی اعانت کی سمجھانے پر بھی ایک لاکھ
ہُن سیواجی کے حوالے کیے گئے اب ان تقصیرات پہ امید لطف و کرم دنیا مین تو کیا عقبی مین بھی نا ممکن
ہے۔ پس جب تاناشاہ نے یہہ جواب سنا پریشان ہو کر شیخ منہاج اور شرزہ خان و مصطفی خان
عرف عبدالرزاق خان مع دیگر نامور سردارون کو مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔

اور حیدرآباد سے دو منزل کے اوپر دونون لشکرونکا آمنا سامنا ہو گیا اور لڑائی شروع
ہو گئی۔ اسی اثنا مین غازالدینخان فیروز جنگ کا عریضہ عالمگیر کے نظر سے گذرا کہ بعد تسخیر
بیجاپور قلعہ ابراہیم گڑہ پر بھی خاطر خواہ قبضہ ہو گیا ہے اور جان نثار بھی حسب الحکم سلطانی الینار
پہونچتا ہے۔ چنانچہ یہہ خبر لشکریان تاناشاہی مین مشہور ہوئی تو رہی سہی ہمت پسپا ہو گئی
الغرض لڑتے بھڑتے شاہ فتح نصیب نے اگر قلعہ گلکنڈہ کے روبرو دمدمے اور مورچے
قائم کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

مگر تاناشاہی فوج نے بھی لشکر شاہی سے دلیرانہ مقابلہ کیا اور قلعہ سے بھی برابر آتش
برستی رہی اور لشکر شاہی سے بھی پے در پے دلاورانہ حملے ہوتے رہے اس زور
و شور سے فوج شاہی کے حملون کو دفع کیا کہ سب کے منہ پھر پھر گئے سیکڑون ہی کا
کھیت پڑا اور خواجہ عابد قلیچ خان بہادر نے داد شجاعت دی اور اس جوانمردی سے
دلاورانہ حملہ کیا لیکن تقدیر سے آئی ایک گولہ آ لگا تو بازو جدا ہو گیا آخر جام شہادت نوش
فرمایا۔ اگرچہ شاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک صوبہ کی کیا بساط تھی

تاہم نو مہینے کے قریب طول کھینچا - بالآخر تدبیرون کے جال پھیلائے گئے اور خفیہ سازشون کی
سرنگین لگائین گئین اور اکثر سرداران تاناشاہی مثل شیخ منہاج اور شیخ نظام وغیرہ بہت سے
اُدھر کے بے وفا اِدھر آن ملے اور شاہ مصلحت پناہ نے بھی اون دل شکنون کے دل بڑہانے
کے لئے کسیکو پنجہزاری اور کسیکو ہفت ہزاری منصبدارون مین شریک فرمایا چنانچہ شیخ نظام
شش ہزاری منصب اور پنجہزار سوارون سے بخطاب مقرب خانی سے سربلند ہوا المختصر ۲۴ ذیقعدہ
۹۸ھ بکو رات کے وقت شہزادہ محمد اعظم اور کئی سپہ سالار معہ لشکر شاہی قلعہ کے ایک دروازہ
پر گئے جہان عبداللہ خان پنی سردار کے ماتحت فوج کا مورچہ قایم تہا وہ ملگیا اور پیچھے سے
دروازہ کہولدیا - فصیلون مین بھی معرکہ جنگ کیوجہ سے سوراخین پڑہ گئین تھین اُدھر سے
بھی روح اللہ خان و ممتاز خان و رستم خان و جان نثار خان وصف شکن خان وغیرہ سرداران لشکر
شاہی معہ فوج کے سیلاب کیطرح قلعہ مین گھس گئے اور دفعتہ قلعہ مین ایک غل اُٹھا اور ہل چل
پڑ گئی - جو جانثار تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ بسینہ رہے تھے پھر برسر مقابلہ ہوئے
اور باقی رات تلوارین مار مار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلنار اور جان نثاری کے
پھول شاداب ہوگئے مگر مصطفٰے خان عرف عبدالرزاق کی نمک حلالی و رفاقت ابوالحسن کی مشہور ہے کہ
داد جوانمردی دی زخم کاری کھاکے بیہوش گر پڑا - غرض جب صبح نے رات کا گریبان چاک کیا
اور تارون نے آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر دامن سحر مین منہ چھپایا تو فتح یابون نے اوس
کی زندگی کو ختم کر دیا - اور تاناشاہ کو موت سامنے دکھائی دی - ساتھ ہی حرم سرا سے فریاد و زاری
کا غل اٹھا اُسیوقت دیوان خاص سے اُٹھکر گھر مین گیا - اور دیوارون پر عبث و حسرت
کی ادا سے سوگواری چھائی ہوئی تھی ہر طرف حسرت بھری نگاہون سے اُدھر اُدھر
دیکھا اور پھر ایک کو سامنے بلا کر تسلی دلاسا دیا اور ایک ایک سے رخصت ہوا گویا [illegible]

اور باہر آکر پہر مسند شاہی پر بیٹھ گیا - اتنے مین اس کو خبرداروں نے خبر دی کہ حضور چند
سرداران شاہی شہزادہ کے دربار سے رخصت ہو کر ادہر آرہے ہین - چونکہ اسکے
کہانیکا بہی وقت تہا بکاول کے نام حکم بہیجا - اس عرصہ مین سرداران شاہی ہتیارون مین
اونچی بنے اور تلوارین علم کئے ہوئے آہی پہونچے اس نے سلام وعلیک مین سبقت
کی اور اتنے مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے تاناشاہ نے اجازت لی اور
سرداران شاہی بہی شامل ہوگئے ایک سردار نے طعن سے کہا کہ یہہ کیا وقت کہانیکا ہے
تاناشاہ نے کہا کہ ہان مین اسیوقت کہانا کہایا کرتا ہون اس نے کہا کہ یہہ تو مین جانتا
ہون - مگر اس حال مین آپ کا جی کہانیکو کیونکر چاہتا ہے کہا البتہ علی العموم تو لوگون کا
یہی حال وخیال ہے - مگر انسان کو خدا پر نظر رکہنی چاہئے جو شاہ وگدا دونون کا خالق ہے
باپ دادا نے نہایت فارغ البالی سے عمر گذاری مین نے چند روز نہایت فقیری و
تنگدستی اٹھائی - پہر خدا کی عنایت ہوئی تو اس بیمقدار کو درجہ شاہی پر پہنچا دیا کہ جسکا وہم و
گمان بہی نہ تہا - الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نہ رہی - لاکہون ہی حاصل کئے اور کروڑون
ہی دے ڈالے - عالم سلطنت مین جو ناشایستہ عمل ہوئے اس کی تنبیہ وتادیب کے لئے
خداوند عالم نے بادشاہت لے لی - اور اب مین بار گران سلطنت سے سبکدوش ہوا اور
امر سلطنت خلیفہ عادل کے سپرد ہوئی -

یہہ کہکر بعد فراغ طعام آن بان سے سوار ہو کر چلا - قلعہ کے دروازہ پر شاہزادہ محمد اعظم
ایک خیمہ مین کرسی نشین تہا اور دم دم کی خبرین اس کو پہونچ رہی تہین اس کے پاس
لے آئے شاہزادے نے اس کی خاطر جمعی کی اس نے اپنے گلے سے نایاب موتیون کی
ایک مالا اتار کر شاہزادہ کو نذر کی القصہ شاہزادہ نے تاناشاہ کو دربار شاہی مین

لے آیا۔ عالمگیر نے تعظیم و توقیر کی اور شاہی خیام میں نظر بند رکھا اور تھوڑے ہی روز بعد اس کو مع اہل و عیال ہمراہ جانسپار خان بہادر قلعہ دولت آباد میں روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ جو کچھ مبلغ ابوالحسن کے کھانے اور پینے و لباس وغیرہ میں مطلوب ہو بفراغت تمام دیا جائے اور اس کو کسی بات کی تکلیف ہونے نہ پائے۔ سلطنت قطب شاہیہ کا نقش مٹ گیا اور ملک شاہی تصرف میں آگیا۔

مورخین نے ابوالحسن تاناشاہ کی مدت عمر یوں تقسیم کی ہے کہ چودہ سال طفلی میں اور چودہ سال تحصیل علم میں اور چودہ سال سید راجو حسینی رح کے حلقہ مریدین میں اور چودہ سال حکومت میں اور چودہ ہی سال قید میں گذار کر کے آخر اسہال کبدی سے شب پنجشنبہ بارھویں ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۲ ہجری میں انتقال ہوا اور حسب وصیت متصل روضہ مقدس حضرت سید راجو قتال حسینی والد ماجد حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہما اورنگ آباد میں مدفون ہوا

رستم دل خان صوبہ دار کا حال

الغرض اورنگزیب عالمگیر نے بعد فتح دار السلطنت قطب شاہیہ اپنا خطبہ و سکہ بٹھا کر رستم دل خان کو صوبہ داری حیدرآباد پر سرفراز کر کے خود بدولت بڑے دبدبہ و جاہ و حشمت سے فتحیابی کے نقارہ بجاتا ہوا بیدر سے ہوتے ہوئے روانہ ہو گیا اور رستم دل خان تئیس سال تک حیدرآباد کا مستقل صوبہ دار رہا۔ اس نے ملک کا عمدہ انتظام کیا اور بے چراغ گاؤں کو از سر نو بسایا اور مالگذاری کا بندوبست کیا۔ اس عرصہ میں شاہ فتح نصیب عالمگیر اورنگزیب مرہٹوں کی گوشمالی میں مصروف ہوا۔ چنانچہ سنہ ۱۱ میں بالکنڈہ والا مقرب خان دکھنی کی کوشش سے سنبھاجی مرہٹہ مایۂ فساد گرفتار ہو کر قتل ہوا اور قلعہ ستارہ جو مسکن و ملجاء مرہٹوں کا تھا مفتوح ہو گیا۔ مگر پھر بھی مرہٹے ہر طرف لوٹ مار میں مصروف تھے جن سے لشکر شاہی بھی تنگ تھا۔

المختصر شاہ فتح نصیب اورنگ زیب عالمگیر بعد تسخیر بیجاپور و حیدرآباد دکن سے مراجعت فرمائے احمد نگر ہو کر قیام کیا اور دکن کے ملکون کا انتظام در پیش تھا کہ بڑھاپے کے سبب سے بیمار ہوا اور جب وقت قریب آپہونچا تو ملک کو تین حصون پر منقسم کر کے شاہزادون کو تقسیم کیا۔ چنانچہ شاہزادہ بہادر شاہ کو ہند اور شاہزادہ اعظم شاہ کو دکن

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادون کا باہم لڑ جھگڑ کے مرمٹ جانا۔

اور شاہزادہ کام بخش کو بیجاپور دیا اور ان تینون کو وصیت نامہ لکھدیا۔ اور آپ ۲۸ ذیقعدہ بروز جمعہ سنہ ۱۱۱۹ ہجری مین اُس ملک فنا سے بچاس سال ۲۷ روز پیر اسکے دینداری مین سلطنت کر کے رخصت ہوا۔ بڑا شجاع متقی دیندار و دانا یار وزگار اور معاملات مالی و ملکی مین کار آزمودہ شخص تھا۔ روضۂ شریف خطہ حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہٗ اورنگ آباد مین سپرد خاک ہوا۔ عالمگیر از جہان رفت۔ اس کی تاریخ رحلت ہے اور اسکے وفات کے بعد زیب النسا شاہزادی نے بعجلت تمام شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بذریعہ قاصد اس حادثے کی اطلاع دی اور لکھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچو۔

یہ خبر سُنتے ہی فوراً اعظم شاہ لشکر شاہی سے ملحق ہوا اور بعد ادائے مراسم ماتم داری دہم ذیحجہ بروز عید تخت پر جلوس فرما ہو کر لشکر شاہی اور رعیت کی استمالت و خاطرداری شروع کی اور خزانہ پر قبضہ کر لیا امرا دولت و ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ دربار عام مین حاضر ہون۔ ہر ایک کو رُتبے کے موافق سرفراز کیا آصف الدولہ اسد خان کو بدستور عہدۂ وزارت پر بحال اور اُسکے فرزند ذوالفقار خان کو حسب سابق سپہ سالاری پر برقرار رکھا۔ اور بہادر شاہ بڑا فرزند عالمگیر جو صوبہ دار بنگالے پر تھا اس نے جب خبر انتقال شاہ مغفور کی سُنی تو یکم ماہ محرم بروز شنبہ سنہ ۱۱۱۹ ہجری کو اکبرآباد مین جلوس فرما ہوا۔ اور

اور اعظم شاہ کو لکھ بھیجا کہ ملک دکن وسیع ہے لہذا تمکو مناسب ہے کہ بحسب وصیت مغفرت پناہ کے اُسپر اکتفا کرو اور ملک ہند کی سلطنت ہمارے سپرد رہے صُلح بہتر ہے جنگ سے۔ اتحاد باہمی مین فوائد بیشمار ہین اعظم شاہ نے اوسکے درجواب لکھا کہ دو بادشاہ ایک ولایت مین نہین رہ سکتے ہین۔ یہہ سُنکر بہادر شاہ نے اسباب جنگ فراہم کر کے آمادہ جنگ ہوا۔ ادہر اعظم شاہ نے معہ سامان جنگ کوچ کیا اور گوالیار پہونچا۔ اور اسد خان کو مع دیگر امرا ساتھ لیا اور دہول پور اکر قیام پذیر ہوا۔ بہادر شاہ یہہ سُنکر بذات خود اوسطرف چلا اور جاجو کے قریب مقام کرنیکا قصد تھا ہنوز اسکے خیام استادہ ہونے نہین پائے کہ بیدار بخت شہزادہ اعظم شاہ مع چند امرا نامور مثل ذوالفقار خان وغیرہ کے آپڑا اور انھون نے جو اسکے ہمراہ تھے لوٹ مار شروع کی اور خیمون مین آگ لگادی یہہ سُنکر بہادر شاہ نے طرح جنگ کی ڈالی۔ طرفین سے معرکہ جنگ گرم رہا قریب تھا کہ میدان جنگ سے بہادر شاہ کے قدم اکھڑے اتنے مین اسکا بڑا فرزند جہاندار شاہ عین موقع جنگ پر بسر کمک آپہونچا اعظم شاہ کے دونون فرزند اس معرکہ جنگ مین کام آئے اور اعظم شاہ نے بھی داد شجاعت دی مگر فوج مخالف سے کسی ایک کی گولی اسکے ماتھے پر لگی فوراً ہاتی سے گر کے جان بحق تسلیم کی اور بہادر شاہ اس واقعہ کے بعد خود تخت سلطنت پر جلوس فرما ہو گیا۔:-

ادہر بیجاپور مین شاہزادہ کام بخش کو جب خبر رحلت فرمائی عالمگیر شاہ مغفور کی پہونچی تو اس نے دو ہی مہینے کے اندر بیجاپور کے بندوبست سے فراغ حاصل کر کے امرا کو منصب خطابات سے سرفراز و ممتاز کیا اور بیجاپور مین شاہانہ جلوس کر کے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔

در دکن زد سکہ خورشید و ماہ
بادشاہ کام بخش دین پناہ

اور اسکے بعد کام بخش نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کر کے قلعہ حسن آباد گلبرگہ بیلغار آکر قبضہ کر لیا اور قلعہ واگن گیرا کو مفتوح کر کے حیدرآباد کا رخ لیا اور یہان آکر

حیدرآباد پر کام بخش کی یورش
اور اسکا فتح

حیدرآباد پر دفعتہ یورش کی اور رستم دلخان صوبہ دار کو پکڑ کے قید اور حیدرآباد پر اپنا قبض و دخل کر لیا یہ سنکر بہادر شاہ نے سنہ ۱۱۲۰ھ میں کام بخش کے نام پہلے ایک خط بمضمون کا لکہا کہ اے عزیز من تم اپنے حد سے قدم بڑہایا۔ حیدرآباد پر یلغار یورش کر کے رستم دل خان خیر خواہ سلطنت کو ناحق قید کر لیا یہ بات اچھی نکی خیر جو کچھہ ہونا تہا سو کیا مگر اب بھی بہتر اور مناسب وقت ہے کہ سکہ اور خطبہ کہ ہمارے نام کا جاری ہے اسکے سوا پیشکش معمولی ہر سال کا ارسال کرتے رہیں تو بھی اختیار دونون صوبونکا مینے تم کو بخشا اچھی طرح سے ملک کا انتظام اور بندوبست کر کے رعایا کی استمالت کرو اور خوش خرم آسودہ حال رکھو۔ کام بخش نے اسکا کچھہ جواب ندیا بلکہ رستم دلخان کو سختی سے مار ڈالکر اہلی محل میں دفن کروادیا اور معتبر خان ایلچی بہادر شاہ کو خفت کے ساتھہ قید کر کے جواب خط خصومت آمیز لکھکر روانہ کیا الغرض جب یہ خط بہادر شاہ کی نظر سے گذرا۔ اس نے باوجود موسم برشکال دکن کے طرف لشکر کشی کی اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قصبہ ناندیڑ جو شمال رویہ گوداوری ندی پر واقع ہے وہان پر اواخر شوال سنہ ۱۱۲۱ھ میں آپہونچا۔ اس مقام پر گوبند سنگہ نامی سکہون کے گرو کو جو مع جمعیت سکہون کے ساتہ ہمرکاب بہادر شاہ آیا ہوا تہا اوسکو کسی پٹھان نے مار ڈالا چنانچہ اسکی سمادہ اب تک ناندیڑ میں واقع ہے۔ غرضکہ بہادر شاہ ناندیر سے کوچ کر کے اونیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۱ھ میں حیدرآباد سے تین کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اسوقت کام بخش کی فوج متفرق اور پراگندہ تہی صرف اسکی رفاقت میں پانچ چہہ سو سواروں کی تعداد تہی وہ بھی برگشتہ خاطر۔ اور بہادر شاہ کے ہمرکاب اسّی ہزار جمعیت کی تعداد تہی۔ بہادر شاہ نے پہلے شاہزادہ رفیع الشان جہاندار شاہ کو رنگ ڈہنگ دیکہنے کیلئے روانہ کیا۔ اور اسکے پیچھے خان خانان اور ذوالفقار خان کو دس ہزار سواران جرار دیکر بھیجا۔ کام بخش باوجود تہوڑے سے فوج ہونیکے خود ہی مقابل آرا ہو گیا۔

اور طرح جنگ کی ڈالی۔ اور بان اندازون کو حکم دیا کہ ایکبارگی لشکر مخالف پر بان چہوڑین ادہر سے
بھی ذوالفقار خان نے مقابلہ کا حکم دیا اور خانخانان بھی اوسکا شریک حال ہوگیا اور توپخانہ شاہی
سے بھی آتش برسانا شروع ہوگئی۔ کام بخش نے بتیس ہزار سے دلاورانہ مقابلہ کیا مگر اس لڑائی
کا نتیجہ اسکے خلاف اور میدان شاہی جنگ آورون کے ہاتھ رہا آخرش شاہزادہ کام بخش مع
اپنے دونون فرزند محی السنہ اور فیروزمند کے زخمون مین چور ہوکر گرفتار ہوگیا اور یہ تینون
بہادرشاہ پاس لائے گئے لیکن تین چار پہر کے عرصہ مین کام بخش اور فیروزمند کا انہین زخمون
سے کام تمام ہوگیا ان دونون کی نعشین دہلی بھیجی گئین اور مقبرہ ہمایون مین سپرد خاک
کردئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد ذوالفقار خان المخاطب نصرت جنگ کی سفارش سے دلاور خان
نے صوبہ داری دکن پر سرفرازی پائی اور بہادرشاہ نے دارالخلافت دہلی کیطرف
مراجعت فرمائی۔ ماثرالامرا مین لکھا ہے کہ دلاور خان کے بعد دارالسلطنت حیدرآباد کی صوبداری پر ابوالمنصور خان
مامور ہوا۔ اور اس کے بعد فرخ سیر کے عہد مین نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر نوراللہ مرقدہ نے کل دکہن کی صوبداری
مستقلانہ مرتبہ سے حاصل کی۔ الحاصل مطلب ان واقعات کے تہوڑے ہی زمانہ بعد محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے
عہد سلطنت خاندان مغلیہ کے زوال سے مرہٹون کی ریاست تو خودسر ہو ہی گئی تھی۔ اسکے علاوہ اور کئی
صوبہ بھی دارالخلافت دہلی سے الگ ہوکر اون کی ریاستین علیحدہ علیحدہ قایم ہوگئین اور سلطنت دہلی مین ضعف

دارالخلافت دہلی سے صوبونکا علیحدہ اور خودسر ہو جانا۔

آگیا بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی نام کی رہگئی چنانچہ راجپوتانہ اور صوبہ اودہ
و صوبہ بنگالہ وغیرہ خودمختار بن بیٹھے ان سب سلطنتون مین حیدرآباد دکن کے روسا مین
سب سے پہلے رئیس نواب نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ بہادر غفران مآب نوراللہ مرقدہ گذشتہ صدی کی شروع مین انگریزون
کے کاروبار ملکی مین مداخلت کرنے کے زمانہ سے پہلے خودمختار ہوگئے گو بمقابل راجپوت خاندان کے یہ خاندان کسیقدر بعد عروج
کو پہونچا پایا۔ اب زمانہ حال مین بھی ایک سلطنت زبردست اسلامیہ ہندوستان مین ملجا و ماوا اہل اسلام ہے جسکا حال ہم ناظرین کے
روبرو پیش کرتے ہین فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال سرپرآرایان دولت آصفیہ دارالسلطنت حیدرآباد دکن ادام اللہ عزہم

ذکر خیر نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر سقی ثراہ نور اللہ مرقدہ

آپکا اسم گرامی میر قمرالدینخان ہے اور آپکے نانا نواب عمدۃ الملک سعد اللہ خان بہ عہد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اور جد امجد خواجہ عابد خان بہادر اور اون کے پدر بزرگوار عالم شیخ اور سمرقند کے مشایخین اور بزرگون مین نامآور تھے اونتیس ۲۹ سال جلوسی شاہجہانی مین سنہ ۱۰۶۵ھ کو خواجہ عابدخان بہادر نے ہندوستان مین آکر شاہی ملازمت اختیار کرلی اور اوسکے بعد زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لیگئے اور بعد مراجعت سفر حرمین شریفین شاہزادہ محمد اورنگزیب کے ملازمان شاہی مین شریک ہوکر بڑی بڑی کارہاے نمایان کے متقلد رہے اور جب اورنگزیب تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپکو محکمہ صدارت کی صدرنشینی سے سرفراز فرمایا اور اوسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد (قلیچ خان بہادر) کے خطاب اور پنجہزاری منصب سے ممتاز فرمایا جس زمانہ مین عالمگیر قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کئے ہوے سلطان ابوالحسن تاناشاہ خاندان قطب شاہیہ کے بادشاہ سے نبرد آرا تھا ایک گولہ توپ کا عین معرکہ جنگ مین اس رستم دوران قلیچ خان بہادر کے سینہ پر لگا جس نے اس فرد میدان کی بہادری اور رستمانہ دلیری کے نشانہ اس کا اور کے صفحۂ ہستی کو خالی کر دیا۔ پھر ربیع الاول سنہ ۱۰۹۰ ہجری کی چوتھی تاریخ دولت آصفیہ کے جد اعلےٰ اس خرابہ ہستی سے فضاے عالم قدس کیطرف رہگزر ہوا۔ آپکا مقبرہ قلیچ خان کے نام سے نواح قلعہ گولکنڈہ مین موجود ہے اور قلیچ خان کی درگاہ سے بلند آواز اس سے نوشیمن کے خلف الرشید میر شہاب الدینخان اوسی زمانہ مین ملازم شاہی تھے

سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری مین باضافہ منصب خطاب خانی و بہادری مع فیل و ترکش بین الاماثل ممتاز ہوئے اور سنہ ۲۶ جلوسی مین جب شاہزادہ محمد اکبر عالمگیر ایسے اولوالعزم اور بلند اقبال بادشاہ سے قسمت آزما ہوا تو بعد فیصلہ مہم جنگ اس بہادر کے والاحسبی اور عالی نسبی کے صلہ مین ہفت ہزاری ہزار سوار کے منصب سے ممتاز فرماکر (نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ) خطاب گرانمایہ خلعت مرحمت فرمایا اور بعد فتح مہم بیجاپور فرزند ارجمند سے پیوند خطاب صدر پہ اور زیادہ کیا گیا۔

جب بہادر شاہ بہادری بخت مالک دیہیم و تخت ہوا تو پہلے ہی سال جلوسی مین ملک مالوہ کی صوبہ داری نواب محتشم کی نام نہاد ہوئے مگر چار سالہ حکمرانی کی بعد بفرمان قضا و قدر سنہ ۴ جلوسی مین رہگراے عالم جاودانی ہوئے آپکے متعلقین آپکا جنازہ دارالخلافہ دہلی مین لائے اور متصل اجمیری دروازہ اونہین کے بنائے ہوئے خانقاہ مین سپرد خاک کیا چنانچہ آپکا مقبرہ ابتک مشہور عام و خاص ہے۔

آپکے خلف ارشد میر قمرالدینخان بہادر آصفجاہ مغفرتمآب ہین سنہ ۱۰۸۱ مین ملک عدم سے کشور وجود مین تشریف لائے چہرۂ انور سے آثار امارت اور ریاست ہویدا تھے تھوڑے ہی زمانہ بعد دربار سلطانی سے چین قلیچ خان بہادر کے خطاب اور چارہزاری منصب سے سربلند ہوے اور بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ جب بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تو آپکو خان دوران خان بہادر کا خطاب عنایت کیا اور صوبہ داری اودہ اور فوجداری لکھنو پر سرفرازی ہوئی مگر آپنے دارالسلطنت کو نچھوڑا اور جب فرخ سیر بمعاونت بخت تاج و تخت کا مالک ہوا تو سنہ ۱۱۲۴ یعنے اول سال جلوس مین نظام الملک بہادر فتح جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور صوبہ داری دکن سے بین الاقران

ممتاز ہوئے صوبہ داری دکن پر تین ہی سال گذرے تھے کہ صوبہ داری دکن سید حسین علیخان امیر الامرا کے سپرد ہوئی اور نواب آصفجاہ بہادر کو بہ سبب برہمی اعیان سلطنت وارکان دولت کے فوجداری سنبل مرادآباد پر بادل ناخواستہ ہو جانا پڑا اور بحکم شاہی زمینداران کوہ شوالک کی تادیب قرار واقعی کی گئی چند روز بھی نہ گذرے تھے کہ سید حسین علیخان حاکم بہار اور اسکا بھائی سید عبداللہ خان حاکم الہ آباد جو اثنا عشری مشرب اور متعصب فی المذہب تھے فرخ سیر کو شطرنج کا بادشاہ بنا رکھا تھا اور تمام ارکین کا عزل و نصب بلکہ تمام امراے ہند کے قسمت انھین دونون بزرگون کے ہاتھ مین تھے چھ برس تک تو فرخ سیر انھین دونون کے اشارے پر چلتا رہا آخر بادشاہی غیرت حرکت مین آئی اور آہستہ آہستہ ان دونون انجنون کے بڑھتے قوت کو گھٹانا شروع کیا جب ان بزرگون نے اس برائے نام بادشاہ کے یہہ درونی رفتار دیکھی حق نمک اور پاس ملازمت کو بالائے طاق رکھکر جابرانہ حکومت اور غاصبانہ قوت سے کام لیا اور تاج سلطنت فرخ سیر سے چھینکر رفیع الدرجات کے سر پر رکھدیا مگر یہہ تاج مبارک نہوا تین مہینے اسپر بھی نہ گذرے تھے معاملہ گذرا بہادر شاہ کا دوسرا بیٹا رفیع الدولہ تخت سلطنت پر بٹھایا گیا دو مہینے کے بعد اوسکے قسمت نے بھی پلٹا کھایا اور مثل یوسف اسیر چاہ زندان ہوا ۔

تیسرا بادشاہ جسکو سیدون نے تخت نشین کیا بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر تھا جو محمد شاہ کے لقب سے ملقب ہوا سادات بارہ جو سلطنت کے کلید اور بادشاہ کے نفس ناطقہ تھے نواب آصف جاہ کی دانش اور ہمت اور دلیری اور جرئت کو ہمیشہ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے دہلی مین رہنا نواب کا مصلحت نہ سمجھا ملک مالوہ کے صوبہ داری پر روانہ کیا سنہ ۱۱۳۲ مین سبب ارکان سلطنت واعیان دولتین عارضہ رشک حسد و مرض نفاق سے مادہ فاسد غیر قابل علاج داخل کیا

اور سادات بارہ نے کارپردازان دولت کے استقبال کی فکر کرنے لگے نواب آصف جاہ بہادر
جو منتخب روزگار اور عقل و دانش مین فرد منتخب تھے ایسی حالت مین کہ آتش فتنہ و فساد ہر طرف بھڑک
رہی تھی اور ہر متنفس اسی آتش بے زینہار مین گرفتار تھا دہلی مین اپنا قیام بجا و سالہ عزت و آبرو کا کھونا
تھا اور بزرگون کے پیدا کی ہوی عزت کا خاک مین ملانا تھا با دل ناخواستہ عین موسم برشکال مین
براہ ملک تلوہ قلعہ آسیر پر قابض ہوے اور ناصر جنگ اور نصیر جنگ اپنے دونون فرزندون کو مع
متعلقین قلعہ مین چھوڑکر بذات خاص معہ توپخانہ دار السرور برہانپور کا ارادہ کیا اور لال باغ
مین خیمہ زن ہوئے محمد انور خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہانپور نے ملازمت حاصل کی اور آپکے
سایہ عاطفت و ظل دولت مین رہنا قبول کیا۔ اسی اثنا مین خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج کی
باشارہ امیر الامرا سید حسین علیخان نواب آصف جاہ بہادر کے گوش زد ہوی نواب محتشم اوسیوقت
مردان کار سپاہ جنگ آزما کو ہمراہ لیکر دریاے نربدا کے اوسطرف خیمہ زن ہوئے اور آتش جنگ
جدال طرفین سے بھڑک اوٹھی سید دلاور خان عین معرکہ جنگ مین مردانہ مارا گیا اور نواب محتشم
مظفر و منصور برہانپور پر قابض ہوے امیر الامرا نے جب دار السلطنت مین یہہ خبر دلخراش
سنی اوسیوقت اپنے ہمشیر زادہ سید عالم علیخان مبارز نامور و سید عالی گہر کو تاکیدی فرمان
بھیجا کہ بہادران جرار و ناموران آزمودہ کار کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد سے بعزم مجادلہ آصف جاہ
مقابل صف آرا ہو ہرچند نواب قمر رکاب نے چاہا کہ سید مرتضوی گہر کے خون مین شمشیر خون
آشام کو رنگین نکریے مگر وہ بہادر کب مانتا تھا زبان تیغ سے جواب دینا چاہا کہ دونون طرف
فوجین حرف مدغم کیطرح مل گئین اور تیغ و سنان نے اپنے جوہر دکھانے شروع کی چونکہ نصرت
و ظفر روز ازل سے نواب بر جبیں علم کے خانہ زاد تھی اور دولت و اقبال پرستار
فوج حریف نے شکست کھائی اور سید عالم علیخان مردانہ شہید ہوا نواب قمر رکاب مظفر و منصور

داخل اورنگ آباد ہوئے اور ملکی انتظام کیطرف مصروف ہوگئے جب امیرالامرا نے یہ حادثہ جانگزا سنا بادشاہ کو ساتھ لیکر بارادہ مقابلہ دکن کیطرف روانہ ہوا اگرچہ بادشاہ سیدوں کے ہاتھ مین تھا مگر اون سے بالکل غافل بھی نہ تھا اور اونکی قید حکومت سے آزادی کا خواستگار تھا ادھر سیدوں کے دشمن بھی تاک مین لگے تھے جب عظیم الشان فتح پور سیکری پہونچا اور سید حسین علیخان امیرالامرا سوار ہوگیا تھا اور ہنوز بادشاہ سوار ہونے نہ پایا تھا کہ باشارہ محمد امین خان بخشی میر حیدر بیگ کاشغری نے سید حسین علیخان کو پالکی مین قتل کرڈالا یہ واقعہ ۱۱۳۲ھ ذیحجہ مین ہوا اور عزت خان امیرالامرا سید حسین علیخان کے بھانجہ نے بادشاہ کے قتل مین کوشش کی مگر ناکام مارا گیا پھر بادشاہ دارالخلافت دہلی کیطرف متوجہ ہوا۔

قطب الملک سید عبداللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان کے مارے جانیکی خبر سنی تو اوس نے ایک تیموری شاہزادے کو بادشاہ بناکر دہلی اور آگرہ کے درمیان شاہپور کی لڑائی مین شکست کھائی جب سے ان سیدونکا بقیہ زور و بل بھی ٹوٹ گیا مورخین ان دونو سیدون کو جو شیعہ مذہب تھے ہندوستان کا بادشاہ گر کہتے ہین۔

الغرض بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر کیا یہ اعتماد الدولہ وہی امین خان بخشی تھا جسکے اشارے سے میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو قتل کیا تھا سیدون کے خون ناحق نے اوسکو بھی وزارت سے متمتع ہونے نہ دیا اجل نے اوس کا کام بھی تمام کیا بادشاہ نے بعد مرگ اعتماد الدولہ نواب آصف جاہ کو دکن سے طلب کیا پانچوین جمادی الاول ۱۱۳۴ھ مین خلعت وزارت و صدارت کل سے ممتاز بین الاقران والاماثل ہوے۔

سال پنجم جلوسی مین معزالدولہ حیدر علیخان خراسانی ناظم گجرات کی باغیانہ سرکشی بارگاہ شاہی مین مسموع ہوئی نواب آصف جاہ بہادر معہ دس لاکھ روپیہ نقد صوبہ داری کو

ادہر گجرات پر بضمن وزارت و صوبہ داری ملک گیر حیدر علیخان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے حیدر علیخان رانائے اُودہیپور کی عملداری میں بھاگ گیا نواب آصف جاہ بہادر نے حامد خان اپنے چچا کو پیشگاہ حضور سلطانی سے معز الدولہ صلابت جنگ کے خطاب سے سرفرازی دلوا کر نیابتاً صوبہ داری گجرات پر مقرر فرمایا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے چچازاد بھائی کو مقرر کر کے دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور بعد باریابی پیشگاہ سلطانی سے خلعت انعام شاہی سے ممتاز ہوئے ۔

اگرچہ اوس صوبوں میں اب بھی فساد باقی تھا مگر جب دربار شاہی نواب آصف جاہ بہادر کے حسن انتظام سے صاف ہوا تو بادشاہ کی رنگین طبیعت نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا خنیاگران زہرہ طلعت کیطرف مائل ہوا نغمہ و سرود کی مجلس آرا دربار عام تھا رعیت بھی پشتوں سے عیش و عشرت کی خوگر اور شاہی انعامات سے مالا مال تھی گھر گھر لولیان حور پیکر سے دن عید رات شب برات ہو گئی ایسی کس مپرسی کی حالت میں ارباب فضل و کمال کو کون پوچھتا تھا ہزاروں آدمی جمع تھے مگر بادشاہ کی طبیعت کو اس طرف مائل دیکھکر سب اوسی رنگ میں رنگ گئے عالم رقص و سرود میں کبھی کبھی خود بدولت بھی شعر گوئی کیطرف راغب ہو جاتے فارسی اردو دونوں زبان میں طبع آزمائی کرتے چنانچہ دو شعر ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں ۔

یار در بر صبح بر سر فکر بر حالیش کُند	وله	عاشقان شب سیر و در زنجیر در پایش کُنند
پیری میں نہ کسطرح کرون سیر جہان کی		دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

نواب امیر خان ایک قدیم الخدمت اور خاندانی امیر زادہ تھا جو دلیرانہ ہمت اور امیرانہ دماغ رکھتا تھا ساتھ اسکے لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ ہنگام بذلہ سنجی پھلجھری کیطرح منہ سے پھول جھڑتے تھے خلوت اور دربار میں ایسی گل افشانیاں کرتا کہ اہل دربار لوٹ لوٹ

جاتے تھے لطیفہ ۔ ایکدن بادشاہ نے پوچھا کہ امیر خان یہ جو پوت ۔ سپوت ۔ کپوت زبان زد خلایق ہے اس کی اصل کیا ہے ۔ عرض کی کہ حضور اسی دربار مین تینون قسم کے لوگ موجود ہین ۔ بادشاہ نے پوچھا کیونکر کہا پوت تو یہی ہے جیسے حضور ہین سلطان ابن سلطان ۔ اور سپوت محمد امین نام ایک مغل تھا جو ایران سے آیا یہان حضور کے تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہو گیا اور کپوت یہہ خانہ زاد کہ باپ دادا حضور کے بزرگون کی جان نثاری مین اعلی اعلی عہدون پر ممتاز رہے اور فدوی اسی حالت مین گرفتار ہے ۔ لطیفہ ۔ ایک دن امیر خان حضور مین اپنے بزرگون کی جان نثاریان اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدردانیان بیان کر رہا تھا ۔ میرا باپ کابل مین ناظم تھا اور اپنی عقل و تدبیر سے اسقدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہمین دکن مین فتح ہوئین اور عالمگیر نے یہہ فتوحات اوس بہادر کے نام پر لکھے یہہ خاندان اوسی سور بہادر کا ناخلف یادگار اور باین نکبت گرفتار حضور شاہی مین حاضر ہے ۔

غرض کہ بازاریون اور سوقیون کی صحبت تھی اور عیش و عشرت کے جلسے تھے مہتاب باغ اور حیات بخش کے باغون کو سجا کر ارم کا جواب سرزمین ہند مین بنایا تھا ہر دو مین نواڑے پڑے رہتے بادشاہ دونون مین بیٹھتے ناچ رنگ کے جلسے جمتے اور شراب کے دور چلتے جب برسات آتی تو ان کے ہان بہار آتی قطب صاحب رح کے جنگل سبزی سے ہرے بھرے ہو جاتے ہین ۔ شہر چھوڑ کر وہان جا رہتے حکم تھا کہ ابر سیاہ ہمارا نقیب ہے جب گرجنے کی آواز آیا کرے اسی وقت کمر بندی ہو جایا کرے ۔

تمام امرا ایک ایک ادنی عہدہ پر نشین ہو گئے تھے مگر پیادہ دربار کے طرف تنخواہ کے نائب اپنے وہان چھوڑتے اور خود دربار مین چلے آتے ۔ ظاہر ہے کہ جہان اہل دربار ایسے ایسے

خیالات انہین ذہنون دہان ملکی انتظام کا گیا ٹھکانا۔ تازہ گل یہہ کھلا کہ وزیر اور سپہ سالار کے توڑنیکے لئے یہہ تجویز کی چونکہ نواب آصفجاہ بہادر دیرینہ سال اور عالمگیر کے آنکھین دیکھے ہوئے تھے بادشاہ کو صلاحیت پر لانا چاہا۔ اور آئین شاہی جاری کرنے شروع کئے خلوت اور جلوت مین بادشاہ کے رنڈیون کی تقسیم کی اور کاروبار ملکی پیش کرنے لگے رنگین مزاج مصاحبین کو یہہ برے لگے۔ نواب تحتشم کے فکر مین مصروف ہوئے رنگیلے بادشاہ کو کچھہ تو خود ہی یہہ کام برے وبال معلوم ہوتے تھے کچھہ امیرون کے بہکانے سے نواب آصفجاہ کے معروضات پر توجہ نفرمائی جب نواب معزز دربار کا یہہ رنگ دیکھا حیدرآباد کی صوبہ داری کو ایسی وزارت پر ترجیح دی اور بعذر ناسازی آب وہوا مراد آباد جانیکی اجازت لیکر خیام پذیر ہوئے اسی اثنا مین اتفاقاً سنہ ۱۱۳۶ھ مین عماد الملک مبارز خان ناظم حیدرآباد مقرر ہوکر روانہ ہوگیا یہہ خبر سنکر نواب آصفجاہ بہادر مغفرت مآب پاشنہ کوب معہ خدم وحشم اورنگ آباد پہنچے عماد الملک مبارز خان جنگ آزما ہوا اور بست وسوم محرم سنہ ۱۱۳۷ھ اپنے دونون فرزندون اسعد خان اور مسعود خان کے معرکہ جنگ مین کام آیا اور خواجہ محمود خان وحامد اللہ خان فرزندان مبارز الدولہ عماد الملک اسیر ہوئے نواب فلک کاب بفتح وفیروزی وارد حیدرآباد ہوئے۔

جلال الدین محمود خان صوبہ داری حیدرآباد سے معزول ہوا اور عماد الملک کے بڑے بیٹے خواجہ احمد خان کے اشک شوئی کے اور منصب ششش ہزاری اور چہہ ہزار سوار سے بخطاب شہامت خان بہادر ممتاز فرمایا اور خواجہ محمود خان فرزند اصغر کو منصب پنجہزاری اور سہ ہزار سوار وخطاب مبارز خان سے سرفراز کیا اور حامد اللہ خان کو منصب دوہزاری ایک ہزار سوار مشرف فرماکر امرا دولت آصفیہ مین داخل کیا اسی اثنا مین فرمان شاہی سنہ ۱۱۳۸ھ مین خطاب آصفجاہ اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار براہ دلجوئی آیا سنہ ۱۱۵۰ھ مین حسب خواہش سلطانی

نواب آصفجاہ بہادر نے اپنے فرزند نواب ناصر جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام اور انور اللہ خان کو اون کا مدار المہام کر کے روانہ دار الخلافت ہوئے۔

انھین دنون راجہ جی سنگہ صوبہ دار اکبر آباد اور باجی راو صوبہ دار مالوہ خود سر ہو گئے تھے ان دونون سرکشون کی تادیب کے لئے حضور سلطانی سے نواب آصفجاہ بہا مغفرت مآب مامور ہوئے اکبر آباد پہونچکر محی الدین صاحب اپنی عزیز کو نیابت صوبہ داری اکبر آباد پر چھوڑ کر خود ملک مالوہ کیطرف نہضت کی الغرض دریا جمن سے اوتر کر اٹاوہ اور مانک پور ہوتے ہوئے بندیلکھنڈ مین جا پہونچے وہان کا راجہ چونکہ باطاعت پیش آیا پھر وہان سے کوچ کر کے نواح بھوپال مین پہونچگئے باجے راو وہان پر جو بے شمار لشکر لئے ہوئے پڑا تھا مقابل آ رہا ہوا۔

چونکہ ایکطرف کی دست بردسے سلطنت کے اعضا متزلزل تھے اودہر سے نادر شاہ جیسا جلاد ہند کے طرف متوجہ تھا اور اسکے کارنمایان اور عجیب فتوحات کے شہرت عام خاص واقف تھے اسلئے بادشاہ دہلی کے طلب پر آصفجاہ بہادر کو رجعت قہقری کرنی پڑی۔ نادر شاہ اصل نام اوس کا نادر قلی امام قلی کا بیٹا تھا ایک کم پایہ شخص تھا جو بحیرہ خرزر کے کنارے پر رہتا تھا مگر اپنی دلیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہو گیا اور جب مغربی افغانون کے سردار محمود اور اوسکے بیٹے سردار اشرف نے ایران پر حملہ کر کے وہان پر اپنا تسلط کر لیا تھا اُسوقت نادر شاہ نے شاہ ایران کیطرف سے افغانون کو شکست پر شکست دی اور ملک ایران کو اونکے پنجے سے چھڑا یا مگر پیچھے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا اور افغانون کے حملہ کا انتقام لینے مین ہرات اور قندہار کو بھی فتح کر لیا پھر اس لچر حیلے سے کہ ہمارے بعض دشمن سلطنت مغلیہ مین پناہ گزین ہین کابل پر چڑھ آیا یہان لشکری سے لیکر اہل قلم تک سب کے سب لیکر رئیس تک ایسے خواب خرگوش مین مبتلا تھے کہ ان متوحش خبرون سے بھی کان پر جون نہ رینگی

جو کہ نادر شاہ کے آنیکی خبرین دہلی پہنچین تو امرائے دربار سنکر خفا ہوتے اور یہہ کہتے کہ لوگون کے گہر بہت بلند ہین دور سے نادری لشکر دکہائی دیتا ہے اور جب نادر شاہ نے کابل کو آن گہیرا تو وہان کے حاکم نے نہایت اضطراب سے عرضی لکہی جسوقت خریطہ پہنچا بادشاہ مہتاب باغ مین عالم آب کا تماشا دیکہہ رہا تھا۔ اور سامنے سپہری پیکر حورون کے قطار کہڑی تھی طبلہ پر تہاپ پڑ رہی تہی اور جام مئے ارغوانی گردش مین تہا اوسے عالم مستی مین وزیران کابل کی عرضداشت پیش ہوئی بادشاہ کو اوسوقت بدست تہا عرضی کو لیکر گوشہ اوسکا شراب مین ڈبو دیا اور یہہ مصرعہ پڑہا کہ ع این دفتر بیمعنی غرق مئے ناب اولی۔ چونکہ نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کی دانائی و تجربہ کاری کو حریف بہی مانے ہوئے تھے جب اہل دربار سے کچہہ بن نپڑا تو ناگزیر آپ کو بتعجیل طلب کیا۔

نواب آصفجاہ بہادر نے بمصلحت وقت باجی راو سے صلح کر کے دار الخلافت مین داخل ہوئے۔ اُدہر نادر شاہ نے کابل کو فتح کر کے بادشاہ کو نامہ لکہا اور اپنا ایلچی دربار شاہی مین بہیجا یہان دربار شاہی مین یہہ زیر بحث تہا کہ جواب کیا لکہا جائے اور القاب کیا لکہا جائے کیونکہ وہ اصل مین نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہین ہے اتنے مین خبر آئی کہ اُسکا لشکر اٹک اُتر آیا۔ یہان بہی کوچ کی تیاریان ہونے لگی اور رفتہ رفتہ کرنال پہنچ سب نہر کے کنارہ برات کیطرح پڑے تہے برہان الملک کا انتظار ہو رہا تہا کیونکہ اسکی فوج لوہجان کی پشت گرمی سے بہت نامور تہی اتفاقاً جسدن وہ لشکر مین شامل ہوا اُسدن نادر شاہ بہی قریب پہنچگیا تہا اور یہان کسیکو خبر بہی نہ تہی چنانچہ اُسی دن گہسیارے خستہ و فگار بدحواس دوڑے آئے کہ ہم جنگل مین گہاس کہودنے گئے تھے نادری قزلباشون نے کئی آدمیون کو گرفتار کر لیا۔ اُمرا نے پہر گفتگو شروع کی اتنے مین خبر آئی کہ چند قزلباش نادری برہان الملک کے ڈیرون

پر ہاتھ صاف کر گئے برہان الملک تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ صاحب آپ کونسی بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جائے یہ کہکر اُسی وقت روانہ ہوگیا۔

اور خان دوران نے بھی برہان الملک کا ساتھ دیا اور آدہ کوس کے فاصلے سے برہان الملک کے پہلو میں اپنی فوج جمادی۔

نادر شاہ بھی سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کرکے ایک کو اپنے پاس رکھا اور دو کو دونون کے مقابلہ مین مقرر کیا قزلباشون نے برابر حملہ پر حملہ کرنا شروع کیا تہوڑی ہی دیر مین عیش پروردہ فوجین پریشان ہوگئین بہت سے سردار مارے گئے اور خان دوران زخمی ہو کر میدان سے پلٹا شکست کی خبر اڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے لُٹ گئے۔

اُدہر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدان مین رہ گئے تھے وہ جوانمرد ہاتھی پر بیٹھا تیر مار رہا تھا کہ قزلباشون نے چارون طرف سے گھیر لیا ایک جوان نیشاپوری اس کا ہموطن گھوڑا اڑا کر پہنچا۔ اور آواز دی کہ۔ اے محمد امین دیوانہ شدہ بکہ جنگ میکنی وبچہ اعتماد جنگ میکنی۔ یہہ سُنتے ہی برہان الملک نے ہاتھ روک لیا۔ قزلباش نے نیزہ زمین پر گاڑ گھوڑی کی باگ ڈور اُس سے باندہی اور جہپٹ کر رسا پکڑا اور ہودج کے اندر جا بیٹھا۔ برہان الملک ایرانی دستورون سے واقف تہا۔ کمان ہاتھ سے رکھدی اور اپنے تئین پنجہ تقدیر کے حوالہ کیا قزلباش ہاتھی کو مع فیل نشین اپنے لشکر مین لیگئے۔ نادر شاہ نے برہان الملک کی خطا معاف کی اور چونکہ شام ہوگئی تھی مع فوج اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرا اور برہان الملک سے دسترخوان پر مصلحت آمیز گفتگو کا سلسلہ چھیڑا۔ یہہ خرابی لشکر دیکھکر نواب آصف جاہ بہادر دلیرانہ نادر شاہ کے پاس چلے گئے اور اپنی حسن تدبیر و فلسفانہ تقریر سے دو کروڑ روپیہ

لعل بہا لینے پر نادر شاہ کو مجبور کیا اور بعد عہد و پیمان رخصت ہوکر محمد شاہ سے سارا واقعہ
عرض کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ مین حضور سلطانی سے خان دوران اور امیر الامرائی کا
خطاب بیش بہا عنایت ہوا دوسرا دن چونکہ ملاقات کے لئے ٹہیرا تھا اسلئے بادشاہ ہندوستان
ادہر سے بڑے تزک و حشم سے روانہ ہوئے اُدہر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال
کے لئے بھیجا وہ رستہ مین آکر ملا بادشاہ نے تخت روانکو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی
اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا۔ اور ہمرکاب ہوکر نادر شاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ
تالب فرش استقبال کو آیا اور اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے برادرانہ اور
دردمندانہ باتین شروع کین بجاے ساغر می جام چاے خطای گردشمین آیا۔ نادر شاہ
اسوقت برک کی قبا۔ اسپر قراقلی یعنے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اُسپر ایک برکی جبہ
پہنے بیٹھا تہا سر پہ کلاہ با پاخ تھی۔ ادہر محمد شاہ شبنمی کرتہ ڈہاکہ کی ململ کا جامہ پہنے تھے اور
سر پر جو دستار تھی وہ بھی فرق نازک کو گران تھی گو بادکش مصروف مروحہ رانی تہا مگر محمد شاہی
جامہ پسینے سے تر تھا استعجاباً۔ نادر شاہ سے کہا کہ (رخت شما بسیار گرم است۔ بر تن
گرانی نمیکند) و نادر شاہ نے جواب دیا کہ برادر جان من و ہمین رخت گرم ست کہ مارا از
ایران تا باینجا رسانید۔ لطافت لباس شماست کہ نگزاشت از دہلی تا باینجا حرکت کنید
القصہ بادشاہ نے بطیب خاطر یہان سے مراجعت کی۔ برہان الملک نے جب نواب
آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سُنا تو نہایت کشیدہ خاطر ہوا اور یہ امر
اوسکو بہت ناگوار گذرا نادر شاہ سے عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا جو ہندوستانی
قارونی خزانہ چھوڑ کر دو کروڑ روپیہ پر رضامند ہو گئے یہ رقم تو فقط غلام ادا کر سکتا ہے
اور شاہی خزانے دھرے و مہاجنون کے گہر انون کے کیا ٹہکانے ہین۔ شہر یہان سے

چالیس کوس ہے حضور وہان تک تکلیف فرمائین۔ نادرشاہ اس فتوح غیبی کا امیدوار ہوکر عہدنامہ کے خلاف دغابازی سے داخل ہوگیا۔

پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد مین خطبہ نادرشاہ کے نام سے پڑہا گیا چونکہ دو ہزار دریا تہا اسلیئے بڑی دہوم کا تزک و احتشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب غریب ہوئی یعنی نماز عصر تک تمامی شہر مین امن و امان سے عیش و عشرت کے جلسے تھے بازاری سے لشکری تک سرگرم نشاط تھے کہ دفعتہً بہنگ خانے مین بیٹہے بیٹہے ایک بہنگیر بول اٹہا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے۔ آخر بادشاہی پیچ کہل ہی گیا۔ دوسرا بولا کیا۔ اُس نے کہا حرم سرا مین موقع تاک کر ایک قلماقنی سے نادر کو مروا ڈالا یہہ ہوا دفعتہً اڑی اور ہوا کیطرح تمام شہر مین گہوم گئی اتفاقاً نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچون مین بے تکلف پہر رہے تھے اُن کو قتل کرنا شروع کر دیا نادر کو خبر ہوئی تو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر قایم رہو اگر تم پر چڑہ آئین تو جواب دو نہین تو خاموش بیٹہے رہو الغرض رات بہر برابر تلوار چلتی رہی۔ صبح تک سات سو ادمی ولایتی شمار ہوا جو جان تیرین نذر اجل کر چکے تھے نادر حیران ہوا کہ کرنال کے معرکہ مین کل تین سو ولایتی مرین اور ہیرا آدمی زخمی ہون اور شہر مین میرے صدہا سپاہی اسطرح ضایع ہو جائین دنیا اُسکے آنکہون مین تاریک ہوگئی فوراً گہوڑی پر سوار ہوا اور شہر کو دیکہتا بہالتا چلا کہ شاید مجہے زندہ و سلامت دیکہکر یہہ طوفان بے تمیزی تہم جائے اس پر بہی پتہر اور بندوقون کی بارش ہوئی ایک مصاحب زخمی ہوا جدہر نظر اوٹہ جاتی ہی قزلباشون کے نعشین سڑک پر نظر آتی ہین یہہ حال دیکہکر آنکہون مین خون اُتر آیا اور قتل عام کا حکم دیکر ترپولئے تک آیا اور روشن الدولہ کی مسجد مین پہونچکر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کہینچ مسجد مین بیٹہگیا۔ گلیون مین خون کے نالے بہ گئے۔ آگ کے شعلے ہر طرف اوٹہتے تھے اور گہر کے راکہہ بیٹہتے تھے۔

نادرشاہ کا غصہ تھا یا خدا کا قہر دلی والون پر نازل ہوا تھا ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ حضور کے باپ دادا کی تمام رعیت قتل ہوگئی یہہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا یہہ شعر پڑھنے لگا ؎

دیدۂ عبرت کشا قدرت حق را ببین	شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

دوپہر کے قریب جب شہر مین کہرام مچگیا تب نواب آصفجاہ بہادر کو مجبور کیا کہ ایسی حالتمین ہم لوگون کا یاور کوئی نہین ہے نواب مع تلوار حمائل کئے ہوئے دلیرانہ نادرشاہ کے سامنے پہونچے اور عرض کیا کہ ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی	مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

نادر نے شرما کر سر جھکا لیا اور تلوار نیام مین کرلی اور کہا کہ بریش سفیدت بخشیدم یہ بیت شہر مین ایرانی نقیب چاوش امان امان کہتے ہوے دوڑے ایکساعت مین وہ ہنگامہ محشر فرو ہوا سلطنت کے کاروبار کے ساتھ دونون بادشاہون کی صحبتین پھر بدستور جاری ہوگئین

لطیفہ ایکدن نادرشاہ کے پیٹ مین گرانی معلوم ہوئی محمد شاہ سے حال بیان کیا محمد شاہ نے حکیم علوی خان حکیم آیا اور نبض دیکھکر دواخانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا ایک مرصع کشتی پر زرنگار خوان پوش پڑا ہوا آیا خوان پوش اٹھایا تو ایک مرصع مرتبان مین گلقند الماس چمچہ برابر دھرا گنگاجمنی کا کانٹا ترازو باٹ سمیت وزن کے اندازے کے لئے ساتھ موجود تھا حکیم سوچتا تھا کہ گلقند اسمین سے نکالے اور وزن کرکے کھانے کو دے نادرشاہ نے خود ہی مرتبان اٹھالیا اور رکھ لکر دیکھا اور بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈالکر چاٹا تو الونمین مرتبان خالی کردیا چونکہ اوسمین خوشبودار دوائین ملی ہوئی تھین اچھا معلوم ہوا اور کہا کہ حلوائے خوب است مگر بسیار کم

لطیفہ ایکدن نادرشاہ ہوا کھانے کو سوار ہوا محمد شاہ نے کہا کہ ایران مین ہاتھی نہین ہوتا

آج انہین ہاتی پر سوار کر و سب ہو وج مین جا کر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکہا۔ پوچھا۔ این کیست
لوگون نے کہا کہ فیلبانست۔ این را بیہر ند۔ فیلبان سے کہا کہ۔ عنانش بمن بدہ۔ اُس نے
عرض کیا کہ فیل عنان ندارد و وہ باشارہ سر پا ہم راہ میرود۔ ناک چڑہا کر بولا۔ نشاید کہ فرو آیم
مرکبی کہ عنانش بدست غیر باشد سواری را نشاید۔

لطیفہ محمد شاہ کے ارباب نشاط مین ایک کنچنی تھی نور بائی اُسکا نام تہا اور ناچ گانے
کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا یہہ عالم تہا کہ گویا مُنہ سے پہول جہڑتے تھے ایکدن
نادر شاہ نے بھی اسکا گانا سُنا چنانچہ بہت محظوظ ہوا اور بطریق انعام دیکہا کہ نور بائی روی
ہندرا سیاہ کن بیا کہ با ایران بریم۔ یہہ سُنتے ہی بائی جی کا دم بند ہو گیا۔ اور سارے لطیفہ
گوئیان بہول گیئن۔ دلمین ڈرین کہ خوش ہو کر ساتھ نہ لیچلے۔ مگر فرا اسیوقت یہہ غزل گائی

من شمع جانگدازم تو صبح دل کشائی	سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیکت این چنینم دُور از آنچنانکہ گفتم	نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی

نادر اُس کا مطلب سمجہکر اپنے ارادے سے باز آیا۔
الغرض دو مہینے دلی کا مہمان رہکر اور خاطر خواہ نقد و جنس مع تخت طاوسی تیس کروڑ کی
دولت لیکر روانہ ہوا اور ڈیرہ جات کابل اور پنجاب کے ان علاقون کو جن کا روپیہ
کابل کی فوج مین لگاتہا ہندوستان سے نکال کر ایران کی سلطنت مین داخل کیا۔
محمد شاہ دولہا۔ پہر بزم نشاط مین آبیٹہا اور پہر روز و شب طبلہ پر تہاپ پڑنے لگے نواب
آصف جاہ بہادر سے نہ دیکہا گیا سوچتے تہے کہ اس مجمع سے کسیطرح نکل چلون کہ اسی عرصہ مین
نواب ناصر جنگ بہادر اپنے فرزند ارجمند کی بغاوت کی خبر گوش گذار ہوئی اسیوقت رخصت
حاصل کر کے حیدر آباد کا رستہ لیا۔ ہیو مین جمادی الاول سنہ ۱۱۵۴ھ کو فوج اورنگ آباد

مین آ پہونچے ادہر سے نواب ناصر جنگ بہادر عبد العزیز خان کے بہکانے سے فتحیاب خان قلعدار کو ہمراہ لیکر مع چار ہزار سواران ہنود متصل عیدگاہ صف آرا ہوئے چونکہ فوج ناصر جنگی ناتجربہ کار تھی آصفجاہی لشکر سے تاب مقاومت نہ لاسکی آخر میدان جنگ سے قدم اوکھڑ گئے لیکن نواب ناصر جنگ نے میدان نبرد سے قدم نہ ہٹایا اور نواب لشکر کیطرف متوجہ ہوئے ادہر سے سرست خان نبی جمعدار ایلچپوری چارسو پیادون سے مقابل آرا ہوا نواب ناصر جنگ بہادر شیر غران کیطرح اس جماعت مین در آئے کنور جان چند نے عابد خان کو کہ بجائے فیلبان بیٹھا تہا ضرب بندوق سے مار ڈالا القصہ نواب ناصر جنگ بہادر تیرون کی بارش برساتے ہوئے زندہ و سلامت حضور پدر مین چلے آئے اور فتنہ برخاست ہوگیا اس واقعہ کے بعد سنہ ۱۱۵۶ھ مین نواب آصفجاہ بہادر نے ملک کرناٹک کے تسخیر کا ارادہ کیا اور قلعہ ترچناپلی رامراو گہوڑپڑی سے خالی کرا لیا اور قوم نوایت سے ملک ارکاٹ نکال لیا۔ اور سنہ ۱۱۵۷ھ مین مظفر خان دکہنی کے بہائی نبی منور خان سے قلعہ بانکنڈہ لے لیا۔ غرضکہ نواب مغفرت مآب کے اقبال ازل آور سے حیدرآباد نے رونق پائی اور طول و عرض اسکا بڑے بڑے سلطنتون سے ٹکر کہانے لگا چنانچہ ملک کن نربدا سے انتہای حدود بیجاپور اور حیدرآباد سے لیکر دریاے شور بیت بندر رامیشور تک آصفجاہیہ عملداری پہیل گئی اور سنہ ۱۱۶۱ھ مین جب احمد خان ابدالی والی کابل نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا اور اوسکی آمد کی خبر مشہور ہوی تو نواب آصفجاہ بہادر مغفرت مآب اورنگ آباد سے کوچ کرکے برہان پور تک آئے وہان معلوم ہوا کہ شاہ دہلی کو فتح ہوی اور احمد خان ابدالی نے شکست کہا کر کابل کا رستہ لیا۔ اسی اثنا مین ناسازی مزاج کے سبب سے اورنگ آباد جانیکا ارادہ کیا مگر بیماری روز بروز بڑہتی گئی اور ضعف و اضمحلال کو روز بروز ترقی

ہوتی گئی ناچار برہانپور مین توقف کیا آخر اوسی عارضہ مین ۹۱ سال کی عمر ۲۹ برس ریاست
کرکے چوتھی جمادی الاخرہ سنہ ۱۱۶۱ھ عصر کے وقت انتقال کیا آپ کا جنازہ خلد آباد مین لائے
شیخ الشیوخ مولانا برہان الدین غریب کے پائین مزار دفن کیا۔

اور اسی سال محمد شاہ فرمانرواے ہندوستان اور اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر نے
بھی انتقال فرمایا۔ مولوی میر غلام علی آزاد حسینی چشتی بلگرامی نے ان کی رحلت کی تاریخ جو
لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند		فتاد جیف سہ در یگانہ از کف دہر
برای رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ		نماند شاہ زمان باوزیر و آصف دہر
گشت تاریخ چون کشیدہ ام	ولہ	موت شاہ و وزیر و آصف جاہ

نواب مغفرتمآب بڑے تجربہ کار تھے جو باتین تجربون سے اون کو ثابت ہوئین اونکا
تذکرہ حصہ اول مین کردیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد مین سب سے بڑے فرزند امیر الامرا
نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ ہین اور دوسرے نواب نظام الدولہ میر احمد خان
ناصر جنگ بہادر اور تیسرے امیر الممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ
اور چوتھے نواب آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر اور پانچوین امیر الامرا سید محمد شریف خان
شجاع الملک بسالت جنگ اور چھٹے معتقد الدولہ میر مغلیخان بہادر ناصر الملک المعروف
بہ مغل علیخان بہادر ہمایون جاہ مگر ان سب مین ناصر جنگ اور فیروز جنگ عینی بھائی تھے
مغفرتمآب کی یادگار عمارتون مین شہر پناہ برہانپور جو سنہ ۱۱۳۱ھ مین تعمیر ہوئی اسکے علاوہ
آبادی و مسجد اور کاروان سراے اور دولتخانہ عالی اور پل نظام آباد جسکو پھلبنہ
کہتے ہین (جو اس زمانہ مین ویران پڑا ہے) اور شہر پناہ دار السلطنت حیدرآباد

اگرچہ عماد الملک مبارز خان نے اس کی تعمیر شروع کیے تھے جو نا تمام رہگئی اوس کے عہد کی صرف دروازہ چادر گھاٹ اور دبیر پورہ کے جانب جو بلا کنگرہ ہے باقی تمام فصیل بلدہ نواب مغفرتمآب کے عہد مین کنگرہ دار تعمیر ہوی اور اورنگ آباد مین عمارت نو کھنڈہ بھی انھین کے یادگار سے ہے۔

ذکر سریر آرائی عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ شہید۔

اب نواب مغفرتمآب کے بعد سریر آرائی دکن ہوئے آپ کی ہیبت و جلالی نے چنگیزی سطوت وصولت کو دباد یا دربار مین امرا بصورت تصویر کھڑے رہتے تھے۔ تخت نشین ہوتے ہی انتظام مالی اور ملکی اور تقسیم خدمات کے طرف توجہ کی چنانچہ پورن چند دیوان کو معزول کرکے نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان صوبہ دار برار کو اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا اور رگھو ناتھ پنڈت کو پیشکاری کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔

تمام عہدہ داران قدیم خانہ نشین ہوے اور سے نشاط بچھہ گئے آپ کو بادشاہ ہندوستان نے دار الخلافہ مین طلب فرمایا تو صمصام الدولہ کو نیابتاً صوبہ داری دکن پر مامور فرماکر خود ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل ہمرکاب لیکر دہلی کے طرف روانہ ہوئے اور دریاے نربدا پر پہونچے تھے کہ دربار شاہی سے مراجعت کا فرمان آپہونچا۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیر زادہ نواب ناصر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور نے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اور مظفر جنگ بہادر کی بغاوت کا سبب معتبر مورخین نے اسطرح لکہا ہے کہ نواب مظفر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور تھے آپ زمینداران چیلدرگ کی بغاوت سنکر اوس طرف روانہ ہوے اور

پھونچتے ہی ماہی کنڈہ کا محاصرہ کر لیا اور چونکہ حسین دوست خان رگھوجی بھونسلا کی قید سے نجات پا چکا تھا یہہ بھی ان دنون محصورین مین موجود تھا چونکہ یہہ شخص ملک کرناٹک کے حالات سے بخوبی واقف تھا اس نے موقع پاکر ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر کے پاس اپنا اعتبار پیدا کر لیا اور اونکی مزاج مین کسیقدر دخیل ہوکر اون کو برانگیختہ کرکے ملک کرناٹک پر حملہ کرنیکی اشتعالک دی اور اوس کے بھکانے پر مظفر جنگ بہادر بھی مستعد ہو گئے۔

یہہ وہ زمانہ ہے جو ہند کے فرانسیسی سردارون مین ڈوپلے جرار مدبر اور منتظم گذرا ہے جس نے دس سال چندر نگر کی گورنری کے اور پھر سنہ ۱۷۴۲ع مین پانڈی چری کا گورنر اور ہند کے کل فرانسیسی بستیون کے علاقہ کا گورنر جنرل ہو گیا اور یہہ عہدہ پاتے ہی ہند سے انگریزون کو نکالنے اور فرانسیسی سلطنت کی بنیاد قایم کرنے کی تدبیر کرنے لگا پھر چند ہی روز مین ایک ایسا موقع اسکے ہاتھ آگیا کہ اس نے اس خیال کے پورا کرنے کی کوشش کی سنہ ۱۷۴۴ع مین انگریزون اور فرانسیسون مین لڑائی شروع ہو گئی اور آٹھ برس تک یہہ جنگ قایم رہی۔ مگر انگریزون اور فرانسیسون مین جو لڑائی سنہ ۱۷۵۱ع مین چھڑی وہ اکثر ملک کرناٹک ہی مین ہوتی رہی اور جب تک انگریزون نے سنہ ۱۷۶۱ع مین پانڈی چری پر اپنا خاطر خواہ قبضہ نکر لیا رفع نہ ہوئی۔

ف

اوّل اوّل فرانسیسون کا پادشاہ خوب زبردست رہا کیونکہ اُن کے مشہور سردار ڈوپلے اور نامی گرامی جرنیل لابورڈنیے نے ملکر سنہ ۱۷۴۶ع مین مدراس پر جو اس علاقہ مین انگریزونکا صدر مقام تھا مستقر کر لیا۔

الغرض نواب مظفر جنگ بہادر اور حسین دوست خان نوایتون سے ملکر کرناٹک کے طرف بڑھے اور فرانسیسیونکو بھی ہمراہ لے لیا اوسوقت ضلع کرناٹک کی صوبہ داری اور فوجداری

پر نواب شہامت جنگ انورالدینخان نواب ناصر جنگ بہادر کیطرف سے فرمانروا تھا
یہہ سنتے ہی پانچہزار سواروں سے مقابل آرا ہوا اور مقام امبور پر لڑائی ہوئی تو
انورالدینخان اس جنگ مین کام آیا یہہ واقعہ ۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین ہوا اور مظفر جنگ
ارکاٹ کو چلا گیا اس مشہور معرکہ مین فرانسیسی فوج کا جنرل بوسی تھا جو ایک بڑا مشہور افسر گذرا ہے
اب کچھہ عرصے تک مظفر جنگ بہادر صوبہ دار اور چندا صاحب نواب کرناٹک رہے۔
یہہ چندا صاحب پہلے ستارا مین مرہٹون کا قیدی تھا مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا
داماد تھا کرناٹک کی نوابی کے دعوی پر بدستور اڑا رہا آخر انکا عروج بہت عرصے تک نرہا
تھوڑے ہی دن بعد محمد علیخان والاجاہ فرزند انورالدینخان شہامت جنگ نے انگریزون
سے اعانت چاہی اور نواب ناصر جنگ بہادر بھی شیر غران کیطرح انکی سرکوبی کے لئے آپہونچے
ایکطرف تو محمد علیخان والاجاہ اور ان کے حامی انگریز اور نواب ناصر جنگ بہادر تھے
اور دوسرے طرف چندا صاحب اور مظفر جنگ تھے جن کے معاون فرانسیس ہوے
ان دونون مین نائرہ جدال مشتعل ہوگیا اور لڑائی طول پکڑتے گئی جس کا انجام نواب
ناصر جنگ بہادر کے حق مین مفید ہوا مظفر جنگ کو قید کرکے محمد علیخان والاجاہ فرزند
شہامت جنگ کو فرمان فرمانروائی عنایت کیا اور خود بندوبست پھلچری کیطرف
عازم ہوے اور فوجکو بسرکردگی محمد علیخان والاجاہ و بخشیان فوج مثل صف شکن خان
مجاہد جنگ میر آتش دکن اور ترک طہماسپ خان و ظفر یار جنگ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔
متعاقب خود ہی روانہ ہوے اور پھلچری کے میدان مین طرفین صف آرا اور نبرد آزما
ہوے آٹھہ مہینے تک یہہ لڑائیان ہوتے رہین ادہر فرانسیسی توپخانہ سے آگ برستی
تھی ادہر ناصر جنگ کی فوج بھی ثابت قدمی سے مستعد پیکار تھی ایکدن فرانسیسی جنگ یا

۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ مین حالت بارش وطوفان شب تیرہ مین ناصر جنگ کی لشکر پر شبخون مارا
نواب ناصر جنگ بہادر نے باتفاق افاغنہ کرناٹک چاہا کہ ان سرکشون کی تادیب کرین
بدین غرض قریب صبح صادق فیل خاصہ کو بڑھایا مگر مشیت ایزدی ناصر جنگ کے خلاف
حرکتین تھی جب فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمک حرام کے ہاتھی کے پاس پہونچا اور یہہ
نمک حرام فریق مخالف سے ملا ہوا تھا موقع پاکر ضرب بندوق سے نواب فلک کاب کا
کام تمام کیا اس فتح نمایان سے جو خوشی فراسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے
سپہ سالار بوسی کو ہوئی اس کا اندازہ اوس مینار سے ہو سکتا ہے جسکو فراسیسون نے
تعمیر کی اور ایک شہر (ڈوپلی فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔ اس لڑائی نے تبلادیا کہ
آج کل انگریزونکا ستارہ ہبوط مین ہے ۔

بہرحال نواب ناصر جنگ شہید کے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے اور نواب
مغفرتمآب کے پہلو مین سپرد خاک کیا اس رستم جگر نواب کی مرگ ناگہانی سے خاندان آصفیہ
خصوصًا دار السلطنت دہلی پر سخت صدمہ پہونچا چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اوستاد
شہید نے (آفتاب رفت) مین تاریخ شہادت نکالی ہے
۱۱۶۴
آپ کی شہادت کے بعد افغانان کرناٹک نے نواب مظفر جنگ بہادر کے سر پر تاج
حکومت رکھا مگر مبارک نہوا انہون نے رام داس پنڈت کو دیا نانھ خطاب دیکر مستقل
دیوان کیا اور ایک ہزار سپاہ قوم فراسیس اور بیس ہزار دیسی پلٹن ہمراہ لیکر حیدر آباد کیطرف
کوچ کیا اثناے راہ مین متصل ملک کڑپہ قریب مقام راے چوٹی کے اونہین پٹھانون
سے چل گئی آخر ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری روز یکشنبہ کو طرفین مین لڑائی ہوئی ۔
مظفر جنگ نمک حرام ہمت بہادر خان کے تیر سے جانبر نہوا انگریا اک کا خون بلا بالا

نگیا ہمت بہادر خان بھی مارا گیا اوسی ساعتمین جہنم واصل ہوا - اور میر نظام علیخان بہادر نے ہمت بہادر خان کے خواصی نشین رستم خان کو قتل کیا اور ہمت بہادر خان کا سر نیزہ پر چڑہا کر لشکر یونمین گہوما گیا غرض اس تدبیر سے وہ فتنہ فرو ہوا - مظفر جنگ بہادر کی حکومت دو مہینے رہی - بعد اس واقعہ کے ارکان دولت کی راے ہوئی کہ نواب میر نظام علیخان بہادر جن کی شجاعت اور رشیدانہ جرءت اس معرکہ مین ظاہر ہو چکی ہے - سریر آراے دولت آصفیہ ہون مگر شبیر جنگ نواب منیر الملک کے جد امجد کے راے ہونے سے آخر فراسیسون نے سید محمد خان صلابت جنگ فرزند سوم نواب مغفرت مآب کو سنہ ۱۱۶۴ھ مین شہر اورنگ آباد مین تخت نشین کیا اور اون کا سپہ سالار فراسیسی بوسی ہوا -

جب نواب ناصر جنگ بہادر کے شہادت کی خبر دار الخلافہ دہلی مین پہونچی امیر الامرا میر محمد پناہ نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر جو سب سے بڑے فرزند نواب مغفرت مآب آصفجاہ کے تہے - اور دار الخلافہ مین رہا کرتے تھے دعویدار سلطنت ہوے چنانچہ سند صوبہ داری دکن حضور سلطانی سے لیکر حیدر آباد کے طرف متوجہ ہوئے اور اثناے راہ مین ہلکر مرہٹہ کو بھی ہمراہ لے لیا ۳ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ھ کو اورنگ آباد کے متصل پہونچکر خیام پذیر ہوئے اور دفعۃً عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوے اور انتقال کیا آپ کا جنازہ دوش بدوش دہلی مین لائے اور وہین دفن کیا انہین کے فرزند میر شہاب الدین ہین جو نواب عماد الدولہ قمر الدینخان وزیر دار السلطنت دہلی کے نواسے تھے اور کم عمری کے سبب سے نواب صفدر جنگ وزیر دار الخلافہ کی سپردگی مین تھے جب اونکا بڑا ہوا زیرکی اور فہم و فراست مین یگانہ روزگار تہا

ایک روز نواب صفدر جنگ بہادر کے ہمراہ دربار سلطانی مین چلا گیا بادشاہ اس کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا آخر محل سلطانی مین بادشاہ نے تربیت فرمائے رفتہ رفتہ وزیرالممالک عمادالملک نواب غازی الدینخان بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوا جب احمد شاہ ابدالی نے دارالخلافہ دہلی پر ۱۷۵۷ء مین حملہ کرکے دہلی مین لوٹ مار کرنیکے بعد نجیب الدولہ روہیلے افغانون کو وزیر سلطنت مقرر کرکے قندہار کو واپس چلا گیا تو اسکے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد نجیب الدولہ کو غازی الدینخان نے مرہٹون کی مدد سے نکال دیا انکی فوری ترقی پر صفدر جنگ کو بھی استعجاب ہوا صفدر جنگ کا یہہ شعر اسیطرف اشارہ کرتا ہے ۔

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو زنجیر شد	طفل ومنگیر ما آخر گریبان گیر شد

ذکر سیر سر آرائی امیرالممالک نواب سید محمد خان بہادر آصف الدولہ صلابت جنگ

آپ فرزند سومی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے ہین جری اور دلاور تھے شہر خجستہ بنیاد بلدہ اورنگ آباد مین تخت نشین ہوے رگناتہہ داس کو دیوانی سرفراز فرمایا اور فرنگیون سے صلح کرکے چند روز کے بعد بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کا ارادہ کیا بعد پہر اورنگ آباد کیطرف رجعت قہقری کی چونکہ موسم برشکال تہا برسات کے دن وہین ختم کئے مرہٹون سے ہمیشہ جنگ و جدال کا سامنا درپیش تہا اس لئے بعد اختتام موسم بارش گیارہوین ذیحجہ ۱۱۶۴ احمد نگر کیطرف رخ کیا اور احمد نگر مین پہونچکر بالاجی باجی راو پیشوا کی تنبیہ کیلئے پونہ کے جانب روانہ ہوئے یہہ خبر سنکر بالاجی باجی راو پچاس ہزار

سواروں سے سند بجنگ ہوا اس لڑائی کا یہ باعث تھا کہ پیشوا نے احمد نگر پر
قبضہ کر لیا تھا آخر ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ میں بمقام راجاپور لڑائی شروع ہوئی اس معرکہ
میں سپہ سالار لشکر مشہور افسر بوسی تھا بالآخر لشکر پیشوا کے میدان جنگ سے
قدم اوکھڑ گئے اور صلابت جنگی فوج نے اوس کو شکست دی اور بالاجی راو
بسواری اسپ بے زین بھاگ گیا اوس کا توپخانہ مسمار کر دیا اور میدان کارزار
نواب صلابت جنگ بہادر کے ہاتھ رہا اور مظفر و منصور دارالسلطنت
بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کی طرف روانہ ہوئے۔

رگھناتھ داس دیوان بھالکی کے افواج میں چند مفسدوں کے ہاتھ سے مارا گیا
نواب صلابت جنگ بہادر نے اوسکے بعد رکن الدولہ سید لشکر خان کو خدمت
مدار المہامی سے سرفراز فرمایا۔

جب نواب غازی الدینخان بہادر امیر الامرا فیروز جنگ دارالخلافہ دہلی سے
بحصول سند صوبہ داری دکن آ رہی تھی تو ہلکر مرہٹہ بھی شامل ہو گیا تھا اوس کو
انھوں نے ملک خاندیس کی حکومت کیلئے سند لکھدی تھی نواب صلابت جنگ بہادر
نے بھی بحال رکھا۔

اور سنہ ۱۱۶۷ ہجری کے چودھویں صفر کو صمصام الدولہ شاہ نواز خان نے خدمت
دیوانی سے سرفرازی حاصل کی انہیں دنوں میں نواب میر نظام علیخان بہادر کو
بھی صوبہ داری برار پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک
صلابت جنگ امیر الامرا کو ملک بیجاپور پر مگر شجاع الملک ذی قعدہ کے مہینے
میں سند صدر کو بیجاپور سے طلب ہو کر خدمت دیوانی پر مقرر کیے گئے

اور صمصام الدولہ قلعہ دولت آباد مین جا رہے تھے ان کو بھی نواب میر نظام علیخان بہادر
نے برار سے واپس آکر قلعہ دولت آباد سے طلب کر کے حضور مین پیش کر دیا اسی
عرصہ مین پشواش راو فرزند بالاجی راو نے حوالی شہر مین آکر فتنہ اور فساد مچا دیا یہہ
خبر سنکر نواب صلابت جنگ بہادر بذات خود اس کی سرکوبی اور رفع شر و فساد کے
لئے متوجہ ہوئے چنانچہ سندکہیڑ تک روانہ ہوئے اور وہان راجہ رام چندران
سے ملگیا اور پشواش راو صلح کا خواہان ہوا لہذا صلح ہو گئی اسکے بعد موسی بیسی
فرانسیس اور حیدر جنگ مرہٹون سے علیحدہ ہو کر لشکر نواب صلابت جنگ بہادر
مین شامل ہو گئے اور نواب ممدوح الشان مع الخیر بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد
کے طرف روانہ ہوئے۔

اسکے بعد حیدر جنگ جو بیسی فرانسیس کا ایک لاڈلا سردار تھا فرانسیسون کا ستارہ
عروج دیکھا تو اس نے اپنے ڈھنگ جمانا چاہا۔ جسکا اصلی منشا یہہ تھا کہ آصفیہ خاندان
کی خرابی ہو اور اپنا اصلی مقصود ہاتھ سے لگے مگر اوسکی بد اندیشی اوسیکے سامنے آئی
چنانچہ حیدر جنگ نے اسی ارادہ سے ابراہیم خان کاردی اور دوسرے افسران فوج
و سرداروں کو ہمراز کیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کا خزانہ لیکر اپنا شریک کر لیا سب سے
اول صمصام الدولہ شاہ نواز کو قید کر لیا۔ چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر کا اسکو
کھٹکا لگا ہوا تھا اس لئے ان کو حیدر آباد بھیجنا چاہا تا کہ سمند خیالات اور توسن
فکر کے دوڑانے کے لئے اون کو وسیع میدان ہاتھ آئے مگر اوس کی آرزو پوری
نہونے پائی۔ آخر یہہ راز طشت بام ہو گیا اور اسی خیمہ مین قتل کیا گیا حیدر جنگ کے
قتل کی خبر دنیا کسطرح پھیل گئی مخالفین ہر طرف سے بارادہ فساد اوٹھ کھڑے ہوئے

نظام علیخان بہادر خود بدولت اوس مجمع کیطرف تشریف لائے کہ شاید فتنہ فرو ہو جائے مگر موسی بیسی فرانسیس نے جو حیدر جنگ کا یار غار تھا پانسو جوانون کو ساتھ دفعۃً بندوقون کی فیر کی چونکہ اقبال یاور تھا اور فتح و ظفر ہمرکاب تھے مظفر و منصور برہان پور مین داخل ہوئے اس واقعہ کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے قصبہ باسم کے طرف متوجہ ہوئے اور رجانوجی فرزند رگھوجی بھوسلا کو ادیبانہ گوشمالی دی اور بعد ختم برشگال صلابت جنگ بہادر امیر الممالک کے جانب نہضت کی۔

چونکہ بوجہ پستی ہمت و کم حوصلگی نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک سلطنت رانی کی قابلیت نہ رکھتے تھے بادل ناخواستہ عنان حکومت مدار المہامی اپنے ہاتھ مین لیلی اور امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ کو صوبہ بیجاپور کیطرف روانہ کیا۔

اسی اثنا مین مخبرون نے خبر دی کہ بالاجی راو والی پونہ کے برادر عم زاد سداشیو راو بہادر نے قوی جنگ فرزند ہرگتاز خان قلعہ دار احمد نگر پر بعوض چند مواضعات جاگیر کے اپنا قبضہ کر لیا ہے۔

اور دوم جمادی الاول ۱۱۷۳ھ باتفاق ابراہیم خان گاردی برطرف شدہ سرکار نظام فوجین لیکر پونے سے نواح اودگیر مین آگیا ہے۔

لہذا یہہ خبر سنتے ہی فوج برجستہ بسرکردگی محمد اسمعیل خان بنی کے روانہ کیگئی جسنے جمعیت مرہٹہ کو تہ تیغ کیا اور مخالف کے گیارہ نشان چھین لئے اس واقعہ کے بعد نواب نظام علیخان بہادر اوسہ کے قلعہ کے جانب سے دہارور کے طرف متوجہ ہوئے اور ۱۵ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ مین دشمن نے لشکر نظام کے ہراول پر ہجوم کر کے چھاپا مارا چونکہ غنیم کے مقابلہ مین ان کی تعداد بالکل تہوڑی تھی شکست کھائی اور حسب الدستور

سرداران لشکر مع بعض لیلان فوج مجروح ہوئے کہ لب تشنہ حوض کوثر پر دم لیا۔

اس واقعہ کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک نے بمصلحت ملک و تقاضای سبت وقت ساٹھ لاکھ سالانہ کا ملک دیکر مرہٹون سے صلح کرلیا اور یہ آتش تیغ جو تمام دکہن مین بہڑک کے ہوی تھی اسطرح فرو ہوی۔

چندروز کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر مع نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد کیطرف روانہ ہوے اثنای راہ مین شاہ گڑہ کے قریب مرہٹون سے پھر لڑائی شروع ہوی مگر لڑتے بہڑتے اورنگ باد مین داخل ہو گئے۔

دو سال کے بعد ۲۲ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ مین پونہ کے تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ ہوا مع لشکر جرار اوسطرف رخ فرمایا راہ مین قبضہ ٹوکہ کو مع بتکدہ غارت کیا اور پونے پہ چڑہائی کی اون دنون مین راجہ رامچندر فرزند چندرسین اور مغل علیخان ہواخواہان گلزار دولت آصفیہ سے روگردان ہو کر فوج غنیم سے مل گئے تاہم لشکر نظام نے دشمنان دین و دولت کو اسقدر مجبور کیا مگر ۲ جمادی الثانی ۱۱۷۵ھ مین ستائیس لاکھ روپیہ کا ملک مقبوضہ صوبہ اورنگ آباد اور کچھ صوبہ بیدر دست بردار ہونا پڑا۔

بعد اس واقعہ کے پونے کے متصل تعلقہ پیج محلہ متعلقہ خاص رامچندر مین خیمہ زن ہوے اور پچھلے گہوڑون کے ٹاپون سے غارت کردیا گیا چونکہ موسم برشکال قریب آپہونچا تہا لہذا بیدر کے جانب متوجہ ہوے اور اوس صوبہ دلکش مین چہاونی ڈالی گئی چونکہ زمانہ پر آشوب تہا اور مرہٹون کی بغاوت فرو نہوی تہی اور ادہر نواب صلابت جنگ امیر الممالک کی کم ہمتی اور پست حوصلگی نواب میر نظام علیخان بہادر کو ثابت ہو چکی تھی لہذا امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کو زاویہ ناکامی مین بٹہا کے زمانہ سے

نواب میر نظام علیخان بہادر کو قلعہ بیدر مین مسند نشین کیا۔
جنکی بدولت ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ملک دکن مین قایم ہو گئی نواب صلابت جنگ بہادر نے
گیارہ سال حکمرانی کئے اور قلعہ بیدر مین ایک برس تین مہینے نظربند رہے اخر ۲۰
ربیع الاول ۱۱۷۷ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار محمد آباد بیدر مین واقع ہے۔
ع۔ امیر الممالک بجنت شدہ آپکے رحلت کی تاریخ ہے۔
۱۱۷۷ھ

ذکر سلطنت نواب میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ غفرانمآب

آپ فرزند چہارمی نواب آصفجاہ مغفرتمآب کے ہین غرہ شوال ۱۱۴۲ھ سنہ ولادت ہے
اور تاریخی نام حفیظ الدین ۱۱۷۵ھ ہجری مین سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے ان کی تاریخ
سلطنت رانی اور وقایع عہد حکومت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اولوالعزم فرمانروا
مین جو خوبیان ہونی چاہئے وہ سب انکی ذات مین مجتمع تہین عزم استقلال حلم اصابت رائے
متانت ذکاوت التزام صوم وصلوۃ انکی فطرت مین تہا۔
اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو راجہ پرتاب ونت کو اپنا دیوان مقرر فرمایا اور شولاپور کے
زمینداروں سے پیشکش لیکر حیدر آباد روانہ ہوئے نواب میر نظام علیخان کا بہت بڑا حصہ
مرہٹوں اور حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے جنگ وجدال مین گذرا ہے جس زمانے مین
یورپ کی دو نہایت زبردست قومین یعنے انگریز اور فرانسیس دکن کی حکومت کے لئے
کرناٹک مین باہم خونخوار لڑائیان لڑ رہے تھے جسکا ذکر آئندہ اپنے موقع پر کیا جائیگا۔

[illegible]

تخت نشینی کے دوسرے سال سنہ ۱۱۷۶ھ مین دریا بھرا کے اوسطرف سے عبور
عبور فرمایا تو اودھر سے رگناتھ راو مرہٹہ صف آرا ہوا مگر شکست خوردہ
اولٹا پھر گیا لشکریان نظام چلے گئے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے بڑار
اور قصبہ پٹن تک جا پہونچے ۔

ادہر دشمن نے فوج نظام سے میدان خالی پاکر قلعہ حیدرآباد کا رخ کیا اور یہان آکر محاصرہ
کرلیا چونکہ اوسوقت حیدرآباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر دلیرخان تھا اس نے
فوراً قلعہ کے برجون پر توپین چڑہا دین اور شہر پناہ کی مرمت کرکے مستعد جنگ و پیکار ہو گیا
اودہر نواب میر نظام علیخان بہادر نے پونہ پہونچکر اوسکو ایسا لوٹا کہ خانہ مفلس کیطرح
بیچراغ ہوگیا الغرض مع متاع قلعہ اودسہ مین پہونچکر اورنگ آباد کا ارادہ کیا پھر آغاز سنہ ۱۱۷۷
مین ۲۰ محرم کو مع نصف لشکر اور چند امراء دولت آصفیہ گنگا پار ہوکر اسطرف خیمہ پذیر ہوئے
اُدھر سے راجہ پرتاب ونت و وٹھل داس دیوان سرکار نظام بھی مع بقیہ لشکر و سرداران
آصفیہ ندی کے کنارے آپہونچا چونکہ گنگا طغیانی پر تھی اور اوترنے کی فکر درپیش تھی
رگناتھ راو موقع پاکر سیل بلا کیطرح آپہونچا اور سخت حملہ کیا اور راجہ پرتاب ونت و دیوان بھی
اس لڑائی مین کام آیا طرفین کے لوگ اس معرکہ مین مارے گئے آخر نواب میر نظام علیخان
بہادر غرہ صفر مین اورنگ آباد تشریف لائے اور رگناتھ راو بھی تعاقب کرتا چلا آیا
اور شہر کا محاصرہ کرلیا آخر کار طرفین مین صلح ہوگئی اور رگہوناتھ راو سیرنگ پٹن
کیطرف چلا گیا۔

اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ میر موسیٰ خان بہادر احتشام جنگ خدمت دیوانی سے
سرفراز ہوا۔ خوشگوار بہم رکن الدولہ جو جانب مشرق مائل بجنوب بلدہ حیدرآباد واقع

انہین کا یادگار رہے۔

غرض نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ مراجعت فرمائے بلدۂ حیدرآباد ہوکر بہت جلد پیشکش لینے کی غرض سے ارکاٹ کا ارادہ فرمایا اور رستہ مین چند روز امیر الامرا شجاع الملک کے علاقہ مین خیمہ زن رہے شجاع الملک بصلاح رستم خان قلعہ دار قمر نگر کرنول ۵ صفر ۱۱۷۸ھ مین اکر شرف اندوز ملازمت ہوا پھر وہان سے معہ لشکر جرار ترپتی کے جانب باگین اوٹھائین آپکی خبر آمد سنکر سراج الدولہ والاجاہ ارکاٹ سے چینا پٹن کیطرف بھاگ گیا تھا لہذا امیر الملک شیر جنگ بہادر کو اوسکے پاس روانہ کیا چند روز بعد بارسال زر نقد معہ تحائف والاجاہ خواہان معافی تقصیر ہوا اسکے بعد بسمت بجواڑہ لشکر ظفر پیکر نے رخ کیا چونکہ قطب الدولہ حسین علیخان فوجدار سیکاکول وراجبندری خود ہی چلا آرہا تھا رستہ مین شرف اندوز ملازمت ہوکر سعادت حاصل کی لہذا یہین سے نواب میر نظام علیخان بہادر مراجعت فرمائے بلدۂ حیدرآباد ہوئے اور بعد انقضائے ایام برشکال نواب میر نظام علیخان بہادر برار کیجانب روانہ ہوئے اور صوبہ برار مین بھونسلہ سکاسہ داری جانوجی سے پیشکش وصول کرکے اورنگ آباد کیطرف معاودت فرمائے اور سواد جالنہ پور مین رایات لشکر نظام منصوب ہوئے پھر ۱۱۷۹ھ مین حیدرآباد پہونچکر انتظام و بندوبست مہمات امور ریاست مین مصروف رہے اسکے بعد ۱۱۸۲ھ مین نواب میر نظام علیخان بہادر نے سریرنگ پٹن ملک میسور کیطرف عزیمت فرمائی —

یہہ وہ زمانہ ہے جسمین انگریزون کو روپیہ کی اشد ضرورت تھی چنانچہ وارن ہیسٹنگز ہند کا اول گورنر جنرل گذرا ہے جسکے عہد مین چیت سنگہ راجہ بنارس اور بیگمات اودہ پر جو سختیان کیگئی تھین اوسکی وجہہ یہہ لکھی جاتی ہے کہ اسوقت انگریزون کو کئی بڑی لڑائیونکے

سبب روپیہ کی سخت ضرورت تھی چونکہ مرہٹون اور سلطان میسور اور فرانسیسون اور ولندیزون سے
ایک ساتھ لڑائی کا سامنا تھا اسلئے وارن ہسٹینگز گورنر جنرل نے سخت تدبیرین فراہمی
خزانہ کے لئے عمل مین لایا اور خاصکر چیت سنگہ راجہ بنارس و بیگمات اودہ کے
ساتھ بڑی سختی کی اوس کا مختصر حال یہہ ہے کہ بنارس پہلے نواب وزیر والی اودہ کے
علاقہ مین تھا مگر سنہ ۱۷۷۵ع سے کونسل کلکتہ کے اکثر ممبرون نے جو گورنر جنرل کے
مخالف تھے اس کی مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودہ سے چھین کر سرکار
انگریزی کی عملداری مین شامل کر لیا تہا اس کے بعد یہہ علاقہ ساڑھے بائیس لاکھ روپیہ
سالانہ خراج پر وہان کے ہندو زمیندار کے سپرد کر کے اسکو سرکار انگریزی کے سایہ حمایت
مین لے لیا اور ایک رئیس باجگزار قرار دیا تہا اب سنہ ۱۷۸۰ع مین جب سرکار کو سلطان میسور اور
مرہٹون سے لڑائیان درپیش آئین اور مصارف جنگ کیلئے روپیہ کی اشد ضرورت
ہوئی تو گورنر جنرل نے راجہ چیت سنگہ کو لکہا کہ تم کو ساڑھے بائیس لاکھ سے زیادہ خراج
دینا ہوگا اور سرکار کے ملک کے لئے کچھہ سپاہی بہیجنے پڑینگے راجہ نے اسکی بجاآوری سے
پہلوتہی کرنی چاہی اسلئے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے حکم کی تعمیل کرانے کو بنارس
چلا آیا اور آخر اس کو چیت سنگہ کی ناشکری سے ایسا غصہ آیا کہ اس کو گرفتاری
کرنیکا حکم دیا مگر بنارس کے لوگ راجہ چیت سنگہ کی اسقدر عزت و عظمت کرتے تھے
کہ گورنر جنرل کا حکم سنا فوراً ہتیار باندہ کر اوٹھ کھڑے ہوئے اور جو سپاہی
راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے ان کو مار ڈالا اور پہر گورنر جنرل کے مکان کو آگہیرا
راجہ تو شہر سے نکل بھاگا اور گورنر جنرل ایسے خطرہ مین پہنس گیا کہ اس کے پاس
اگرچہ اسوقت لڑنے کے قابل سپاہی نہ تھے مگر پہر بھی اوسکے حواس بجا رہے

وہان سے نکل کر جون تون چنار گڑہ جا پہونچا پہر چارون طرف سے فوج سمیٹ کر
راجہ کی جمعیت سے جو ۲۴ ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ تھی خوب جنگ کی اوس کو شکست
دیکر قلعہ بجی گڑہ جسمین راجہ چہپ گیا تھا فتح کر لیا راجہ یہان سے بہاگ کر گوالیار چلا گیا اور
قلعہ مین راجہ کا جسقدر خزانہ تھا وہ سب گورنر جنرل کی فوج نے منگوا لیا غرض گورنر جنرل
کے ہاتھ نہ راجہ آیا اور نہ خزانہ۔ اسکے بعد گورنر جنرل چیت سنگہ کے بہتیجے کو راجہ
بنارس مقرر کرکے کلکتہ کو واپس چلا گیا اوس کے ایک برس بعد بیگمات اودہ سے گورنر
جنرل کو زر کثیر وصول ہوا اسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب نواب وزیر اودہ نے ۱۷۷۵ء
مین انتقال کیا تو بیگمات یعنے اسکی بی بی اور والدہ نے یہہ کہا کہ نواب متوفی وصیت
کرکے مرا ہے کہ اودہ کا سارا خزانہ ہمکو دیا جائے اسپر وارن ہیسٹنگز کو تو اس امر کا
یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبرون نے اس دعوی کو تسلیم کرکے سارا خزانہ بیگمات کو دلوا
دیا اور نواب جانشین کو مزاحمت کرنے سے روکا اور نواب کے پاس فوج کی تنخواہ
بانٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل
سے کہا کہ کمپنی کا جو روپیہ مجکو دینا ہے اس کے ادا کرنے کی مجہہ مین استطاعت
نہین ہے مگر ہان بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو مین ادا کر سکتا ہون
بیگمات پر اس وقت بھی الزام لگایا گیا تہا کہ انہون نے مال و سپاہ دونون سے
چیت سنگہہ کو مدد دی نہ الحاصل گورنر جنرل نے نواب اودہ کو اجازت دیدی
کہ بیگمات سے (۷۶) لاکہ روپیہ چہین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے - اگرچہ یہہ تحقیق نہین
کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے تحت مین کر لیا تھا اس کا ان کو کسقدر حق تھا مگر
وارن ہیسٹنگز کا یہہ فعل انصاف پر مبنی نہین خیال کیا جا سکتا۔ المختصر ملک

میسور کی پہلی لڑائی

میسور مین جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہان پر اوسوقت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اوس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہو گئی تھی حیدر علی ابتدا مین راجہ میسور کے ہان فوج کا ایک کپتان تہا سنہ ۱۷۶۱ع مین راجہ اور اوس کے وزیر کو اوسکی ریاست سے خارج کر کے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت آصفیہ سے خطاب بھی ملا تہا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کر کے قلعہ بیدنور پر جسمین بیشمار خزانہ جمع تہا قبضہ کر لیا یہہ خزانہ آئندہ لڑائیون مین اس کے بڑے کام آیا کچھ عرصہ بعد مادہو راؤ پیشوائے چہارم نے حیدر علی کے علاقہ پر یورش کی اور اُس کو شکست فاش دی اسوجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جو شمالی سرحد پر فتح کیا تھا مرہٹون کو واپس دیدیا اور بتیس ۳۲ لاکھ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی کچھ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملیبار کے زرخیز ملک پر جو اوس کی ریاست کی مغرب مین تھا فوج لیکر چڑہہ گیا اور اوس کا اکثر حصہ فتح کر لیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اوس کے شان کے لائق نہ تھی وہ یہہ ہے کہ اس نے زمورن یعنے راجہ کلی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکلکر اس کی اطاعت منظور کر لی تھی مگر پھر بھی حیدر علی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑھکر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل مین آگ لگا کر وہین اپنے تئین ہلاک کر ڈالا۔ اور گورنمنٹ مدراس و حیدر علی کے باہم سنہ ۱۷۶۶ع مین پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ مین اول تو مادہو راؤ پیشوا اور سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر انگریزون کے حامی اور مددگار تھے مگر پیچھے حیدر علی نے ان دونون سے صلح کر لی اور حیدر علی کا منشا یہہ ہوا کہ سب ملکر انگریزون سے لڑین آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اوسوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنیل ہمٹ تھا اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی و سرکار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی المختصر محمد علی والاجاہ نے رکن الدولہ مدار المہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد گفت و شنود سرکار انگریزی و سرکار نظام کے مابین صلح کرا دی ۔

تاہم حیدر علی اور انگریزون سے جنوبی ارکاٹ مین دو سال تک برابر لڑائی قایم رہی جسمین نتیجہ جنگ دونون کے حقمین مساوی رہا ۔

حیدر علی ایک ایسی چال کہیلا جو اوس کے حق مین مفید ثابت ہوئی یعنے سوارون کا ایک گروہ منتخب کرکے بلا بالا مدراس کی طرف بہیجا جس سے کونسل مدراس پر اس قدر ہیبت چہا گئی کونسل انگریزیکو اوس سے صلح کرلے ہی بنی مگر اس مین یہہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یون خاتمہ ہو گیا ۔

اسکے بعد مادہو رائو پیشوا نے حیدر علی پر پہر چڑہائی کی اور متواتر شکستون سے قریب تہا کہ حیدر علی کا کام تمام ہو جائے مگر اُس نے اوسوقت مرہٹون کو اپنا سارا شمالی ملک اور بہت سا روپیہ دینا منظور کرکے اُن سے اپنا پنڈ چہڑایا مگر مادہو رائو کا مرنا تہا کہ مرہٹون مین پہوٹ پڑگئی اس وجہہ سے حیدر علی نے جسقدر ملک و مال دیا تہا اوس سے المضاعف آیندہ چہہ سال کے عرصہ مین حاصل کرلیا ۔

دوسری لڑائی [illegible]

سنہ ۱۷۸۰ع مین پہر بار ثانی صرف حیدر علی و انگریزون کے مابین لڑائی شروع ہوگئی اس کی مختصر کیفیت یہہ ہے کہ اسوقت انگریز مرہٹون کی اول لڑائی کے مخمصون مین پہنس رہے تہے حیدر علی ایسے موقع کا منتظر تھا سرکار نظام اور مرہٹون کو گانٹھ کر انگریزون پر چڑہ آیا اور اول معرکون مین ظفر مند رہا چنانچہ انگریزون سے کئی بہت سے قلعہ فتح کرلیا اور کرنل

بیلی کو مع دو سو جوانون کے قید کر دیا پھر حسب تحریر سپہ سالار مذکور کے وارن ہیسٹنگز صاحب نے کلکتہ سے
کمکی لشکر سمندر کی راہ بھیجا اور وہ مدراس مین سپہ سالار کے پاس اوتر آیا اور لڑائی کا رنگ بدل گیا
چنانچہ سر آئیر کوٹ نے جو ایک بڑا بہادر کاردان جرنیل تھا پورٹو نووہ پالی پور اور سولنگر
پر تین مرتبہ میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اوسی سال یہ شخص بیمار ہو کر چلا گیا اور
لڑائی بدستور قایم رہی اس عرصہ مین کبھی انگریز فتحمند ہو جاتے تھے اور کبھی سلطان میسور غالب
ہو جاتا تھا آخر ۱۷۸۲ع مین حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا اور اسکا فرزند ٹیپو اوسکی جگہ سلطان
میسور مقرر ہوا اسکو انگریزون سے سخت عداوت تھی اور تیزی طبیعت سے برق کی خاصیت
رکھتا تھا معرکہ آرائی اور نبرد آزمائی مین حیدر علی کا ہمسر تھا مگر علمیت اور فطرتی شجاعت مین
اوس سے کہین بڑھکر تھا غرضکہ یہ تخت نشین ہو کر انگریزون سے ڈیڑھ سال تک برابر لڑتا رہا
جب فوج انگریزی کرنل فلرٹن کے ہمراہ اسکے پایہ تخت سرینگاپٹن کے طرف بڑھنے
لگی تو ٹیپو سلطان نے گورنر مدراس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا۔
القصہ نواب میر نظام علیخان بہادر بعد صلح انگریزون کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جسکا
ذکر آیندہ ہوگا اور جس سے ثابت ہو جائیگا کہ سرکار نظام سے کسقدر انگریزون کو نفع پہونچا
جسکو آج زمانہ کی آنکھین کس حالت مین دیکھ رہی ہین - الحاصل ابراہیم بیگ ظفر الدولہ کو جنکی سفارش
والاجاہ نے کی تھی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ منصب سرفراز فرماکر محالات دلیپکنڈہ و پالنچہ
بعد راجلم پر مامور فرماکر خود بدولت و اقبال ۶ ذیحجہ ۱۱۹۸ھ کو حیدرآباد تشریف لائے گو کہ اس عرصہ مین لشکر سالار متعینہ تھا
اور دوسری شعبان ۱۱۹۳ھ مین تادیب سرکشان جنوب رویہ کے تادیب اور تنبیہ کے لئے روانہ ہو
دریاے کشنا سے اوترکر قلعہ گرگنٹہ کو مفتوح کیا اور راجہ رامچندر بجرم بغاوت اسیر کرکے قلعہ کھیالنا
ضبط کر لیا گیا پھر قلعہ نرمل کو تسخیر کرکے ظفر الدولہ ابراہیم جنگ کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

مراجعت فرماے حیدرآباد ہوے انہین دنونمین اسمعیل خان بینی نائب ناظم برار مقرر کیے گئے
اور سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین شہزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیر الامرا شجاع الملک بہادر سے
قرار پائی اور اوسکا رسم بڑی دہوم دہام سے ہوا اور انہین دنونمین بڑا اسنے امرا و منصبدارونکا
عزل و نصب و تبدیل و تقرر عمل مین آیا۔

اسی اثنا مین مادہو راو کے مرنے پر نراین راو اوسکا فرزند جانشین ہوا مگر اوس کا چچا
رگہوناتہہ راو ستقدر دخیل ہوگیا تہا کہ گویا خود راجہ بن بیٹہا اور تمام سیاہ و سفید کا مالک ہوگیا
مگر ایسا شخص خالی کب بیٹہہ سکتا تہا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی یہہ سنتے ہی نواب
میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان سنہ ۱۱۸۷ ہجری کو معہ لشکر اوس کے سرکوبی کے لیے
متوجہ ہوے اور رستہ مین رکن الدولہ اوسکے دوسرے ہی دن جو تصفیہ معاملات
برار گئے ہوے تھے قریب موکل لشکر مین آکر شامل ہوگئے وہان سے نواب
میر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر مین فروکش ہوے اور رگہوناتہ راو بہی بر سر مقابلہ
آپہونچا تہا ایک مہینے تک لڑائی کا بازار گرم رہا آخر طرفین مین صُلح ہوگئی دوسرے
روز رگہوناتہ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے باریابی کی عزت بخشی اور وہ اکثر فرزندونکی
طرح ملازمت ہوا اس لڑائیکا یون خاتمہ ہوگیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے
ہمنا آباد کا ارادہ فرمایا۔

رگہوناتہ راو سے لڑائی

اسی عرصہ مین فرمان شاہی و خلعت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے پیشگاہ سے آیا چونکہ شاہی
زمانہ انحطاط کے عالم مین تہا وہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت رخصت ہوچکی تہی صرف
برائے نام سلطنت کا نام باقی تہا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی
قدر فرمائی اور اوس کا استقبال کیا۔

اسکے بعد بہمن آباد سے نکلکر حسن آباد گلبرگہ کا ارادہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ شریف پہونچکر قلعہ کی سیر فرمائی اور حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز خلیفہ حضرت مخدوم خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی زیارت سے مشرف ہوکر بارادہ کالاچبوترہ دریای بہیمراکے متصل قلعہ ادگیر پر نزول اجلال فرمایا اور اسکے دوسرے ہی روز رایچور کے متصل بہیمراکے اوس جانب خیام پذیر ہوے اور ناصر الملک جو انمیاز گڈہ ادہونی مین نظر بند تہا باریاب ہوکر رایچور کو گیا پہر نواب میر نظام علیخان بہادر بغرض وصول پیشکش موضع کوٹورہ مین رونق افروز ہوئے ۔

اسی جگہہ حیدر آباد سے صاحبزادہ بلند اقبال کی پیدا ہونیکی خبر پہونچی نواب میر نظام علیخان بہادر نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم فرمایا ۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ رگناتہہ راو نے نقض عہد کیا اور قلعہ محمد آباد بیدر سے بہت سا روپیہ لوٹ لیا مرہٹون کے معاون و مددگار بہی پریشان حال خانہ ہوے اور استعانت چاہے ۔

نواب میر نظام علیخان بہادر نے بعد استماع واقعہ ۲ر ذیحجہ سنہ ۱۱۸۷ھ مین بعد زیارت مخدوم شیخ علاو الدین انصاری رح دریای بہیمرا سے عبور کرکے رگہناتہہ راو کیطرف متوجہ ہوے اور قلعہ مرغ کے قریب جا پہونچے رگناتہہ راو نواب مستطاب کی آمد سنکر بہاگ کہڑا ہوا پہر آغاز سنہ ۱۱۸۸ھ مین نواب ممدوح الشان معہ لشکر قلعہ پرینڈا ہوتے ہوئے اطراف احمد نگر مین جا پہونچے مگر پہر رگناتہہ راو برہان پور کیطرف بہاگ گیا آخر نواب میر نظام علیخان بہادر احمد نگر ہوتے ہوے کبلنا پر جا پہونچے اور یہان سے ظفر الدولہ اور سا باجی کو نظام آباد کے گہاٹ سے اوترکر پہلے جانیکا حکم دیا اور اوسکے تہوڑے

دولت بعد خود بدولت تاپتی ندی کے طرف سے آہو باغ برہان پور جا اوترے اور
رگھناتھ راو دریاء نربدا کے اوس کنارہ پر بہاگ گیا۔

انہین دنون مین نراین راو کی بی بی کو لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام سوامی نراین راو رکہا گیا چونکہ ایام بارش آ گئے تھے لہذا اورنگ آباد پہونچکر قیام پذیر رہے اور بعد ختم برشکال ضابطہ جنگ بہادر کو رگھناتھ راو کی تعاقب مین روانہ فرمایا اوسوقت رگھناتھ راو ملک خاندیس مین رعایا کو لوٹتا پہر رہا تہا۔ اسکے بعد پہر نواب میر نظام علیخان بہادر سلطان پور و تہانیسر ہوتے ہوئے برہان پور جا پہونچے اور ضابطہ جنگ شریک لشکر ہو گیا اسی عرصہ مین خبر ملی کہ فرزندان رگھوجی بہوسلا مین جہگڑا واقع ہوا اور مودہاجی نے سباجی کو مار ڈالا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر آخر ماہ محرم سنہ ۱۱۸۹ہجری مین ناگپور تشریف لائے مودہاجی نے عاجزانہ پیش آیا اسلئے اوسکے معاملات کا تصفیہ فرمایا اسکے واپسی کے وقت لشکر بسمت ایلچپور کوچ کر رہا تہا رکن الدولہ مدار المہام سرکار کو فیضو نامی سپاہی نے قتل کر ڈالا اور اسمعیل خان پنی کو بھی مخالفت کی وجہ سے فوج نے زندہ نہ چھوڑا ان واقعات کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر وہین خیمہ زن ہوئے اور صمصام الملک فرزند صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو خدمت دیوانی پر اور ظفر الدولہ کو باضافہ منصب بخطاب مبارز الملک بہادر اور سید عاقل خان بہرام جنگ داروغہ ہرکارگان کو منصب پنجہزاری ذات و تین ہزار سوار و خطاب برہان الدولہ و خدمت نظامت صوبہ بیدار پر سرفرازی بخشی اور خود بدولت وسط جمادی الاول مین اورنگ آباد داخل ہوئے بعد چندے رگھوناتھ کے تنبیہ کے لئے مبارز الملک کو معہ جمعیت مرہٹہ کے مالوہ کے جانب روانہ فرمایا اور خود بدولت بغرض وصول پیشکش شولاپور کے جانب متوجہ ہوئے چنانچہ دریاے مالوہ پر خیمہ زن ہوکر بعد ختم ایام عشرہ محرم سنہ ۱۱۹۰ہجری قلعہ کلیان مین فروکش ہوئے وہین مبارز الملک کی

دولت ملازمت حاصل کی پہر وہان سے شولاپور کیطرف باگین اوتہائین راجہ ونیکٹپا نایک بحری بہادر قوم بیڈر حاضر حضور اقدس ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا وہان سے حیدر آباد واپس ہوئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی اتالیقی مین صمصام الملک مدار المہام کو مامور کرکے اون کو حسن آباد گلبرگہ کی جانب رخصت دی۔

سنہ ۱۱۹۲ہ ذیحجہ مین حیدر آباد سے کوچ کرکے گنگن پہاڑ ہوتے ہوئے کولکنڈہ تک سیر فرماکر پہر داخل دارالامارت ہوئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر معہ نواب صمصام الملک دریا پار کرشنا کے کالے چبوترہ تک دورہ فرماکر رجب مین داخل حیدر آباد ہوئے۔

اسکے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر دو سال تک تفریح طبع یعنے سیر و شکار مین مصروف رہے نواب شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر کا اہتمام تہا۔ شیر و چیتے و ہرن وغیرہ کا شکار فرمایا۔ چونکہ موسم گرما تہا لہذا نواب تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدار خانہ تیار فرمائے جہین لشکریون کو گلاب بڑا ہوا سرد شیرین پانی ملتا تہا اسی زمانہ مین معین الدولہ سہراب جنگ نے عرض کیا کہ نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہوگئے ہین چنانچہ حضور نے حکیم الممالک مسیح الدولہ حکیم خواجہ محمد باقر خان اور رادنا نامی جراح کو اون کے معالجہ کیلیہ نرمل کو روانہ فرمایا ان کو تیسری منزل پر خبر ملی کہ مبارز الملک کا انتقال ہوگیا لہذا واپس چلے آگئے۔

چونکہ قلعہ نرمل کو احتشام جنگ فرزند ظفر الدولہ نے خوب مستحکم اور مضبوط کرلیا تہا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر نے سنہ ۱۱۹۶ہ مین ادہر جانے کا عزم فرمایا اور کولاس تک رونق افروز ہوئے اس اثنا مین صمصام الملک نے انتقال کیا اور بلحاظ موسم برسات تہوڑا سا پیشکش لیکر مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔ انہین ایام مین شجاع الملک کا بھی انتقال ہوا اونکی جگہہ اون کے فرزند مہابت جنگ والاجاہ بہادر کو تعلقہ اداہونی و رایچور پر سرفراز فرمایا

سنہ ۱۱۹۷ مین خود بدولت قلعہ نرمل کیطرف عازم ہوئے اور وہان پہونچکر محاصرہ کرلیا احتشام جنگ عفوہ تقصیر کا خواہان ہوا بجائے قلعہ نرمل نظامت صوبہ براڑ پر مامور کیا گیا — اور حفاظت قلعۂ نرمل وجگتیال برہان الدولہ کے ذمہ قرار پائی اور مبارز الملک کل مال نقد وجنس داخل سرکار کرلیا گیا بعد اس تصفیہ کے مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے اور صمصام الملک کے خدمت دیوانی پر غلام سید خان بہادر سہراب جنگ معین الدولہ شبیر الملک کو سرفراز فرمایا۔

اسکے بعد چھہ برس تک بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین بدولت اقبال قیام پذیر رہے اور تمام ہمت اصلاح ملک و فلاح رعایا مین صرف فرمائے اور انہین دنون میر ابو القاسم میر عالم بہادر کی روانگی بجانب کلکتہ عمل مین آئی چنانچہ معہ عاقل الدولہ و میر عباس علیخان نظام یار جنگ و میر عبد العزیز خان بہادر اور غلام نبی خان بہادر و مرزا ابو تراب خان بہادر مع سات زنجیر فیل سواری و ستر مہار شتر و ساٹھ سواران سلحداری براہ جگناتہ کلکتہ تشریف لے گئے اوسوقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تہا اوس سے پانچ ملاقاتین بڑی گرمجوشی سے ہوئین اسیطرح گورنر جنرل بہادر ان کے مستقر پر ملاقات کے لئے آئے اسکے بعد میر عالم بہادر کے سواہمراہین منصبداران سرکار نظام کو تحایف زر و جواہر سے گورنر جنرل بہادر نے ممنون فرماکر روانہ فرمایا الغرض میر عالم بہادر وہان سے رخصت ہوکر بعد طے منازل حیدرآباد پہونچکر تحایف مرسلہ گورنر جنرل بہادر حضور مین پیش کئے جسکے صلہ مین خلعت فاخرہ وخطاب امیر عالم بہادر حاصل کیا اوسوقت سے سرکار نظام و سرکار کمپنی مین مستحکم سلسلہ محبت و اتحاد قایم ہوگیا۔

اس عرصہ مین ٹیپو سلطان کی حکومت اور دولت بہت بڑھ گئی تھی اس وجہ سکے

اندر اوس نے ایک بار قلعہ اودہونی پر حملہ کیا مگر مہابت جنگ دارا جاہ بہادر
فرزند شجاع الملک کے حسن تدبیر سے محفوظ رہا اودہر مہابت جنگ بہادر نے اس
واقعہ کے حالت سرکار نظام کو بذریعہ عرضداشت مفصل تحریر کیا اودہر پنڈت پردہان
نے ٹیپو سلطان کے ظالمانہ کارروائیون کے شکایت کے ایکطرف صاحبان انگریز اوسکے
دشمن ہوگئے اسیوجہہ سے کہ اوس نے کانڑا کورگ اور ملیبار کے ضلع فتح کرلئے
تھے اور آخرین اوس نے تراونکور پر جو ہند کے انتہائے جنوبین واقع ہی حملہ کیا
اور جب وہ تراونکور کی سرحدی دیوار پر جو راجہ نے اپنی ملک کی حفاظت کیلئے
کہینچ لی تہی حملہ آور ہوا تو راجہ کے فوج نے اسکو ہٹا دیا ٹیپو سلطان اوسکو مغلوب
کرنیکی فکرین تہا مگر راجہ تراونکور انگریزونکا دوست تہا اسلئے۔ لارڈ کارنوالس
گورنر جنرل نے اسکو ٹیپو سلطان کے ہاتہہ سے بچانیکا مصمم عزم کرلیا اور نواب
میر نظام علیخان بہادر بہی اودہر سے اوسکے حامی ہوگئے۔ القصہ حضور نواب
میر نظام علیخان بہادر نے اوّل تو ٹیپو سلطان کو بخیال حیدر علی نایک کے اوسکو
دوستانہ نصیحت فرمائی مگر جب کچہہ نتیجہ نہ نکلا تو آخر سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین معہ لشکر
جرار قلعہ پانگل کے طرف ارادہ فرمایا اور وہان سے مرشدزادہ بلند اقبال نواب سکندر
جاہ بہادر کو اور اونکی ہمراہی مین نواب مشیر الملک اور چند سرداران لشکر کو معہ فوج
جرار سرینگپٹن پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور خود بدولت اوسی قلعہ مین تین سال تک قیام پذیر
رہے۔ غرضکہ لشکر نظام بسالاری نواب سکندر جاہ بہادر سرینگپٹن کے طرف بڑہی
اور راو پنڈت پردہان دہری پنڈت پہڑکیہ بہی دیر مین آکر شریک لشکر سرکار مین
ہوگیا۔ اور لارڈ کارنوالس فوج کی سپہ سالاری کیلئے خود ہی کلکتہ سے مدراس

آپہنچا المختصر بنگلور جو ٹیپو سلطان کی عملداری مین دوسرے درجہ کا مضبوط اور بڑا شہر ۱۷۹۱ء مین مفتوح ہوا پہر دو مہینے بعد ٹیپو سلطان اور اسکی ساری فوج کو مقام ارّی کیرا پر کامل شکست ہوی اور اس واقعہ کے بعد میسور کے پائے تخت سری رنگ پٹن کا فتح ہونا کچہہ دشوار نہ تہا - کیونکہ اسکی بیرونی فصیل تک قبضہ کرلیا گیا تہا لیکن ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل کے مابین صلح ہوگئی انگریزون کو تین کروڑ روپیہ نقد اور اسکے مقبوضہ ملک سے ڈنڈیگل - بڑا محال اور ملیبار کے اضلاع انگریزون کے ہاتہہ آئے اور سرکار نظام کو صرف ایک کروڑ روپیہ نقد اور ایک کروڑ کا ملک کڑپہ و سدہوٹ و گنجی کوٹہ ہات لگا اور کورگ کا علاقہ گورنر جنرل بہادر نے اوسکے راجہ کو دیدیا اسطرح میسور کی اس تیسری لڑائیکا ۱۷۹۲ء مین خاتمہ ہوگیا اور نواب سکندر جاہ بہادر مع نواب مشیر الملک و فوج ہمراہی نصرت و فیروزی کے ساتہہ دار السلطنت حیدرآباد کے طرف مراجعت فرما ہوے ---

اور اوس طرف سے نواب میر نظام علیخان بہادر بہ عجلت تمام دار السلطنت حیدرآباد مین آپہونچے - چونکہ مزاج نواب میر نظام علیخان بہادر کا ناساز ہوگیا تہا لہذا ایک سال تک اصلاح طبیعت مین مصروف رہے اور سفر مغرب کے طرف توجہ نہ فرمائی ـ

قحط سالی کا حال

اور سنہ ۱۲۰۶ھ کو ملک دکن مین خشک سالی نمودار ہوی اور قحط پڑا یہانتک کہ سنہ ۱۲۰۷ھ مین ایک سیر جوار ایکروپیہ کو ملنے کی نوبت پہونچی بلکہ تین روز تک بازار بند رہا ایک ایک دانہ گوہر شبتاب بنگیا تہا لاکہون آدمی مرگئے ہزارون ہی جانین ضایع ہوئین ہزارون محتاج دانہ خدائی گروہ کا کہانا تک

بندوبست کیا جاتا ، حضوری دیوڑہی پر فراہم ہوگئے مجبوراً دروازہ بند کردیا گیا
لیکن بلوائیون نے دروازہ کو آگ لگادی اور اندر گہس پڑے بہزار دقت بلوہ
منتشر کیا گیا اور اوسی روز نظامت شہر ہمت یار خان بہادر سے نکالکر بدیع الدولہ خان
بہادر ناظم جنگ کے سپرد ہوی اور مہاجنون کو حکم دیا گیا کہ غلہ کا ایسا بندوبست کیا
کہ بندگان خدا کو تکلیف نہو اور بنی نوع انسان اسطرح ضایع نہونے پائین -
انہین ایام مین سیف الملک مالی میان فرزند مشیر الملک نے عارضۂ اسہال سے
انتقال کیا چونکہ اونکے گہر کا یہی ایک چراغ باقی رہ گیا تہا اس صدمہ نے
اونکو بہی بٹہادیا -

اسعرصہ مین نواب میر نظام علیخان بہادر کو خبردارون نے خبر دی کہ مہاجی
سندہیا حسب قرارداد صلاح نامہ ہر معرکۂ جنگ مین شریک لشکر نظام رہنے
کے لئے مع فوج آرہا ہے لہذا خود بدولت واقبال محمد آباد بیدر کیطرف متوجہ
ہوے اور وہان پہونچ کر انتظار آمد سندہیا سیر وشکار مین مصروف رہا کیے
ایک ہفتہ نہ گذرا تہا کہ مخبرون سے مسموع ہوا کہ مہاجی سندہیا مرگیا
اور دولت راو اوسکا بیٹا اوسکے لشکر پر قابض ہوا - اور نانا پہڑنویس اوسکے
وزیر اعظم اور نفس ناطقہ ہوگیا ہے چونکہ اسکے رگ وپی مین فتنہ وفساد کا زہر بلا
اثر سرایت کرگیا تہا دولت راو کو صلح نامہ کی تعمیل کیطرف کب متوجہ ہونے دیتا
چنانچہ دولت راو سندہیا کو اس نے برانگیختہ کرکے آخر سرکار نظام سے جنگ پر
مستعد اور آمادہ کردیا -

اور اوسی زمانہ مین سر جان شور گورنر جنرل ہند موافق ہدایت کمپنی کے ایسی

لڑائیون مین قدم نہ ڈالتا تہا مگر اِن لڑائیون مین اپنا مطلب نکال لیتا تہا لیکن اِس عدم مداخلت کے طریق سے مرہٹون کو اپنے دلکی ہوس نکالنے کی جرئت پیدا ہوئی وہ موقع یہہ ہوا کہ مرہٹون کو سرکار نظام سے جنگ کرنیکی دلیری پیدا ہوگئی

کہڑلہ کی لڑائی کا حال

چنانچہ قلعہ کہڑلہ کے متصل ایک میدان مین نواب میر نظام علیخان بہادر تیرہوین شعبان ۱۲۰۹ہجری کو تشریف لائے ہوئے تھے مرہٹون نے لڑائی شروع کردی اور میدان کارزار پارسیونکا آتشکدہ بن گیا اسوقت سرکار نظام کی فوجی تعداد ایک لاکہہ تہی - پہلے ہی مقابلہ مین میدان جنگ سرکار نظام کے ہاتہہ رہا مگر دوسرے حملہ مین مشیر الملک کی سوء تدبیرون سے نتیجہ جنگ سرکار نظام کے حق مین غیر مفید ہوا لشکریون کے قدم اوکہڑ گئے اور اور سرکار نظام کو بادل ناخواستہ قلعہ مین پناہ گزین ہونا پڑا - اور ایک طرف سے پنڈارے جو ایک لٹیری قوم اور اونکی بڑی بڑی جمعیتین مدت سے مرہٹون کی فوج کے پیچہے پیچہے مثل گیدڑون کی طرح رہا کرتے تہے انکو موقع ملا دل کہولکر لشکر کو لوٹا اور امید سے زیادہ مال و دولت سے بے نیاز ہوگئے -

المختصر بائیس دن تک اہل قلعہ اور مرہٹون سے جنگ ہوتی رہی آخر کار پنڈت پردہان کے ذریعہ سے طرفین مین بدین شرط صلح ہوئی کہ مشیر الملک بانی فساد انکا قیدی رہے -

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر بعد اس واقعہ کے بارہوین رمضان کو دار السلطنت حیدرآباد کے جانب کوچ فرمایا اور راستہ ہی مین میر عالم بہادر جو بعض امور ضروری کے لئے پونہ گئے تھے معہ راجہ شیام راج اور راجہ رگہوتم راو شرف اندوز ملازمت ہوئے

اور مشیر الملک کے غایب مین نیا بتاً راجہ شیام راج مقدمات مالی و ملکی فیصل کرتے تھی انہون نے رگھوتم راؤ کے کہنے سُننے سے فوج مین تخفیف کی اور انگریزی فوج جو دار السلطنت مین رہا کرتی تھی وہ بہی بمشورہ میر عالم بہادر روانہ کر دی گئی تھی تخفیف شدہ فوج نے میدان خالی پاکر مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر برانگیختہ کرکے اونکی ملازمت اختیار کرلی۔

مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی باغیانہ حرکت۔

چنانچہ ۹ ذیحجہ ۱۲۰۹ھ کو مع غالب جنگ و سیف جنگ وغیرہ قلعہ محمد آباد بیدر پر جاکر قابض ہوگئے۔ اور ادہر سے سدی عبداللہ خان حبشی مع اپنی فوج کے مرشدزادہ بہادر کے تادیب کے لئے پیچھے پیچھے روانہ ہوا لیکن اسپر ایک روز بحالت غفلت سداشیو ریڈی دفعتاً ایسا ٹوٹ گرا جس سے یہہ سخت مجروح ہوا اور اسکی جمعیت منتشر ہوگئی اور اسکی اہل و عیال سداشیو ریڈی کے ہاتہہ پڑ گئے۔

یہہ خبر سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر نے پہلے تو شفقت پدری کے لحاظ سے ایک عنایت نامہ عالیجاہ بہادر کے پاس بہیجا لیکن مفتریون نے اوسکی تعمیل کیطرف اونکو رجوع ہونے نہین دیا۔ پہر ناگزیر فوج انگریزی بسرکردگی میر عالم بہادر اور جمعیت موسیٰ ریمو فرانسیس و افسران پایگاہ مثل سردار الملک گہانسی میان وغیرہ مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کو لے آنیکے لئے مامور کئے گئے۔ اور سید محمد باقر خان پیچ بہیہ اور محمد اعظم خان ولیسن وغیرہ جمعداران پایگاہ بہی اونکے شریک ہوگئے اور جب یہہ فوج متفقہ قلعہ محمد آباد بیدر کے قریب جا پہونچے تو باغیون نے انکا دلیرانہ مقابلہ کیا۔

بالآخر چارون طرف سے لشکر نظام نے باغیونکو ایسا گہیرا کہ سب منتشر و متفرق ہوگئے

ہوگئے اور مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر نے قلعۂ بیدر مین پناہ لی اور سدا شیو ردی جو
اصل بانی اس ہنگامہ کا تہا قلعہ محمد نگر مین قید کردیا گیا اور سکو رعد جنگ فرزند سیدی
عبد اللہ خان حبشی نے قتل کرڈالا اور سیف جنگ و غالب جنگ عفو قصور کے
طالب ہوئے جو ایک معقول وظیفہ پر خانہ نشین کر دیئے گئے مگر بدیع اللہ خان
کا پتہ نملا کہ وہ کدہر بہاگ گیا مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر اورنگ آباد کے طرف چلے
گئے تہے وہان سے اونکو لیکر آرہے تہے کہ کہیٹر کی منزل مین دریائے گنگا پر
باتفاق تقدیر سخت بخار آگیا آخر اوسی عارضہ سے قضا کر گئے بعض کا قول
ہے کہ مارے شرم کے زہر کہا گئے اوسی زہر سے انکا کام تمام ہوا بالآخر انکی نعش
میر عالم بہادر و موسیٰ ریمو بکمال حسرت و افسوس دار السلطنت حیدر آباد مین لے
آئے اور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب رح مین مدفون ہوئے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر کو سخت رنج و غم ہوا اور اسکے دوسرے ہی سال خود بدولت
بالائے بام آتش بازی کا تماشہ ماہ شعبان مین ملاحظہ کر رہے تہے باتفاق تقدیر
دفعتاً لقوہ اور فالج عاید حال ہوگیا حکیم حمایت اللہ خان و حکیم عبد الجلیل خان
معالج رہے اور مشیر الملک بہادر بہی پونہ سے آگئے معالجہ مین کوشش کی
آخر کار ۱۲۱۲ھ ہجری مین مزاج اصلاح پذیر ہوگیا۔

اور اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد ٹیپو سلطان سے جنگ کا سامنا ہو -

میسور کی چوتہی لڑائی کا حال۔

اوسکا مختصر واقعہ یہہ ہے کہ زمان شاہ درانی جو کابل اور پنجاب
کا بادشاہ اور ہندوستان کے دشمن احمد شاہ ابدالی کا
پوتا تہا اس نے ٹیپو سلطان کی حمایت کیلئے شمالی ہند پر یورش کرنیکا قصد کیا

اور فرانس کا بڑا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بونا پارٹ اس وقت مصر پر جنگ آرا تہا اور ٹیپو سلطان نے انگریزون کو سر زمین ہند سے نکال دینیکے لئے برملا اِس سے مدد مانگی تھی بلکہ یہہ کہا تہا کہ مین فرانس کی جمہوری سلطنت کا جان و دل سے شریک اور متفق ہون۔

الغرض یہہ خبر سنکر لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر نے سب سے پہلے سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر سے استعانت چاہی اور نواب محتشم کو معین و حامی بناکر سب سیڈی اے ری قاعدہ پر عہدنامہ مرتب کر لیا۔

یعنے سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستون کے باہم ایک رابطہ قایم ہے جو سب سیدی اے ری اسٹم (امدادی انتظام) کے نام سے مشہور رہے اِس موقع پر اِس کی کچھہ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوا۔

اوّل تو یہ ڈہنگ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے نواب اَودہ کے ساتھہ برتا تہا پہر لارڈ ولزلی نے کُل ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ اسی قاعدہ پر رابطہ قایم کیا۔ اس قاعدہ کو جب کوئی ریاست عہدنامے کی رُو سے منظور کرتی تہی وہ سرکار انگریزی کی حکومت کو ہند مین سارے حکومتون پر غالب مانتے تہی اور سرکار انگریزی اسکی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ دار ہو جاتی تہی پہر اس ریاست کی طرف سے یہہ بہی اقرار ہوا کرتا تہا کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری بغیر نہ کسی سے جنگ کرینگے اور نہ صلح اور اپنے ہان کنٹینجنٹ فوج رکہینگے اور اُس سے ضرورت کیوقت سرکار انگریزی کی مدد کرینگے۔ اِس انتظام کی یہ بڑی شرطین تہین مگر جیسا موقع و محل ہوتا تہا۔ اسکے موافق تغیر و تبدل بہی ہو جاتا تہا۔

لارڈ کاوالس اور سرجان شور کے عہد مین سرکار انگریزی کا ہندوستانی ریاستون کے ساتھہ جسطرح کا رابطہ تہا اسکی علت غائی یہہ تہی کہ ہندوستانی ریاستون کی قوت آپسمین تُلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ ہو جائے ۔ مگر یہ نیا قاعدہ اس سے عمدہ تہا اور اب جا بجا اسی کے مطابق عملدرآمد ہے ۔

الحاصل نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۲۱۳ ہجری مین ایک جنگی برجستہ فوج بسرکردگی نواب میر عالم بہادر ۔ ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سرنگاپٹن دارالسلطنت میسور کے طرف روانہ فرمائی جسکا حاکم کرنل ولزلی برادر گورنر جنرل مقرر ہوا اور اسکے بعد گورنر جنرل بہادر بہی اسکے اہتمام کیلیئے بذات خود مدراس چلا آیا ۔ الغرض ایک فوج بنام زد کرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل ہیرس تہا اور دوسرا کمپو بنام زد احاطہ بمبئی جسکا سپہ سالار جنرل سٹوارٹ تہا پہلی فوج مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے اوترائی ان لشکریون نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے درپے شکست دی اور سداسیر و ملاولی پر ان دونون میدانون مین ٹیپو سلطان نے شکست کہائی اور یہہ دونون کمپو بڑہتے بڑہتے میسور کے تخت گاہ سرینگپٹن پر جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کرلیا ۔

جسوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سرینگپٹن پر حملہ کیا اوسوقت ملازمان ٹیپو سلطان نے انگریزون سے سازش کرکے قلعہ مین داخل کرلیا اوسوقت ٹیپو سلطان علی الصباح حسب عادت قلعہ کی شمالی فصیل کیطرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ و جدل بخوبی نظر آتی تھی چلے گئے اور اس مقام پر دوپہر
تک ٹھہر کر کھانا کھایا اسوقت تک یہہ گمان ہی نتھا کہ لشکر انگریزی اسقدر جلد حملہ اور
ہوگا۔ جب ہرکارے نے خبردی کہ تمام دمدمے اور کوچون مین انگریزی فوج آگئی ہے
اسوقت بہی اسکے چہرے سے کوئی ہراس ظاہر نہوا مگر اخباری کو یہ حکم دیا کہ سید غفار اور فوج
متعینہ سرنگ کو ہوشیار اور خبردار کردے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو
اطلاع پہونچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان بحق تسلیم کی یہہ خبر
وحشت اثر گوش زد ہوتے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قایم رکہہ سکا پریشان
ہوا اور خاص حضوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مسلح بجنگ ہوجائے اور اپنے خاص نوکرون
کو یہہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلیئے نزدیک رکہی گئی تہی بار کرین
الحاصل ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سردارون کو لیکر بعجلت تمام
فصیل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تہی آپہونچا اور وہان اپنی فوج کے ایک حصہ
کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفرور پایا اور دیکہا کہ ہراول مذکور فصیلون
پر چڑھ کر قابض و متصرف ہوگئے۔

اسوقت ٹیپو سلطان نے مفرور حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت مین شریک
کرکے اونکے دلونکو اسطرح بڑہایا کہ اے بہادر سپاہیو وقت حملہ آوری کا ہے
اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔

اور یہہ کہکر ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہوگیا اور کئی ایک یورپین
جو بیرون نقب تھے انکو گولی سے مار کر گرادیا۔ جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان
کی قیام گاہ تک پہونچ گئی اوسوقت سلطان کے پاس سے اکثر بے وفا لوگ

بہاگ نکلے اور ٹیپو سلطان فصیل شمالی کیطرف متوجہہ ہوا اور چند شجیع و جوانمرد بہادران دلاور سردارونکو ساتہہ لیکر ایک فصیل پر سے جوانمردانہ مقابلہ کیا اور کئی بار لشکر انگریزی کے ہراول کو جو آگے بڑھ رہا تہا روک ہی دیا۔ مگر اوسوقت تہوڑی انگریزی فوج خندق عبور کر کے آگے نہین آئی ہوتی تو سلطانی جوانمردون نے بہت ہی بڑا کشت و خون کیا ہوتا۔

الغرض چارون طرف سے انگریزی لشکر کی آمد شروع ہوگئی۔ اور گولیونکا مینہہ برسنے لگا اور سلطان بہت سے زخم کہاکر گر پڑے اور اونکے قریب کئی باوفا سپاہی بھی حق نمک سے سبکدوش مقتول ہوگئے۔ اسکے بعد اون کے نوکرون نے سلطان کو سواری میانہ لیجانیکا قصد کیا اتنے مین ایک سولجر نے اونکی تلوار کی حمایل کو جو بہت قیمتی تہی نکالنا چاہا تو سلطان نے اوسکو زخمی کیا۔ سولجر نے ضرب بندوق سے اوسیوقت ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ انگریزون نے اون کو لال باغ کے اندر ایک عمدہ مقبرے مین فوجی رسوم و شاہی تعظیم کے ساتہہ دفن کرا دیا۔ یہہ واقعہ ۱۲۱۴ھ ہجری مین ہوا۔

ایک شاعر نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت یہہ لکہی ہے۔

شاہ ما چون بفلک برتر شد	داخل مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ	نسل حیدر شہید اکبر شد

۱۲۱۴ھ

القصہ جب اس جنگ چہارم کا یون خاتمہ ہوگیا تو ملک مفتوحہ مین سے وہ ضلع جو دار السلطنت حیدرآباد کے قریب تھے وہ سرکار نظام کے حصہ رسد آئے اور اضلاع کانڑا۔ کوام۔ تبور۔ اور دنیار۔ انگریزی عملداری

مین شامل کرلئے گئے۔ اور ریاست میسور کی حکومت کیلئے یہہ تجویز قرار پائی کہ خاندان
کے قدیم۔ راجہ کی اولاد مین سے ایک لڑکے کو جو گدی کا وارث تہا مسند نشین
کردیا جائے۔ جسکا راج اب تک اوس خاندان مین چلا آتا ہے۔ اور ملک میسور
کا انتظام جنرل ولزلی برادر گورنر جنرل کے سپرد کیا گیا۔

حقیقت یہہ ہے کہ سرکار نظام کی حمایت و وفاداری اور سلطنت میسور کی
فتحیابی سے انگریزون کی حکومت صرف دکن ہی مین نہین بلکہ تمام قلمرو ہند
مین غالب مان لی گئی جسکو زمانہ کی آنکہین آج اس سرسبزی و شادابی
پر دیکہہ رہی ہین۔

اور نواب میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے معہ فوج انگریزی ملازم
سرکار نظام کنٹیجنٹ داخل دارالسلطنت حیدرآباد ہوے اور حضور اقدس
واعلیٰ نواب میر نظام علیخان بہادر مین عزت باریابی کی حاصل کی اور جمعیت
انگریزی مامورہ سرکار نظام کیلئے حسین ساگر کے اوس طرف چہاونی ڈالی
گئی جو اسوقت الوال کے نام سے شہرت پذیر ہے اور اوسکی تنخواہ مین ملک
مفتوحہ ٹیپو سلطان سے جو حصہ ملا تہا مقرر کیا گیا۔

نواب سکندر جاہ بہادر کے شادی کا حال۔

اور اسی ۱۲۱۳ ہجری مین نواب سکندر جاہ بہادر کے ساتہہ
جہان پرور بیگم دختر عالی میان سیف الملک فرزند مشیر الملک
ارسطو جاہ بہادر کا عقد ہوا جسمین لاکہون ہی روپیہ صرف کیا گیا۔

میر عالم بہادر کے قید کا ذکر۔

اور بعد ختم ان جشنون کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑپہ
دکنچی کوٹہ و قلعہ سدہوٹ کے انتظام کیلئے گئے

مین بوجہ انقلاب زمانہ ارسطو جاہ بہادر نے ایک چال ایسی کہیل گئے کہ میر عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی کی خدمت سے موقوف کرداکر قلعہ دور مین قیدہی کروا دیا اور خدمت وکالت مدار المہامی کا ضمیمہ ہوگی -

میر عالم بہادر بظاہر اس سزا کا مستحق نہ تہا شاید ٹیپو سلطان کے اسلامی حکومت برباد کرنے کے جرم مخفی مین یہہ سزا نصیب ہوی ہو تو عجب نہین -

وفات حسرت آیات نواب میر نظام علیخان بہادر

اسکے چوتھے برس مرشدزادہ کیوانجاہ بہادر کا جشن تسمیہ خوانی منعقد ہوا تہا کہ عین جشن مین نواب میر نظام علیخان بہادر کا مزاج ناساز ہوگیا ہرچند علاج کیا گیا مگر کوئی سودمند نہوا آخر ۱۲۱۸ ہجری ہفدہم ربیع الثانی کو ستر سال کی عمر پائے چوالیس سال حکمرانی کرکے انتقال فرمایا بعد نماز جنازہ اپنی والدہ عمدہ بیگم کے پہلو مین دفن کیے گئے -

تاریخ رحلت

برہ در بیچ پاک میر نظام علی مدام
خوانند باوضو ہمہ اشخاص فاتحہ
۱۲۱۸

زین مصرع عجیب بود تاریخ رانجوان
مستوجب بہشت و باخلاص فاتحہ
۱۲۱۸ ھ

نواب غفرانمآب کے بھائیوں کا حال -

چونکہ نواب غفرانمآب کے بھائیون ایک امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ بہادر تھے اور دوسرے معتقد الدولہ حین قلیج خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر تہے جنکی مختصر کیفیت یہہ ہی کہ شجاع الملک بہادر فرزند پنجمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر بعہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر بیجاپور کی صوبہ دار تہی فرد نگڈہ ادہونی ورایچور آپ کی جاگیر تہی ۱۱۹۶ ہجری مین انتقال کرگئے اونکے بعد اونکے فرزند مہابت جنگ داراب

بہادر بعہد نواب غفرانمآب اوسی جگہ پر ممتاز رہے چنانچہ اونہون نے سنہ ۱۲۰۸ھ مین ٹیپو سلطان سے میدان کارزار گرم کیا اِن کے انتقال کے بعد انکی اولاد مین قابلیت حکمرانی نہ رہی لہذا تمام جاگیر خالصہ مین شامل کرلیگئی۔

اور نواب ناصر الملک ہمایونجاہ مغل علیخان بہادر فرزند ششمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر قلعہ محمد آباد بیدر مین نظربند تھے جس وقت عالیجاہ بہادر باغی ہوکر بیدر گئے تھے اون کو قوت دی مگر آخر مین سمجھایا مگر جب اون کے پند ونصیحت نے کچھ اثر نہ کیا تو نواب غفرانمآب نے انکو بعزت تمام دار السلطنت مین طلب فرمایا چنانچہ ابتک اونکی اولاد عزت کے ساتھ بسر کرتے ہین۔

غفرانمآب کی اولاد مین سب سے بڑے عالیجاہ بہادر تھے جنکی بغاوت کا پہلے تذکرہ ہوچکا ہے دوسرے نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندرجاہ بہادر جنکا ذکر خیر آئیندہ ہونے والا ہے۔ اور فرزند سومین نواب فریدونجاہ میر سبحانعلیخان بہادر۔ انکا انتقال سنہ ۱۲۴۰ھ مین ہوگیا۔

اور فرزند چہارمین نواب جہاندارجاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر جو نیک مزاج اور حلیم الطبیعت تھے اونہون نے سنہ ۱۲۲۲ھ مین ملک بقا کا راستہ لیا۔

اور نواب میر جمشید علیخان جمشیدجاہ بہادر فرزند پنجمی غفرانمآب کا پندرہ برس کی عمر مین انتقال ہوگیا تھا۔

اور ششمی فرزند نواب میر تیمور علیخان اکبرجاہ بہادر و ہفتمی نواب میر جہانگیر علیخان سلیمانجاہ بہادر اور ہشتمی فرزند غفرانمآب کے نواب کیوانجاہ بہادر تھے جو بذل وسخاوت مین شہرۂ آفاق تھے انکا سنہ ۱۲۴۳ھ مین انتقال ہوا۔

الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب کے فرزندین سے نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر

سکندر جاہ آصف جاہ ثالث نے مسند حکومت کو رونق دی جنکا حال سلطنت ہدیۂ ناظرین ہے

ذکر خیر سلطنت نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصفجاہ ثالث

آپ ۱۲۱۸ھ ہجری مین تخت نشین ہوئے۔ شجاعت سخاوت آپ کے فطرت مین ہتی سپاہ اور رعایا کو بہت دوست رکہتے تھے ہر معرکۂ جنگ مین اپنے بھائیون سے نمایان طور پر جرنیلی قابلیت اور شاہی لیاقت کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ نواب غفرانمآب کے روبرو قابل قدر فتح حاصل کی۔ القصہ بعد وفات نواب غفرانمآب اعیان دولت وارکین سلطنت نے بصلاح نواب مشیر الملک ارسطوجاہ مدار المہام سرکار عالے در دولت پر حاضر ہوئے اور تخت نشینی کے لیے عرض کیا آپ نے اس بار گران سے بمصلحت انکار کرنا چاہا مگر کاربردازان سلطنت نے سمجہا بجہا کر بٹہا ہی دیا آپکی جلوسی سواری شاہی خدم وحشم کے ساتہہ شاہی محل مین داخل ہوئی اوس وقت آپکی خواصی مین رگھوتم راؤ پیشکار رہتا۔

بیسوین ربیع الآخر ۱۲۱۸ھ مین تخت نشین ہوئے اور ان معاہدون کا جو قیام مین سرکار نظام و سرکار انگلشیہ کے قرارداد ہوئے تھے اونکو بلا کم وکاست بحال رکہا۔

فریدونجاہ بہادر کو تین ہزار روپیہ ماہانہ کے عوض چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بھائیون کو جو تین تین ہزار روپیہ ماہانہ پاتے تھے چہہ چہہ ہزار روپیہ کی ماہوار مقرر فرمائی۔

چند روز کے بعد مشیر الملک ارسطوجاہ بہادر نے سرور نگر مین ایک نیا بازار قائم کیا جسمین بتقریب ضیافت نواب سکندر جاہ بہادر بہی رونق افروز ہوئے چنانچہ بازار مذکور مین لکہو کہا روپیہ تجارتی مال سوداگرون سے خرید کیا گیا اور اوسی زمانہ مین جشن تسمیہ خوانی کیوانجاہ بہادر کا جو بوجہ رحلت فرمائی نواب غفرانمآب کے ناتمام رہگیا تہا ترتیب دیا گیا اور منجانب حضور پرنور دس ہزار روپیہ کی نقد مہندی بہیجی گئی تہی اسی پر اور سامان جشن کا تکلف خیال کرنا چاہیے

۲۸ محرم سنہ ۱۲۱۹ھ مین نواب مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر بخار مین مبتلا ہو کر آٹھ ہی روز کے عرصہ مین انتقال کیا رحلت کے بعد راجہ گہونم راؤ پیشکار مدار المہامی کا کام دو مہینے تک انجام دیتے رہے انہین دنون مین سفیر انگریزی نے بھی امور سلطنت مین دخل دینا شروع کر دیا۔

میر عالم کی وزارت کا حال

آخر پنجم ربیع الاول سنہ ۱۲۱۹ھ مین میر عالم بہادر جو قید کئے گئے تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے انکو طلب فرما کر خلعت مدار المہامی سے سرفراز کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر نے پھر کبھی معاملات سلطنت مین دخل نہ دیا۔

سنہ ۱۲۲۰ھ مین میر عالم بہادر نے جشن سالگرہ مبارک نواب سکندر جاہ بہادر ترتیب دیا جسمین بہت بڑا تکلف کیا تھا چنانچہ اسی جشن سالگرہ مین میر جعفر علیخان بہادر و میر حسن علیخان بہادر کو جعفر یار جنگ و اسد نواز جنگ اور تین تین ہزاری منصب و رسالہ سواران صرف خاص اور نظام یار جنگ بہادر کو حسام الملک و محمد قمر الدینخان خوشنویس استاد حضور کو اکبر یار جنگ اور منصب سہ ہزاری و رسالہ صرف خاص اور منیر الدینخان قاضی دار السلطنت کو سکندر جنگ و منصب سہ ہزاری و رسالہ سواران و خطابات معزز سے سرفراز فرمایا۔

انہین دنون مین راجہ مہیپت رام جو بسرداری چالیس ہزار فوج بعہد نواب غفرانمآب بانسداد شورش پنڈارون کے لیے روانہ ہوا تھا حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر دار السلطنت مین واپس آیا چونکہ ان دنون مین خود غرضون کے خلاف واقعہ مخبری سے حضور کا مزاج معلی میر عالم بہادر کیطرف سے مکدر تھا اس نے موقع پا کر بطمع خدمت مدار المہامی اور بھی برانگیختہ کر دیا بالآخر سرجم صاحب وکیل انگریزی نے عزت باریابی حاصل کر کے میر عالم بہادر کی سفارش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راز سربستہ کھل گیا اور راجہ مہیپت رام شہر بدر قلعہ سگر شاہ پور کے جانب روانہ کیا گیا اس نے وہان پر فوج جمع کر کے سرکار سے مقابلہ کیا ادہر سے فوج انگریزی ملازم سرکار نظام

بھی اوسکی سرتابی کے لیے فوراً روانہ کیگئی آخر بعد جنگ و پیکار و قتل مسٹر گارڈن بھاگ نکلا اور ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین جا گھسا اور راجہ ہمپت رام کی جگہ گوبند بخش برادر راجہ چندو لعل سرداری لشکر پر سرفرازی پائی- اسی زمانہ مین سیندھیا اور والی برار سے انگریزون کی لڑائی کے بعد ہلکر اور راجہ بھرت پور سے لڑائی درپیش تھی جس سے مرہٹون کا زور بل ٹوٹ گیا-

انھین دنون مین میر عالم بہادر نے راجہ چندو لعل کے لیے خدمت پیشکاری کے لیے تجویز کی مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ شیر ال جو مختار دفتر مال و پیشدست میر عالم بہادر تھا اوس نے اس تجویز سے باز رکھا آخر میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور کے درمیان مین چندو لال کو سفیر مقرر کیا- اور جب راجہ سورج پرتاب مرگیا تو ۲۲ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ- بروز چہارشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی-

اور ۲۱ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ مین میر عالم بہادر نے انتقال کیا یہ شخص نہایت نیک نیت تھا خلق خدا کو بڑا صدمہ ہوا آخر اونکی نعش میر مومن کے دائرہ مین دفن کی گئی-

میر عالم بہادر نے اپنی وزارت مین مسافرون کے آرام کے لیے شہر چینا پٹن مدراس سے لیکر اورنگ آباد و پونہ و بمبئی تک کے رستو مین سرائین بنوائین اور دار السلطنت حیدرآباد مین تالاب میر عالم جسمین تین لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا ابتک موجود ہے اور باغ بارہ دری کنار رود موسی اور منڈی میر عالم کی ابتک یادگار ہے اور بعد وفات میر عالم بہادر کے خدمت

سرفرازی خدمت دیوانی منیرالملک بہادر

دیوانی پر اون کے داماد منیرالملک بہادر نے سرفرازی پائی

اور ۲ رمضان سنہ ۱۲۲۶ھ مین دُمدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب مین شام سے پہر رات تک ایسا ایک مہینے تک طلوع ہوتا رہا اور اسی سال مین جسونت ہلکر بھی مرگیا اور پونے مین منافقۃ شروع ہوا

پنڈاروں کا قلع قمع

اور سنہ ۱۲۲۹ھ مین پنڈارون سے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی مین فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا ہاتھ دراز کیا راستہ بند اور ہزارون گانون بے چراغ ہو گئے پنڈارے ایک لٹیری قوم تھی اور انکی بڑی جمعیتین مدت سے سیندھیا اور ہلکر وغیرہ مرہٹون کی فوج کے پیچھے پیچھے مثل گیدڑون کے رہا کرتی تھین اور ان غارتگرون نے دریائے نربدا کے متصل کچھ زمین بھی پیدا کر لی تھی۔ یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لیے اور خاص کر ملک سرکار نظام کے لیے بوجہ اونکی طرفداری انگریزون کے گویا ایک وبائے عالمگیر بن رہے تھے چنانچہ باجی راؤ پیشوا جو پونے مین رہتا تھا مرہٹون کی اس سازش کا سرغنہ اور اپا صاحب راجہ ناگپور بھی اسمین شریک ہو گیا تھا۔

آخر لشکر نظام اور مسٹر مالکم صاحب معہ فوج انگریزی انسداد پنڈارون کے لیے متوجہ ہوئے انجام یہ ہوا کہ سیندھیا نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی جسکی وجہ سے اسکی اولاد آجتک گوالیار مین راج کرتی ہے۔ اور امیر خان جو پنڈارونکا سردار تھا اوس نے بھی ہتیار ڈال دیا اسی سبب سے اونکی اولاد ابتک ٹونک مین مسند نوابی پر حکمران ہے مگر باجی راؤ برسر مقابلہ ہوا اور پونے مین رزیڈینسی کوٹھی پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیا لیکن کچھ بہت دم خم نہ رکھتا تھا اس لیے تھوڑے ہی عرصہ مین میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور ہر چند کئی مقامون پر مقابلہ کیا مگر اس سے کچھ نہ ہو سکا آخر گدی سے اوتارا گیا اور اوسکی ریاست سرکار انگریزی کی عملداری مین شامل ہو گئی صرف ستارہ کے آس پاس کا تھوڑا سا ملک راجہ ستارا کو جو سیواجی کی نسل مین تھا دیدیا گیا۔

باجی راؤ کے مغلوب ہونیکے تھوڑے ہی روز بعد اپا صاحب نے ناگپور مین جو انگریز تھے ان پر حملہ کیا مگر فوراً شکست کھا کر قید ہو گیا پھر چند روز بعد قید سے نکل پنجاب کیطرف بھاگ گیا اور

سکھو نمین کچھہ مدت تک بجالت گمنامی رہ کر مرگیا۔

جب امیر خان نے انگریزون کی اطاعت قبول کر لی تو پہر اور پنڈارے سردار بہی ایک ایک کر کے مغلوب مطیع ہو گئے ان سردارون مین چیتو سب سے آخر مغلوب ہوا تہا اس نے ایک بار ہلکر کی فوج مین پناہ لی اور اس فوج نے راجہ نابالغ کی سرپرست رانی تلسی بائی کو اس شک پر کہ وہ انگریزون کی طرفدار ہے قتل کر کے انگریزون کے مقابلہ کا ارادہ کیا چنانچہ اسوجہ سے سنہ ۱۸۱۷ء مین مہدپور کے میدان پر ایک بڑی بہاری لڑائی ہوئی اسمین فوج انگریزی فتحمند رہی اور ہلکر کی فوج کے مرہٹون و پنڈارون نے کامل شکست کہائی اسکے بعد ملہار راو ہلکر نے تو انگریزون سے سب سیدہی اسے ری قاعدے پر عہدنامہ کر لیا اور چیتو بہاگ کر آوارہ پہرتا رہا اور اسکا جتہا ٹوٹتا گیا انجام یہ ہوا کہ ملک خاندیس مین اسیر گڑہ کے پاس جنگل مین اسکو ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا اس لڑائی کے بعد مرہٹون کے سارے ملک بلکہ سارے وسط ہند مین سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا اور لٹیرون سے امن و چین ہو گیا۔

مبارز الدولہ و سپاہیان انگریز سے لڑائی

اور سنہ ۱۲۳۰ہ سترہوین رمضان کو غیا بین مردمان ہمراہی نواب مبارز الدولہ بہادر اور سپاہیان فوج انگریزی کے ایک حیاط پر مناقشہ ہو کر یہ نوبت پہونچی کہ جمعیت انگریزی نے مبارز الدولہ کی حویلی پر چڑہائی کی اور لڑائی شروع ہو گئی چونکہ نواب مبارز الدولہ بہادر ایک مرد دلاور و جری تھے انہون نے بہی انکا جواب دیا اور برابر ثابت قدمی سے لڑتے رہے اس اثنا مین ایک حبشی افسر پلٹن پر حملہ کیا اور اوسکا کام تمام کر کے توپ کو اولٹ دیا یہ خبر سنتے ہی نواب سکندر جاہ بہادر نے معرفت راجہ چندولال لشکر انگریزی کے افسر کو کہلا بہیجا کہ جلد یہان سے فوج چلی جائے اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مبارز الدولہ بہادر کو اپنے پاس طلب فرمالیا اور انکو مصلحت وقت کے لحاظ سے قلعہ گولکنڈہ

مین نظر بند کیا تھوڑی مدت کے بعد پہر قلعہ سے بلوالیا اور حویلی عالیجاہ کی اون کے لیے مرحمت ہوئی۔

انہین دنون مین راجہ چندولال بخطاب مہاراجگی و علم و نقارہ او رمنصب شش ہزاری چہہ ہزار سوار سے اسی کارگذاری کے صلہ مین سرفراز ہوے۔

ملاحظہ فوج جعفر یار جنگ بہادر اور ۱۲۳۲ھ مین پانزدہم ذیحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر رباغ قدسیہ مین رونق افروز ہوئے تو نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت و توپخانہ کو ملاحظہ اقدس و اعلی سے گذرانا چنانچہ بعد بلاحظہ جمعیت کے حضور نے خوشی ظاہر فرمائی۔

بد ہوائی مین جہگڑے کا حال ۱۲۳۳ھ مین امساک باران سے گرمی کی زیادہ شدت ہوئی اور وبا کا زور ہوا اس ہیضہ کے زور و شور مین ایک روز ہنود سوانگ بنائے ہوئے پوجا کرنیکے لیے دیول کو جارہے تھے اور اون کے ساتھ سامان پوجا پاٹ بکری و مرغ وغیرہ تہا یہ لیکر بڑی دہوم دہام و بھیڑ بہاڑ سے گاتے بجاتے مکہ مسجد کے سامنے سے گذرے مکہ مسجد کے شہدون نے انکا سب سامان پوجا لوٹ لیا اور ایک جہنڈا مکہ مسجد مین کہڑا کردیا ہنود اور مسلمانون مین یہ فساد شروع ہوا اور تین دیولین توڑ ڈالی گیئن قریب تہا کہ تیغ و خنجر سے کام لیا جائے مگر راجہ چندولال کی فہمایش سے وہ فتنہ فرو ہوگیا۔

عہدیون کی لڑائی کا حال سب سے پہلے خنجل گوڑہ پر عہدیون سے وصول زر قرضہ پر لڑائی ہوئی حضرات عہدوی بعہد نواب غفرانماب خنجل گوڑہ مین آباد ہوئے نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے علاقہ پایگاہ مین دس ہزار سوار بحکم اعلیحضرت غفرانماب مامور کئے گئے اور اون مین دلدار خان عہدوی جمعدار معہ دوسو سواران عہدویہ کے مامور ہوکر خنجل گوڑہ مین قیام پذیر ہوا دلدار خان حضور رس بہی تہا اور رسالہ نواب مشیر الملک بہادر مین بہی رفتہ رفتہ چار ہزار عہدوی

افغان نوکر ہو گئے اور چنچل گوڑہ اِن کے تاجرون اور نوکر پیشہ سے خوب آباد ہو گیا اور داد وستد کا سلسلہ بہی جاری ہُوا انہین لوگون مین سے ایک پیرزادہ سلطان میان نامی ارسطو جاہ کی سفارش سے دو ہزار سوار پیادون کا سردار بنا اور محلات کٹنگ گری وکنگادی اوسکو سرکار سے عنایت ہوئی اور بعہد مدار المہامی ارسطو جاہ بہادر میر عالم بہادر انکا ستارہ چمک رہا تہا بعد انتقال دلدار خان افغانان مہدویہ نے اپنا قرضہ سختی سے وصول کرنا شروع کیا چنانچہ سلطان میان پیرزادے بہی قرضدار تھے اِن سے اوسیطرح معاملہ کیا گیا اور بُری طرح سے پیش آئے آخر ۲۸ رمضان سنہ ۱۲۳۰ھ بوقت شب سات شخص قوم سلیمان زی کے سُلطان میان پیرزادہ کے مکان پر آئے اور اون سے لڑنا شروع کر دیا پیرزادہ صاحب نے بہی اونپر حملہ کیا اور طرفین سے چند جانین ضائع ہوئین - اِس واقعہ کے بعد سنہ ۱۲۳۸ھ مین لبیین خان فرزند دلدار خان جمعدار نے ایک روز مشیرآباد مین ایک مسلم سے کہا کہ ہمارا دین کیون نہین قبول کر لیتے ہو

مولوی عبدالکریم صاحب کی شہادت کا حال

اسپر یہ دونون مذہبی تکرار کر رہے تہے مولوی عبدالکریم صاحب پاس مسجد جلوخانہ میر عالم بہادر مین جسکو اب منڈی میر عالم کہتے ہین آئے اور لبیین خان جمعدار مہدویہ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ فضائل مہدی بیان فرمائین مولوی صاحب نے فرمایا کہ کس مہدی کے کیونکہ بقول تمہارے ایک مہدی ہین جنکی مہدویت ہمارے نزدیک ثبوت کو نہین ہو سکتی ہے اور دوسرے مہدی وہ ہین جنکا ظہور ہونے والا ہے یہ بات سُنکر لبیین خان کو مذہبی حرارت سے غصہ چڑھ آیا اور بحالت غضب کہنے لگا کہ ہمارے مہدی سچے ہین جو انکا قائل نہین وہ گردن زدنی مطلق ہے جب مولوی صاحب نے لبیین خان کو آمادہ فساد دیکھا تو مسجد سے باہر چلے جانے کے لیے کہا اور لوگون نے اوسکو باہر کر دیا مگر اِس کشاکشی مین اوسکے کہین پیشانی پر کھردنا لگ گیا اور ایک دو قطرے خون کے بہی ٹپک پڑے

وہ حوض جلوخانہ پر بیٹھ گیا اتنے مین ایک مہدوی زادے کی نظر اوس پر پڑی اور اوسنے
دیکھکر اپنے ہم قوم مین خبر دی قریب شام بلا تعداد مہدوی لوگ جلوخانہ مین بہر گئے
اور ہنگامہ مچا دیا چونکہ سلخ ذیحجہ سنہ ۱۲۴۲ تھی اور سپہر الملک بہادر جیتہ مین علم استادہ
کرنے چلے آئے تھے جب یہ سُنا تو مہدویون کو منع کیا چنانچہ حکیم خواجہ احمد خان نے
ان لوگون کو سمجھایا مگر کب باز آتے تھے اتنے مین دائم خان بہادر اور حسن خان
بہادر جمعداران ہندوزی اہل نشتن بہی آگئے اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ
اس موقع پر یہان سے اوٹھ چلئے مولوی صاحب نے کہا کہ جب مین مدینہ طیبہ مین مقیم تھا
جناب سلطان الانبیا صلعم نے خواب مین ارشاد فرمایا کہ اے عبدالکریم تو حیدرآباد
جا وہان تیری آرزوے شہادت برآئیگی لہذا مین یہان سے اب اور کہین نہین
جا سکتا اور نہ اس مسجد کو چہوڑ سکتا۔ القصہ عنایت خان پردوزی ہالی پہ سوار ہوکر مسجد
مین گہُسنے کا ارادہ کیا دائم خان اور حسن خان بہادر دونون نے روک دیا اور کہا کہ بہائی
عنایت خان تمکو یہ مناسب نہین ہے کہ مسجد مین فساد برپا کرو اگر فساد کروگے تو یاد
رکہو کہ قیامت تک فریقین مین تلوار چلتی رہے گی مولوی صاحب پر اس قدر ظلم کرنا
قرین مصلحت نہین اور نہ یہ فعل جوانمردی مین داخل ہے لیکن عنایت خان نے
نہ مانا آخر نیامون سے تلوارین نکل پڑین عنایت خان مارا گیا اور دائم خان نے بہی
جام شہادت نوش کیا حسن خان نے بہی سخت حملہ کیا اور خود بہی زخمی ہوا چودہ مہدوی
زادے قتل کئے گئے آخر بہت سے مہدوی لوگ اندر گہس آئے اور بندوقون کا
فیر کیا تاج محمد خان اور ایک عرب نے عین نماز سنت مغرب مین شہادت پائی اور
یسین خان اور مہدوی زادے مولوی صاحب کی تلاش مین تھے اتنے مین مولوی صاحب نے

نہایت استقلال سے آواز دی کہ ادہر آؤ مہربان مین یہان منتظر وقت ہون یہ سنتے ہی یسین خان مولوی صاحب کے سینہ بے کینہ پر چڑہ بیٹھا اور خنجر سے اونکو شہید کر ڈالا اور اسپنے چودہ مقتولونکی لاشے اوٹھا لیگئے۔ اور سید نصرت مہدوی زادہ داروغہ ہرکارگان نے بہت جلد حضور مین جاکر اِس واقعہ کو ظاہر کرکے عرض کیا کہ مولوی صاحب خود ہی اپنی جہالت سے مارے گئے۔

دوسری محرم بروز چہارشنبہ سید نورالاولیا صاحب نے علماء دارالسلطنت کو اطلاع دی کہ ایک رکن رکین مذہب سنت وجماعت کا ناحق خون ہو گیا جسکا انسداد فی الوقت نہو سکا اِس لیئے جایز ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کا بالاتفاق تدارک کیا جائے چونکہ ایک ایسا عالم جید اسطرح شہادت پا چکا ہے تو ایسا ہی دوسرے کی بہی نوبت آسنے والی ہے یہ سنتے ہی ذوالفقار خان بہادر شریعت پناہ بلدہ وقاضی شیخ حیات اللہ و مولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب اور مولوی غلامی صاحب مکہ مسجد مین جمع ہو گئے اور بروز جمعہ جہاد کا وعظ پکار دیا یہ سنتے ہی راجہ چندولال نے غوث خان جمعدار کی زبانی کہلا بہیجا کہ گو آپ صاحبون کا جمع ہونا درست ہے مگر مکہ مسجد شاہی محلات کے قریب ہے اِس سے بہتر ہوگا کہ جامع مسجد مین فراہمی کی صورت ہو اور ہم بہی آپ کے ہمراہ ہین المختصر ایک لاکھ آدمیون کا ہجوم ہو گیا اور ایک نشان محمدی بہی استادہ کیا گیا اب ہجوم عام وبلوۂ عظیم مین کون کسکی سنتا تہا اودہر مہدوی زادے بہی تیغ وبندوق وساز وسامان جنگ سے بہادرانہ مستعد ہو گئے اور ادہر سے نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر وصالح محمد خان وعبدالرحیم خان وبیر احمد خان ومحمد خان گگیانی وغیرہ جمعدار بہی اوٹھ کہڑے ہوے

اور دروازہ یاقوت پورہ سے نکل چنچل گوڑہ جا پہونچے اوسوقت فریقین سے گفتگو
یہ ہوئی کہ مہدوی زادے یسین خان کے دینے پر رضامند ہوگئے مگر ادہر سے تقاضا
مین روشن میان طلب کئے گئے چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر غفرانماب کے عہد مین
یہ لوگ ہمیشہ جنگ مین رہے تہے اب انکو ہاتھ پر ہاتھ رکہے ہوئے بیٹھا رہنا کب
گوارا تھا قصہ کوتاہ لڑائی چہڑ گئی پہلے نیاز بہادر خان اور شمشیر خان مہدوی سے
لڑائی ہوئی نیاز بہادر خان نے شمشیر خان کا کام تمام کردیا اور خود بہی زخم اوٹھا کر
شہید ہوا پہر سنرہ میان بہانجہ منصور خان نے مہدویون پر سخت حملہ کیا اور بعد قتل کئی
ایک مہدویون کے خود بہی شہید ہوگیا منصور خان نے بہی بہت سے مہدوی زادون
کو قتل کرکے شربت شہادت نوش کیا اور مرزا نصیر بیگ ولایتی نے بہی مہدوی زادون
کو تہ تیغ کرکے خود بہی شریک شہدا ہوا محمد خان گگیانی اور غلام جیلانی خان فرزند
گنو میان جمعدار و شیخ حیات اللہ اصل بانی قصہ نے سیکڑون لاشین میدان جنگ مین
گرادین اور خود زندہ رہا اس عرصہ مین جمعیت عرب بہی آپہونچی اور اونہون نے بہی
مہدویون کو نشانہ بندوق بنا لیا بیچارے اکثر مہدوی زادے میدان لڑائی سے
نکل اپنے گہرون مین جاکر پناہ لی اور رات بہی ہوگئی تہی لیکن اتنے مین اوس واقعہ
کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کے گوش زد ہوئی دفعتاً غضب سلطانی جوش زن ہوا آدہی رات
گذری تہی کہ بنام راجہ چندولال حکم صادر ہوا کہ معہ جمعیت انگریزی مقیمہ بولارم کو حکم
دیا جائے کہ وہ فی الفور آکر چنچل گوڑہ کو صبح تک خاک مین ملادین چونکہ راجہ چندولال
بہی مہدوی زادون سے داغ کہائے ہوا تہا فوراً حکم کی تعمیل کیگئی چار ہزار فوج مع توپخانہ
انگریزی و ہارنٹ صاحب و مارٹن صاحب وکیل سرکاری و سدرلین صاحب بہ تعجیل تمام آکر چنچل گوڑہ

کو گھیر لیا اور حکم کے منتظر رہے کہ صبح کو باغیون نے ہتیار ڈالدیئے بالآخر راجہ چندو لال کی سفارش پر اونکی جان بخشی ہوئی مگر حکم دیا گیا کہ آج سے تیسرے دن تک کل قوم مہدوی شہر سے چلے جائین چنانچہ کچھہ تو بجانب کرنول اور کچھہ ہندوستان کیطرف اور بعض غربا دیہاتون مین جا بسے اور جب چنچل گوڑہ مہدوی زادون سے بالکل خالی ہوگیا اور اونکا خاطر خواہ اخراج ہوچکا تو شاہ یار الملک بہادر کو معہ پلٹن کے چنچل گوڑہ مین رہنے کے لیے حکم دیا گیا صرف سلطان میان کے فرزند محمد صاحب میان اور کرار نواز خان بہادر جو تعلقات گنگا دتی و ملدرک مین تھے یہ دونون سردار قوم شریک بغاوت نہ تھے باقی رہ گئے

شہادت عزت یار خان بہادر صدر الصدور کا حال

اور ۱۲۴۲ھ مین عزت یار خان بہادر صدر الصدور اور مصاحب و معتمد سرکار و طبیب تھے اثناء راہ چار کمان مین چار مہدویون نے بغض دکھانے کے بہانے سے قریب جاکر اونکو جمدہڑ سے شہید کیا ایک اونمین سے نکل گیا اور باقی تینون راستے مین بھاگ رہے تھے اور جب مبارز الدولہ صاحبزادے کے دروازہ پر سے گذرے ان تینون کا کام تمام کردیا گیا۔ یہ خبر سنکر نواب سکندر جاہ بہادر نے طالب الدولہ حسن علیخان بہادر کو توال شہر کو حکم دیا کہ گھر گھر تلاشی ہو جہان کہین مہدوی پائے جائین گرفتار کیئے جائین اور آیندہ کے لیے بندوبست کردیا جائے کہ آنے نہین پائین۔

لطیفہ

راجہ چندو لعل کو اکثر شعر و سخن کا زیادہ شوق تھا ایک روز چندا نامی کنچنی جو بہت بڑی مالدار اور صاحب طبل و علم تھی ماہ لقا بائی خطاب تھا حاضر جوابی مین لاجواب تھی اور موزونیت طبعی مین زبانزد خاص و عام تھی اس کے روبرو راجہ چندو لال نے یہ مطلع پڑھا

ہے چین کہان جب سے مری آنکھ لڑی ہے
ملنے کی نجومی تو بتا کون گھڑی ہے

چند اسنے فی البدیہہ جواب دیا ۔

پہلے ہی سے چلا کے مری دلگی بستے ہیں	اے مرغ سحر چپ ہو ابھی رات بڑی ہے

وفات حسرت آیات نواب سکندر جاہ بہادر — المختصر این واقعات کے دو سال بعد نواب سکندر جاہ بہادر کی ایک صاحبزادیکا انتقال ہو گیا جس سے آپکو محبت زیادہ تھی اور اوسی اشتداد غم مین آپکا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا آخرایسے رعایا پرور رحمدل رئیس کو بیماری نے آگھیرا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچھہ سود مند نہ ہوا ۴۱ سال کی عمر ۲۶ سال حکمران رہکر ۲ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ بروز جمعہ انتقال ہوا خلق خدا مین ایک شور عظیم گریہ و بکا کا تہا آخر صحن مکہ مسجد مین دفن کئے گئے آپکا مزار پر انوار آپ کے جدہ ماجدہ کے پہلو مین ہے ۔

تاریخ رحلت

چون سکندر جاہ از آفاق رفت	ہر مکان شد از غمش بیت الحزن
برکشیدم آہ گفتم سال او	راہی فردوس شد شاہ دکن
کرد شاہ دکن ز دہر کنار	در ہزار و دو صد و چہل و چہار

آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال سے سب مین بڑے نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصف جاہ رابع اور دوسرے نواب بشیر الدین علیخان بہادر صمصام الدولہ اور تیسرے نواب میر گوہر علیخان بہادر مبارز الدولہ اور چوتھے میر تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ پانچوین نواب میر تہور علیخان بہادر منور الدولہ اور چھٹے نواب میر ذو الفقار الدولہ بہادر اور ساتوین نواب میر محمود علیخان بہادر اور آٹھوین نواب میر داور علیخان بہادر قمر الدولہ نوین نواب میر فتح علیخان بہادر مظفر الدولہ تھے اور آٹھہ ہی صاحبزادیان

ان سب مین سے بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے نواب فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ جو سب سے بڑے دیندار عالم متقی تھے سریر آرائی دولت آصفیہ ہوے جنکا ذکر خیر و حال سلطنت ہدیہ ناظرین ہے -

ذکر خیر سریر آرائی سلطنت آصفیہ نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصفجاہ رابع خلد اللہ ملکہ و دولتہ

آپ شنہ۱۲ مین پیدا ہوئے اور بعد انتقال نواب مغفرت منزل کے اوسیوقت راجہ چندو لال نے آپ کے نام سے منادی کروادی اور بعد زیارت خود بدولت سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور اپنے جلوس میمنت مانوس سے رونق تازہ دی ارکان دولت و اعیان سلطنت و سفیر سرکار انگلشیہ حاضر دربار شاہی ہوئے نواب منیر الملک بہادر اور نواب شمس الامرا بہادر و راجہ چندو لال اور مارٹن صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزیہ نے نذرین پیش کین اور ایک جدید عہد نامہ حسب عہد نامہ سابقہ مابین سرکار عظمت مدار و سرکار دولت مدار مرتب ہوا -

انہین دنون مملکت دکن مین خشک سالی نے اپنا زور دکھلایا دو سال تک قحط رہا منجانب حضور سلطانی حکم صادر ہوا کہ بنی نوع انسان کی حفاظت کیجائے اور غلہ کے بہم پہونچانے اور مہیا رکھنے کے لیئے بندوبست کامل کیا جائے -

اور خود بدولت بغرض سیر و شکار سرورنگر و نظام نگر و قلعہ محمد نگر کیطرف معہ محلات شاہی و خدم و حشم متوجہ ہوئے -

سنہ۱۲۴۶ مین بروز عید الفطر دربار آراستہ ہوا اور ارکان دولت و اعیان سلطنت نے نذرین پیش کین و خلعت و جایزہ سے سرفراز ہوئے -

اور بعد برخاست دربار شاہی چند سپاہی ہمرائیان محمد صاحب میان خلف نواب سلطان یار صف شکن جنگ دیوان عام مین آکر اپنی تنخواہ کے لیے محمد صاحب میان کو روکا اور بقیہ تنخواہ کے خواستگار ہوئے بعد گفتگو طویل نوبت جنگ کی پہونچی اور خود معہ دو سپاہیون کے حق نمک شاہی سے سبکدوش ہوئے۔

اور سنہ ۱۲۴۶ھ مین پل چادر گھاٹ بحکم نواب ناصر الدولہ بہادر تیار ہوا - تخمیناً پچاس ہزار کا صرفہ ہوا

تاریخ بنائے پل

ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ	کہ عدیلش کسے ندید نگاہ
شد چو حکمش بہ راجہ چندو لعل	زود سازند پل بہ شام و پگاہ
با سر عقل میجر استورٹ	پل بنا کرد مثل مہر و ماہ ۱۲۴۶ھ

مبارز الدولہ کی شورش

انہین دنون مین نواب مبارز الدولہ بہادر نے چند روز پیشتر روہیلون کی جمعیت نوکر رکھی تھی باتفاق زمانہ کئی مہینے کی تنخواہ دستیاب نہوئی مرشدزادہ بہادر نے چاہا کہ کار پردازان سرکار کو توجہ دلاکر متنبہ کردن چنانچہ اسی بناپر کچھ شورش مچائی اہلکاران سلطنت نے انکو جمعیت انگریزی کے ساتھ قلعہ محمد نگر مین روانہ کردیا پھر دو سال کے بعد اپنے مسکن و مقام پر حصول اجازت سلطانی واپس آگئے -

سنہ ۱۲۴۶ھ مین موسی ندی کو طغیانی ہوئی اور فصیل بازدے پل قدیم شکست ہوگئی بازار گھانسی و حوض چار محل و بازار سدی عنبر وغیرہ بہہ گیا - اسی سال جشن سالگرہ مبارک قرار پایا اور بتقریب جشن سالگرہ راجہ چندولال کو راجایان راجہ خطاب ہوا اور شش ہزاری پنجہزار سوار و جاگیر منصب سے سرفرازی ہوئی - علی ہذا اور امرا دولت بہی آصفیہ خطابات و مناصب سے مفتخر ہوئے -

سکھہ اور عربون کی لڑائی کا حال

سنہ ۱۲۴۷ء مین مابین سپاہیان جمعیت عروب اور سکھون کے خونریزہ لڑائی ہوئی اسکا قصہ یون ہے کہ عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد عبادی ببر یار جنگ بہادر جمعداران عرب کے علاقہ مین اور دو ہزار جوانان عرب تازہ وارد کی بہرتی ہوئی یہ امر جمعیت سکھون کو ناگوار گذرا چونکہ اونکو اپنی سپہ گری پر گھمنڈ تھا ہر ایک کی قوت کو اپنے سامنے ہیچ جانتے تھے عربون سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ایک روز اپنے غرور مین آکر جلوخانہ راجہ چندولال مین عربون سے باتیغ و خنجر مقابلہ کیا عرب تو ایک بلا کے پتلے اور دانشمند ہین ایکبار کچھہ تھوڑے ہی سے سکھون کے قتل پر اکتفا کر کے خاموش ہو رہے مگر سکھون نے جب پہر شرارت شروع کی تو بار ثانی شجاعان عرب نے سکھونکی خوب ہی خبر لی کم و بیش دوسو جوانان سکھہ کا سر کاٹ اور بال پکڑ کے شہر مین تشہیر کر کے انکا ساز و سامان لوٹ لیا مہاراجہ چندولعل نے انکی بزدلی دیکھہ کر موقوفی کا حکم دیا حضور سلطانی سے بہی سکھون پر عتاب نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ یہ لوگ شہر بدر کر دئیے جائین چنانچہ سکھون نے اپنی بود و باش اننت گری مین اختیار کر لی اور اب تک بہی چند سکھون کے مکان اننت گری مین موجود ہین۔

اس واقعہ کے بعد عربون کا زور و شور شروع ہو گیا ان لوگون نے سلسلۂ ملازمت کے علاوہ دادوستد کا طریقہ جاری کر دیا اور زرِ قرض کے وصول کرنے مین سختیان شروع کین جنکی سختی کا کوئی متحمل نہین ہو سکتا تہا سیکڑون روپیہ کے مالک اور لاکھون روپیہ کی جاگیر و مقطعہ جات پر قابض ہو گئے اور بیحد سود سے نفع اوٹھایا اور ایک ایک جوان عرب دو دو تین تین جگہہ پر مامور ہو کر تنخواہ پانے لگا۔

سنہ ۱۲۵۱ء مین راجہ چندولال بہادر نے اپنے نواسہ راجہ نریندر بہادر فرزند راجہ دہراج کی

شادی کا جشن ترتیب دیا اور اِس تقریب مین حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر بہی ضیا گستر و رونق افروز ہو کر بانیان جلسہ کو معزز اور ممتاز فرمایا۔

جوانان لین و روہیلون و عربونکا مناقشہ

انہین دنون مین جوانان لین و روہیلون کے درمیان ہنگامہ برپا ہوا اصل اِسکی یہ ہوئی کہ ایک روہیلہ کارروان مین ایک دوکان پر غلہ لے رہا تھا اتنے مین کہین ایک جوان لین کا بہی غلہ خریدنے آنکلا اِن دونون سپاہیون مین تکرار ہوگئی اور دونون زخمی ہوئے یہ حال دیکہکر دونون طرف کے لوگ جمع ہوگئے اور لڑائی چہڑ گئی ادہر غلام حسین کمندان لین زخم کہا کر گہر آیا اور پچاس جوانان لین اوس کے مارے گئے اوس نے بیس ہزار جوانان پلٹن فراہم کرکے مع توپخانہ دروازہ پُل قدیم کے باہر مستعد پورہ اور کاروان تک فوج کو جما دیا۔ ادہر روہیلہ بہی کم سے کم چار ہزار جمعیت روہیلون سے جمع ہو کر شاہ شبلی صاحب رح کی درگاہ اور پہاڑیون مین مورچے قائم کرکے مستعد بجنگ ہوگئے قریب تہا کہ معرکہ جنگ گرم ہو یہ سنتے ہی راجہ چندو لال نے سرداران عرب مثل عبد اللہ بن علی تدبر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی ببر یاور جنگ کو مقام معرکہ پر روانہ کردیا اور اِن دونون سرداروں نے فریقین مین صلح کرادی اس قصہ کا یون خاتمہ ہوگیا اِس کے ایک سال بعد ۱۲۵۲ھ مین روہیلون اور عربون کے درمیان صورت قضیہ واقع ہو کر ہر دو فریق باہم لڑ مرے تفصیل اِس واقعہ کی یہ ہے کہ ایک روز حسین یاور جنگ کے مکان پہ ایک عرب اور ایک روہیلہ اپنا قرض مانگنے گئے اِن دونون مین تکرار سے تلوار کی نوبت پہونچی اور طرفین کے چار جوان باہم لڑ کر قتل ہوئے اِس کے ساتہہ ہی شہر مین ہنگامہ مچگیا اور بہت سے عرب روہیلون کے ہاتہ سے ہلاک ہوئے بالآخر سرداران عرب نے راجہ چندو لال کو ایک معقول رقم نذرانہ

دیگر روہیلون کو شہر بدر کروا دیا چنانچہ یہ لوگ دیہاتون مین جاکر زمیندارونکی نوکری اختیار کرلی اور بعض اپنے وطن چلے گئے۔ اب تو کوئی روہیلہ آنے ہی نہین پاتا ہے اگر کوئی بھولا بھٹکا آ بھی گیا تو فوراً بذریعہ پیڈ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

اہل حدیث دکن مین آنیکا حال ۱۲۵۵ھ مین مملکت دکن مین اہل حدیث آ گئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی سید احمد صاحب جو طریقہ نبویہ کے زندہ کرنیوالے تھے جب شیر سنگھ والی پنجاب سے لڑکر شہید ہو گئے تو انہین کے خلفا ملک ہندوستان مین منتشر ہوکر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازونکی وجہ سے افراط و تفریط ہوئی تھی اوسکو بتاتے اور تاریکیون سے نکالتے پھرتے تھے جنکا اصلی منشا یہ تھا کہ حکومت اسلام اور اس پاک مقدس دین مین جو دُنیا پرستون کی بدولت نوایجاد خرابیان واقع ہوگئین ہین ان رفع کیجاسے اور اسلامی قوت اور اسلامی عزت کو ترقی ہو اور وہی صاف چشمہ جسکی نہر سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے نکلی تھی مومنین کے دل و جگر مین جوش لے۔

چنانچہ انہین کے خلفاؤن مین سے دو شخص ایک مولوی ولایت علیصاحب اور دوسرے مولوی سلیم صاحب دارالسلطنت حیدرآباد مین آئے اور احادیث کے ترجمے و رسالہ کے ذریعہ سے اپنا اصلی مطلب نکالنا شروع کر دیا اسپر کسی نے شرک کا الزام قائم کیا کسی نے کافر کا خطاب دیا۔ آخر مولوی عنایت علی صاحب تو اور کہین چلے گئے مگر مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادہ نواب مبارز الدولہ بہادر تک اپنی رسائی پیدا کرلی اور اونکی طبیعت کو کرومات اور دنیوی خیالون سے پھیر دیا مرشدزادہ بہادر بھی علم دوست تھے اس لیے اونکے پوری مطیع ہو گئے ادہر مولوی سلیم صاحب نے یہ موقع غنیمت جانکر خفیہ بذریعہ خطوط اپنے ہم خیالون کو جو دہلی پٹنہ اور ۔ لاہور ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ سورت مین اس طریقہ کے پیرو لوگ کم سے کم دو لاکھ آدمیونکی

تعداد کا اندازہ تہا اونکو خط لکہہ بھیجا کہ ایک خاص تاریخ مین تمامی قلمرو ہندوستان مین ایکبارگی آتش فتنہ مشتعل کردین اور ہر جگہ تیغ و خنجر سے کام لین چنانچہ نواب غلام رسول خان والی قمرنگر کرنول نے بہی گیارہ سو ضرب توپ تیار کرلی اور ایک لاکہ روپیہ کا گولہ باروت فراہم کرلیا مگر یہ تدبیر پیش رفت نہوئی راز کہل گیا اور مولوی سلیم صاحب کی دستاویز مہری دستیاب ہوگئی اور صاحبان انگریز بمبئی سے حسین ساگر مین آگئے فوراً میجر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈینٹ سرکار انگریزی نے دربار شاہی مین حاضر ہوکر اسکا مفصل حال عرض کیا یہ سنکر نواب ناصر الدولہ بہادر کو سخت حیرت اور استعجاب ہوا نواب ممدوح الشان کے حکم سے جمعیت سرکار عالی نے مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ مین نظربند کیا اور مولوی سلیم صاحب معہ اپنے گروہ کے قید کیے گئے۔

قلع قمع قلعہ قمرنگر کرنول اس انتظام کے بعد دفعتًا کڑپہ سے انگریزی پلٹن کرنول پر جا پہنچی اور نواب غلام رسول خان سے قلعہ کے ملاحظہ کا حیلہ کیا نوابنے قلعہ خالی کرکے قریب ڈھائی سو جوانان عرب و روہیلہ کی جمعیت سے زہرہ بیٹہ مین جا بیٹھے فوج انگریزی نے اوپر توپون کے گولے اوتارے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین کے لوگ قتل ہوئے بالآخر نواب کرنول کو گرفتار کرلیا اور بسواری میانہ چناپٹن لیجا رہے تھے کہ راستہ مین مذہبی گفتگو پر نوابنے گالی دی اسپر اونکو وہین جمعدار نے قتل کرڈالا اور انکا تمام مال و اسباب سرکار انگریز نے ضبط اور اٹھارہ لاکہ روپیہ محاصلات کا ملک داخل دولت انگلشیہ کرلیا اور اون کے پس ماندگان کے لیے کسیقدر روزینہ مقرر کردیا۔

اس ذراسی ناقابلیت اندیشی سے ایسا ملک جو چھوٹی سی سلطنت اسلامیہ کا نمونہ تھا اہل ظہر چیر صاحبان انگریز کے تسلط مین چلا گیا اور نواب کے فرزند بامید سرفرازی ریاست وظیفہ لینے پر

رضامند نہ ہوئے۔ نواب کے خاندان کے تین صاحبزادیونکی شادی سنہ ۱۲۶۵ھ مین بڑی دہوم دہام سے ہوئین۔

انتقال نواب منیر الملک بہادر

اور اسی سال مین نواب منیر الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نے پچیس لاکہہ روپیہ کا قرضہ چہوڑکر انتقال کیا جسکا قرضہ سرکار عالی نے ادا فرمایا مگر اونکی جائداد تا لاب میر عالم اور کل جائداد بعنوان کفالت داخل سرکار کر لیگئی اور کسیقدر جاگیر پرورش خاندان کے لیئے چہوڑ دی گئی چونکہ اوس زمانہ مین اونکے خاندان کے سردار سراج الملک فرزند نواب منیر الملک بہادر صغر السن تہے اس لیے سنہ ۱۲۶۳ھ مین نواب ناصر الدولہ بہادر نے کل جائداد نواب سراج الملک بہادر کے تفویض فرمایا۔

سرفرازی وزارت براجہ چندولال

بعد وفات منیر الملک بہادر کے راجہ چندولال بہادر زمدت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اور باستقلال تمام اقتدارات مدار المہامی عمل مین لائے راجہ چندولال کی خیرات ابتک زبانزد خلائق ہے ہر روز دو ہزار روپیہ اور ہر منگل کے دن زر شاہی دس ہزار روپیہ سے کم خیرات نہین دیا جاتا تہا اور گوکل اشٹمی کے تہوار مین ایک لاکہہ روپیہ صرف کیا جاتا تہا علاوہ برین جو کوئی کم سے کم بارہ سو روپیہ نذرانہ گذرانتا اوسکی سو روپیہ سے کم ماہوار نہین ہوتی تہی چنانچہ انہین کارروائیون سے بہت لوگون نے سلسلہ ملازمت پیدا کر لیا مگر ساتہہ ہی اسکے یہ بہی ہوتا تہا کہ اونکی تنخواہین ماہ بماہ نہین ملتی تہین اور ملک کا انتظام گتہ داری پر محول تہا۔ القصہ اِن کے عہد وزارت مین داد و دہش کا بازار گرم تہا اور انتظام مملکت و صرفہ خزانہ شاہی انہین کے اختیار سے ہوا کرتا تہا چنانچہ انہین اسباب سے چندولال کا حیدرآباد مشہور ہو گیا اور جب محلات شاہی اور منصبداران دولت کی ماہوارین نملین تو نواب ناصر الدولہ بہادر نے راجہ چندولال کو معزول کر دیا۔ اور راجہ چندولال نے

۱۲۶۱ھ مین اس جہان فانی سے کوچ کیا کسی نے مادۂ تاریخ یہ کہا ہے

	سخی داتا گیا دُنیا سے اب ہائے ۱۲۶۱	

اور سراج الملک کو مدار المہام کیا پھر نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر اور اون کے بعد راجہ رام بخش پھر دوبارہ سراج الملک کو دیوانی سے سرفرازی بخشی۔

۱۲۶۸ھ بائیسوین ذی قعدہ کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ دسہرہ ایام عشرۂ محرم مین واقع ہُوا ہے اگر اہل ہنود رسوم دسہرا اور استادگی جھنڈہ وغیرہ عاشورہ مین کرینگے تو احتمال فتنہ وفساد کا درمیان اہل اسلام اور ہنود کے ضرور ہے اس سبب سے تمامی ہنود کو بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ ایام عشرہ مین جھنڈے وغیرہ کہڑا کرنا موقوف رکھین اور بعد گذرنے ایام عشرہ ۱۵ محرم ۱۲۶۹ھ کو رسوم دسہرہ عمل مین لائین۔ اگر کوئی اقوام ہنود سے باوجود جاری ہونے اشتہار ہذا کے خلاف کریگا تو وہ لائق سزا ہے پس اس باب مین تاکید مزید جانکر موجب اس حکم کے عمل کرین۔

شیعہ سُنی کی لڑائی کاحال ومعزولی کوتوال	اور طالب الدولہ حسن علیخان کے عہد کوتوالی

اور نواب سراج الملک بہادر کی وزارت مین شیعہ سُنی مین مذہبی امورات پر تکرار واقع ہوئی تو فریقین مین سخت لڑائی ہُوئی یہانتک کہ مرزا عباس شالی بنڈے پر اور کالے نواب میر صلابت علی کے مکان مین جو چادر گہاٹ کے پُل کے قریب تھے مارے گئے اور اون کے مکانون کو آگ لگادی گئی اور بہت سامال واسباب لوٹا گیا اس کے سوا اور بہت سے شیعہ مارے گئے بالآخر نواب ناصر الدولہ بہادر نے حسن علیخان کو توال شہر کو معزول فرماکر محمد وزیر کو کوتوال شہر مامور کرکے حکم دیا کہ جلد تر اس ہنگامے کا بندوبست کر دیا جائے تا امنیت خلق اللہ مین خلل واقع نہو۔ اور نواب سراج الملک کی عہد وزارت مین بہ سبب باقی

ملک برار دئیے جانے کا حال

رہجانے تنخواہ افواج کنٹنجنٹ کی حسب مطالبہ لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر باوجود عدم رضامندی مجبوراً سالانہ بچاس لاکہہ روپیہ محاصل کا ملک برار زرخیز بطور اہانی اس شرط پر سرکار انگریزی کے تفویض کیا گیا بعد وضع اخراجات کے باقی رقم سرکار نظام کے حزانۂ عامرہ مین داخل ہوا کرے ۔

اس کے بہوڑے ہی زمانہ بعد آخر ۱۲۶۹ء مین نواب سراج الملک بہادر بہی اس جہان فانی کو چہوڑ کر ملک عقبی کا راستہ لیا ۔

سرفرازی وزارت بہ نواب مختار الملک

اوران کے انتقال کے بعد نواب ناصرالدولہ بہادر نے اون کے بھتیجے میر تراب علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اس وزیر ارسطو تدبیر نے آغاز سال وزارت مین سب سے پہلے عربون کا زور توڑنا شروع کیا اور جنکے قبضہ مین ملک کی بڑی آمدنی ہتی اوس کے نکالنے کی تدبیر کی چنانچہ تیرہ لاکہہ روپیہ کا علاقہ عمر بن عوض سے سترد کر لیا گیا اور عربون کا قرضہ ادا کر کے پندرہ لاکہہ روپیہ کا ملک واپس کر لیا پہلے ہی سال وزارت مین چالیس لاکہہ روپیہ کی مالگذاری کا ملک مرہونہ چہڑالیا گیا اور دو ہزار نفر جمعیت عرب و روہیلون مین سے تخفیف کر دئیے گئے ۔

اسی سال فوج کنٹنجنٹ سرکار نظام وہیلونکی سرکشی کے دفع کرنے کو اور ایکہزار فوج معہ توپ خانہ گونڈونکی سرکوبی کے لیے مامور ہوی ۔

سنہ ۱۲۷۱ھ مین قحط پڑا اور بنی نوع انسان کی حفاظت کے لیے بندوبست کیا گیا اور اسی سال طریقہ گتہ داری کا عمل موقوف کیا گیا اور تشخیص مالگذاری کے لیے امانت و دیانت دار اہلکار معتبر کیے گئے ۔

سنہ ۱۲۷۲ھ مین ملک کی رونق شادابی پر نظر آنے لگی اور سلطنت کا اعتبار بہی زیادہ بڑہ گیا

اسی سالمین بردہ فروشی کا طریقہ بند کردیا گیا۔

المختصر نواب ناصر الدولہ بہادر ایک روز بطور سیر ماہ شعبان مین تشریف فرمائے سرورنگر ہوئے دفعتاً ۲۲ ماہ مذکور کو بعارضہ اسہال علیل ہوگئے اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر ۲۸ ماہ مذکور کو سرورنگر سے بلدہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج مین بدرجہ کمال ضعف تہا اثنائے راہ مین میانہ سواری لمحہ لمحہ اوتارتے ہوئے داخل محلسرائے شاہی ہوئے بیماری کا وہی حال رہا ۱۹ روز تک بیمار رہے آخر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ کو چار گہڑی رات گذری تہی کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی ۴۶ سال چند ماہ کی عمر پائی ۲۸ سال دس ماہ پانچ روز حکمران ریاست رہے یہ رئیس بڑے دیندار خداپرست پرہیزگار متقی عالم و عادل تھے آپ نے اپنی ساری عمر مین انگریزی کپڑا کسی قسم کا نہین پہنا۔ اور جب بزرگان دین کی زیارت کے لیے سواری جایا کرتی تہی بعد نذر نیاز کے مراجعت کے وقت کسی کو روپیہ کسی کو اشرفی خیرات کرتے ہوئے آتے تھے جنکی وفات کا صدمۂ عظیم رعایا و اہل ملک کو پہونچا شہر مین کہرام مچگیا آخر بعد ادائے نماز جنازہ صحن مکہ مسجد دار السلطنت حیدرآباد مین دفن کیا گیا۔ چنانچہ مولوی حافظ محمد شمس الدین فیض عارف کامل و شاعر حق گفتار نے جو تاریخ وفات نواب ناصر الدولہ غفران منزل کہی ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

قطعۂ تاریخ وفات

درین دیر خراب آباد بے بنیاد عالم کش	قضا گردید روزے بار باب ناصر الدولہ
جہانی گشت محزون زانتقال آنجہان پرور	اجل شد طوق گو در رکاب ناصر الدولہ
چو بر باب آنچنان آمد سنش ای فیض رضوان گفت	بخلد لم یزل آمد جناب ناصر الدولہ

اور آنجناب کی اولاد مین سے اول نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ بہادر ہین جنکا ذکر

خیر آئیندہ ہونے والا ہے - اور دوم نواب میر جہانگیر علیخان بہادر روشن الدولہ تھے

ذکر خیر سریر آرائے نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصف جاہِ خامس خلد اللہ ملکہ و دولتہ

نواب افضل الدولہ بہادر سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے اور ۱۴ رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ بروز سہ شنبہ سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور دربار منعقد ہوا ارکان دولت و اعیان سلطنت و امرائے عظام و راجہ مہاراجہ و ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ دولتِ انگلشیہ معہ چند نامور انگریزی عبدة دار حاضر دربار شاہی ہوئے -

نواب سر سالار جنگ مدار المہام سرکار عالی و راجہ راجایان مہاراجہ نرندر پرشاد نبیرۂ راجہ چندو لال اور امرائے دولت و ارکانِ سلطنت و رزیڈنٹ صاحب بہادر کی نذرین گذرین اور ہر ایک موردِ الطاف خسروانہ ہوکر دربار برخاست ہوا -

نواب افضل الدولہ بہادر نے تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف اور پچھتر اشخاص بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف و حصن حصین کے پڑہنے والے اور گیارہ جماعتیں مولود خوانون کی اور پانچہزار جوانان علی غول سے جدید مامور فرمائے -

اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کئے گئے تھے ختم کرتے تھے اور بعد ختم شیرینی تقسیم ہوتی تھی اور خود بدولت بھی کبھی کبھی ختم قرآن مین تشریف لاکر شریک رہا کرتے تھے اور کسیکو تعظیم کے لیے اوٹھنے کا حکم نہ تھا - غرضکہ نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم اور خدا پرست و بیدار سکے موحد خدا ترس درویش دوست اور علماء و فضلاء دوران و حفاظ کی بڑی توقیر و قدر کرتے تھے درویشون اور حاجتمندون کے ساتھہ ایسا سلوک فرمایا کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنا دیا جاگیرین عنایت کین اور جہاز تیار کرواکے حاجیون کے

لیے دقف فرمایا سخی رحیم اور دنیا میں کا یہ حال تھا کہ جو سائل سامنے آیا اوسکا دامن
زر و جواہر سے بھر دیا جاتا تھا۔

اور لہو و لعب سے بالکل پرہیز تھا چنانچہ حکم دیا کہ تمامی کلال خانہ شہر بند کر دیے جائیں
اور کوئی خرید و فروخت مسکرات و شراب شہر میں کرنے نپائے جسکا رواج آجتک چلا
آرہا ہے اور ترمیم چار کمان کیلیے حکم ہوا اور مکہ مسجد کا صحن جو چونے کا تھا سنگ بست
کر دیا گیا اور محل مبارک میں عمدہ عمدہ مکانات خوشنما وضع بنائے گئے اور ایک چوگھلہ جسکے
چاروں طرف چار مکان مسمی بہ آفتاب محل و مہتاب محل و تہنیت محل و افضل محل بہت ہی
خوشنما طیار ہوئے جنمیں لاکھوں روپیہ کے شیشہ آلات و جھاڑ کانچ وغیرہ سے آراستہ ہوئے
اور ہر عشرہ شریف میں تین لاکھ روپیہ خیرات میں صرف کیا جاتا تھا اور ہر دوازدہم شریف
و یازدہم شریف و ماہ صیام میں بریانی کی دیگیں باورچی خانہ شاہی سے مسجدوں و درگاہوں
میں روانہ کیجاتی ہیں چنانچہ آجتک یہی معمول جاری ہے۔ نواب افضل الدولہ بہادر کے
جود و سخا اور عدل و کرم و خصائل پسندیدہ کا تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا میں پہلے ہی ہدیۂ
ناظرین کر دیا گیا ہے۔

مفسدی کے اسباب اور اسکا خلاصہ اور سرکار نظام کی وفاداری دولت انگلشیہ کے ساتھ

نواب افضل الدولہ بہادر کی اوائل تخت نشینی کا دور
زمانہ تھا جسمیں بوجہ غدر ہندوستان انگریزوں
کے اوپر چاروں طرف سے آفت برپا تھی اقلیم ہندوستان کی فوجیں بدل گئیں جنمیں
امن و امان کا نشان تک نہ تھا تار ٹوٹ گیا ڈاک و ریل لٹ گئی جسکی لاٹھی اسکی بھینس کا مضمون
تھا قتل و غارت ہو رہا تھا دنیا عالم تاریکی میں پھنسی ہوئی تھی کلکتہ و مدراس تک شعلۂ
بغاوت بشدت تمام پھیلی ہوئی تھی لکھنو اور دہلی باغیوں کے بھاری مرکز تھے۔

خلاصہ اس بغاوت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک خبر بے بنیاد و لغو تمام ہوکر پھیل گئی کہ دولت انگلشیہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سارے راجاؤن اور نوابون کو بیدخل کر کے ہندوستان کو اپنی عملداری مین شامل کر لے۔

اور دوسرے یہ عذر یہ ہے کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے مذہب کو بگاڑ دے۔

باتفاق زمانہ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ کے شروع مین ہندوستانی فوج کے لیے نئی قسم کی رائفل بندوقین بھی ملین تھین اِن کے کارتوس کو بندوقون مین بھرنے سے پیشتر چربی وغیرہ سے چکنا نا ضرور ہوتا تھا مفسدہ پردازون نے اس امر کو ایک بڑی حجت گردان کر یہ ظاہر کیا کہ اِن کارتوسون مین سور اور گائے کی چربی لگی ہے۔ جس سے ہندو اور مسلمان دونون کا ایمان جاتا رہے گا۔

غرضکہ اول اول میرٹھ کی چھاونی مین ایک نہایت خوفناک مفسدہ برپا ہوا اور پھر آناً فاناً سارے ہندوستان اور آس پاس کے صوبون مین پھیل گیا اس فساد کے بڑے واقعات یہ ہین۔

پہلے میرٹھ دہلی کانپور اور اور مقامات مین ماہ مئی و جون و جولائی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ مین غدر مچنا اور ہندوستانی سپاہیون کے ہاتھ سے فرنگیون کے زن و بچے تک کا قتل ہونا

دوم ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور آخر کار ستمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ھ مین فوج انگریزی کا شہر دہلی کے حصن حصین پر ہلا کر کے اوسکو فتح کرنا۔

سوم لکھنو مین جو انگریز تھے انکا اپنی پناہ گاہ کو بچائے رکھنا۔

اور پھر جنرل ہیولاک اور اوٹرم کے ماتحت ستمبر ۱۸۵۷ء مین فوج انگریزی کا اون کی مدد کو پہونچنا۔

چہارم سرکالن کیمبل جسکو پیچہے لارڈ کلیڈ خطاب ملا اُسکے ماتحت فوج انگریزی کا دوسرے مرتبہ لکہنو
کے انگریزونکی مدد کے لیے جانا اور آخر ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۵ھ مین اودہ اور اوسکے آس پاس
اضلاع مین بغاوت کا بالکل مٹ جانا ۔

پنجم ۱۸۵۸ء کے شروع مین سر ہیوروز کے معرکہ آرائیون سے وسط ہند کا باغیون سے پاک
ہو جانا مفسدی کے وقت جو انگریز اس ملک مین متفرق موجود تہے وہ باغیونکی تعداد کے
مقابلہ مین بہت ہی تہوڑے تہے لیکن اون کے تذکرے مُفسدی کی تاریخ کو بڑی زینت حاصل ہے
اور انہین ایام مین گورنر بمبئی نے رزیڈنٹ حیدرآباد کو لکہا کہ دہلی باغیون نے فتح کرلی اور سیکڑون
انگریز قتل و برباد ہوگئے اور اِس وقت مصیبت مین اگر سرکار نظام کیطرف سے اُمید وفاداری
ہوئی تو ہم لوگون کا کچہہ ٹہکانا ہی نہین ہے ۔

گورنمنٹ ہند اور رزیڈنٹ حیدرآباد کرنل ڈیوڈسن نے اِس امر کو پورے طور سے تسلیم کرلیا
تہا کہ اگر حضور نظام نے ذرا ہی حرکت کی یعنے ایسے وقت مین انگریزون سے مخالفت کی
تو پہر انگریزی قبضہ بالکل جاتا رہیگا چنانچہ اوسوقت مراسلات جو درمیان رزیڈنٹ اور گورنمنٹ
ہند کے ہوئے شاہد حال ہین ۔

الغرض یہ سنتے ہی نواب افضل الدولہ بہادر نے انگریزونکی طرفداری مین قدم بڑہایا اور انکی جان
مال و آبرو کی حفاظت وحمایت دولت انگریزیہ کے لیے لشکر سرکار نظام مامور ہوا چنانچہ فوج کنٹنجنٹ
نظام سرزمین ہند و گوالیار اور قلعہ کالپی وغیرہ ملک مالوہ پر پہونچی اور چند منحرف راجگان
ہند کی سرتابی کرکے اپنی فتحمندی کا نقارہ بجایا اور بڑی خیرخواہی وثابت قدمی سے جنگ
و پیکار کرکے شعلہ فتنہ وفساد کو سرد کردیا ۔

اور اسی زمانہ غدر وخوف خطر کے موقع پر اپنے ملک اور ہم وطنون کی خیرخواہی وسرکار انگریزی

کی دنیا داری و ثابت قدمی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا اگرچہ دارالسلطنت حیدرآباد مین بھی چند مفسد بد اندیش کوٹھی رزیڈنسی پر حملہ کئے تھے مگر تاب آتشکاری نلاکر بھاگ کھڑے ہوئے چنانچہ طرہ باز خان اور علاءالدین گرفتار کیے گئے طرہ باز خان نے تو اوس زمانہ مین قید حیات سے نجات پائی اور علاءالدین نے دریاے شور کی سزا پائی۔

زمانہ بغاوت ہندوستان کے حال مین جہان ایسے ایسے عمدہ و عجیب تذکرون کے سننے سے دلکو تسکین ہو سکتی ہے اسیطرح باغیونکی کمال غداری کے واقعات سننے سے بڑا رنج ہوتا ہی باغیون نے اکثر موقعون پر نہ صرف انگریزہی کے قتل پر اکتفا کیا بلکہ اون کے بہت سی بیکس عورتون اور بچون کو بھی وحشیانہ حرکت سے ہلاک کیا۔

مگر حق تو یہ ہے کہ ان قانون کو اسکی پاداشس مین جو سزا ملی ہے او سمین انگریزون کیطرف سے بھی سخت ترین انتقام اور محض فضول بیرحمی عمل مین آئی۔

سراج الدین محمد بہادر شاہ ابوظفر اس اتہام پر کہ وہ باغیون کے سردار بنے پکڑے گئے اور اونکا ایک پوتا اور دو بیٹے بعد فتح دہلی گولی سے ناحق مارے گئے اور اکثر سردار و ناکردہ گناہ پھانسی پر لٹکا دیے گئے اور بادشاہ دہلی اخیر بتجویز مقدمہ کے بعد رنگون بھیجدیے گئے انہون نے ۱۹ سال بتعلق سلطنت اور ۶ سال قید جملہ ۲۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ روز سال جلوس سے بروز سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول ۱۲۷۹؁ مین قید حیات سے نجات پائی۔

لیکن سپاہیونکی بغاوت سے جو خرابیان اور دقتین پیش آئین اون سے یہ بھی نتیجہ پیدا ہوا کہ انگلستانی پارلیمنٹ نے مصمم ارادہ کرلیا کہ آیندہ حکومت ہند کمپنی سے متعلق نہ رہے بلکہ خاص ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کے قبضہ اختیار مین آجائے اور ملکہ ممدوحہ کیطرف سے ایک وئیسرا یعنی نائب السلطنت ہند مین اور ایک وزیر انگلستان مین مملکت ہند کا انتظام کر

چنانچہ اِس تجویز کے بموجب لارڈ کیننگ بہادر ہند کے سلطنت انگریزیہ کا اول ویسرائے مقرر ہوا اور اوس وقت سے ابتک ہر گورنر جنرل اِس خطاب سے ممتاز ہوتا ہے۔

الحاصل ۱۲۷۵ء مین بغاوت کا مفسدہ آہستہ آہستہ سب جگہ سے رفع ہوگیا اور باغیون کے دو چار گروہ جو باقی رہ گئے تھے اونکو بھی تعاقب کرتے کرتے تباہ و برباد کردیا۔

اوس وقت گورنر جنرل بہادر نے نواب افضل الدولہ بہادر سرکار نظام مین لکھا کہ ایسے نازک وقت مین حقِ وفاداری و ثابت قدمی جو آپ کی طرف سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اس سے نہایت شکرگذار ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آیندہ ان وفاداری کے نسبت اور طریقہ سے بھی خوشنودی ظاہر کی جائے گی۔

اور لارڈ کیننگ بہادر ولایت جانیکے قبل اور جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے مین انجام دیئے اونمین سے ایک یہ بھی تھا کہ سرکار انگریزی کے باجگذار فرمان روایان ہند جو زمانہ بغاوت مین سرکار کی وفاداری و خیر خواہی مین سرگرم رہے تھے اونکو سندین بھی عطا کین۔ جن سے وہ دولتِ انگلشیہ کے روسای ماتحت قرار پائے اور اونکی یہ خاطر جمع ہوگئی۔ کہ جو قول و قرار اونہون نے سرکار انگریزی کے ساتھ کئے ہین۔ اگر وہ اِن سب کو وفاداری سے پورا کرینگے اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کی اطاعت مین ثابت قدم رہین گے تو اونکی امن و آسایش و ریاست و حکومت عزت و عظمت مین کچھہ خلل نہ آئے گا اور فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اونکو کسیکو متبنی کر کے وارث ریاست مقرر کرنے کا بھی اختیار ہوگا۔

نواب مختار الملک بہادر وزیر سرکار نظام اور رزیڈنٹ صاحب بہادر پر قاتلانہ حملہ

۱۲۷۵ء مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت آصفیہ سرکار نظام اور کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ دربار سلطانی سے واپسی کے وقت ملاقاتی کمرے کے نزدیک پہونچتے ہی جہانگیر خان نامی ایک شخص نے اِن دونون پر

قرابین کا فیر کیا یہ دونون سردار تو بچ گئے اور جہانگیر خان تلوارون کے سایہ مین کرلیا گیا اور وہ ایک مہینے تک زندہ رہکر قید حیات سے نجات پائی - مگر یہ راز نہ کھلا کہ اوسنے ایسی حرکت کیون کی - نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی چنانچہ نواب ممدوح الشان نے رزیڈنٹ کو فوجی حلقہ مین بحفاظت تمام تا بکوٹھی رزیڈنسی پہونچا دیا -

اسی سال بادشاہ دہلی کا قدیم سکہ جو یہان مروج تہا حسب ایما گورنر جنرل لارڈ کیننگ صاحب بہادر تبدیل ہوکر ایک طرف نظام الملک آصفجاہ دوسری جانب ضرب حیدرآباد قرار پایا اور سر سالارجنگ کو انہین دنون مین دربار دولت آصفیہ مین مختار الملک وزیر اعظم کا خطاب ملا اور اسی برس ۱۰ صفر سنہ ۱۲۷۵ھ مین دمدار ستارہ نمایان ہوا - انہین ایام مین عبور و مرور خلق اللہ کے لیے بنا پل دروازۂ افضلگنج کی رکہی گئی اور سنہ ۱۲۷۶ھ مین پل تیار ہوا -

تاریخ تیاری پل

بعہد افضل الدولہ بہادر — نظام الملک آصف جاہ دوران
الٰہی تا بود تابان مہ و خور — بود خورشید اقبالش درخشان
نکو دیوان او مختار الملک است — کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر — سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
ز حسن رائے مسٹر این پل — بنا شد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے — ز معنی مصرع تاریخ برخوان
۱۲۷۶

اور آبادی افضل گنج نہایت عجلت کے ساتہہ شروع ہوئی اور ایک بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی اوسکے پہلو مین ایک بہت بڑا دار الشفا سنہ ۱۲۷۸ھ مین کہولا گیا - علاج کے لیے پہلے حکیم میر وزیر علیخان بہادر سلطان الحکما اور اونکے بعد مرزا علیخان بہادر حکیم الممالک مقرر کیے گئے ان کے بعد ڈاکٹر لو ہنٹ رزیڈنسی

سرجن وہان کا مہتمم ہُوا۔ اور اوس کے ماتحت حکیم تراب خانصاحب اور دو عیسائی عورتین متعین ہوئین اور اس شفاخانہ مین بیماران مرجوعہ کیلیے سرکار سے دوا و غذا اور اون کے آرام و آسایش کا کل سامان مہیا رکہا گیا ممالک محروسہ مین جابجا تعلقات و صدمقام پر دواخانجات کہول دیئے گئے۔ عدل و انصاف کے لیے عدالتین قائم ہوئین۔ اور تعلیم کے لیے مدارس قایم کئے گئے خاص دارالسلطنت مین آج دارالعلوم و مدرسۂ اعزہ و مدرسۂ عالیہ و مدرسۂ طبابت۔ علی ہذا تمامی ممالک محروسۂ سرکار نظام مین مدارس کہولے گئے۔

اور ۳۱ دسمبر ۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۷ہجری مین سرکار انگریزی سے ایک جدید عہدنامہ کی رو سے ملک شوراپور جو وہان کے راجہ کی بغاوت و سرکشی سے ضبط ہوا تہا سرکار نظام کو دیا گیا۔ اوس کے سوا رایچور دوابہ اور دہاراسیون ضلع کہی مسترد کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ قرضہ سرکاری کے مطالبہ سے سرکار برٹش انڈیا دست بردار ہوئی اور ۲۲ صفر ۱۲۷۸ھ مین نواب افضل الدولہ بہادر کو (نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) خطاب اور ملکہ معظمہ کیطرف سے جواہرات و طرہ و دستبند ہار سرپٹی۔ جیغہ کلغی اور دو تلوارین و ایک پیش قبض اور ایک سپر جواہر نگار دوشالہ کمخواب تحایف ۲۳ ماہ مذکور کو پیش ہوئے۔

اور نواب مختارالملک بہادر و نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لیے بہی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے تیس ہزار کے قیمتی تحائف آئے۔ اسی سال ۲۴ ذیحجہ کو بار ثانی ایک اور دمدارستارہ طلوع ہُوا۔

۱۲۷۹ھ مین بارش نہونے کی وجہ سے قحط واقع ہُوا ایک روپیہ کو ایک سیر چانول بکتے تھے نواب افضل الدولہ بہادر نے حفاظت بنی نوع انسان کے لیے پانچ لاکہہ روپیہ کا غلہ خرید کرواکے غریبون کی جانین بچائین —

سنہ ۱۲۸۰ھ مین ایک مجلس مالگذاری دار السلطنت مین قائم کی گئی مگر چند ہی سال بعد اوسکا شکست ہوا اور صدر المہام مالگذاری و صدر المہام عدالت و صدر المہام کوتوالی و صدر المہام متفرقات مامور ہوے بابر ثانی سنہ ۱۲۸۳ھ مین قحط سالی نے زور دکھلایا اوس انتظام و حفاظت مخلوق الٰہی کے لیے پانچ لاکھ روپیہ صرف کیا گیا اور جمعیت و لشکریو نکی تنخواہین بہی بڑھا دی گیئن ۔

تقسیم ملک اور اوسکا انتظام

سنہ ۱۲۸۴ھ مین ممالک محروسہ سرکار نظام پانچ صوبہ اور سترہ ضلع پر تقسیم کیا گیا ہر صوبہ پر ایک صدر تعلقہ دار یعنی کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اول تعلقدار یعنی کلکٹر معہ دو دو تین تین ماتحت تعلقداروں کے مقرر ہوئے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مامور کیا گیا۔ اور اسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات و صیغہ طبابت و محکمہ صفائی اور محکمہ تعلیمات قائم کئے گئے

پنجم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۴ ہجری اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی حضرت بندگانعالی متعالی حضور پر نور نواب میر محبوب علیخان بہادر مدظلہ العالی نے ولادت پائی اور اسی سال چوتھی جمادی الاول بعد از مغرب پورا چاند گہن ہوا۔

سنہ ۱۲۸۵ھ ۲۸ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ بہر دن چڑھے سورج گہن شروع ہوا۔ اور اوسکا عمل دوپہر تک رہا چونکہ تمام قرص کا گہن تھا اندھیرا ہو گیا تھا تارے صاف نظر آنے لگے تھے یہ حالت کوئی دس پل رہی ہوگی کہا جاتا ہے کہ ایسا گہن دو سو برس پہلے ہوا تھا اور اسی سال ابتدا ذی قعدہ مین نواب افضل الدولہ بہادر کا مزاج ناساز ہو گیا حکیم شفائی خان اور حکیم نادر علی معالج تھے۔ اخیر مین حکیم محمد اشرف اور فیض اللہ خان بہی شریک معالجہ ہوگئے تھے۔ لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا آخر ایسا حاتم دل رئیس تیرہ ذی قعدہ بروز جمعہ سنہ ۱۲۸۵ھ مین گو دنیا و اہل دنیا کو اپنی ماتم داری مین مبتلا کرکے رحلت فرمائی دروازے محلسرا اور شہر پناہ کے بند ہوگئے اور تیاری تجہیز و تکفین کی شروع ہوئی اور بعد ادائے نماز جنازہ مکہ مسجد مین دفن کئے گئے

کل بارا سال ایک ماہ بیس روز حکمران ریاست رہے اور ۴۲ سال کی عمر پائی۔ اس مدت سلطنت مین ایسے ایسے کار خیر و برکت کے ہوئے جسکا ظہور آجتک رعایا و اہل ملک کو ہر روز نظر آرہا ہے مگر ابہی اون کے عہد کے خیر و ثواب رعایا و اہل ملک کے نزدیک باقی ہے۔

حق تو یہ ہے کہ یہہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تہا۔ بہت سے اہل ہنر اونکی کمال پروری سے دار السلطنت حیدرآباد مین کہنچ آے۔ اور شہر حیدرآباد علم و ہنر کا معدن ہوگیا رعایا اون کے عہد سلطنت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجہتی ہتی۔

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان

ربی الممالک ماح الجنۃ — ولمد وحی فاح الجنۃ
قُلتُ تاریخ وفات لمرحُوم — افضل الدولۃ لراح الجنۃ

بعد رحلت فرمائی نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے بعد از مغرب نام نامی گرامی اعلحضرت قدر قدرت خداوندنعمت حضور پر نور بندگان عالی متعالی حضرت ظل سبحانی نواب میر محبوبعلیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے منادی ہوی اور آپ دو سال سات مہینے سات دن کے عمر مین جلوہ جلوہ افروز تخت سلطنت آصفیہ ہوے۔

ذکر خیر سر پرارای خاقان زمان اعلحضرت قدر قدرت ظل سبحانی گردون قباب حضور پر نور بندگان عالی حضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی زیارت کے روز ارکان دولت و اعیان سلطنت بالاتفاق بموجب مشورہ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم دولت سرکار نظام ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ھ دو پہر کے وقت اعلحضرت قدر قدرت خداوندنعمت حضور پر نور بندگان عالی متعالی نواب

میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے ۔ سانڈرس صاحب
رزیڈنٹ معہ دو افسرون کے حاضر ہوکر رسم ماتم پرسی ادا کی اور ارکان دولت نے تعزیت کی
نذرین گذرانین ۔ اور جلوس میمنت مانوس اعلیحضرت کا ۱۶ تاریخ بروز دوشنبہ منعقد ہوا سب
ارکان دولت و اعیان سلطنت اور رزیڈنٹ صاحب مع مسٹر فرزیر صاحب اور ڈاکٹر بالفور صاحب
اور ڈاکٹر ونڈ و صاحب کے علاوہ ۳۰ جلیل القدر سردار بھی حاضر دربار ہوے اور نذرین
مبارکباد کی گذرین ۔

نواب مختار الملک امور سلطنت کے لیے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا تا سن شعور نائب
حضور قرار پائے ۔

سنہ ۱۲۸۷ ہجری مین جشن رسم تسمیہ خوانی اعلیحضرت اقدس و اعلی پر تکلف سے ترتیب دیا گیا چنانچہ
اس تقریب مین شب کو جلسہ مین علما و فضلا دوران و ارکان دولت و اعیان سلطنت حاضر
دولتخانہ شاہی تھے ہر ایک نے بحسب مراتب جوڑے و خلعت و انعام و اکرام سے سرفرازی
پائی اور اسی شب مین کثرت روشنی سے شب ماہ کا مقابلہ کیا خصوصاً محلات شاہی اور
عموماً تمامی شہر مین بلکہ روشنی چارمینار کرۂ آتشین تھی علی ہذا افضل گنج سے تا بہ کوٹھی
رزیڈنٹ صاحب بہادر شادیانہ خوشی کے بجتے تھے گویا دن عید اور رات شب برات تھی
اور کل دفاتر سرکار عالیہ مین دو روز تعطیل رہی ۔

اور مولانا افضل العلما مولوی محمد زمان خانصاحب ایکہزار روپیہ ماہانہ پر اور اونکی تحت مین مولوی حافظ
حاجی محمد انوار اللہ صاحب اور مولوی محمد مصیح الدینخان صاحب اور نواب آغا مرزا سرور جنگ
و حافظ انوار الدینخان بہادر محبوب نواز جنگ و محمد مظفر الدینخان بہادر خوشنویس اور مرزا نصر اللہ
بہادر دولت یار جنگ اصفہانی ۔ اور تحصیل علم انگریزی کے لئے بھی کلارک صاحب بہادر اور

گرون صاحب بہادر و ٹاڈسن صاحب اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کے تعلیم کے لئے
مامور ہوے -

اعلیحضرت کے مصاحبون کا حال -

اور سب سے پہلے مصاحبت مین امراء عظام سے نواب محتشم الدولہ بہادر - اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظہر الدینخان بہادر بشیر الدولہ اور نواب امیر کبیر شمس الامرا سر خورشید جاہ بہادر اور نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر اور نواب ظفر جنگ بہادر وغیرہ -
اور مقربان بارگاہی و اتالیقی کے لئے نواب معز یار جنگ و نواب فیروز یار جنگ اور نواب فرخندہ یار جنگ بہادر اور نواب اقبال یار جنگ اور نواب شہوار جنگ اور نواب صدر الدینخان شرف یاب جنگ بہادر اور نواب مستحکم جنگ محبوب یار الدولہ اور نواب اکرام جنگ بہادر - اور نواب مرزا محمد علیبیگ خان بہادر افسر جنگ افسر الدولہ - اور نواب محبوب یار جنگ ناظم الدولہ وغیرہ مامور

مختار الملک کا پہلا دورہ

اور نواب مختار الملک کا پہلا دورہ ۱۲۸۷ھ مین معہ رزیڈنٹ صاحب بہادر اورنگ آباد کیطرف ہوا اور بعد معائنہ ملک بندر بمبئی تک گئے اور وہان پر گورنر بمبئی کے مہمان رہے اور پہر اورنگ آباد آکر کان گانو کی طرف گئے اور وہان پر لارڈ میو صاحب بہادر گورنر جنرل سے ملاقات کی اور پہر کچہہ روز بعد کلکتہ جاکر ویسرا سے بہادر کے مہمان رہے اسی سال حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدر آباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی اور اسی سال مین نواب مختار الملک وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ مدار المہام اعلیحضرت خدا اقتدار ملکہ و دولتہ کو حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے (نائٹ گرانٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا -

پھر سنہ ۱۲۹۵ھ مین نواب مختار الملک بجانب اعلیحضرت بارثانی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل ہند کے دربار مین شریک ہونیکے لیے بمبئی گئے اوراسی سال شہزادہ جارج رونق افروز ہندوستان ہوئے۔

جلوسی سواری اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کا حال

اور سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین اعلیحضرت کی سواری جلوسی بڑی شان وتجمل شاہانہ سے خاص محل مبارک سے آصف نگر کے باغ مین رونق افروز ہوئی۔ چنانچہ سب سے پہلے ایک نشان اور ہاتی پر علم اژدہا پیکر۔ پیچھے اسکے ہاتیون پر ہندوستانی ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ وعلم۔ برنجی اور فولادی نقارے اور دمامے اور شادیانے بجتے۔ بعد ان کے اور ہاتی ہودج سے سجے ہوئے سونڈون مین فولادی زنجیرین لیے گلے مین ہیکلین پیشانیان شام وشفق کیطرح رنگین۔ اوپر سنہری رپہلی ڈہالین۔ زربفت کی جھولین پائون تک لٹکتی کسی پر ہودج کسی پر عماری۔ ریشمی اور کلابتونی رسون سے کسی گردنون پر مہاوت لباس زربفتی سے ملبوس کمر مین کٹار ایک ہاتھ مین گجباگ دوسرے مین انکس جھومتے جہامتے چلے جاتے تھے آگے پیچھے چرکٹے سانٹے مار بہالے بردار برچھیت باندار فتیلے سلگائے بہاگے جاتے تھے۔

پھر سوارون کے پرے۔ سر سے پائون تک لوہے مین ڈوبے بہادر نوجوان۔ ترک بچے۔ افغان۔ حبشی۔ راٹہور۔ دو دو تلوارین حمائل کئے ہوئے۔ بعضون کے فولادی خودسرون پر دہرے۔ کمر مین قرولی اور کٹار۔ پشت پر گینڈے کی ڈھال۔ چارآئینہ کہنیون تک داستانے چڑھے ہاتھون مین برچہا لگا ہون سے خون ٹپکتا موچھون کو تاؤ دیتے گھوڑے اڑاتے چلے جاتے تھے۔

پھر سانڈہنیان خوش رفتار۔ اونپر شترسوار زرد وردیان پہنے ہوئے ہتیار لگائے جہارین

اوٹھاسے ہوئے اون کے بعد ارکان دولت کی ہمراہی پیادون کے غول اور سوارون
کے رسالے رنگا رنگ کے نشان جدا جدا پھریرے اُڑاتے چلے جاتے تھے۔
پھر شجاعان عرب کی جمعیت کا جمگھٹا اور اون کے غول ضامنی کہتے ہوئے
اُچھلتے کودتے نیفلے بندوقون کے سنگے ہوئی کمرین بکتین وجنبیہ لگائے ہوئے گذر گئے
تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑ کے
دکنی چاندی سونیکے بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دھرا۔ کسی پر چارجامہ کسا
قجریان۔ اور پاکھرین پٹھون پر پڑین۔ جنہین قاقم وسمور کی جھالر۔ کلابتون کے پھندنے
گلے مین سراگائے کی چوریان لٹکتی۔ سر پر کلگیان طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگڈورین
سائیسون کے ہاتھ مین کلیل کرتے ہوئے معہ محمد ٹیپو خان بہادر شہسوار کے جاتے تھے۔ ان کے
بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی۔ باجے نفیریون اور چوبدارون کے آوازے
دمامے کے چوٹ کے ساتھ وہ سما بندھا ہوا تھا کہ بزدلون کے دلون مین لہو جوش مارتا تھا
اون کے بعد خاص بردارون کا غول سرون پر کشمیری شالین بندھی کمخواب کے انگرکھے
زربفتی نیما آستینین پہنے اصفہانی تلوارین مرصع قبضے ہاتھ مین سنہری رُپہلی میان کمر مین
اور قدرتی باران نزول رحمت کی وجہ چھڑکاؤ سے سرزمین تر و تازہ تھی۔ پھر خداماں اور
خواجہ سرا انگیٹھیان اور عود سوز لیے خوشبوئیون سے دماغ معطر کرتے چلے گئے۔
پھر ارکان دربار شاہی کے جمگھٹ بیچون بیچ مین عالی سواری اعلحضرت کی روپیہ اشرفیان غربا کو
خیرات دیتے ہوئے زردعماری مین بڑی تزک وطمطراق شاہی کے ساتھ رونق افروز
ہوئے جس وقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تمامی فوجین باقاعدہ سلامی
کے لیے دورویہ استادہ تھین میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی ادا کی اکیس ضرب

توپخانۂ شاہی سے سلامی کے سر ہوئین اوس روز جو لوگ بہ تمنائے لقائے مبارک بیٹھے تھے اونکی کثرت اور اونکی تعداد بیان سے باہر ہی مگر سب کے دلون سے ازدیاد عمر و دولت و اقبال کی دُعائین تھین۔ پھر بعد زیارت درگاہ حضرت شاہ شرف الدین و شاہ یوسف الدین قدس اللہ سرہم کے مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔

اور سنہ ۱۲۹۲ھ مین منجانب اعلیحضرت نواب مختار الملک مدار المہام سرکار عالی استقبال شاہزادۂ پرنس آف ویلز بہادر کے لیے بمبئی گئے شاہزادۂ ممدوح الصدر نے بہت سے تحفہ و تحائف اعلیحضرت کے لیے بھیجے اور منجانب اعلیحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادۂ بہادر کو دئیے گئے۔ اسی سال ۷ ذیقعدہ مین بتقریب دربار شاہزادہ کلکتہ تک مدار المہام سرکار عالی کو جانا پڑا۔

شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان مرحوم کا حال ۔

اور اسی سال کے اخیر خاص دار السلطنت حیدرآباد مین ایک بہت بڑا واقعہ شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان صاحب کا ظہور مین آیا۔

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہی کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میان مہدوی پیرزادے کے کتاب ہدیۂ مہدویہ لاجواب مذہب مہدویہ مین تصنیف فرمائی تہی اسپر مہدوی زادے سب کے سب مولوی صاحب کے دُشمن جانی ہوگئے اور قابو جو تھے۔

اور مولوی صاحب نے بہی تین مرتبہ خواب مین بشارت شہادت پائی۔ **اول** شب عید الفطر کو عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے در پر آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رضہ پر پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہی مولوی صاحب نے فوراً بازار جاکر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکور پسند جناب

اہلِ بیت رض ہوا مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونیکی وجہ سے ناپسند ہوا مجرد اوس کے ایک پارچہ سُرخ رنگ جناب اہل بیت رض سے مولوی صاحب کو عطا ہوا مولوی صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوسی روز سے آپنے خواب و خور کم کر کے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر موجب شہادت ہر نہین معلوم کون مجھکو جام شہادت پلائیگا۔

اِس کے چند روز بعد دوسرا خواب دیکھا کہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم درِ اطہر پر حاضر ہوئے دربانون نے اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہدا کی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہے آپنے اندر جاکر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست پاک مین تھوڑا سا شربت ہے فرماتے ہین کہ یہ شربت کیسکو دون پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہو گئے۔

اور بعد اس کے تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ مجلس انور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین مین آپ حاضر ہوتے ارشاد ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے لوگ سب کنارے ہو گئے جب مولوی صاحب روبرو سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے بیٹھے جناب سردار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا کھولکر رنگین کپڑے ہر قسم کے جدا کئے اور ایک پارچہ سُرخ رنگ سے مولوی صاحب کو سرفراز فرمایا آپنے بصد تعظیم و تکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر رکھ لیا کہ بیدار ہو گئے۔

الغرض چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۳ھ بروز سہ شنبہ شام کو جناب مولوی صاحب حسب معمول مع دو خدمتگارون کے مسجد مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دو زانو بیٹھکر تلاوت قرآن مین مصروف ہوئے اور خدمتگار بھی رفع حاجت کیلئے باہر گیا بیرحم سید محمد مہدوی آدہ زینے

موقع پاکر مسجد مین آیا اور ستون کی آڑ مین جاکر پس پشت مولوی صاحب کے ایک ضرب کٹار
ایسا مارا کہ سینۂ بے کینہ کے پار ہو گیا اور بار ثانی اور ایک کٹار سر پر اور دو شہ رگ پر ماری
مولانا ممدوح نے کلام اللہ پر سر رکھکر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید سے آیۂ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ رنگین ہو گئی اور روح پاک مولوی صاحب کی
اوسیوقت راہی خلد برین ہوئی اور قاتل اوسیوقت بدست اہلکاران کوتوالی گرفتار ہو گیا
اور اہل اسلام اس حادثہ سے آگاہ ہو کر لاش مبارک مکان پر لائے اور بروز چہارشنبہ
نماز جنازہ مکہ مسجد مین ہوئی بیس ہزار نمازیون کا ہجوم ہوا اوسپر بھی ہزارون کو نماز نہ ملی
بت تادفن چودہ جماعتین نماز کی ہو کر اپنے مدرسہ محبوبیہ کے صحن مین دفن ہوئے
اعلیحضرت تاجدار دکن کو اس حادثہ جانگزا سے سخت صدمہ ہوا اور تمامی اہل اسلام نے
فرقۂ مہدویہ کا قلع وقمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم اکثر مقام چنچل گوڑہ اور بیگم بازار مین بیرون
شہر کے رہتی ہے بلوۂ عام کا طور تھا اسکے فرو کرنے مین محمد رستم علیخان صاحب ناظم صدر
مہتمم کوتوالی بیرون بلدہ نے بہت ہی کچھہ تدبیر کے ساتھہ عالم میان دمنا میان دکھنی میان حبیب
میان وغیرہ پیرزادگان مہدویان بانی فساد کو ساتھہ ہی نظربند کر رکھا۔

اور بروز زیارت مولوی صاحب شہید کے چونکہ عرفہ تھا اور اوس روز حسب عادت بیرقین
بھی اوٹھائی گئی تھین اوسروز بھی ایک ہنگامۂ عظیم کا طور تھا اور میر سبحان خان صاحب
مہتمم پولیس بھی اس کے بندوبست مین شریک تھے مگر ان کے ہمراہی سکھون نے بیگناہ بہادر بیگ
افضل گنج عرف ڈہنگ فرزند انور بیگ کو جو بیرقین پہونچاکر آرہے تھے ناحق ضرب بندوق سے
صرف گمان بلوائیون کے قریب مسجد مردہ منور کے شہید کر ڈالا۔

الغرض اس واقعہ کی وجہ سے شہر مین بڑا جوش وخروش تہا قریب تھا کہ ہنگامۂ عظیم ہو کر

ہزاروں کا کشت و خون ہو جائے مگر اس اثنا میں نواب مختار الملک شملہ سے حیدرآباد واپس تشریف لائے اور دریافت مقدمہ کے لیے ایک خاص مجلس علماء دیوانخانہ شریعت پناہ دار السلطنت محمد میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ میں منعقد ہوئی جسمیں مولوی نیاز محمد صاحب اور مولوی علی عباس صاحب و مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی محمد نور الحسین صاحب اور مولوی محمد اکبر علی صاحب اور مولوی محمود ابو الفضل شریک تھے۔ القصہ بعد ختم دریافت اور تجویز فتوی کے سید محمد قاتل قصاصاً قتل کیا گیا اور عالم میاں و منسا میاں مادام الحیات قلعہ جگتیال میں قید کر دیگئے اور بھنے صاحب میاں کو ہزار ڈیڑہ سال اور باوا صاحب میاں اکیسال بامشقت و زنجیر کی سزا بھگت کر خارج البلد ہوئے اور سید نصرت و سید زین العابدین و سیدن خی میاں مع عالیہم معہ اور دوسو چھیالیس ۲۴۶ پیرزادگان مہدوی زادگان کا اخراج کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ کوئی اخراجی پھر آنے نپاوے۔ اور اسی سال مولوی سید ابراہیم صاحب حکیم دولت آصفیہ کا انتقال ہوا ع حکیم حاذق از دنیا شد اے واے۔

اور اسی سال لارڈ ناتھ برو ک کی جگہ پر لارڈ لٹن گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر آئے۔ ۱۲ ۹۲

مختار الملک کے سفر لندن کا حال چنانچہ مجانب سرکار نظام نواب مختار الملک، ربیع الاول ۱۲۹۳ بارادۂ سفر لندن جہت ملاقات ملکۂ وکٹوریہ قیصر ہند استقبالاً تا بہ بندر بمبئی گئے اور وہان سے اوسکے دوسرے ہی روز بسواری جہاز لندن روانہ ہوئے پچیس ۲۵ روز کے بعد ملک اطالیہ مین جا پہونچے اور شہنشاہ اٹلی و پوپ صاحب سے ملاقات ہوئی اور شاہزادہ ہمبرٹ سے بھی ملاقات ہوئی فی الحال یہی شاہزادہ سلطنت اطالیہ کا شہنشاہ کہلاتا ہے پھر وہان سے چلکر چار روز بعد پیرس دار السلطنت فرانس مین پہونچے۔

اور اسی روز شام کے وقت مختار الملک بہادر کا پانوں ایک ہوٹل کی سیڑھی پر سے پھسل گیا

اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی کم سے کم بیس روز پیرس مین مقیم رہے پہر بسواری جہاز لندن کیطرف روانہ ہوئے اور ہتوڑے ہی عرصہ مین لندن جا پہونچے اور بیس روز بعد شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر نے دعوت کی جسمین اور بڑے بڑے جلیل القدر لندن کے باشندے شریک تھے اس کے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈی۔سی۔ایل کا اعزازی خطاب نواب مختار الملک کو ملا۔ اور اس کے بارہ روز بعد نواب صاحب نے بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے ملاقات کرکے نذر پیش کی اور اسی شب دسترخوان ملکہ معظمہ قیصر ہند پر دعوتی کہانا کھایا۔ اس کے تیسرے روز مارکوئس آف سالسبری کے یہان دعوت ہوئی اور اس کے دوسرے روز منجانب نواب مختار الملک بہادر پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کیگئی۔ پہر اسکاٹ لینڈ گئے اور پندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ نارتھ بروک کے یہان دعوت کہائی الغرض دو مہینے لندن مین رہے پہر پیرس آکر دو روز قیام کیا اور وہان سے بسواری جہاز چند روز بعد برنڈزی مین پہونچے اور اوسکے سولہ روز بعد بمبئی آئے اور دوسرے روز دار السلطنت حیدرآباد مین آگئے۔

اسی سال چوک چار مینار و گلزار حوض کی ترمیم ہوئی اور اکثر مکانات روبرو چار کمان و چار مینار و بازارات شہر کے بہت عمدہ خوش وضع بنوائے گئے اور کشادگی سڑکون کے لیے بہی حکم ہوا

دو سالہ قحط سالی اور اوسکی انتظام کا حال

اور بارش نہونے کی وجہ سے ۱۵ رمضان ۱۲۹۳ھ سے گرانی شروع ہوئی رفتہ رفتہ روپیہ کو پانچ سیر چانول پر نوبت پہونچی وہ بہی بدقت تمام اسیطرح دو برس تک یہ آفت آسمانی رہی۔ اس زمانہ قحط سالی مین اسقدر بند و بست چستی کے ساتھ کیا گیا اور اتنی بڑی رقم صرف ہوئی کہ دار السلطنت حیدرآباد مین اموات کی تعداد بمبئی اور مدراس کے متعلقہ اضلاع کے مردون کی تعداد سے بہت کم ہوئی اگرچہ تکلیف کی سختی بہت تھی

لیکن اوس کے دور اور کم کرنیکی کوشش مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا۔ شروع سال قحط ہی سے ملک کی حالت کیطرف توجہ کیگئی اور ایک باقاعدہ طرزِ کارروائی کا اختیار کیا گیا۔

چنانچہ مختلف اقسام کے کارہاے امدادی اور ذرائع پرورشی اور بنی نوع النسان کے جان کی حفاظت جو ناموری اور قابل تعریف دار السلطنت خیال کیجاتی ہے اس کے جاری کرنیکی تجویز پیش ہوئی چنانچہ سرکار دولت آصفیہ سے ایک خاص مجلس انتظام قحط کی قائم ہوئی اور اسپشل کمشنر اضلاع قحط زدہ کو روانہ کیے گئے جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے فیمن ڈیلیگیٹ سر رچرڈ ٹمپل ۱۱۔ جنوری ۱۸۷۷ء کو دار السلطنت حیدرآباد آئے ہوئے تھے اوہنون نے اِن تجاویز کو جو عمل مین لائی گئی تھین کافی خیال کیا اور یہ رپورٹ کی کہ انتظامات جو آنیوالی مصیبت کو دور کرنیکے لیے کئے گئے ہین اوس کے نسبت سرکار دولت نظام کی عاقلانہ دور اندیشی قابل تعریف ہے۔

اضلاع ممالک محروسہ سرکار دولت آصفیہ نظام مین جسقدر اندیشہ شروع مین تہا اوس کے معاملہ مین مصیبت کم ہوگی اور توقع کیجاتی ہے کہ اِن تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار مین بہی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ اور زور زیادہ ہونے پاویگا۔

المختصر قحط کا خرچ کارہائے امدادی مین آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار ایکسو بائیس اور محتاج خانون کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھہ سو اڑتالیس اور معافی جمع کے بابتہ بتیس لاکھ اُنسٹھ ہزار ایکسو اُنہتر جملہ تینتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھہ سو اڑتیس کا خرچ اس قحط مین ہوا۔

اور ۱۲۹۳ھ ۶۔ شوال بروز سہ شنبہ بارا بجے رات مین زمین کو زلزلہ ہوا اور اسی سال ۱۹ ذیقعدہ کو اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت ظل سبحانی تاجدار ملک دکن حضور پرنور بندگانعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بتقریب جشن دربار خطاب

قیصر ہند کوئن وکٹوریہ ملکۂ معظمہ نہضت فرماے دہلی ہوئے ہمرکاب اعلیحضرت مختار الملک وزیراعظم اور امرار دولت تھے الغرض ۴ ذیحجہ سنہ صدمین سواری حضور پرنور اعلیحضرت کی دہلی مین پہونچتے ہی توپخانہ شاہی سے سلامی سر ہوئی -

اور اوس کے دوسرے ہی روز گورنر جنرل بہادر کشور ہند ہی آئے جنکے ہمراہ دس ہزار سپاہ کے قریب تھے ۷ ذیحجہ کو حضور پرنور بندگان عالی اعلیحضرت معہ مختار الملک بہادر و امرا دولت سرکار نظام بغرض ملاقات گورنر جنرل بہادر کے یہان رونق افروز ہوتے ہی ۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے اعلیحضرت کی سلامی ہوئی اعلیحضرت نے ایک گھوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا - پھر ۱۳ ماہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر و یسراے کشور ہند بغرض ملاقات باز دید اعلیحضرت کے قیام گاہ پر آئے اور توپخانہ شاہی سے سلامی سر کی گئی -

اس کے بعد ۱۴ ذیحجہ کو راجہ بنارس - راجہ ریوان - راجہ جے پور - و راجہ ہلکر والی اندور شرف اندوز ملاقات اعلیحضرت کے ہوئے - اور پندرھوین ذیحجہ کو دربار قیصری منعقد ہوا تمامی راجے مہاراجے و رؤسار ہند زینت دہ دربار قیصریہ تھے - اعلیحضرت کی کرسی گورنری کے محاذی تھی اور حضور پرنور کے یمین و یسار امراے دولت سرکار نظام بعد ان کے تمامی نوابان و راجگان و رؤسار ہندوستان تھے کم سے کم اس جلسہ مین تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا - غرضکہ اسپیچ پڑھی گئی جسکا ماحصل یہی تھا کہ حضور ملکۂ معظمہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا - اور بعد ختم کلام کے توپخانہ شاہی سے سلامی سر ہوئی اور جلسہ برخاست ہو گیا -

اور ۱۹ - ذیحجہ کو بیگم صاحبہ والی ریاست بھوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات فرمائی - اور جس روز دہلی مین دربار منعقد ہوا تھا اوسی شب کوٹھی رزیڈنسی دار السلطنت حیدرآباد مین بھی جابجا روشنی کیگئی اور تمامی دفترون مین بھی پانچ روز کی تعطیل رہی -

المختصر ۲۲ ذیحجہ کو اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ مراجعت فرمائے دار السلطنت حیدرآباد ہوئے اور ۲۷ ذیحجہ کو داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوگئی اوس روز تمامی رعایاء ملک نے خوشی ظاہر کی اور تمامی شہر مین روشنی کیگئی۔

ملک برار کی واپسی کا تذکرہ اور لارڈ لٹن کی ناراضی

اور انہین دنون مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت سرکار نظام نے حسب اجازت صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان کے واگذاشت ملک امانی برار کی نسبت قبل از انعقاد دربار قیصر ہند کے بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر دار السلطنت حیدرآباد دکن دفتر گورنر جنرل بہادر کشور ہند پر تحریک کیگئی ہتی چنانچہ اسکی نسبت لارڈ لٹن صاحب بہادر سے اسی بنا پر دربار دہلی مین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر وزیر سرکار دولت نظام سے اپنی رضامندی ظاہر نکی بلکہ گورنر جنرل بہادر کو ناگوار گذرا اور نواب مختار الملک کو بہی اس سے سخت رنج ہوا چنانچہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر خدمت گورنری پر رہے نواب ممدوح الصدر اور رزیڈنٹ صاحب بہادر کے درمیانی تعلقات خراب ہی رہے مگر احکم الحاکمین نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۲۹۷ کے شروع ہی مین سر اسٹورٹ بیلی صاحب رزیڈنٹ دار السلطنت حیدرآباد مقرر ہو گئے اور ادہر ایک رجنل سر دار مارکوئیس آف رپن وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند نے گورنری کا جایزہ لیا اور فوراً وہ بدترین پالسی دور ہو گئی۔ یہ مبارک زمانہ لارڈ رپن بہادر کا اقلیم ہندوستان کے لیے گذرا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین گورنمنٹ ہند کیطرف سے نواب مختار الملک بہادر کے نام مراسلہ پہونچا جسمین گورنمنٹ ہند نے اپنی بے انتہا عنایت و اعتبار اور وفاداری و دیانت داری ظاہر کی چنانچہ اس کے پہونچتے ہی نواب مختار الملک بہادر نے مسرت فرمائی۔

مگر ملک امانی برار کی واپسی کے واسطے سرکار ملکہ معظمہ قیصر ہند کے فیضانہ دربانے کیا تجویز درپیش ہے

اسکا حال نہین کہلا۔

تقرر سررشتہ دار انفصالی

سنہ ۱۲۹۷ مین بنظر امن و آسایش خلق اللہ کے لیے ہمو تونی کاغذ ممہو معاملہ خفیفہ کی دریافت کے لیے ہر ہر محلہ مین سررشتہ دار انفصالی قرار پایا اور انکے واسطے ایک جداگانہ دستور العمل سنہ ۱۲۹۵ف مین مرتب ہوا مگر اس کے تہوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار انفصال برخاست ہو گئے۔

اور سنہ ۱۲۹۸ مین جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی تہی مگر سرکار دولت آصفیہ کی طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بنی نوع انسان کی حفاظت مین کوشش ہوئی

حضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال

اور ہپندرہوین سال جلوسی مین اعلیحضرت اقدس و اعلے نے بذات خاص امورات سلطنت کیطرف توجہ فرمائی باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے معاملات سیاست و ملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز سنہ ۱۳۰۰ مین ملاحظہ ملک و دریافت حالات کے لیے دو صوبون کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک حسن آباد گلبرگہ شریف مین پہونچی اور ۲۷ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد مدار المہام سرکار عالی سے عرض کئے اور آلات اور انکے طریقہ عمل و بندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتہ بندوبست ملاحظہ اعلیحضرت اقدس و اعلے سے بہی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہو کر وہان سے مراجعت فرما کر بسواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آتشبازی کا ملاحظہ ہوا اور ۲۸ کو بسواری اسپ صبح کے وقت بہوسگ کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیحضرت اقدس داعلے سے سات میل کے فاصلہ پر ہے پہر وہان سے مراجعت فرماکر گلبرگہ شریف کے صدر محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع وعدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور وہانکی پہرہ بندی وخزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام اللہ خان صدر تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صدر عدالت سمت کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو آخری چہار شنبہ کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور چڑیا خانہ ومکان کلب کا ملاحظہ ہوا اعلیحضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف مین خیر مقدم مین کئی ایک اشعار نصب تھے از انجملہ ایک قطعہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

شہ جمشید میر محبوب علیخان	چو آمد سوئے گلبرگہ بصد جاہ
شنیدم بنظم سالش ز ہاتف	ندا میکرد خیر مقدم شاہ ۱۳۰۰ھ

الحقصر بعد ملاحظۂ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبۂ خجستہ بنیاد اورنگ آباد نہضت فرما ہوئے اور وہان پر رونق افروز ہوکر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع الخیر معہ خدم وحشم مراجعت فرمائے دارالسلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

وفات حسرت آیات مختارالملک بہادر و ذکر مدارالمہامی مفوضانہ پیشکار بہادر

اسی سال ڈیوک آف میکلنبرگ داخل حیدآباد ہوا اور نواب مختارالملک بہادر نے اونکی دعوت کا اہتمام کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تہا کہ دفعتا اوسی شب آدھی رات کو مختارالملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلائے ہیضہ ہوکر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ھ بروز پنجشنبہ ساڑہے سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر مین آخر وزارت کے جاہ وجلال کو چہوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد راجایان مہاراجہ راجہ نرندر پرشاد پیشکار نے خدمت مدارالمہامی کو مفوضانہ انجام دیا۔

اسکا حال نہین کہلا۔

تقرر سررشتہ دار انفصالی

سنہ ۱۲۹۴ھ مین بنظر امن وآسایش خلق اللہ کے لیے ہموتوفی کاغذ ممہو معاملہ خفیفہ کی دریافت کے لیے ہر ہر محلہ مین سررشتہ دار انفصالی قرار پایا اور اوس کے لیے ایک جداگانہ دستور العمل ۱۲۹۵ف مین مرتب ہوا مگر اس کے تہوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار انفصال برخاست ہو گئے۔

اور سنہ ۱۲۹۶ھ مین جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی تہی مگر سرکار دولت آصفیہ کی طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بنی نوع انسان کی حفاظت مین کوشش ہوئی

حضرت بندگانعالی متعالی خلداللہ ملکہ سلطنتہ کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال

اور پندرہوین سال جلوسی مین اعلیحضرت اقدس واعلے لنے بذات خاص امورات سلطنت کیطرف توجہ فرمائی باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے معاملات سیاست وملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز سنہ ۱۳۰۰ھ مین ملاحظہ ملک ودریافت حالات کے لیے دوصوبون کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک حسن آباد گلبرگہ شریف مین پہونچی اور ۲۷ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد مدار المہام سرکار عالی لنے عرض کئے اور آلات اور اونکے طریقہ عمل وبندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتہ بندوبست ملاحظہ اعلیحضرت اقدس واعلے سے بہی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہو کر دہانسے مراجعت فرمائی کو بسواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آتشبازی کا ملاحظہ ہوا اور ۲۸ کو بسواری اسپ صبح کے وقت بہوسگ کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیٰحضرت اقدس دا علیٰ سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پہر وہان سے مراجعت فرماکر گلبرگہ شریف کے صدر محبس کا ملاحظہ ہُوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع و عدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور وہانکی پہرہ بندی و خزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام اللہ خان صدر تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صدر عدالت قسمت کے دفتر کا ملاحظہ ہُوا۔ اور ۲۹۔ کو آخری چہارشنبہ کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور چڑیاخانہ و مکان کلب کا ملاحظہ ہُوا اعلیٰحضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف مین خیر مقدم مین کئی ایک اشعار نصب تھے ازانجملہ ایک قطعہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

شہ جمشید میر محبوب علیخان
چو آمد سوئے گلبرگہ بصد جاہ
شنیدم منتظم سالش ز ہاتف
ندا میکرد خیر مقدم شاہ
۱۳۰۰ھ

المختصر بعد ملاحظہ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد نہضت فرما ہوئے اور وہان پر رونق افروز ہو کر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع الخیر معہ خدم و حشم مراجعت فرمائے دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر و ذکر مدار المہامی منفردانہ پیشکار بہادر

اسی سال ڈیوک آف میکلزک داخل حیدرآباد ہُوا اور نواب مختار الملک بہادر نے اونکی دعوت کا اہتمام کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتًا اوسی شب آدھی رات کو مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلائے ہیضہ ہو کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ھ بروز پنجشنبہ ساڑھے سات بجے شام کو ۵۴ برس کی عمر مین آخر وزارت کے جاہ و جلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد راجایان مہاراجہ راجہ نرندر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو منفردانہ انجام دیا۔

عظیم الشان نمایشگاہ کلکتہ مین اعلیحضرت بندگانعالی کا بنفس نفیس شریک ہونا

۱۶- صفر کو اعلیحضرت اقدس و اعلےٰ عزیمت فرمائے کلکتہ ہوئے اور ہمرکاب سعادت انتساب مہاراجہ پیشکار بہادر اور نواب شمس الامرا و نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر و نواب ظفر جنگ بہادر و نواب میر لائق علیخان شجاع الدولہ و نواب میر سعادت علیخان منیر الملک و نواب میر سرفراز حسین خان بہادر فخر الملک و نواب اکرام جنگ بہادر و نواب قدیر جنگ بہادر معتمد فوج و نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر و نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ و راجہ مرلی منوہر بہادر و راجہ گردھاری پرشاد بہادر و نواب میر حشمت علی صاحبزادہ و نواب میر منور علی صاحبزادہ محمد وزیر علی صاحب و ڈاکٹر صفدر علی و مسٹر کلارک صاحب بہادر و ولکنسن صاحب بہادر معتمد صیغہ تعمیرات عامہ و ڈاکٹر ایش صاحب بہادر وغیرہ غرضکہ آگے پیچھے قبل ارتحال عساکر ظفر پیکر معہ خدم و حشم سواری مبارک باعظمت و شان و شوکت و جاہ جلال سے روانہ ہوئی اور دار السلطنت کلکتہ رونق افروز ہوتے ہی توپخانۂ شاہی سے ۲۱ ضرب توپونکی سلامی ہوئی۔

لارڈ رپن گورنر جنرل کشور ہند بہی اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور ملاقات کی۔ اور بعد ختم کلام امورات ریاست کے اعلیحضرت اقدس و اعلی کی طبیعت مبارک کو معاملات ریاست کے ساتھ خاص قسم کی دلچسپی اور توجہ دیکھکر کہا کہ اب آپ بالاستقلال حکمرانی کے لائق ہین اللہ مبارک کرے اور آخر ربیع الثانی مین جلسۂ تخت نشینی مرتب ہوا پس اعلیحضرت نے گورنر جنرل بہادر کو دار السلطنت حیدرآباد مین شرکت جلسۂ تخت نشینی کی دعوت دی جسے گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور دربار برخاست ہوا۔

اور بعد اس کے ۲۹- صفر سنہ صدر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حید از خاندان میسوریہ اور جہانقدر مرزا محمد واحد علی (از خاندان اودھ) و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی آئی ای

نائبان صدر کمیٹی انتظامی معہ ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ایوان دربار اعلیحضرت اقدس اعلی مین بوساطت ڈابس صاحب بہادر باریاب ہوکر تہنیت نامہ پڑہا گیا جسکا خلاصہ مضمون یہی تہا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس تذاکرہ علمیہ کلکتہ ان صوبون کے اہالی اسلام کی جماعت کی طرف سے کہ جسکی نیابت میابی امور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے کرتے آئے ہین کہ اس تہنیت نامہ عجز ختامہ کے ساتھہ تقریب رونق افروزی حضرت رفیع المنزلت ہمایونی اس شہر نزہت بہر مین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت قاہرہ ہندیہ کا دار السلطنت بہی ہے حاضر بارگاہ رفعت پایگاہ ہون۔

حضرت رفیع المنزلت ہمایونی چونکہ اقلیم ہندوستانی کے اعظم ترین ریاستہاے اسلامیہ کے مالک ہین لہذا ذات والاصفات ہمایونی لامحالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کی تعظیم وعقیدت کا مرجع ہے۔

وسعت اشاعت تعلیم وتعلم اور ازدیاد تسہیلات وسایل وذرایع آمد ورفت وروابط مخلصانہ جو فیمابین دار السلطنت پرشوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان معدلت توامان جم غفیر وجمعیت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ ورفاہیت کاملہ کے ساتھہ بسر کرتے ہین قایم ہین یہہ ساری باتین اون کیفیات قلبیہ کے مزید جوش کا باعث ہین اور حضرت رفیع منزلت ہمایونی کی اس شہر نزہت بہر مین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت وشادمانی کا اظہار کرنا مجرد اپنے تمام ہم مذہب لوگون کے خیالات کو منصۂ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہے۔

چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہین کہ جنہون نے اس شہر لطافت ہنر کو تشریف قدوم اُبہت لزوم سے مشرف فرمایا ہے لہذا رونق افروزی بندگان عالی متعالی کی عظمت وخصوصیت کل رعایاے ہندوستان کی نگاہون مین بہت بڑہی ہوئی ہے۔

اسکے سوا ہم اسبات کو اسوقت اعظم ترین اثار امید خیز خیال کرتے ہین کہ حضرت رفیع منزلت ہمایونی نے اتنی زحمتین اس شہر مینو چہر مین رونق افروز ہونے مین اسلیے اختیار فرمائی ہین کہ اوس دلکش اور دانش آموز نمایش کو ملاحظہ فرمائین گے جو ممالک غیر اور خود اس ملک کے باشندون کے اہتمام سے زیر سایہ حمایت لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور مین آئے۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہہ رونق افزدی نہ صرف واسطے ذات اقدس و اعلی بندگان عالی متعالی کے ذریعہ تفریح و ازدیاد معلومات ہو گی بلکہ یہہ ایسے نتائج بھی پیدا کریگی جو علی الدوام حق مین اس رعایا اور ریاست کے فائدہ مند ہون گے جسکی عنان صلاح و فلاح خداوند برحق نے تفویض ید قدرت قاہرہ ہمایونی فرما رکھی ہے۔ اور اعلیحضرت اقدس و اعلی رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان نظم و نسق ریاست فرخ بنیاد حیدرآباد بدست خاص میمنت اختصاص لینے والے ہین ہم اس خیال مسرت مالامال سے کمال شادان فرحان ہین۔ اور ہم بسرگرمی تمام امید کرتے ہین کہ بعد جلوس میمنت مانوس حضرت اقدس و اعلی رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاحتشام اور آباو اجداد کرام کے انتظام ملکی ساتھہ اون ترقیات و عروجہاے روز افزون کے جو مبنی ہین اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی مین ممالک مشرق و مغرب کے محمود و مسعود سمجھے جاتے ہین جلوہ گاہ امنیت و راحت کا ایک دائمی مرفع منارہ کر ذریعہ افتخار و مباہات و ابتہاج و مسرت کافۂ طبقات سلاطین براعظم ہندوستان ہوگا۔

اخیر مین ہم بندگان اطاعت قرین عجز آگین درگاہ ایزدی مین بخضوع و خشوع تمام دست بدعا ہین کہ حضرت ظل الٰہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت مبارک بطرف وطن مالوف سالماً و غانماً سیاحت سراپا نزہت و عافیت شامل حال ہو اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا فرمائے اور رعایاے مرفہ الحال و سعادت اشتمال پر تمام عدل و داد کمال کامیابی و فیروزمندی سے دیرگاہ

ظل گستر عاطفت و مکرمت رکھے۔ آمین

اور ایک قصیدہ بھی منجانب مالک و مہتمم گلدستہ نتیجہ سخن وربن پریس کلکتہ کے گذرا جو ذیل مین ہدیہ ناظرین ہے۔

قصیدہ تہنیت رونق افروزی حضور پر نور بندگانعالی متعالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

جلوہ افگن یہان ہوا ہے کونسا عالیجناب
سرزمین اس شہر کی ہے چرخ چارم کا جواب

نقش پا کے نور سے پر نور ہے ہر ایک راہ
ہر جگہہ پر ہے قران آفتاب و ماہتاب

ہالہ خورشید کا انداز بھی کانٹی پہ ہے
بنگیا ہے ماہ نو خم ہو کے توسن کی رکاب

عکس عارض سے جہان کیا مطلع انوار ہے
ہے زمین پر چار جانب چاندنی کی آبتاب

قالب ہر ذرہ مین در آئی انجم کی چمک
آجکل اس شہر کا گویا ہے ایک عہد شباب

ہے عیان فیض قدم سے جسکے سامان عیش کا
اوسکی مدحت مین رقم کرتا ہون مطلع انتخاب

مطلع ثانی

کون ہے دنیا مین تجھسا ذی حشم گردون قباب
آسمان جاہ و مکنت کا تو ہی ہے آفتاب

میر محبوب علیخان والی ملک دکن
رستم دوران نظام الملک فرخندہ خطاب

غیظ سے پیشانی انور پہ گرا ے شکن
قالب رستم کو ہو کنج لحد مین اضطراب

بہتے دریا پر پہونچ جاے اگر دشمن ترا
موج جو پانی سے اوٹھے وہ بنے موج سراب

آستان پر تیرے جھکتے ہین جہان کے سب امیر
اب زمانہ مین نہین تجھسا کوئی عالیجناب

سرکشان دہر تیرے رعب سے قالب تہی
ہے بھلا غیظ و غضب کی تیرے کسکے دلکو تاب

تیری ہیبت سے بوقت رزم ہو جاتے فرار
رستم و زال و پشن اسفندیار و افراسیاب

تجھسا روشن دل زمانے مین کہان ہی دوسرا
صاف ظاہر تجھپہ ہے ہر ایک کا عیب و صواب

اسقدر نور و ضیا کیونکر اسے حاصل ہوئی
صفحۂ خورشید پر لکھا ہے کیا تیرا خطاب

طبع اقدس پر ترے انجام بینی ختم ہے
کام مین تیرے نہین ہی دخل تاخیر و شتاب

کہتے ہین دُرِ بار جسکو وہ ترا دربار ہے
ابر نیسان سے فزون ہے تیری بخشش کا سحاب

سو مین اک کیا لاکھہ مین بھی ایک لکھہ سکتا نہین
وصف تیرے فیض کا لکھون جو تا روزِ حساب

ترے گلگون صبا رفتار کی لکھون جو مدح
صفحۂ کاغذ روان ہو جیسے گردون پر سحاب

کبک اور طاوس شرمندہ خرامِ ناز سے
تیز رفتاری سے اسکی قاف مین پنہان عقاب

تیری گاڑی کے لیے ہے اشہبِ خامہ کا قول
ہے زمانہ مین یہی تخت سکندر کا جواب

کوہ پیکر فیل ایسے ہین تری سرکار مین
چرخ نیلی کو ہمیشہ جسکی عظمت سے حجاب

وصف اب تیرے سراپا کا مجھے منظور ہے
صنعت بہزاد و مانی ہو گی مجھکو دستیاب

اے رہے فرق ہمایون امیر لاجواب
دن کو صدقے آفتاب اور شبکو قربان ماہتاب

لکھنے کو تعریف گیسو کی مجھے منظور ہے
عنبر سارا کا خامہ اور مدادِ مشک ناب

نکہتِ زلف سمن بو جیسے پھیلی ہر طرف
رشک سے سنبل کو بھی گلزار مین ہے پیچ و تاب

کھل گئے چہرۂ گلرنگ کی تشبیہہ کے
مدح عارض لکھہ کے خامہ بنگیا شاخ گلاب

دونون رخسارونکی ضو سے روز روشن ہمسا
تیری بینی کا الف بے شبہہ تاج آفتاب

ہے دہن سے تیرے ہر غنچہ مین رنگِ تازگی
رشک دندان سے سدا گوہر عدن مین آب آب

لعل لب کے فیض سے لعل بدخشان مین چمک
اور ہے چاہ ذقن سے چاہ کنعان کو حجاب

دیکھکر شمع گلو پروانہ ہین سارے حسین
بزم ہستی مین اسی کا نور ہے بے انقلاب

یوسف مصری یہان آکر دکھاوے اپنا منہہ — سینۂ پر نور مین ہے آئینہ کی آب و تاب
پنجۂ قدرت نے بخشا بازوؤن مین ایسا زور — تذکرہ رستم کی قوت کا ہی جسکے آگے خواب
زر فشان و درفشان از بسکہ ہے لیل و نہار — اہل حاجت ان سے رہتے ہین ہمیشہ کامیاب
بسکہ مردم کو ادب سرکار ہے فرض عین — دوبستہ مثل مژگان صف بصف شیخ و شاب
تیری بخشش سے سدا حاتم کی بخشش ہی خجل — رشحۂ دست کرم سے ابر نیسان آب آب
قدردان اہل ہنر کا تو ہی ہے آفاق مین — حاضر دربار عالی ہون نہ کیونکر شیخ و شاب
سیر گلشن کو اگر تشریف لیجائین حضور — مثل شبنم گل بھی ہوجائین حیا سے آب آب
دیکھکر ایوان عالیشان مین کہتا ہے ہلال — دیکھہ لو برج قمر مین جلوہ گر ہے آفتاب
شرم سے بہزاد و مانی آجتک روپوش ہین — ہوگیا سکتا کھینچے ذرہ نہ تصویر جناب
جلوہ فرما رخش پر جب آپ ہون با عز و جاہ — پنجۂ خورشید سے پیر فلک تھامے رکاب
دست بوسی کی تمنا مین ہین دونون روز و شب — گنجفہ مین شب کو ہے مہتاب دن کو آفتاب
مطلع انوار ہے فیض قدم سے صحن باغ — نقش پا ہین یا کہ روشن ہین ہزارون آفتاب
اس قصیدے کو دعا پر ختم کرتا ہے وزیر — یا الٰہی فضل سے اپنے تو کرنا مستجاب
جاہ و دولت ہو زیادہ عمر و دولت ہو فزون — جب تلک روشن فلک پر ہین یہ ماہ آفتاب
حکم تیرا فیض تیرا خلق مین جاری رہے — جب تلک بحر روان مین ہی روانی بھر آب

شمع دولت بزم ہستی مین سدا روشن رہے
مثل پروانہ جلین سب حاسد خانہ خراب

غرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا۔ چنانچہ اس ارشاد کے ساتھہ ہی منجانب

بندگان عالی متعالی حضور پرنور خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر
نے کہا کہ بندگان عالی متعالی اعلیحضرت اقدس واعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو اچھی طرح
معلوم ہوا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم و
اکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین اور اگلے وقتون مین بھی یہہ ملک تمدن اور شایستگی
مین دیگر ممالک سے کچھہ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید
و گذشتہ کیفیت لایق تعریف ہو ما بدولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر
کرین تو یہہ امر بڑا سرمایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔
اس سفر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب
لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار
نظام مین روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قایم ہے مرفہ الحال و خرم و شاد پایا۔
اور اعلیحضرت اقدس واعلی ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جسقدر
اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اوس قدر شوق یہان آنے کا
زیادہ ہوتا جاتا تھا۔
دار السلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ مین اس قدر دور و دراز کا سفر
تکلیف دہ دشوار گذار و خطرناک تھا بانیوجہہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر ادہر بہت
کم آتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین و اہل دکن کے باشندون مین کسی
قسم کی شناسائی نہونے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نکوئی صعوبت
راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان مین ہی پہلی پہل اس ملک مین قدم رکھا
ہون مگر مجکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لایق و قابل باشندون مین اور میرے ملک کے

لوگون مین بھی سلسلہ آمد ورفت قایم ہوجائیگا. اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس سفر کا نتیجہ
میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہوگا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجکو اس سفر مین حاصل ہوا ہے اچھی
طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح مین خرچ کرون گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے
تھا اگرچہ جو وجہ آپنے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ
بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلسہ تخت نشینی وحصول اختیارات وعنان نظم ونسق سلطنت جو
عنقریب ظہور مین آنیوالا ہے مین ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت وترقی
علوم وفنون مین بدل وجان کوشش کرتا رہون گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب
مشرقی گم نہو جاے اور تقلید محمود مغربی ہاتھہ سے نجانے پائے۔
ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک ایسی مشہور اور
نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہاے دراز سے بظل حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم
وفنون مین بدرجہ غایت کوشش کررہے ہین اور زیادہ تر مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی
کوشش بلیغ کے نتایج پر کامیاب بھی ہوے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور
حکیمانہ کوشش کی سرپرستی اور حمایت کیواسطے ہر وقت بدل موجود ہون اور جو عمدہ نتایج آپکی کوششون
کی نسبت بہ تعلیم وترتیب مسلمانان بنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اون کے سننے کا ہمیشہ
مشتاق رہون گا اور اب مین بہت خوشی سے آپکی اڈریس قبول کرتا ہون اور اس دعا کا
شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس مین مندرج
کی ہے بعد اسکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔
المختصر اعلیحضرت اقدس واعلی ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو سفر کلکتہ سے معہ الخیر معہ خدم وحشم
داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوے۔

جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی اسٹیشن ریلوے خوب ہی آراستہ کیا گیا تھا اور ہزارہا جھنڈیان سرخ و سبز دورویہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئی تھین اور خاص افضلگنج شفاخانہ کے روبرو ایک شامیانہ پر تکلف تانا گیا تھا اور اہلکاران صفائی کی طرف سے بھی کمانین خوشں وضع بنائی گئی تھین افضلگنج سے تا مجلسرا دورویہ روشنی اور قندیلین روشن و تمامی سکنائے شہر نے بھی اپنی اپنی مقدور کے موافق روشنی کی اور اظہار مسرت و شادمانی کا کیا۔

حسب قرارداد سابق ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۲ ہجری کو لارڈ رپن ویسرائے گورنر جنرل بہادر معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے کلکتہ سے بسواری جہاز دوسری ربیع الآخر کو مدراس ہوتے ہوے وہان سے تیسری ماہ مذکور کو بارہ بجے بذریعہ اسپشل ٹرین راہی حیدرآباد ہوے اور ادہر دارالسلطنت حیدرآباد سے راجایان راجہ مہاراجہ نرندر پرشاد پیشکار اور نواب میر لایق علیخان بہادر استقبالاً رائچور تک گئے اور چوتھی ماہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر اسٹیشن حیدرآباد پر اوترتے ہی ۳۱ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی پانچ منٹ پیشتر سے سواری مبارک اعلیحضرت اقدس و اعلی معہ ارکان سلطنت و امرایان دولت پہونچگئی تھی اسٹیشن کو اہلکاران اسٹیشن نے آراستہ کرکے گلزار بنادیا تھا عام طور پر کسیکو اجازت نہ تھی اور بیرقین رنگارنگ کی آویزان تھین اور خلوق کا ازدحام اور اہلکاران کوتوالی کا عمدہ انتظام تھا جسوقت گورنر جنرل بہادر اپنی گاڑی پر سے اوترے تعظیمی گارڈ نے اپنا سلام ادا کیا اور بیانڈ باجا بجنا شروع ہوا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلی سے ہاتھ ملایا پھر ویسرائے بہادر نے تمامی امرا دولت سے ہاتھ ملایا اور بسواری بگی چہار اسپی گورنر جنرل بہادر معہ اپنے بدرقہ یوروپین سوارون کے الوال روانہ ہوے۔

دربار اعلیحضرت اقدس و اعلی

۶ ربیع الآخر سنہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر معزز یوروپین کے ساتھ

چار بجے کے بعد محلسراے شاہی مین ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی کیلیے آئے۔ الوال سے ایوان
شاہی تک جو سڑک آئی ہوئی ہی اسپر کمال اہتمام اور انتظام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہین
پاتا تھا۔ اور ہر دو طرف پولس سرکار نظام و جوانان لین و سواران باقاعدہ آئین فوجی کے ساتھ باادب انتظاماً
استادہ تھے و افسران پولیس زیر حکمرانی محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال شہر اور محمد رستم علیخان ناظم صدر
مہتمم کوتوالی بیرون بلدہ و افسران فوجی سرگرمی کے ساتھ اہتمام و انتظام مین مشغول تھے جسوقت
لارڈ گورنر جنرل بہادر ایوان شاہی مین داخل ہوے حسب دستور توپخانہ سرکار نظام سے ۳۱ ضرب توپون
کی سلامی سر ہوئی اور بعد ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی گورنر جنرل بہادر اپنی قیامگاہ کیطرف واپس
ہوے۔ اور اسکے دوسرے ہی روز سہ شنبہ کو اعلیحضرت اقدس و اعلی کا دربار منعقد ہوا۔ چنانچہ صبح
سے تمام شہر مین سات بجے سے لشکر قاہرہ باقاعدہ اور رسالہ جات وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور
اہلکاران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی اسقدر کی کہ سواری بگھی میانہ و اسپ وغیرہ کا تو کیا پیدل بھی ہر طرف
سے رک گئے تھے۔ ہر طرف تماشائیونکا ہجوم اور سڑکون کے دونون طرف باقاعدہ سوارونکا انتظام ہوا۔ تمام راستے
پانی سے چھڑکے گئے تھے۔ امرا و اعزا و سرداران اہل سیف و قلم بغیر دکھلانے پاس کے شاہی محل مین داخل نہین
ہو سکتے تھے۔ اور دار الامارہ پر ایکطرف جشیو نگار رسالہ اور دوسری طرف خاص جمعیت علاقہ میسرم نظام
محبوب متعلقہ عوض باللیل جان نثار جنگ بہادر دو طرفہ صف بستہ استادہ تھے اور دو سو جوانان باقاعدہ مع بیانڈ بلٹن
جدید بیرونی گیٹ کے روبرو سلامی کیلیے استادہ تھے غرضکہ دربار آراستہ ہوا اقبال کا رعب و داب دیکھکر قدرت خدا یاد آتی تھی چنانچہ
جس جگہ دربار ہوا تھا وہ چو محلہ محلات شاہی مین سب سے زیادہ وسیع و باکار طلائی و خوش منظر جسمین کئی حوض بڑے بڑے
پانچدالان ہین اور ہر دالانمین سات سات دروازے ہین یہان سے وہانتک دو رویہ کرسیان بچھی ہوئی تھین اور خلوت شاہی مین ایک
شامیانہ زربفت جسکی آبداری سے دریاے نور کی طرح لہراتا تھا سونے روپے کی چوبون پر استادہ تھا گرد اسکے کرسیان اور چوکیان
اپنے اپنے مرتبہ سے بچی ہوئی تھین اور تخت پر مکلل زر و مسند شاہی آراستہ اور یمین و یسار امراے نامدار و ارکان دولت و اعیان

سلطنت راجہ مہاراجہ اور ملک ملک کے حاکم امیر اور وزیر اپنے اپنے عہدہ پر مگر تمام فرمان بردار دنگی آنکھیں ہٹی اور گوشہ دل
اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے تھے اور باہر کے دالان مین اور عہدہ دار و منصبداران شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے ادس سے
آگے کے درونمین تین تین حبشی وردیان پہنے ہتیارونمین ڈوبے اور ننگی تلوارین علم کیے ہوے قایم تھے پہر انکی برابر بہادر
سپاہی خاص بادشاہی دائین بائین عرب افغان اپنی وردیان پہنے جمے تھے پہر دہان سے دروازے تک سوارونکے پرے
دو رستہ یا بستہ آراستہ تھے جو درباری لوگ آتے پہرے پہرے پر ٹکٹ بتاتے اور چلے جاتے تھے مگر دبدبہ و دہشت کا یہ عالم تھا
کہ ہوش و حواس گم تھے قدم تہراتے تھے القصہ سب سے پہلے رزیڈنٹ دولت انگلشیہ کی گاڑی اس کے بعد سپہ سالار ہند کی بگھی جو اپنے
معہ اسٹاف خاص ابر دین مین کھنچی آئی اور سپہ سالار مدراس معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف بعد اس کے گورنر صاحب مدراس معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف چار اسپی بگھی پر
وارد ہوے اس کے چند لحظے بعد لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان چار گھوڑونکی بگھی پر سوار پیش و پس ان کے دو سو سوار یوروپین اور
عقب مین شاہی توپخانے کی چھ توپین اور ہر ایک مین چھ چھ گھوڑے لگے ہوے جب دار الامارۃ پر آئے امراے عظام و اعلیحضرت اقدس اعلیٰ تا بہ بگھی استقبال
کیلیے آکے ملاقی ہوے اور انکو اپنے ساتہہ لیکر معہ ان کے مصاحبین کے محل شاہی مین آئے اور حاضرین دربار تمام کہڑے ہوے توپخانہ سرکار دولت
آصفیہ سے اسم ضرب سلامی کی سر ہوئین اعلیحضرت اقدس اعلیٰ و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیونپر رونق افروز ہوے اور ارکان دولت و اعیان سلطنت
اہل دربار اپنے پیراستے پس پشت اعلیٰ قدر اپنی کرسی نشین تھے بعد ازان گورنر جنرل بہادر پانچ منٹ بھی نہین گذری تھے کھڑے ہوگئے نواب
سر سالار جنگ مرحوم کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ افسوس یہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا ہی مین گیا۔ اور سرکار انگریزیکا محسن اور
سرکار نظام کا خیر خواہ تہا پہر فرمایا کہ رعایا کو بادشاہ کی اطاعت مین ہر وقت آمادہ رہنا چاہیے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکہنی چاہیے کہ جیسے والدین اپنی اولاد کے
ساتہہ مگر انصاف اس شفقت کا اجر اعظم ہے جب گورنر جنرل بہادر اپنی تمام اسپیچ پڑہکر اپنی کرسی پر بیٹھے تو ایک ادنے یوروپین افسر نے کہڑے ہوکر زبان فارسی
مین اسپیچ کا ترجمہ حضار دربار کو سنایا اس طور سے کہ گوئی ایرانی گفتگو کر رہا ہے۔

ترجمہ اسپیچ لارڈ رپن بہادر

آپ یقین کیجیے کہ مین نہایت شکر گذار ہون کہ مجھکو قیصر ہند کیطرف سے آپکی تخت نشینی کی جلسہ مین شریک ہونیکا موقع ملا تاکہ آپ کے
اختیارات سپرد کرنیکے فرض سے ادا ہوؤن چند ہفتے پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر میرا شریک ہو چاہتے ہین اور اسیوقت

سے میرے دل مین ارزو پیدا ہوئی کہ آپکی اوس خوشی کو پورا کرون جس سے آپکا اتحاد اور
سرکار انگریزی سے دوستی کا استحکام مجھپر ثابت ہوا۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا وئسرائے
ہون جو دار السلطنت حیدرآباد مین آیا اور میرا یہان ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور قیصر ہند کا سلسلہ
الفت کسقدر مضبوط ہے بلکہ یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر ہند کو آپکی صغر سنی مین جو ایک زمانہ دراز تہا آپکی
صحت و عافیت کا کسقدر خیال رہا ہے آپنے اور آپکی رعایا نے ایسے شخص کے منتظم ہونے سے بہت فائدہ
اوٹھایا ہے جو ہندوستان کے دانشوران ملکی مین سر دفتر تہا۔ ایسا شخص جو اپنی لیاقت و دانائی اور وفاداری اور
خیرخواہی کے باعث ہر وقت کی شکوہ پر جو ایک رئیس کے کم سن ہونے پر واقع ہوتی ہین غالب ہا اور امورات ریاست کو کامیابی
کے ساتھ انجام دیا۔ ان خوبیون کے سبب سے وہ نیک شخص اس قابل تہا کہ دونون سرکارین یعنی قیصر ہند اور آپ اوسکو
نیکی اور شکرگذاری کے ساتھ یاد کرین۔ سر سالار جنگ نے آپکے ایام صغر سنی مین ریاست کے بہت سے فریقون مین
اصلاح کی ہے مثلاً مالگذاری کا بڑھانا رعایا جان و مال کو محفوظ رکھنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر مین تہا
مجکو امید تہی کہ جب آپ سن بلوغت کو پہونچین تو وہ اپنے عمر بھر کے تجربون اور شوق کی بھری ہوئی کوششون سے آپکو
ہر وقت مدد دینے کو مستعد رہیگا۔ مگر اللہ پاک کی مرضی یونہین تہی کہ ٹہیک ایسے وقت مین جبکہ آپکو ایسے شخص کی امداد
و معاونت درکار ہو اوسکو اوٹھا لے ایسی شادی افزا مسرت زا رسم جلوس کے ادا ہونیکے روز جبکی ہر شخص کو خوشی تہی
اوسکے موجود نہ ہونیسے رونق پر اندہیرا چھایا جاتا، مگر اوسکی کارگذاری آپکے پاس باقی ہے اور مجھے بھروسا ہے
کہ آپکے اہلکار اپنے لیے اوسکی کارگذاری کو دستور العمل سمجھین گے اور طریق انتظام ریاست مین ہر قدم پر اوس سے
ہدایت حاصل کرین گے۔ اب مین چند باتین کہتا ہون جو مجکو تجربون کے بعد حاصل ہوئی ہین۔ آپ یہان کی
مالگذاری کو ملاحظہ فرما دین کہ خزانے کی ابتری اور ریاست کی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر جگہہ عموماً اور
ہندوستان مین خصوصاً غفلت اور فضول خرچی کے سبب سے بہاری محصول لگانا پڑتا ہے۔ پہر خلقت ضعیف اور
محتاج ہوئی جاتی ہے۔ بعد ازان بیحد سود پر قرض لینے کی نوبت آتی ہے۔ اور آخر کو دوالہ نکل جاتا ہے کفایت شعاری

اور کم محصول سے روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ اور خلقت آسودہ رہتی ہے۔ مالگذاری کا انتظام
اچھا ہونا ہندوستان مین اچھی حکومت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر یہہ نہو تو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو
مصیبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر مین کامل توقع رکھتا ہون کہ آپ ایمان اور انصاف پر خوب نگاہ رکھینگے یعنی حکام
عدالت کا بے لوث ہونا اور ایسا مضبوط اور مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادۂ انصاف کے باہر قدم نرکھین تا کہ
رعیت بادشاہ کی ممنون رہے اور گرد و نواح کے رئیسون اور باشندون کو اوسکا مداح و ثنا خوان بنانا ہے انصاف
عمدہ ترین زیور سلطنت کا ہے جو تاج شاہی کو آراستہ کرسکتا ہے۔ آپکو ایک بڑی بھاری مہم طے کرنی ہے
آپ تقریبًا ایک کرور آدمیون کے مالک ہین اونکی بہبودی آپکی دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہے
مین التجا کرتا ہون کہ آپ اپنی ظاہری قوت و مال و دولت و جاہ و حشمت اور لوگون کی خوشامدانہ اطاعت
دیکھکر آپ ہرگز مطمئن نہون گے۔ آپ کی ریاست وسیع اور ملک زرخیز اور آبادی بیشمار ہے
مگر اون مین سے آپ کسی چیز پر فخر نہ کرین گے۔ آپ ابھی کم سن ہین اور طرح طرح کی رغبتین
آپ کے دل مین جیسا کہ عالم شباب مین قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہین۔ مگر آپ
کسی کو اپنے اوپر قادر نہ ہونے دین گے۔ آپ کو بڑے بڑے کام کرنے ہین اور عمدہ
راہ چلنی ہے۔ اگر آپ روسا ہندوستان مین اپنی ناموری چاہتے ہین تو اوسکی شہرت پذیر ہونیکا صرف
ایک ہی طریقہ ہے۔ معدلت جسکو سب لوگ معدلت کہین اور خلقت کی بہبودی جسکو سب محمود سمجھین
آپکے لوگونکی یعنی امرا و ارکان دولت کی وفاداری اور آپکے خاندان سے محبت رکھنا ظاہری دیانکی
حاجت نہین رکھتا۔ لیکن اوسکا قایم رکھنا خود بدولت پر موقوف ہے۔ اور آپکی عمدہ حکمرانی اسبات کا پیدا
کرنا ہے کہ جسقدر زمانہ گذرتا جاے اوسیقدر رعایا کو سچی محبت ہوتی جاے۔
اللہ پاک نے خلقت کو آپکے سپرد اسلیئے نہین کیا ہے کہ آپ اون کو اپنی خوشی اور فخر کا آلہ بنائین
بلکہ اسلیے کہ آپ اون پر اس طرح حکمرانی کرین اور اس طرح اونکو ہدایت کرین

کہ وہ آسودہ رہین اور احکام الٰہی و خداوند عالم کو نہ بہولین اون کی بہبودی مین آپکی سچی خوشی ہے اور اون کے اطمینان مین آپ کی عافیت مضمر ہے۔

اس سے کم آپکا مدعا اور اس سے کم آپکا مقصود نہ ہو کہ جب آپ اپنے بزرگون کے حالات پڑہین اور اپنے خاندان کو یاد کرین تو آپکے دل مین شوق پیدا ہو کہ آپکے بعد لوگ کہین۔

(کاش اسکے سایئے مین ہم ہمیشہ زندہ رہتے)

اور اس سخت مہم مین جس مین مشکلین اور دقتین اکثر مواقع پر واقع ہونگی مین وعدہ کرتا ہون کہ ضرور سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی۔

سرکار انگریزی کا منشا نسبت دار السلطنت حیدر آباد اور دوسری ریاستون کے یہ ہے کہ وہ آسودہ رہین اور انپر ظالمانہ برتاؤ نہ کیا جاے۔ جہانتک ہماری مدد آپکو اس کام کے انجام دینے مین درکار ہو ہمکو اوسکے دینے مین مستعد تصور فرماوین۔ آجکل انگریزی پالسی کا عین مقصود ہندوستانی ریاستون کا قایم و برقرار رکھنا ہے۔ اور میری دانست مین اونکے لیے ہندوستانی ریاستون کا قایم رہنا بہت ہی مفید ہے۔ آپکی حکومت کا استحکام اور درستی انتظام خزانے کا عمدہ انصرام پہ حاصل پر ہوگا۔ اعتدال آپکے امرا کی وفاداری آپکی رعیت کا اطمینان۔ مین سچ کہتا ہون اوس ملکہ معظمہ قیصر ہند کی دلی خواہش ہے جسکی طرف سے مین آج یہان وکالتہً موجود ہون اور اون کا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی کی طرف متوجہ رہیگا ایسا نہ ہو کہ آپ اون کی امیدون کو غارت کردین۔ اور اب اے میرے مہربان جسکی منفعت کا مین دل سے خیال رکہتا ہون میرے واسطے یہہ خیال باقی ہے کہ آپ کو تخت سلطنت پہ بٹہاؤن اور دعا دیون کہ خداے تعالیٰ آپکو ایسی برکت اور توفیق عطا فرماے کہ آپکا زمانہ حکمرانی بہبودی و انصاف و عزت سے رونق پاے تاکہ آپکا وعدہ غلط نہ ہو اور آپکی رعایا کی اولاد

آجکے دن کو دکن کی تاریخ مین عمدہ زمانے کا شروع روز لکہین - یہ کہکر ویسراے بہادر اعلیحضرت اقدس واعلی کو مسند کی جانب لے گئے اور پھر کہا کہ ملکہ قیصر ہند کی طرف سے مین کہتا ہون کہ آپ کو اپنی سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوے -

اعلیحضرت بندگان عالی متعالی حضور نظام نے جواباً فرمایا کہ مین بہت خوش ہون کہ مجھے دار السلطنت حیدرآباد مین آپکے خیر مقدم کرنے کا موقع ملا - اگر آپ میری رسم مسندنشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا - بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپکو اس دارالسلطنت کی بہبودی کا بہت خیال اور مجہہ سے آپکو ذاتی محبت ہے یہ امر خوب ثابت ہوگیا اور مین کبہی نہ بہولون گا -

آپ دونون صاحب (گورنر جنرل بہادر اور مسٹر گرانٹ ڈف صاحب بہادر گورنر مدراس) یقین جانین کہ دونون کے احسان کو مین خوب سمجہتا ہون اور توقع رکہتا ہون کہ آپ میری اس دلی شکرگذاری کو کہ آپنے میرے لیے اتنے سفر دور و دراز کی زحمت اوٹھائی - اور یہان تک قدم رنجہ فرماکر میری مسندنشینی کی رسم مین شریک ہوکر مجھے شرف اندوز کیا قبول فرماینگے - میری حکمرانی مین آیندہ کے لیے یہ اچھا شگون ہوا اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو باہم سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا - اور جو نصیحتین آپنے مشفقانہ مجھے کی ہین مین بڑی خوشی کے ساتہہ قبول کرتا ہون - اور ہمیشہ کوشش کرونگا کہ اون معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی و ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا - اور مین یقین کرتا ہون کہ ان باتون کے خیال رکہنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے - مین امید کرتا ہون کہ آپ جہان تک ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہونچاینگے -

بعد اسکے گورنر جنرل بہادر اور تمام معزز یوروپین نے مع لیڈیون کے درجہ بدرجہ اعلیحضرت
اقدس واعلی کے نزدیک اکر مبارکباد دی اور پھول وعطر سے مالا مال ہوکر رخصت ہوے
اوران کی برخاست کے بعد بوقت دو بجے امراے عظام وارکان دولت اور راجاؤن کی نذرین
گذرانی شروع ہوئین اور ہرایک کو خطاب و ترقی ومنصب کے احکام سنائے گئے۔

چنانچہ نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب اور خلعت خاصہ وخدمت
وزارت اور ہفت رقم جواہر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیور جنگ شجاع الدولہ خلعت مع جواہرات
سے سرفراز وممتاز ہوے۔ اور راجہ راجایان راجہ نرسندر بہادر کو خطاب مہاراجہ اور اصل اضافہ
منصب ہفت ہزاری وپنجہزار سوار وعلم ونقارہ وپالکی جہالردار اور نواب ظفر جنگ بہادر کو شمس الدولہ
خطاب واصل اضافہ منصب چہار ہزاری ونہ ہزار سوار وعلم ونقارہ اور نواب بہرام جنگ بہادر کو خورشید الدولہ
خطاب و ازاصل واضافہ منصب چہارہزاری ونہ ہزار سوار وعلم ونقارہ ومیر جہاندار علی کو خطاب
خانی وبہادری یکہزار پانصدی منصب پانصد سوار وآغا مرزا بیگ کو خانی وبہادری وسرور جنگ
خطاب دوہزاری منصب ویکہزار سوار وعلم وہری کشن کو راجہ وبہادری خطاب دوہزار پانصدی
منصب ویکہزار سوار وعلم ومولوی حافظ محمد انور کو خانی وبہادری محبوب نواز جنگ خطاب دوہزاری
منصب ویکہزار سوار۔ وعلم۔ ومیر ریاضت علی کو خانی وبہادری خطاب ویکہزاری منصب
اور مولوی محمد انور اللہ کو خانی وبہادری خطاب یکہزاری منصب اور گردہاری پرشاد کو راجہ و
بہادری خطاب یکہزار وپانصدی منصب پانصد سوار۔ اور میر حشمت علی کو خانی و بہادر خطاب
دوہزاری منصب یکہزار سوار وعلم وحکیم وزیر علی کو خانی وبہادری خطاب یکہزاری منصب
اور مرزا نصر اللہ کو خانی وبہادری دولت یار جنگ خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار وعلم اور
مرزا محمد علی بیگ کو خانی وبہادری خطاب یکہزاری منصب اور نواب حید منور خان کو خانی وبہادری

خطاب منصب یکہزاری و میر غضنفر علی عرضبیگی کو خانی و بہادری اور قوی جنگ خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور میر منور علی کو خانی و بہادری خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و نشان سرفراز و ممتاز ہوئے

جشن مہتابی

اور رات کو جشن مہتابی ہوا کہ تمام دیوان عام ایک بقعۂ نور نظر آنے لگا فرش مین سفید مخملین سفید ہی قالین در دیوارون پر براق اطلسین زربفت و کمخواب کے پردے مگر وہ بھی روپہلی آرائش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور و شیشے سفید سامنے چمن اور درختون کے پھول تمام سفید یہان تک کہ انگوٹھی پر الماس سفید غرضکہ زمین سے آسمان تک نور کا عالم تھا گویا دریاے مہتاب لہراتا نظر آتا تھا۔

اور عموماً تمام شہر مین پل افضل گنج سے لیکر الوال تک پانچ کوس کا فصل ہے برابر اس راستے مین ایسی روشنی تھی کہ دن رات مین تمیز نہ تھا چار مینار پر چارون طرف دو دو برقی قندیلین اور گلزار حوض مین جو فوارے چھوٹتے تھے اہل نظر اوس سے لطافت وجد کا مزہ لوٹتے تھے اوسی شب باورچیخانہ شاہی خاص و عام کھلا ہوا تھا اور گورنر جنرل بہادر و گورنر جنرل مدراس اور کمانڈر انچیف بہادر ہند و مدراس وبمبئی وغیرہم معزز یوروپین اور بہت سے امراء دولت بھی مدعو تھے اور قریب دس بجے کے ڈنر سے فراغت حاصل ہوئی۔ پھر آتشبازی شروع ہوئی انواع و اقسام کی آتشبازی ہزارہا روپے کی چھوڑی گئی بعد اس کے اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ویسراے بہادر کو پھولون کا ہار پہنا کر عطر وغیرہ کی تواضع فرمائی اور قریب بارہ بجے دعوتی جلسہ برخاست ہوا چنانچہ اسی موقع پر میرے ایک دوست منشی امداد حسین صاحب نے جو اس اجمال مین نظم کیا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

لله الحمد بہار آئی ہے کس دھوم سے یہان	کہ خزان کا نہ رہا نام کو بھی نام و نشان
سبزہ یون سبز ہے ہر کوہ و بیابان جس طرح	سبزۂ عارض نورستہ حوران جنان

جوشش گل کثرت بلبل سے چمن کا ہے یہ حال
قالب خاکی مین جس طرح سے آجاتی ہی جان

حمد باری ہے زبان پر تو کبھی گل کی ثنا
بلبلین پھرتی ہین ہر شاخ پہ یون نغمہ کنان

ہین تر و تازہ چمن سبز ہین کوہ و ہامون
مخملی فرش کا ہر سمت پہ ہوتا ہے گمان

نہ تو لیلی کی شکایت ہے نہ غمخواری قیس
نہ کہین دامن صد چاک زلیخا کا بیان

نہ کسیکا کوئی عاشق نہ کسی کا مفتون
نہ کسیکا کوئی مظلوم نہ وہ جور بتان

پیچ سنبل مین نہ لالے کے جگر مین کوئی داغ
چپ ہے سوسن بھی مگر کہنے کو رکھتی ہے زبان

سر جھکاتا ہے فلک عجز سے خود سوے زمین
اب وہ چکر ہے کدہر اور وہ گردش ہی کہان

ہے کہین جشن طرب اور کہین بزم نشاط
عیش و عشرت کا یہان بنگیا ہر ایک مکان

شادیانے کہین بجتے ہین تو نقارے کہین
دہل و بوق سے عشرت کی صدائین ہین عیان

شہر کا حال کہون کیا کہ عجب ہے شادی
دیکھئے جسکو وہ ہے خرم و شادان شادان

ہر گلی کوچہ مین یہہ روشنی کا عالم ہے
سوئی رستہ مین پڑی ہووے تو ہوجاے عیان

اور ہر راہ مین روشن ہین چراغان ایسے
کہ زمین پر مجھے افلاک کا ہوتا ہے گمان

روشنی ہے کہین برقی کہین مہتابی کی
اوس مین پھرتے نظر آتے ہین حسینان جہان

دور تک ایسی تھی یہ روشنی عالم مین محیط
صاف آتا تھا نظر چشمۂ آب حیوان

کونسی جاے رہا یہان وہ چراغون کا ہجوم
آنکھہ کی پتلی مین بھی شمع کا ہوتا تھا گمان

جھنڈیان نصب تھین اوڑتے تھے پھریرے ہر سو
عیش و عشرت کا اگر پوچھو تو یہہ ہی ہی نشان

ہر طرف دہوم مبارک کی سلامت کی صدا
خوب جب پائے گئے مجھکو یہ عشرت کے نشان

دل تو پھولون نہ سمایا میرا یہہ دیکھہ کے حال
پر کھلا صاف نہ مجھپر کہ ہے راز پنہان

ہاتف غیب سے اتنے مین صدا یہہ آئی
تجھپہ اب تک نہ کھلا راز نہان اے نادان

جلسہ تخت نشینی حضور پر نور	منعقد آج ہی کے دن تو ہوا ہے وہ یہان
نام نامی گرامی ہے جہان مین مشہور	میر محبوب علیخان فلک قدر وجوان
قدر دریاے عطا بحر کرم ابر سخا	پوچھتے اور ہو کیا مجھ سے بھلا نام ونشان
لکھون برجستہ مین ایک اور بھی مطلع ایسا	جس کو سن سن کے کرین وجد سخندان یہان

مطلع ثانی

ستم وجور کا عالم سے مٹا نام ونشان	کوئی آزار کسیکو دے یہ جرارت ہی کہان
کوئی مظلوم ستم دیدہ نہ دیکھا ہم نے	ہے ترے عہد مین اسطرح کا اب امن وامان
عدل وانصاف سے تیرے ہے زمانہ خرم	کوئی کہتا بھی زبان سے نہین اب نوشروان
اب سخاوت مین نہین کوئی ترا مثل ونظیر	اس ترے عہد مین حاتم کا مٹا نام ونشان
کیون نہ ہو جائین زمانے کے گدا مالامال	آجکل دست کرم تیرا ہے گوہر افشان
جم وکیخسرو وپرویز کو نسبت تجھ سے	کیونکہ ہو قیصر وفغفور ہین تیرے دربان
جام جمشید کی کیا قدر ترے دور مین ہو	ٹھیکرون مین ترے میخانہ کے ہو دیگا نہان
جم وکے کی ابھی کھل جاتی ہین آنکھین یکبار	خواب مین بھی جو ترا دیکھین وہ بخت جوان
محفل جشن مین تیری نہین پرویز کو بار	جشن جمشید ہے یا رشکدہ خلد وجنان
پہلوانان جہان جمع ہین لشکر مین ترے	غیرت رستم وسہراب ہے ہر ایک جوان
تیری تحریر مین مضمر ہین ہزارون معنی	اور تقریر جو سنئے تو ہے رشک سحبان
اس زمانے مین نہ ہوتا ہے کسوف اور خسوف	عہد مین تیرے ہوا شمس وقمر سے یہ عیان
جانتا ہے کہ ہوا تخت نشین عدل شعار	کر سکے ظلم وجفا کیونکہ یہ چرخ دوران
ڈر سے عربدہ کج فلک سے نہ دکھا سکے تجکو	لے کے تیر کو اگر نکلے تو سوے میدان

اشہب برق جہندہ کی اگر باگ اوٹھائے
باد صرصر کی نظر سے بھی ہوا یکدم مین نہان

تو جو اسوار ہو دین بوسے رکابون کو تری
دیکھین تجھکو اگر شاہ سواران جہان

کیا مین تحریر کرون حال سبک گامی کا
جس زمین پر وہ قدم رکھے نہ مطلق ہو نشان

وقت رفتار جو ہو تیز روی مد نظر
صورت برق نظر سے ابھی ہو جائے نہان

خبر آفاق کی اس طرح وہ لائے سو بار
دل سے جس طرح کہ بات آئے کوئی تا بزبان

قبر مین ہول سے رستم کا جگر پھٹ جائے
یک بیک آئے جو ستی مین ترا پیل دمان

دعائیہ

ختم کرتا ہون قصیدے کو دعا پر عازم
ادس کا مدح سنے تجھہ مین یہ طاقت ہی کہان

نظر آتی رہے جبتک کہ فلک مین گردش
سطحۂ خاک کا پانی پہ ہے جبتک کہ نشان

نالہ عاشق صادق سے ہو ظاہر جبتک
غمزہ و نازو ادا ہا سے حسینان جہان

در سے مشرق کے نکلتا رہے مہر انور
اور جب تک کہ ستارونکا فلک پر ہو نشان

جسطرح پانی کو دریا مین روانی ہے مدام
یون رہے حکم جہان مین ترا ہر روز روان

نظر مہر ہو احباب و مصاحب پہ تری
اور دشمن ہون ترے قابل شمشیر و سنان

خیر خواہان ریاست جو ہین آباد رہین
ترے بدخواہ جو ہین ادنپہ ہو قہر یزدان

خضر سے بڑھ کے خدا تیری کرے عمر دراز
آشنا رہتی ہے اس جملہ سے ہر وقت زبان

جلسۂ تخت نشینی ہو مبارک تجھکو
دل سے آتا ہے یہی حرف میر تا بزبان

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ اسی سال سلخ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ کونسل آف اسٹیٹ کا جلسہ منعقد ہوا جسکے میر مجلس اعلحضرت اقدس و اعلی اور ارکان مین نواب سالار جنگ منیر الدولہ بہادر اور راجہ راجایان مہاراجہ نرنندر پرشاد بہادر پیشکار اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر

بشیر الدولہ بہادر اور نواب شمس الامرا۔ امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر اور نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر اور نواب شمشیر جنگ بہادر و نواب شہاب جنگ بہادر اور نواب میر سرفراز حسین خان بہادر اور معتمد مجلس مولوی سید حسین مومن جنگ بہادر اعلیحضرت اقدس واعلی نے اجلاس فرما کر ارکان مجلس کے رو برو ارشاد فرمایا کہ آج شاید دار السلطنت حیدر آباد کی تاریخ مین یہ اول روز ہے کہ یہان کے امرا۔ بدولت بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد دینے کے واسطے جمع ہوے ہین۔ ہندوستان مین ایسی تجویزون کا بہت کم رواج ہے مگر اب سرکار انگلشیہ کا طریقہ حکومت دیکھکر ہندی ریاستون مین بھی کچھہ کچھہ شروع ہو چلا ہے۔ میری بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو سو مجھے امید ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہے اون سے مجکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنی ذاتی اغراض کو سرکاری امور مین راہ نہ دیکر اور سب ملکر بالاتفاق کام کرین گے آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی بہت بھلائی کر سکتے ہین اور ملک کی بھلائی میری بھلائی اور عین آپکی اپنی اسواسطے مین ہرگز پسند نہ کرونگا کہ کوئی رکن اپنی راے کے خلاف میری راے کی تقلید کرے بلکہ مجھے یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھہ آزادانہ راے دینگے البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق طے ہوگیا ہو پھر اوس مین خلاف کرنا جائز نہوگا خواہ راے کسی رکن کی اوسکے مخالف ہو یا موافق۔ آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت مد نظر ہے مین نہین چاہتا ہون کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہون مین سرکار اور رعایا دونون کے حقوق کی یکسان رعایت کرونگا اور امرا کی بھی اوسیقدر رعایت کرونگا جس قدر غربا کی اور مین امید کرتا ہون کہ کونسل بھی اسی طریقہ کو پسند کریگی اور بہ صلح و احتیاط و اتفاق اپنی خدمت ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پائے ہین اون کو مین جلد آپ لوگون کے پاس بھیجدونگا

کونسل کی کارروائی بالاکم وکاست قواعد مذکورہ کے موافق چلے گی اور مہینے مین دو بار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی چونکہ آجکا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہین ہوسکتا آیندہ جلسے سے کام شروع ہوگا۔

پھر نواب شمشیر جنگ بہادر نے اعلیحضرت اقدس و اعلی سے اجازت چاہی کہ دو چار کلمے عرض کردن بعد حصول اجازت نواب شمشیر جنگ بہادر نے عرض کیا۔

آج بڑا مبارک دن ہے آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہرشناس خداوند نعمت اعلیحضرت اقدس و اعلی کو اللہ پاک نے ہمارا حاکم اور سردار کر کے ہمارے سر پر اوسکا سایہ ڈالا ہے اب ہمارے جوہر کھلین گے اور ہماری قدردانی ہوگی۔

اور اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جشن نوروز و سرفرازی خطابات و منصب کا ذکر

اور اسکے تیئیس روز بعد ۲۳ جمادی الاول روز شنبہ کو جشن نوروزہ کا ترتیب پایا اور دربار اعلیحضرت اقدس و اعلی بآئین شایستہ منعقد ہوا۔ ارکان دولت و اعیان سلطنت حاضر دربار شاہی ہوے اور ترقی و منصب کے احکام سنائے گئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ و اضافہ منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ میر وزیر علیخان صاحبزادہ کو نہہ ہزاری منصب ہشت ہزار سوار از انجملہ چار ہزار یک اسپہ و چار ہزار دو اسپہ علم و نقارہ و پالکی جھالردار بہ خطاب خانی و بہادری برقرار جنگ و آصف یار الدولہ آصف یار الملک اور منیر الدولہ بہادر کو نہہ ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار اور خطاب مختار الملک عماد السلطنت۔ اور شجاع الدولہ بہادر کو منیر الملک خطاب و ہفت ہزاری منصب و چار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ اور سعید الدولہ کو سعید الملک خطاب و سہ ہزاری و پانصدی منصب، دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ اور نواب میر اکبر علیخان بہادر کو اکبر جنگ

خطاب اور دوہزاری منصب و ایک ہزار سوار عطا ہوے اور دار السلطنت حیدرآباد کی خدمت
کوتوالی پر ۳ جمادی الثانی کو سرفرازی پائی۔ اور محمد علی مہتمم تقسیم منصبداران کو خانی و بہادری کا
خطاب اور ایکہزار منصب۔ اور صارم جنگ بہادر بخشی کو عزیز الدولہ خطاب اور سہ ہزاری منصب
و دو ہزار سوار علم و نقارہ اور مستحکم جنگ بہادر کو محبوب یار الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب
دو ہزار سوار و علم و نقارہ۔ اور اکرام جنگ بہادر کو بدر الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ۔ نواب امتیاز الدولہ بہادر کو قیام الملک خطاب چار ہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالر دار۔ اور میر تہور علی کو خانی و بہادری اور مختار یار جنگ
خطاب دو ہزار منصب یکہزار سوار و علم۔ اور میر ریاست علیخان بہادر کو محبوب یار جنگ خطاب
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور سردار دلیر جنگ کو سردار دلیر الدولہ خطاب سہ ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم۔ و مرزا محمد علی کو خانی و بہادری و شجاعت شعار جنگ خطاب دو ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم و مرزا علی محمد کو خانی و بہادری محمد جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار
سوار و علم۔ اور میر محمد علی کو خانی و بہادری خطاب اور ایکہزاری منصب اور اکرام اللہ خان کو
خانی و بہادری نواب یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم و مولوی سید حسین علی یار خان
بہادر موتمن جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور مولوی مہدی علیخان کو
خانی و بہادری منیر نواز جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سید کلیم اللہ خان
بہادر کو قادر جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور حکیم فیض اللہ خان کو
خانی و بہادری افضل الحکما خطاب ایکہزار پانصدی منصب اور مولوی محمد صدیق کو خانی و
بہادری خطاب ایکہزاری منصب اور مرزا محمد علی بیگ خان بہادر کو افسر جنگ خطاب اور
دو ہزاری منصب سوار و علم۔ اور حکیم وزیر علیخان بہادر کو سلطان الحکما خطاب یکہزار پانصدی

منصب۔ و حکیم مرزا علی کو خانی و بہادری و حکیم الممالک خطاب یکہزار و پانصدی منصب اور گجانن پرشاد کو راجہ بہادر خطاب دو ہزاری منصب یکہزار سوار د علم و الیسری پرشاد کو راجہ بہادر خطاب یکہزاری منصب پانصد سوار د علم اور سوامی راؤ کو راجہ بہادر خطاب سہ دیکہزاری منصب عطا ہوا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلی کے شکار کا ذکر اور دادرسی فریادیون کی شکارگاہ پر

اسی سال حضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے شیر کے شکار کا ارادہ فرمایا چنانچہ شکارگاہ موضع میلواڑہ پر قرار پایا اور سواری مبارک اعلی حضرت اقدس و اعلی ۶ شعبان بروز شنبہ بجانب شکارگاہ روانہ ہوئی اور ہمرکاب سعادت انتساب رزیڈنٹ صاحب بہادر اور نواب میر لائق علیخان عماد السلطنت مختار الملک مدار المہام سرکار عالی اور نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر معہ خدم و حشم ساڑھے گیارہ بجے رات کو نہضت فرمائے شکارگاہ ہوئے اور صبح کے ۵ بجے اسٹیشن ناوندگی پر سواری مبارک پہونچی پھر وہان سے بسواری اسپ خاصہ موضع میلواڑہ خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے شکارگاہ کا رُخ لیا اور ایک شیر کو بندوق سے مار ڈالا۔ اوس روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا اونکی درخواستین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے لین اور اوسپر مدار المہام کو مخاطب فرمایا اور شام کو صاحب عالیشان بہادر بارگاہ سلطانی مین باریاب ہو کر جام سلامتی اعلیحضرت اقدس و اعلی کا نوش کیا۔ اور کھڑے ہو کر مبارکباد دیکر عرض کیا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلی حضرت اقدس و اعلی نہ صرف شکار کے لیے ہی دار السلطنت سے باہر رونق افروز ہوئے ہین بلکہ شکار کے ساتھ ہی اپنے ملک کی رفاہ کی طرف بھی توجہ فرماتے ہین اور مجھے امید ہے کہ جب سواری مبارک شکارگاہ پر رونق افروز ہوا کریگی اور جس قدر شیرون کا شکار فرمائینگے اسیطرح [illegible]

وخرابیان بھی ملک کی دور ہو جائین گی۔ اور مین زیادہ تر شکر گذار ہون کہ شکار مین شریک
رہا اور مہانداری بھی آرام سے ہوئی۔ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے سر اولیور سنٹ جان
رزیڈنٹ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ آپنے میری صحت کا پیالہ
نوش فرمایا اور مبارکباد دی اور شکارگاہ ہی پر ۸ شعبان کو بالمشافہہ مدارالمہام سرکار عالی
کے دریافت مستغیثین آغاز ہوئی چنانچہ کولتالی کے مستغیثون کی شکایتون کے مقدمات سردار
دلیرالدولہ بہادر نے صبح ہی مرتب کرلیے اور اوسکے ملاحظہ پر ظہورالدین امین سیٹرم اور یوسف علی
جمعدار اور محمد علی دفعدار معطل کردیے گئے۔ اور مولوی چراغ علی نے صیغہ مالگذاری کے متعلق
شکایتون کو قلمبند کیا اور سرسری تحقیقات کرکے مقامی عہدہ دارون کے پاس مزید تحقیقات
اور رپورٹ کے لیے کاغذات بھجدیے اور اوسی روز ساڑھے دس بجے صبح کو اور ایک
شیر کا شکار ہوا۔ الغرض اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ سات بجے شام کے بسواری اسپ عزمیت
فرماے دارالسلطنت حیدرآباد ہوے۔ چونکہ شب تاریکی خرامان خرامان سواری مبارک
اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ اسٹیشن ناندگی پر آئی اور وہان سے بعد تناول خاصہ بسواری
اسپشل ٹرین روانہ حیدرآباد ہوے اور پانچ بجے صبح کے داخل محلسرا ہوے۔

اور اسکے تیسرے ہی مہینے مین پندرہ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری نواب میر لایق علیخان بہادر
مختارالملک مدارالمہام سرکار عالی کا سفر بجانب کلکتہ پیش آیا اور وہان پہونچکر گورنر جنرل بہادر
سے ملاقات فرمائی اور چند ہی روز بعد وہان سے روانہ ہوکر بروز چہارشنبہ دوسری محرم سنہ ۱۳۰۲
کو داخل بلدہ ہو گئے اور انہین ایام مین بذریعہ لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر ویسرائے ہند منجانب
ملکہ معظمہ قیصر ہند کے اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کے لیے نائٹ گرینڈ کمانڈر استار آف انڈیا
خطاب اور بارگاہ عالیہ مین خریطہ پیش ہوا۔

اور ۱۹ صفر ۱۳۰۲ہجری کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر ولایت سے بمبئی داخل ہوئے اور ۲۴ صفر کلکتہ پہونچے۔ لارڈ رپن صاحب بہادر نے اپنے جانشین کا استقبال کر کے ایوان خاص مین داخل کیا اور خود غرہ ربیع الاول شام کے وقت بمبئی سے بسواری جہاز ولایت کی طرف روانہ ہوے۔

لارڈ رپن بوجہ بعض قوانین و تنسیخ کے جو بالخصوص اہل ہند کے لیے مفید ثابت ہوے رعایاے ملک ہند کی نظرون مین ہر دلعزیز تھے۔

اور اسی سال بسبب پیشقدمی زار روس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے بمقام راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کر کے امیر عبدالرحمن خان بہادر امیر کابل کو راولپنڈی مین دعوت دی اور سرکار نظام کی طرف سے بھی منیر الملک مع چند افسران گئے اور بہت سے راجہ لوگ بھی آئے ہوے تھے سرکار انگریزی کا دربار راولپنڈی مین علاوہ تحائف وغیرہ کے اڑتالیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو روپیہ نقد خرچ ہوئے۔ جس مین سے فقط چار لاکھ روپیہ نقد امیر کابل کو اکیس ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے دیے گئے باقی ماندہ فوج وغیرہ اور دیگر سامان کی فراہمی و درستی مین خرچ ہوا۔

بندگان عالی متعالی کے سفر بجانب نیلگری کا حال

اور اسی سال ۲۲ رجب ۱۳۰۲ہجری بروز جمعہ اعلحضرت اقدس و اعلی بطور ہوا خوری کے نیلگری کی طرف عزیمت فرما ہوے اور ہمرکاب سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی و عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ بہادر اور نواب عماد نواز جنگ بہادر و منیر نواز جنگ بہادر و موتمن جنگ بہادر و محبوب یار الدولہ بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم الممالک بہادر و مولوی مہدی حسن فتحنواز جنگ بہادر و آغا شوشتری صاحب و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہ رونق افروز ہوے اور وہان پر

مدار المہام سرکار عالی نے اعلحضرت اقدس و اعلی کی ضیافت کی جس مین انواع و اقسام کے مشروبات لذیذ و لطیف موجود تھے اور ۱۳ رمضان ۱۳۰۲ھ ہجری کو اعلحضرت کی طرف سے دعوت ہوئی اور تا بہ رونق افروزی اعلحضرت اقدس و اعلی کا دست کرم کھلا ہوا ہزار ہا غربا و معذورین کو روپیہ تقسیم ہوتے رہے۔ اور ۱۶ رمضان ۱۳۰۲ھ ہجری بروز شنبہ قریب دس بجے دن کو اعلحضرت اقدس و اعلی کی خاص ٹرین معہ ہمراہین و خدم و حشم داخل بلدہ ہوے اور مسٹر کارڈری صاحب بہادر رزیڈنٹ معہ اسٹاف اور امراء دولت و ارکان سلطنت و افسران اسٹیشن کے پلاٹ فارم پر حاضر تھے۔ اعلحضرت اقدس و اعلی کی سواری مبارک اوترتے ہی سلامی بیاٹری سے ۲۱ توپین سر ہوئین اور والنٹیر سوارون نے جو بادریس فاخرہ سجے ہوے تھے حسب قاعدہ شاہی سلامی ادا کی راستون کا انتظام اور پولیس کا بندوبست زیر نگرانی نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دار السلطنت نہایت عمدہ تہا۔

تقرر مجلس بسبب واقع ہونے دسہرہ عشرہ شریف مین بلحاظ عدم وقوع فساد

۱۳۰۳ھ مین دسہرہ ایام عشرہ شریف مین واقع ہوا لہذا باحتمال وقوع قصہ و فساد مابین ہنود و اہل اسلام منجانب سرکار نظام مولوی محمد صدیق خان بہادر عماد جنگ معتمد مدار المہام سرکار عالی نے ایک مجلس منعقد ہوگی جسکے ارکان راجہ شیوراج بہادر دہرم ونت اور راجہ گردہاری پرشاد بہادر اور رگھناتھ راؤ علاقہ دار راجہ راے رایان بہادر اور نواب رسول یار خان بہادر محی الدولہ تھے الغرض باتفاق راے مجلس منظوری سرکار عالی ۲ ذیحجہ ۱۳۰۳ھ مین اس مضمون کا اشتہار جاری کیا گیا۔

اول تمام ہنود بلدہ و اضلاع کے اپنے اپنے گہرون مین بلا کسی باجے کے رسم پوجا ادا کرین

دوم جو لوگ سلنگن کے واسطے باغون مین جانا چاہین وہ بلا کسی باجے اور سامان خوشی کے باغون مین جاکر پوجا ادا کر سکتے ہین۔

سوم تبکا باہر لیکر نہ نکلین۔ اور ہندو لوگ اپنے اپنے گھرون کے چھوٹے چھوٹے دیولون مین بھی باجا نہ بجائین۔

چہارم بڑے بڑے خاص دیولون مین جو محاط ہون وہان دیولون کے احاطے کے اندر ہندو سیوا اور پوجا معہ معمولی باجے کے کر سکتے ہین۔ لیکن ہرگز دیولون کے باہر نہ نکلین اور مسلمان مندرون کے اندر سیوا اور پوجا مین کسی قسم کی مزاحمت نکرین۔ ہندوون کے گھر کی چھوٹی چھوٹی دیولین اس حکم سے بالکل مستثنیٰ ہین۔ اور جھنڈے ۱۵ محرم کو نصب کیے جائین۔ اور جو رسوم کہ جھنڈون کے نصب سے متعلق ہین مثل ذبح گوسفند وغیرہ وہ بھی اوسی روز ادا کیے جائین۔

اگر کوئی شخص خواہ ہندو یا مسلمان اس حکم کے برخلاف کریگا مجرم متصور ہوگا اور اوسکی نسبت حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔

انعقاد مجلس انتظام صرف خاص کا ذکر

اور غرہ محرم ۱۳۰۳ھ مین ایک مجلس بنام مجلس انتظام صرف خاص منعقد ہوئی جسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر اور نائب میر مجلس بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب اس مجلس سے انتظام مخارج و مداخل تعلقات صرفخاص متعلق تھا۔ مگر اسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد مجلس برخاست ہوگئی اور نواب سید عبد الرزاق آصف نواز الملک بہادر نے خدمت معتمدی سے سرفرازی پائی۔

سفر اعلیحضرت اقدس و اعلی بجانب مدراس

اور ۴ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری صبح کے آٹھ بجے

اعلیحضرت اقدس واعلی عازم مدراس ہوے ہمرکاب سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی مع رزیڈنٹ کارڈری صاحب بہادر اور نواب موتمن جنگ بہادر اور نواب افسر جنگ بہادر اور نواب محبوب یار جنگ بہادر و نواب مختار یار جنگ بہادر اور نواب منیر نواز جنگ بہادر اور مولوی مہدی حسن صاحب اور مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک اور مولوی میر محمود صاحب اور مسٹر فریدون جی کے شہر مدراس کو خاص ریل پر روانہ ہوے۔

اور اسی تاریخ لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز کلایو نامی بھی ساحل مدراس پر گیارہ بجے ۳۰ منٹ کو لنگر انداز ہوا۔

شہر مدراس تمام آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اور شاہراہ پر جا بجا بیرقین رنگا رنگ اور کمانین خوشنما وضع لگائی گئی تھین وایسرا کے جہاز پر سے اوترتے ہی ۳۱ شلک توپین سلامی کی سر ہوئین اور گورنر جنرل بہادر ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہوس مین جا اوترے اور اوسی شب نو بجے ۲۰ منٹ پر گورنر جنرل بہادر کا دربار ہوا۔

سواری مبارک اعلیحضرت کے دیکھنے کے لیے اوس راستے پر سے جو ریلوے اسٹیشن سے عمدہ باغ کو جاتا ہے ہزارہا مخلوق خدا کا اژدحام تھا اور اعلیحضرت اقدس واعلی کی تعظیم کے واسطے پندرہوین مدراس پلٹن کے سو جوان کا ایک تعظیمی گارڈ مع بیانڈ و نشان ایستادہ کیا گیا تھا اعلیحضرت اقدس واعلی کی ٹرین وقت مقررہ پر داخل مدراس ہوتے ہی فصیل قلعہ مدراس سے ۲۱ ضرب توپون کی شلک سلامی ہوئی اور اعلیحضرت اقدس واعلی بسواری بگھی جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی مع بدرقہ سواران باڈیگارڈ گورنری مونٹ روڈ پر سے ہوتی ہوئی داخل عمدہ باغ ہوئی یہ باغ خاص خیر النسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک مرحوم کی بیگم ہین۔ دوسرے روز ساڑھے گیارہ بجے گورنمنٹ ہوس مین اعلیحضرت اقدس و اعلی

گورنمنٹ ہوس مین رونق افروز ہوے اور گورنر مدراس سے ملاقات فرمائی اسکے تھوڑے ہی دیر بعد
مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوے اوسی روز شام کے ۴ بجے ۳۰ منٹ پر گورنر صاحب بہادر مدراس
بھی عمدہ باغ مین قیام گاہ اعلیحضرت قدس اعلی پر اکرام اسم بازدید ادا فرمائے

الغرض سرکار انگریزی و اہل اسلام مدراس اور ہنود نے اعلیحضرت بندگانعالی کے خیر مقدم مین کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکہا اور انجمن اسلامیہ اہل ہنود مدراس نے جو تہنیت نامے بارگاہ اعلیحضرت قدس اعلے
مین گذرانے اوسکے جواب مین اعلیحضرت قدس اعلی نے ارشاد فرمایا کہ مین بہت مسرور اور خوش ہوا
کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی اور اس قدر جس عقیدت ظاہر کی ہے۔ اور
اپنے اپنے نیک ارادے اور مہربان خواہشین جو میری جانب ظاہر کی ہین مین اون کا شکریہ ادا
کرتا ہون اور یہہ امر بھی یقینی ہے کہ یہان کی قلیل اقامت کی بہت خوشنما یادگار مین اپنے ہمراہ واپس
لیجاؤنگا۔ اور اعلیحضرت قدس اعلی نے پانچہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولس غربا کو تقسیم فرمائی
اور اوسی شب عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی اور آتشبازی کی بھی کثرت رہی۔ اور خیر النسا بیگم صاحبہ
کی طرف سے اعلیحضرت اقدس اعلی کی ضیافت عمدہ طور سے ادا ہوئی۔

اور گورنر جنرل بہادر تین روز تک شہر مدراس مین رہکر ۲۷ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری دس بجے ۳۰ منٹ
رات کو کلکتہ جانے کے لیے کلیو نامی جہاز پر سوار ہوے اور صبح کو جہاز لنگر انداز ہو کر سمت کلکتہ راہی ہوا
اور انہین ایام مین فیمابین اعلیحضرت بندگان عالی و نواب سر سالار جنگ لائق علیخان بہادر
عماد السلطنت نا چاقی ہوگئی۔ اوس نا چاقی کو طرفین کے حاشیہ نشین حضرات نے اس حد تک بڑہا
دیا کہ مصالحت ناممکن ہوگئی بلکہ کشش اور تلخی مین روز افزون ترقی ہوتی گئی اور تا اعلیحضرت بندگان عالی
سلخ جمادی الاول بروز یکشنبہ آٹھہ بجے دن کو مع خدم و حشم دار السلطنت حیدرآباد کا
ارادہ فرمایا اور غرہ جمادی الثانی بروز دوشنبہ دار الخلافت حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے

٢١ ضرب توپخانہ شاہی سے سلامی کی سر ہوئین اور فوج باقاعدہ نے سلامی ادا کی۔ اور اہلکاران و افسران پولیس متعلقہ نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دارالسلطنت حیدرآباد سواری مبارک کے انتظام اور اہتمام مین مصروف تھے۔

اور امیر و وزیر کی باہمی مصالحت کے لیے سلطنت کے بعض دوراندیشون کے سوا گورنمنٹ انگریزی نے بوجہ ذاتی تعلق نواب مختار الملک سالار جنگ اول کے بہت کوشش کی چنانچہ بیلی صاحب سابق رزیڈنٹ حیدرآباد منجانب گورنمنٹ ہند بغرض مصلحت بھیجے گئے مگر کوئی مفید اثر مترتب نہوا بالآخر خود لارڈ ڈفرن بہادر فیصلہ کے لیے تشریف فرمائے بلدہ ہوئے انھون نے بھی بجز اسکے اور کچھہ نہ کیا کہ کرنل مارشل کو اعلیحضرت کا پرائیوٹ سکرٹری مقرر کر کے مدارالمہام کے تعلقات کو بہت کم کر دیا گویا پرائیوٹ سکرٹری مدارالمہام تھے یہی پرائیوٹ سکرٹری نے آیندہ کے نقصانات کا سخت خوف دلا کر نواب عماد السلطنتہ سے استعفا دلا دیا اور اسطرح یہ سلسلہ وزارت شکولنے شکست ہوا۔

معزولی نواب میر لایق علیخان بہادر مختار الملک خدمت وزارت سے اور سرفرازی خلعت وزارت سر آسمان جاہ بہادر کا ذکر۔

چنانچہ ١٣٠٤ ہجری مین نواب میر لایق علیخان بہادر سر سالار جنگ نے وزارت سے استعفا پیش کر دیا چند روز تک اعلیحضرت اقدس اعلی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے بذات خاص عنان وزارت بھی اپنے دست قدرت مین لیکر انصرام کار فرمایا اور پیشی مین اعلی حضرت اقدس و اعلی کے امورات مدارالمہامی کے لیے کرنل مارشل صاحب بہادر کارگذار رہے مگر اسکے چند ہی روز بعد آخیر سنہ ١٣٠٥ ہجری مین نواب فتح جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظہر الدین خان سر آسمان جاہ بہادر نے خلعت وزارت سے سرفرازی پائی اور عنان حکومت وزارت سنبھالی چنانچہ تاریخ وزارت جو نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی نے لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے

تاریخ وزارت

پہلے سلطان این سلطان خسرو ملک دکن
قابل مدح و دعا ہین لایق وصف و ثنا

یہہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر ہمتن
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد

یہہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریاے نوال
پھر لبشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر

بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر

ادھر سے جان آرام ہین یہان سے دل آرام پذیر
کیون رہے ملک دکن مین نام کو بھی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ
مہر و ماہ آسمان نور ہین شاہ و وزیر
۱۳۰۵ھ

ایضاً

ملا آج نواب کو خاص خلعت
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی

ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تا ماہ
وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ
۱۳۰۵ھ

انتظام ملکی کی اصلاحین اور اسکا انتظام وتقسیم ملک قلمرو سرکار نظام کا حال

اب مین ختم کرتا ہون اسکو انتظام ملکی کی اصلاحون اور تقسیم ملک قلمرو سرکار نظام پر۔ واضح ہو کہ ملک سرکار عالی کی ضلع بندی تقسیم کی گئی اوسوقت پہلے تو ہر ایک ضلع مین ایک عدالت قایم ہوئی تھی اور عدالت ماتحت سے عدالتہاے صدر مین مرافعہ دایر ہوتے تھے اور ان کا مرافعہ خود وزیر اعظم مدار المہام دار السلطنت سرکار نظام پاس ہوتا تھا۔ بہ سنہ ۱۸۶۲ء ایک مجلس عالیہ عدالت خاص دار السلطنت حیدر آباد مین قایم ہوئی جسمین عدالتہاے اضلاع قلمرو کے مرافعہ سنے جانے لگے اور اسمین ایک میر مجلس اور چار ارکان مقرر کیے گئے اور کچہہ سیدہی سیادہی قاعدے باندہ دیے گئے تھے جب اعلیحضرت اقدس و اعلی تخت نشین ہوے تو اسکے انتظام و درستی کی طرف توجہہ فرمائی سب سے پہلے صوبہ اورنگ آباد مین دیوانی کے کامون کو علحدہ کر کے عدالتہاے منصفی قایم کی گئین اور چار ضلعون پر ایک ناظم عدالت

اور سمت مین ایک ناظم صوبہ کا تقرر ہوا جسکے فیصلہ کا آخری مرافعہ دار السلطنت حیدرآباد کی مجلس عالیہ عدالت ہائی کورٹ مین ہوتا ہے اور اسکیلیے ایک ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا اور اسیطرح عدالتہائے دیوانی اور فوجداری کا ایک مجموعہ قوانین تیار ہوا اور قانونی کارروائی کا رواج پایا اور سب سے بڑھکر یہہ انتظام ہوا کہ عہدہ دار اور اہلکارون کی تنخواہین بڑھادی گئین جس خدمت زمانہ سابق مین چھہ سو روپیہ ماہوار تھی دو دو ہزار روپیہ ماہانہ پر اضافہ اور ترقی کی گئی جس سے منشاء سرکار یہی ہے کہ عہدہ دار اپنی ذاتی غرضون کو راہ ندین اور اوسکے پردہ مین انصاف کو نچھوڑین اور طریق ناجائز سے روپیہ کمانے کے لیے کچھہ عذر باقی نرہے۔ پھر اس خیر اندیشی کے ساتھہ یہہ بھی قاعدہ جاری کیا گیا کہ جہان کسی افسر نے کوئی خطا کی وہین بیدھڑک اسکو قرار واقعی سزا دیجاے۔ اور انہین دنون مین دار السلطنت حیدرآباد مین بنظر آسایش خلق اللہ بذریعہ نلون کے آبرسانی کی گئی اور انہین ایام مین محکمہ رجسٹری بھی قایم ہوا اور دار السلطنت کے انتظام کے لیے چار وزرا کا تقرر ہوا چنانچہ وزارت صیغہ فوج پر راجہ راجایان مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر اور وزارت صیغہ عدالتہائے سرکار عالی و امور عامہ پر نواب سرفراز حسین خان صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک بہادر۔ اور وزارت صیغہ مالگزاری سرکار عالی نواب فضل الدینخان بہادر سکندر جنگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر کے تفویض ہوئی اور صیغہ وزارت کوتوالی ہائے سرکار عالی و تعمیرات عامہ پر نواب شہاب جنگ افتخار الملک افتخار الدولہ افتخار الملک بہادر قرار پاے اور ان کے اقتدارات کے لیے جداگانہ قواعد منضبط ہوے نگران چارون وزراؤن پر وزیر اعظم کی نگرانی رکھی گئی اور جوابدہ امورات سلطنت کیے گئے۔

اور تقسیم ملک بلحاظ انتظام گورنمنٹ کل ملک قلمرو سرکار نظام چار صوبون اور پندرہ ضلعون پر منقسم کیا گیا اور ہر ایک صوبہ مین ایک صوبہ دار کی اور ایک ضلع تعلقدار کی حکومت رکھی گئی جنکے اسما ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

صوبۂ ورنگل

صوبۂ ورنگل سمت شرقی مین واقع ہے اور اسکے حدود اربعہ یہ ہین۔ حد شمالی ضلع ایلگندل حد جنوبی

دریاے کرشنا۔ حد شرقی دریاے گوداوری۔ حد غربی ضلع لنگسگور درایچور ہین۔
اوراس صوبہ کی مردم شماری اکیس لاکہہ باون ہزار تین سو پچانوے اور آمدنی تینتالیس لاکہہ ترپن ہزار تین سو روپیہ ہے۔ رقبہ (۲۰۴۰۰۷) میل مربع اوراس صوبہ مین تین ضلع اورایک ضلع اطراف بلدہ صرف خاص کے تعلقات واقع ہین۔

ضلع اطراف بلدہ متعلقہ صرف خاص کا تذکرہ

اور ضلع اطراف بلدہ دارالسلطنت حیدرآباد کے آس پاس ہے اسکی حد شمالی ضلع بیدر میدک ایلگندل جنوب مین ضلع محبوب نگراور مغرب مین ضلع گلبرگہ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر ہے رقبہ (۳۳۶۳) میل مربع اور مردم شماری (۴۱۵۰۳۹) کل آمدنی اسکی اکتالیس لاکہہ سے کچہہ زاید ہے اور کل دیہات اسمین (۱۴۴۳) واقع ہین اور یہہ ضلع چار سمتون پر منقسم کیا گیا ہے اورایک تعلقہ ٹپلور ہے۔ سمت غربی اور سمت جنوبی وسمت شرقی وسمت شمالی علاوہ اسکے تمام علاقہ دیوانی مین تعلقات اور دیہات صرف خاص کے واقع ہین۔

ضلع ورنگل کے حدود اور سکے تعلقات کا ذکر

ورنگل کی حد شمالی ضلع یلگندل۔ حد جنوبی دریاے کرشنا اور مشرق مین دریاے گوداوری و ضلع مچہلی بندر متعلقہ سرکار انگریزی اور مغرب مین ضلع نلگنڈہ و یلگندل۔ رقبہ (۹۷۷۹) میل مربع اور مردم شماری (۸۵۳۱۲۹) اور آمدنی اسس ضلع کی سالانہ سترہ لاکہہ ترپن ہزار نو سو روپیہ اور اسس مین کہمم اور مدہرہ و پالونچہ اور پاکہال اور کندیکنڈہ اور وردنا پیٹہ اور ورنگل ہر کال اور چہ یال ایسے نو تعلقات ہین اور ہرایک تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع نلگنڈہ کے اربعہ حدود اور تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع نلگنڈہ کے حدود شمال مین ضلع

ورنگل جنوب مین دریاے کشنا۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور ضلع اطراف بلدہ رقبہ (۴۱۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۶۲۴۴۶۷۱) آمدنی سالانہ بارہ لاکھہ بتیس ہزار چار سو روپیہ۔ اور اس ضلع مین پانچ تعلقہ منقسم ہین۔ نلگنڈہ۔ دیول پلی۔ دیورکنڈہ۔ سریاپیٹہ۔ اور ہر تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین کوتوالی ہے اور مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع محبوب نگر کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع محبوب نگر کے حدود یہ ہین۔ شمال مین اطراف بلدہ جنوب مین دریاے کشنا۔ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ اور مغرب مین گلبرگہ شوراپور و رایچور۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع اور مردم شماری (۶۷۴۶۴۹) اور یہ ضلع آٹھہ تعلقون پر منقسم کیا گیا ہے۔ ناگر کرنول۔ کولکنڈہ۔ ناراین پیٹہ۔ مکتھل۔ کلواکرتی۔ جڑچرلہ دیورکدرہ۔ ابراہیم پٹن۔ اور امراباد و پرگی کی دو پیٹیان۔ جس مین نائب تحصیلدار ہین اور باقی آٹھون تعلقون پر ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

صوبہ محمد آباد بیدر

صوبہ محمد آباد بیدر سمت شمالی مین واقع ہے۔ اور اس صوبہ کی حد شمالی مان گنگا اور دریاے وردہا۔ برار اور ممالک متوسط۔ جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین گوداوری اور وردہا۔ مغرب مین پربہنی و ناندیڑ و دریاے مانجرا رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع آبادی کل صوبہ کی (۳۰۰۹۱۸) اور یہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم کیا گیا ہے۔

ضلع میدک کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

ضلع میدک جسکو گلشن آباد بھی کہتے ہین اسکے شمال مین ضلع اندور جنوب مین اطراف بلدہ مشرق مین ضلع نلگندل۔ مغرب مین ضلع بیدر ہے اور آمدنی اس ضلع کی سترہ لاکھہ بہتر ہزار روپیہ ہے اور مردم شماری

(۳۵۷۳۶) اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر تعلقہ مین ایک تحصیلدار
اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے ہین کل تعلقون کے نام یہ ہین۔
میدک۔ ٹیکمال۔ اندول۔ رایم پیٹہ۔

ضلع اندور اور اوسکے تعلقات و حدود ارضی کا تذکرہ و قسمت تعلقات

اور ضلع اندور کے شمال مین عملداری سرپور تانڈور جنوب مین ضلع میدک مشرق مین ضلع یلگندل۔ اور مغرب مین
مانجرا۔ اور گوداوری ندی۔ و اضلاع ناندیڑ و پربہنی جسکا رقبہ (۴۷۰۴) میل مربع اور سالانہ
محاصل اکیس لاکہ چہ ہزار تین سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۹۵۹۸) ہے اور یہ ضلع نو
تعلقون مین قسمت کیا گیا۔ اندور۔ بودہن۔ ارمور۔ نرمل۔ اوسہ۔ نرساپور۔ یلاریڈی پیٹہ
بلولی۔ ادلور۔ بالسنواڑہ۔

ضلع یلگندل کے حدود اربعہ اور اوسکے تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع یلگندل کی حد شمالی سرپور تانڈور ہے جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین حد دریاے وردہا ممالک
متوسط ہند اور مغرب مین حد ضلع میدک و اندور کے ضلع ہین کل رقبہ (۴۸۰۴) میل مربع اور
آبادی (۱۰۹۴۶۰) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکہ بیس ہزار ہے اسمین آٹھ تعلقہ ہین اور ہر تعلقہ مین
دو دو مدرسہ اور ایک ایک تحصیلدار و امین کوتوالی ہے جسکے نام یہ ہین۔ کریم نگر
ملنگور۔ یلاس۔ لسپور۔ گجویل۔ چنور۔ مہادیوپور۔ حسن آباد۔

ضلع بیدر اور اوسکے حدود اربعہ و تعلقات کا ذکر۔

اور ضلع بیدر کی حد شمالی جاگیر راجہ راے رایان و ضلع ناندیڑ اور جنوب مین تعلقہ بہالکی و دہارا سیون اور شرق مین ضلع اندور
و میدک اور مغرب مین ضلع بڑ رقبہ (۲۶۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۹۰۱۹۸۴) آمدنی
سالانہ نو لاکہ چہ ہزار تین سو روپیہ اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ تحصیلدار

او دگیر- انگول- راجورہ- ورول- مانگا- اور اسکے سوا دو تعلقہ صرف خاص کے ہین-

عملداری سرپور تانڈور کے حدود مو تعلقات کا ذکر

اور عملداری سرپور تانڈور کے حدود شمالی دریاے وردہا- اور مان گنگا- اور جنوب مین ضلع یلگندل اور اندور و مشرق مین دریاے وردہا اور مغرب مین دریاے مان گنگا جسکا رقبہ (۵۰۴۲) میل مربع اور آمدنی سالانہ تین لاکھہ چار ہزار ایک سو روپیہ- مردم شماری (۴۵۷۱۳۲) اور یہہ عملداری سرپور ایدلاباد راجورہ مانک گڈہ تین تعلقون مین منقسم کی گئی ہے اور اسکے علاوہ تین تعلقات صرف خاص کے بھی اسی مین واقع ہین-

صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد

یہہ صوبہ سمت غربی مین واقع ہے اور اس صوبہ کے حدود شمالی مین ناسک اور اضلاع مفوضہ برار اور جنوب مین نلدرگ اور بیدر اور مشرق مین سرپور تانڈور اور مغرب مین خاندیس اور احمد نگر ہے- اور رقبہ کل صوبہ تخمیناً (۱۵۴۲۷) اور مردم شماری (۲۹۰۵۶۱) آمدنی سالانہ ترسٹھہ لاکھہ پینتیس ہزار ایک سو انتالیس روپیہ اور اس صوبہ مین چار ضلع واقع ہین- اورنگ آباد- بیڑ پربھنی- ناندیڑ-

ضلع اورنگ آباد کے تعلقات کا ذکر-

ضلع اورنگ آباد کی حد شمالی و غربی احمد نگر- ناسک- خاندیس اور مشرق مین اضلاع مفوضہ برار- و پربھنی اور جنوب مین گوداوری و ضلع پربھنی و بیڑ و احمد نگر- علاقہ سرکار عظمت مدار اس ضلع کا رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور مردم شماری (۸۲۸۹۷۵) اور سالانہ محاصل تخمیناً بیس لاکھہ ساٹھہ ہزار دونہتالیس روپیہ اور یہہ ضلع آٹھہ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے- اورنگ آباد- امبڑ- بیضاپور- پٹن- جالنہ پور- کنڑ کانڈاپور- بہوکردن- اسکے علاوہ اسمین دو تعلقہ صرف خاص کے بھی واقع ہین-

ضلع بیڑ کے حدود اربعہ اور تقسیم تعلقات کا ذکر

اور ضلع بیڑ کی حد شمالی مین دریاے گوداوری اور جنوب مین دریاء مانجرا۔ اور مشرق مین تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑیان لکھہ ڈونگر کل رقبہ اس ضلع کا (۳۴۹۵) میل مربع اور مردم شماری (۴۴۲۷۴۲) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکہ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ ہے اور یہہ ضلع چھہ تعلقون پر قسمت پذیر ہے۔ بیڑ۔ انبہ جوگائی۔ پاترور۔ کیج۔ کہورائی۔ اشٹی اور اس مین ایک تعلقہ صرف خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پربھنی کے حدود اربعہ کا ذکر

اور ضلع پربھنی کے شمال مین مان گنگا اور اضلاع مفوضہ برار۔ جنوب مین دریاے گوداوری۔ مشرق مین ضلع ناندیڑ۔ مغرب مین ضلع اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۵۳۳۴) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکہ ستاسی ہزار نوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہہ ضلع چھہ تعلقون پر منقسم ہے۔ پربھنی۔ پاتھری۔ حدگاؤن۔ اونڈاہ۔ جنتور۔ نرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر

اور ضلع ناندیڑ کے شمال مین ضلع پربھنی جنوب مین ضلع بیدر مشرق مین دریاے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب مین ضلع بیڑ۔ کل رقبہ (۴۱۲۲) میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکہ اٹھاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۴۳۲۵۲۹) ہے اسمین آٹھ تعلقہ واقع ہین۔ ناندیڑ۔ دگلور۔ مدہول۔ قندہار۔ سارہ باڑ (لاٹ) بسنتہ نگر۔ اردہاپور۔ بہینسہ۔ اور دو تعلقات صرف خاص کے بھی واقع ہین۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہہ صوبہ سمت جنوب مین واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریاے تنگبھدرہ ضلع کرنول۔ و ضلع بلہاری۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب مین

حدود و ضلع بمی رقبہ (۱۲۶۴۲) میل مربع۔ اور سالانہ آمد فی پینتالیس لاکھ بارہ ہزار نوسو تین روپیہ ہے۔ اور مردم شماری (۲۴۳۰۹۹۹) اور یہہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم ہو گیا ہے گلبرگہ شریف رائچور۔ لنگسگور۔ نلدرگ۔

جبتک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قایم رہیگا نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یاد رہیگا۔ جنہون نے نہایت عالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بنا کر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقعت شہر بنا دیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے تعلقات کا ذکر۔
اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع بیدر۔ حد جنوبی دریاے بھیما۔ اور حد غربی کلاڈگی شورا پور۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر دارالسلطنت حیدرآباد ہے۔ رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمد فی سالانہ گیارہ لاکھ باسٹھ ہزار دوسو تین روپیہ اور مردم شماری (۶۴۹۲۵۸) اور ساتھہ تعلقون پر یہہ ضلع تقسیم پذیر ہے گلبرگہ۔ کوڑنگل۔ سیڑم۔ گورمکال۔ مہاگانو۔ چنچولی۔ جیورگی۔

ضلع رائچور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر
اور ضلع رائچور کے شمال مین دریاے کرشنا جنوب مین تنگبھدرہ علاقہ مدراس۔ مشرق مین دریاے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب مین ضلع لنگسگور ہے اور کل رقبہ (۶۹۷۶) میل مربع سالانہ آمد فی تیرا لاکھہ ترانوے ہزار دو سو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع مین رائچور۔ مانوی۔ دیودرگ۔ الپور۔ برگیرہ۔ اسکا نام بدل دیا گیا ہے۔ یادگیر۔ ایسے چھہ تعلقہ ہین۔

ضلع لنگسگور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر
اور ضلع لنگسگور مین چھہ تعلقات ہین۔ لنگسگور اور گنگاوتی۔ کشتگی۔ سندہنور۔ شوراپور۔ اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات اندولہ اور یادگیر۔ جنوب مین دریاے تنگبھدرہ۔ مشرق مین ضلع رائچور۔ مغرب مین ضلع

دہارواڑ علاقہ احاطہ بمبئی کل رقبہ اسکا (۶۶۰) میل مربع۔ اور مردم شماری (۶۴۰۰۱۴) اور سالانہ آمدنی چودہ لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع نلدرک کے تعلقہ کا ذکر اور نلدرک کی حد شمالی دریاے مانجرا ضلع بیڑ۔ حد جنوبی ضلع بیڑ جاگیر پائیگا اور علاقہ بندر بمبئی سرکار عظمت مدار۔ مشرق مین تعلقہ بہالکی جاگیر پائیگاہ۔ تعلقہ دہاراسیون ضلع بیدر مغرب مین دریاے سینا اور احمد نگر علاقہ سرکار عظمت مدار تعلقہ بندر بمبئی کل رقبہ (۳۲۷۱) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھ پچہتر ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۲۷۲۹۴۹) اور اس ضلع مین صرف تین تعلقات۔ نلدرک۔ تلجاپور۔ اوسہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قسلم اور دہاراسیون۔ واسی۔ پرنبڈا صرفخاص کے ہین۔

اضلاع مفوضہ برار

یہہ ملک برار جو دار السلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہدنامہ کی رو سے براے چند سے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچہ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامرہ سرکار عالی ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہہ ہین۔ شمال و مشرق مین ممالک متوسط ہند۔ جنوب مین صوبہ غربی و شمالی سرکار عالی اور مغرب مین احاطہ بندر بمبئی اسکا رقبہ (۱۷۷۱۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۲۶۷۳) اور یہہ ملک چھہ ضلعون پر منقسم ہے امراوتی۔ ایلچپور۔ بلڈانہ۔ ون۔ باسم

خراج گذار راجاؤن کا تذکرہ

سرکار عالی کے قلمرو مین راجہ گدوال جسکی آمدنی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکنٹا اور رانا اناگندی و راجہ سگر و راجہ ونپرتی و راجہ جٹپول۔ و رانی گوپال پیٹہ۔ دیسمکہ نرکھوڑا۔ راجہ امرچنتا۔ راجہ بالنسوارہ۔ راجہ ددم کنڈہ۔ راجہ جلواررا۔ راجہ چنچولی وغیرہ ہین۔

جاگیرات کے اقسام | اور قلمرو دار السلطنت حیدرآباد مین جاگیرات بھی پانچ قسمونپر منقسم ہین۔ اول صرف خاص اعلیحضرت اقدس و اعلی کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہہ تعلقات اس ریاست کے مختلف اضلاع مین واقع ہین اور اسکی جملہ آمدنی اسی نود لاکہہ سے کم نہین ہے۔ ان تعلقات کے معاملات کا تصفیہ اعلی حضرت اقدس و اعلی کے حکم سے بذریعہ نواب آصف نواز الملک بہادر معتمد صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام مین بڑا حصہ اعلی حضرت اقدس و اعلی کے وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائیگاہ ہے جسکی کل آمدنی تخمیناً نود لاکہہ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات الند۔ نارائن کیٹر۔ کوٹ کر۔ گندل واڑی۔ ولندی۔ ہتہنورا۔ حب گوڈا۔ بلغرٹپ سندبور کی۔ پنجولی۔ گلبرجا گیرات صرفخاص وغیرہ جنکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہین ہوسکتی ہے۔

قطعہ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از

رہنماے سالکان طریق سخندانی وپیشواے رہروان مراحل نکتہ دانی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصفوی المتخلص بہ سیند خرّم

سررشته دار محکمهٔ کوتوالی دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد

سپہرِ معانی محمد حسین
که داند همه رازهاے نہان

به خلق و وفا ہمچو بادِ بہار
بصدق و صفا ہمچو آبِ روان

کتابِ گرانمایه تالیف کرد
در احوال شاہانِ گیتی ستان

همه نسخه را بخشش به رنج کرد
بیاراست ہر بخش را داستان

همه واقعاتِ سلاطین و ملک
همه حادثاتِ زمین و زمان

کتابیست یا نقش تسخیر دل
جہانیست یا گلشن بیخزان

ز دل سالِ تالیف خرسند جست
بگفتا۔ نشاطِ دلِ خسروان

سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعهٔ تاریخ طبع از مؤلف

طبع گردید است با دل از نکو
مرحبا این نسخهٔ دانش فزا

چون بجستم سالِ تاریخش حسین
گفت ہاتف ارمغانِ بے بہا

۱۳۱۲ھ

قطعهٔ تاریخ طبع از طبع وقاد مصنفهٔ اہل کمال افتخار شعراے نازک خیال جناب شاہ کریم اللہ چشتی النظامی المتخلص به عاشق حبیب اعظم بترین خلفاء نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت محمود میاں صاحب

احمد آبادی گجراتی قدس اللہ سرہ و تلمیذ میر الشعرا جناب میر احمد علی خان بہادر شہید دہلوی

ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامور
سعدی و جامی و عرفی زمانہ خوش عمل

نکتہ سنج و نکتہ دان و عاقل و دانائے عصر
ہمسر سحبان و اہل افصح روز ازل

منتخب فرد فرید و کامل و ممتاز خلق
یار درویش و امیر و مونس اہل دول

کہتے ہین اپنی زبان سے بڑہکر اسکو اہل فوق
اوسکی باتین ہین نبات و مصر و قند و عسل

بحر مواج فنون و گوہر درج علوم
آشنائے بیمثال خالق عز و جل

نسخہ تاریخ جو تالیف اونسے ہو گیا
ہین جداگانہ تمامی اسکے حصہ بے محل

لکھدیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوب محبوب السلاطین ہی کتاب بے بدل
سنہ ۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکش تہانوی

سلاطین دوران کے کھینچے ہین نقشے
زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ

ابھی اسکی تاریخ میکش یہ لکھدو
یہ تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ
۱۲ ۱۳ھ

تقریظ

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخاقان نواب داور جنگ داور الدولہ داور الملک بہادر دام شوکتہ ۔

حق تو یہ ہے کہ مینے آجتک کوئی کتاب ایسی سود مند اور فائدہ بخش نہین دیکھی میرے خیال مین یہ تاریخ اخلاق کا سرچشمہ اور نصیحتون کا معدن ہے عوام کے لئے عامتہً اور خواص بلکہ سلاطین جو اخص الخواص ہین اونکے لئے نہایت فائدہ بخش ہے حکام کے لئے میری راے مین یہ کتاب رہنماے شفیق ہے اور اکابر قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدر افزائی مین کوتاہی نکریگی ۔

داور الملک

تقریظ

عالیجناب مستطاب نواب اسد یار جنگ اسد یار الدولہ بہادر ایڈیکانگ عالیحضرت بندگانعالی دام دولتہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب عرشی

مین بھی اپنے محترم اور معظم جناب والد صاحب قبلہ وکعبہ کی راے سے اتفاق کرتا ہون ۔ سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑھکر مشیر و ندیم تنہائی نہین ملسکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اوسکا بیان دیکھنے والون کی زبان سے پوچھنا چاہیئے خداوند تعالی قوم کو اس کتاب کے دیکھنے اور پڑہنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دے اگر مدارس مین یہ کتاب شریک کیجاے تو میری راے مین نہایت سودبخش ثابت ہو گی

اسد یار الدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم سخنور یگانہ عالیجناب نواب مظفر جنگ بہادر خلف عالیجناب والامناقب نواب رفیع الدولہ بہادر حیدر الملک زاد اجلالہ تلمیذ مولوی ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشی - این نگارین نوردنامہ فراوان سودبخش را ازین سر تا آن سر خواندم نگویم چہ مایہ گران آرزد ارجمند یافتم ہم براے ملک وہم براے ملت ہم براے قوم اسلام خاصۃ وہم براے عامیان عامۃ - خدا کند کہ این گرامی نامہ بدیدۂ حق بین گورنمنٹ گزرد وبراہ قدر افزا نگریستہ شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دامت اجلالہ این کارنامہ خرد را در مدارس وتعلیمات پذیرا کنند ہم خرد افزا ثابت شود وہم دماغ از وقائع گرانمایہ روشن گردد -

مظفر جنگ

صحت نامہ کتاب محبوب السلاطین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	اورکس کس ہین	اورکس کس سن مین	۶۳	۱۶	چڑواتے تھے	چڑھواتے تھے
۵	۱۳	اسمین شک نہین کہ مولف نے	بہر تقدیر مولف نے	۶۵	۶	طسلم	طلسم
۶	۱۲	ازین خانہ بردار گنجینہ ہا	ازین کیسہ بردار گنجینہ ہا	״	۱۶	ماردیا	مارڈالا
۱۰	۶	دوستری	دوسری	۶۸	۱۷	تعقب	تعاقب
۱۰	۱۳	اورصطلاح	اوراصطلاح	۷۰	۱	فضیل بن ربیع	فضل بن ربیع
۲۵	۷	گورکے	گورخرکے	۷۰	۱۲	کیا	کی
۲۵	۸	بہرام گورخر	بہرام گور	״	۱۳	اوین	رہین
۲۹	۱۴	مت کر	مت کرو	״	۱۷	اتالیق	اتالیقی
۳۱	۱۷	گھوریکی باگ	گھوڑیکی باگ	۷۶	۶	سیرداریکین	سرداریکین
۳۳	۱	بیان کرین	بیان کرو	״	۱۶	مظلومونکی ہی	مظلومونکی
۳۵	۲	بہادر ہوئے	بہادر ہو	۷۷	۴	حکم موافق	موافق حکم
۳۵	۱۷	سوبرسکی عمر رسیدہ	سوبرسکی عمر کا	۷۸	۱۸	جو سزا چاہین دیجئے	جو سزا چاہی دیجئے
۴۰	۱۲	خزنے تھے	خزانے تھے	۸۱	۱	خلیفہ چاہتا تہا	خلیفہ چاہتا
۴۱	۹	کیا جاتہا	کیا جاتا تہا	۸۲	۴	دہمکنے لگا	دبکنے لگا
۴۵	۶	براہ ظلم وخیر جوکچہ کیاہی	براہ ظلم وجبر جوکچہ لیاہی	״	۱۴	پہردہ لونڈی کو	پہراوس لونڈیکو
۴۵	۱۰	اونسے	اوس سے	۸۵	۱۹	ہنسا	ہنسنا
۵۰	۱۷	غاض	غمازی	۸۷	۱۹	شان شوکت کے	شان شوکت کے ساتھ
۵۷	۱۵	کرتا چاہئے	کرنی چاہیئے	۸۸	۱۰	خلعتین و انعامات سے سرفراز کے	خلعتین اور انعامات بہت مرحمت کے
۵۷	۱۸	نکرنا چاہیئے	نکرنی چاہیئے	۹۵	۱۷	محاصل خلافت شرع	محاصل خلاف شرع
۵۸	۹	مجلبس مین	مجلس مین	۱۰۶	۱۱	ورنہ رغم	ورنہ غم کہائیگا
۵۹	۹	منصور نے	منصور	۱۰۹	۱۷	پاسس	پاس
۶۰	۶	کب سیر چشم ہوگا	کب سیر ہوسکتا ہی	۱۱۱	۱۰	ہانی پیشانی	ہاتہی کی پیشانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۴	مندر کاخ کیا	مندر کارخ کیا	۱۸۸	۵	سہٹلہ ہر	سہالہ ہر
۱۱۲	۱	محمود کوہ غور	محمود نے کوہ غور	۱۹۱	۱۴	تحطیہ	تخطیہ
//	۲	محمود عربستان	محمود نے غرجستان	۲۰۰	۱	دردا	دردہ
۱۱۵	۲	فتح نصیب غازیان ہوا	نصیب غازیان ہوا	۲۰۱	۵	خطر	خط
۱۱۶	۹	وہ دینارونکی	اون دینارونکی	۲۰۴	۱۰	اماحسن	امام حسن
//	۱۴	قضاعت سے	قضاوت سے	//	۱۲	تم ہونے ہوئے	تمہاری ہوتے ہوئے
۱۲۰	۷	قطع الطریق	قطاع الطریق	//	۱۹	رضی اور عنہ	رضی اللہ عنہ
//	۸	مزاہم	مزاحم	۲۱۰	۸	خاریہ	خارجیہ
۱۲۱	//	خونریزونکے	خونریزیون کے	۲۱۱	//	مارنے	مارنے کے لئے
۱۲۶	۱۷	عدل وانصاف سے بہرہ	عدل وانصاف شیوہ	۲۱۲	۷	کوچپے	کوچے
۱۲۷	۱	ڈرتے ہین	ڈرتے نہین	۲۱۹	۱۶	مو	ہوا
۱۲۹	۴	مرض پر رکہا	مرضی پر رکہا	۲۵۲	۹	غلہ بوبکر	عُلہ بوکر
۱۲۹	۱۴	خضر	حضرت	۲۸۰	۱۳	ابتک تباہ	ابتک بنیاد
۱۳۰	۳	عملا	عُلما	۲۹۱	۳	گدہے	گدی
۱۳۵	۷	کنجواب	کمخواب	۲۹۲	۳	شکر	لشکر
//	۱۳	یاقوت گل رنگ	یاقوت سے گل رنگ	۲۹۲	۶	بادشاہ وہین	بادشاہ نے وہین
۱۳۶	۵	فرما بردار	فرمان بردار	۲۹۳	۳	باکر	باکہر
//	۷	کہندن	کندہ ہون	//	۱۷	کرین	کرو
//	۱۹	سینون	سینو نمین	۲۹۷	۱	شکر	لشکر
۱۳۷	۱۸	لاہی	لاتا ہے۔	۳۱۶	۱۲	بوالت	طوالت
۱۳۸	۸	کاروان	کاردایان	۳۱۷	۷	دسنیے	دفینے
۱۷۳	۱	بہرتی	بہرتی ہے	۳۴۱	۵	طرفہ تر	طرفہ
۱۷۴	۹	والمنتظمون	اور منتظمون	//	۱۱	قتل وا	قتل ہوا
۱۷۷	۱۳	دادی	داؤدی	۳۴۴	۸	پورس	پورش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٥٢	١٨	بیٹا	بھتیجا	٤٨٤	١٢	گورنر جنرل مدراس	گورنر مدراس
٣٦١	١٢	اگر	آگر	٤٨٧	٧	مدح	مداح
٣٧٢	١	سادات بارر	سادات بارہہ	٤٩٤	١٤	منعقد ہوگی	مجلس منعقد کی
رر	١٨	کو بمقا	کو مقابلہ	٤٩٧	٣	قیام گا	قیام گاہ
رر	١٩	پہونچایا	پہونچا	٤٩٨	١١	وزارت سکونسے	وزارت اونسے
٣٨٤	١٤	شور نسبت	شور سمت	٥٠٠	١٣	افتخار الدولہ	مختار الدولہ
٣٨٧	١٩	میرے	بڑے ہے				
٣٩٢	٤	اودگڑ	اودکھڑ				
٣٩٤	١٨	لعمن لدو	معین الدولہ				
٤٠٤	٣	ہوا	ہوئی				
٤٠٧	١٣	معالج	معالجہ				
٤٠٨	١٦	گورنرل	گورنر جنرل				
٤٢٠	١٣	بہالی ہین	بہائیو نکین				
٤٢١	٦	مگر آخر مین	لیکن آخر مین				
٤٢٢	٣	تخت نشین ہوئے	پیدا ہوئے				
٤٢٥	٥	بچاس ہزار	بچاسی ہزار				
رر	٨	پل بناکر	پل بناکر د				
٤٤٤	٢	حملہ کئے تھے	حملہ آور ہوئے تھے				
٤٥٥	١٣	وہان پر گور	وہان پر گورنر				
٤٥٦	١٧	داستانے	دستانے				
٤٥٧	٩	شہوار کے	اور شہوارون کے				
٤٧٣	١٨	ارشاد فرما	ارشاد فرمایا				
٤٨٠	١٨	اسلئے نہین ہو	اسلئے نہین کیا ہو				
٤٨١	رر	دعا دیون	دعا دون				

خاتمۃ الطبع

سرسبزیِ گلستان سخن حمد حدیقہ آرائے کن فکان ہے اور شادابی و نضارت بوستان کلام نعت سرورِ انس و جان ہے من بعد گلچینان گلزار سیر کو مژدہ ہو کہ ان ایام تازگی انجام مین بہارین چمنستان سیر و سرمایہ خبرت سلاطین دوران یہ صحیفہ انیقہ موسوم بہ احکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین بعہد دولت مہد بادشاہ اسلام اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پُرنور رستم دوران میر محبوب علیخان بہادر دام اللہ دولتہ و سلطنتہ جسکی تاریخ (افسانۂ دلچسپ خسروان زمان) کی عبارت بالکل صادق آرہی ہے بلکہ (فسانہ خرد آموز سلاطین زمن) کہی جائے تو زیبا ہے ١٣١١ اور تاریخ اختتام طبع کتاب (گلدستہ لطیف تاجداران) ١٣١١ کا مضمون خبر دے رہا ہے ١٣١٢ کہ یہ مجموعہ علم و حکمت و بلاغت ہی نہین بلکہ جامع حالات سلاطین متقدمین و متاخرین اور شاہانِ گذشتہ و سلاطین موجودہ کا بیش بہا کارنامہ و گنجینہ اقوال و آداب و پند نصائح کا خزانہ ہے جسکو سخنور بلند خیال سخن آفرین یا ہنر پرور منشی محمد حسین خانصاحب نے زیور تالیف سے آراستہ اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچا ہے یا یہ تاریخ سلاطین عمدہ پیرایہ مین بیان فرمایا ہے —

بیتاب کنندۂ دل اہل بصر	بحریست کہ موجِ آن چو زلفِ حور است
یا سنبلِ تر ز بوستانِ توحید	ترطیب دہِ دماغِ اہل تفرید

قیمت فی جلد ے مرحالی